قرآن وحدیث اور عقائد اہلسنت

مصنف

استاذ الحدیث والفقہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

مکتبہ امام اہلسنت لاہور

فون:0332-9292026

بسم الله الرحمن الرحيم

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله وعلیٰ ألك واصحابك يا حبيب الله

نام کتاب: **قرآن وحدیث اور عقائد اہلسنت**

مصنف: مفتی محمد ہاشم خان العطاری المدنی مدظلہ العالی

صفحات: 656

قیمت: روپے

اشاعتِ اول: صفر المظفر 1436ھ، نومبر 2014ء

ناشر: **مکتبہ امام اہلسنت لاہور**

فون:0332-9292026

ملنے کے پتے

لاہور: مکتبہ قادریہ، دربار مارکیٹ، لاہور☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت، دربار مارکیٹ، لاہور☆ مکتبہ قادری اینڈ ورائٹی ہاؤس، دربار مارکیٹ، لاہور☆ نشان منزل، دربار مارکیٹ، لاہور☆ رضا ورائٹی ہاؤس، دربار مارکیٹ، لاہور☆ مسلم کتابوی، دربار مارکیٹ، لاہور☆ دارالعلم، دربار مارکیٹ، لاہور☆ عطار لجپال ورائٹی ہاؤس، دربار مارکیٹ، لاہور

کراچی: حسان پرفیومز، فیضان مدینہ، کراچی☆ مکتبہ قادریہ، فیضان مدینہ، کراچی☆ مکتبہ غوثیہ، کراچی☆ مکتبہ برکات المدینہ، کراچی

متفرق: مکتبہ غوثیہ، نارووال☆ مکتبہ غوثیہ عطاریہ، کمیٹی چوک، راولپنڈی☆ عطار لجپال ورائٹی ہاؤس، راولپنڈی☆ مکتبہ دارالسلام، حیدرآباد☆ مکتبہ المدینہ (پرائیویٹ) فیضان مدینہ، شیخوپورہ

اجمالی فہرست

تفصیلی فہرست

قرآن وحدیث اور عقائد اہلسنت

پہلا باب

دلائلِ میلاد

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثلِ فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

فصل اول: ثبوتِ میلاد

سوال: میلاد شریف منانے کے ثبوت پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

سب سے بڑی نعمت

اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کے بیان واظہار کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّکَ فَحَدِّثْ ﴾ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمتوں کا خوب چرچا کرو۔ (پ30، سورۃ الضحیٰ، آیت11)

ایک مقام پر فرماتا ہے﴿وَاذْکُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ﴾ترجمہ: تمہارے رب کی تم پر جو نعمت ہے اسے یاد کرو۔ (پ6، سورۃ المائدہ، آیت 7)

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے((**محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نعمة**))ترجمہ: **محمد** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نعمت ہیں۔**

(صحیح بخاری، باب قتل ابی جہل، ج5، ص76، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

بلکہ ولادتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نعمتوں کی اصل ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولاً مِّنْ أَنفُسِهِمْ ﴾ ترجمہ: بیشک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ (پ4، سورۃ آل عمران، آیت258)

فضل ورحمت ملنے پر خوشی منانے کا حکم

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل ورحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِکَ فَلْيَفْرَحُوا ﴾ترجمہ: اے محبوب! فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (کے ملنے) پر چاہئے کہ (لوگ)

خوشی کریں۔ (پ11،سورۂ یونس،آیت58)

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لئے۔ (پ17،سورۃ الانبیاء،آیت107)

اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ شاھد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراج منیر بیان کر کے فرماتا ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (پ22،سورۃ الاحزاب،آیت47)

معلوم ہوا حضور جان رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل ہیں اور فضل ورحمت ملنے پر خوشی کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں دیا ہے۔

ذکر مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ذکر خدا عزوجل ہے

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ یعنی اللہ تعالیٰ کا ذکر بکثرت کرو تا کہ فلاح پاؤ۔ (پ10،سورۃ الانفال،آیت45)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بعینہٖ خدا کا ذکر ہے، حق سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے ﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ﴾ بلند کیا ہم نے تمہارے ذکر کو تمہارے واسطے۔ (پ30،سورۃ الانشراح،آیت4)

امام علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں سیدنا ابن عطاء قدس سرہ العزیز سے یوں نقل فرماتے ہیں: ((جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ

ذِكْرِي، فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي)) یعنی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتا ہے کہ میں نے تم کو اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا پس جس نے تمہارا ذکر کیا اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل الاول فیماجاء من ذلك مجیء المدح، ج 1، ص 63، دارالفیحاء، عمان)

بالجملہ کوئی مسلمان اس میں شک نہیں کر سکتا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد وتعریف بعینہٖ خدا کی یاد ہے، پس جس جس طریقہ سے آپ کی یاد کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی۔

میلاد شکر نعمت

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿وَاشْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ﴾ ترجمہ کنزالایمان: اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو۔ (سورۃ النحل، سورت16، آیت114)

تفسیر روح البیان میں ہے ''قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظهار الشكر لمولده علیه السلام'' ترجمہ: امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔

(تفسیر روح البیان، فی التفسیر، سورۃ فتح، سورت 48، آیت 28، جلد9، صفحہ56، دار الفکر، بیروت)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ میلاد شریف کے متعلق استخراج اصل عمل مولد مبارک میں فرماتے ہیں ''وَالشُّكْرُ لِلَّهِ يَحْصُلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتِّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعْمَةٍ أَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوزِ هَذَا النَّبِيِّ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ؟'' ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا شکر کئی قسم کی عبادات مثلاً صیام، سجود، تلاوت، صدقہ خیرات وغیرہ کے ذریعے ادا ہوجاتا ہے اور نبی کریم جو رحمت والے نبی ہیں اس دن ان کے ظہور سے بڑی نعمت اور کون سی ہوسکتی ہے؟

(الحاوی للفتاوٰی بحوالہ ابن حجر، حسن المقصد فی عمل المولد، جلد1، صفحہ196، دارالفکر، بیروت)

میلاد اور تعظیمِ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کا حکم فرمایا ہے ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمہ: اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرو۔

(پ26،سورۃ الفتح،آیت9)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے جو افعال کیے جاتے ہیں ان میں سے میلاد منانا بھی ہے۔ تفسیر روح البیان میں ہے "ومن تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر" ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں سے میلاد منانا ہے جبکہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو۔

(تفسیر روح البیان،فی التفسیر،سورۃ فتح،سورت 48،آیت 28،جلد9،صفحہ56،دار الفکر ،بیروت)

مذکورہ دلائلِ میلاد پر اعلیٰ حضرت کا تبصرہ

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ "مذکورہ آیات" کو دلائلِ میلاد کے طور پر بیان کرکے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں" اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا﴾ ترجمہ: تم فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت ہی پر لازم ہے کہ خوشیاں مناؤ۔

اور فرماتا ہے ﴿وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰمِ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: انہیں اللہ کے دن یاد دلاؤ۔ (پارہ13،سورۃ ابراہیم،آیت5)

اور فرماتا ہے ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔ (پ30،سورۃالضحی،آیت11)

اور فرماتا ہے ﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شٰهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمہ: اے نبی! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر

ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ (پ26،سورۃالفتح،آیت8,9)

اور فرماتا ہے ﴿فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ ترجمہ: تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اُسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اُترا، وہی بامراد ہوئے۔ (پ9،سورۃالاعراف،آیت157)

اور فرماتا ہے ﴿لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ﴾ ترجمہ: اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بیشک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔ (پ6،سورۃالمائدہ،آیت12)

پہلی تینوں آیتوں میں حکم فرماتا ہے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر شادیاں مناؤ، لوگوں کو اللہ کے دن یاد دلاؤ، اللہ کی نعمت کا خُوب چرچا کرو۔ اللہ کا کون سا فضل ورحمت، کون سی نعمت اس حبیب کریم علیہ وعلی آلہ افضل الصلوۃ والتسلیم کی ولادت سے زائد ہے کہ تمام نعمتیں تمام رحمتیں تمام برکتیں اسی کے صدقے میں عطا ہوئیں۔ اللہ کا کون سا دن اس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور پرنور کے دن سے بڑا ہے، تو بلاشبہہ قرآن کریم ہمیں حکم دیتا ہے کہ ولادتِ اقدس پر خوشی کرو۔ مسلمانوں کے سامنے اُسی کا چرچا خوب زور شور سے کرو، اسی کا نام مجلس میلاد ہے، بعد کی تین آیتوں میں اپنے رسولوں خصوصا سید الرسل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کا حکم مطلق

فرماتا ہے،اورقاعدہ شرعیہ المطلق یجری علی اطلاقہ۔(مطلق اپنے اطلاق پر
جاری ہوتا ہے۔)

(التوضیح والتلویح،فصل حکم المطلق،ج1،ص169،مطبع میرمحمد،کراچی)

جو بات اللہ عزوجل نے مطلق ارشاد فرمائی وہ مطلق حکم عطا کرے گی جو جو کچھ
اس مطلق کے تحت میں داخل ہے سب کو وہ حکم شامل ہے بلاتخصیص شرع جو اپنی طرف
سے کتاب اللہ تعالیٰ کے مطلق کو مقید کرے گا تو وہ کتاب اللہ کو منسوخ کرتا ہے جب
ہمیں تعظیم حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم مطلق فرمایا تو جمیع طرق تعظیم کی اجازت
ہوئی جب تک کسی خاص طریقے سے شریعت منع نہ فرمائے۔ یونہی رحمت پر فرحت
ایامِ الٰہی کا تذکرہ،نعمتِ ربانی کا چرچا یہ بھی مطلق ہیں جس طریقہ سے کیے جائیں
سب امتثال امرالٰہی (اللہ تعالیٰ کے حکم کی پیروی) ہیں جب تک شرع مطہر کسی خاص
طریقہ پر انکار نہ فرمائے۔تو روشن ہوا کہ مجلس وقیام پر خاص دلیل نام لے کر چاہنا یا
بعینہ اُن کا قرون ثلثہ میں وجود تلاش کرنا نری اوندھی مت ہی نہیں بلکہ قرآن مجید کو اپنی
رائے سے منسوخ کرنا ہے۔اللہ عزوجل تو مطلق حکم فرمائے اور منکرین کہیں کہ وہ مطلق
کہا کرے،ہم تو خاص وہ صورت جائز مانیں گے جسے بالتخصیص نام لے کر جائز کیا ہو یا
جس کا بہیئت کذائی قرون ثلٰثہ میں وجود ہوا ہو،انّا اللہ وانّا الیہ راجعون ۔

عقل ودین رکھتے تو جوطریقہ اظہارِ فرحت وتذکرہ نعمت وتعظیم سرکار رسالت
دیکھتے اس میں یہ تلاش کرتے کہ کہیں خاص اس صورت کو اللہ ورسول نے منع تو نہیں
فرمایا،اگر اُس کی خاص ممانعت نہ پاتے یقین جانتے کہ یہ اُنہیں احکام کی بجا آوری
ہے جو ان آیاتِ کریمہ میں گزرے،مگر آدمی دل سے مجبور ہے،محبوب کا چرچا محبّ کا
چین،اور اس کی تعظیم آنکھوں کی ٹھنڈک اور جس دل میں غیظ بھرا ہے وہ آپ ہی ذکر
سے بھی جلے گا تعظیم سے بھی بگڑے گا۔دوست دشمن کی یہ بڑی پہچان ہے،آخر نہ دیکھا

کہ دل کی دبی نے بھڑک کر کہاں تک پھونکا،جانتے ہو کہ اب یہ منکران مجلس وقیام
کون ہیں،ہاں ہاں وہی ہیں جو اول تو اتنا کہتے تھے کہ وہ بڑے بھائی ہم چھوٹے
بھائی،ان کی سروری ایسی ہی ہے جیسے گاؤں کا پدھان یا قوم کا چودھری،اُن کی تعریف
ایسی ہی کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس سے بھی کم،باتوں
مثالوں میں چوڑھے چمار سے تشبیہ بھی دے بھاگتے تھے کہ یہ سب اوران سے بہت
زائد ان کی دھرم پوتھی تقویۃ الایمان میں مصرح ہیں اوراب تو اور بھی کھیل کھیلے کہ ان
کے علم سے شیطان کا علم زیادہ ہے۔جیسا علم غیب ان کو ہے ایسا تو ہر پاگل ہر چوپائے
کو ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ کلماتِ ملعونہ۔

مسلمانو!یہ ہیں جو آج تمہارے سامنے مجلس مبارک وقیام سے منکر ہیں اب
تو سمجھو کہ علتِ انکار کیا ہے واللہ واللہ بغضِ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،دیکھو
خبردار ہوشیار یہ ہیں وہ جن کی خبر حدیث میں دی تھی کہ ((ذیاب فی ثیاب))
بھیڑیئے ہوں گے کپڑے پہنے،یعنی ظاہر میں انسانی لباس اور باطن میں گرگ
خنّاس۔اے مصطفٰی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھولی بھیڑو!اپنے دشمن کو پہچانو،نہیں نہیں
تمہارے دشمن نہیں تمہارے پیارے مالک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دشمن جنہوں نے وہ
ملعون گالیاں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں لکھیں،چھاپیں اور
آج تک اُن پر مصر ہیں۔ (فتاوی رضویہ،ج29،ص249تا251،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں"آپ(صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم)کی خوبیوں کے بیان واظہار کا نص قطعی سے ہمیں حکم ہوا اور کارِخیر میں جس
قدر مسلمان کثرت سے شامل ہوں اسی قدر زائد خوبی اور رحمت کا باعث ہے،اسی مجمع
میں ولادت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر کرنے کا نام مجلس ومحفل میلاد ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج23،ص754،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: میلاد شریف کا انکار کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''میلاد مبارک وقیام کے آج کل منکر وہابیہ ہیں اور وہابیہ گمراہ بے دین۔ میلاد شریف قرآن عظیم کی متعدد آیات کریمہ اور حدیث صحیح سے ثابت ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج23،ص744،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

حشر تک ڈالیں گے ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے

فصل دوم: سب نے میلاد منایا

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے
نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

قرآن مجید اور آمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(1) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَى ذَلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ o﴾ ترجمہ: اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جب میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تمہارے پاس وہ رسول تشریف لائیں جو تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائیں، تو تم ضرور ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا، فرمایا کیا تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا، فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں خود تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔ (پ3،سورۃ آل عمران،آیت81)

(2) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے، تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے، مسلمانوں پر کمال مہربان۔ (پ11،سورۃالتوبہ،آیت128)

(3) اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور

روشن کتاب۔ (پ6،سورۃ المائدہ،آیت15)

(4)اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴿وَمَآ أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ترجمہ:اورہم نے تمہیں نہ بھیجامگر رحمت سارے جہان کے لیے۔

(پ17،سورۃ الانبیاء،آیت107)

(5)اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا o وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا﴾ترجمۂ کنزالایمان:اے غیب کی خبریں بتانے والے(نبی)!بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اورخوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پ22،سورۃ الاحزاب،آیت45,46)

(6)اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى وَدِينِ الْحَقِّ﴾ترجمہ:رب العلمین وہ ہے جس نے اپنے رسول کوہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا۔ (پ28،سورۃ التوبہ،آیت33)

سابقہ انبیاء و امتیں اور آمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(1)حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ:لَمَّا بَلَغَ وَلَدُ مَعْدِ بْنِ عَدْنَانَ أَرْبَعِينَ رَجُلًا، وَقَفُوا عَلَى عَسْكَرِ مُوسَى صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْتَهَبُوهُ فَدَعَا عَلَيْهِمْ مُوسَى بْنُ عِمْرَانَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:يَا رَبِّ هَؤُلَاءِ وَلَدُ مَعْدٍ قَدْ أَغَارُوا عَلَى عَسْكَرِي، فَأَوْحَى اللهُ إِلَيْهِ، يَا مُوسَى بْنَ عِمْرَانَ، لَا تَدْعُوا عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ مِنْهُمُ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ النَّذِيرَ الْبَشِيرَ))ترجمہ:میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کوفرماتے سنا کہ جب معد بن عدنان کی اولاد کی تعداد چالیس ہوگئی تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کے لشکر پر پڑے اوران کولوٹ لیا تو موسیٰ بن عمران نے ان کے خلاف دعاءِ ضرر کی کہ

اے اللہ!یہ معد بن عدنان کی اولاد نے میرے لشکر کے خلاف قتل وغارت کی،تو اللہ عزوجل نے آپ کی طرف وحی فرمائی کہ اے موسیٰ ان کے خلاف دعا نہ کرکہ انہیں میں سے **بشیرونذیر نبی امی** ہوگا۔

(المعجم الكبير للطبراني،شداد ابوعمار،عن ابی امامہ رضی اللہ عنہ،ج8،ص140،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

(2)ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے،فرماتے ہیں:((لم يزل الله تعالى يتقدم في النبي إلى آدم فمن بعده ولم تزل الأمم تتباشر به وتستفتح به حتى أخرجه الله في خير أمة وفي خير قرن وفي خير أصحاب وفي خير بلد))ترجمہ:ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اوران کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام سے پیشگوئی فرماتارہا،اورقدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری پرخوشیاں مناتیں اور آپ کے توسل سے اپنے اعداء پر فتح مانگتی آئیں،یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بہترین امت وبہترین زمانہ وبہترین اصحاب وبہترین شہر میں ظاہر فرمایا۔

(الخصائص الكبرىٰ بحوالہ ابن عساکر،باب خصوصیت باخذ المیثاق،ج1،ص16،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(3)سنن دارمی میں ہے((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، أَنَّهُ سَأَلَ كَعْبَ الْأَحْبَارِ:كَيْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ؟ فَقَالَ كَعْبٌ:نَجِدُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ يُولَدُ بِمَكَّةَ، وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ، وَيَكُونُ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ))ترجمہ:حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے انہوں نے کعب الاحبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ نے توراۃ میں نبی

کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی کیا صفات پائیں؟ فرمایا: ہم نے اس میں پایا کہ **محمد بن عبداللہ** (صلی اللہ علیہ وسلم) **مکۃ المکرّمہ میں پیدا ہوں گے**، مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کریں گے شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طعن و تشنیع کرنے والے نہیں ہوں گے۔

(سنن دارمی،باب صفة النبی صلی الله علیه وسلم فی الکتب قبل مبعثه،ج1،ص158،دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب)

(4) **مدارج النبوۃ میں ہے "تمام انبیاء** علیہم السلام **نے اپنی اپنی امتوں کو حضور** صلّی اللہ علیہ وسلّم **کی آمد کی خبریں دیں۔"** (مدارج نبوة،جلد 1،باب چهارم ،ص162،معنیً)

(5) قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے: ﴿مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے۔

(پ28،سورۃالصف،آیت6)

(6) خصائص کبری میں ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں ((وَكَانَ آخر من بشر بی عِیسَی بن مَرْیَم علیہما الصلاۃ والسلام)) ترجمہ: سب سے آخر میں میری آمد کی بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی۔

(الخصائص الکبریٰ بحواله ابن عساکر ،باب خصوصیت باخذ المیثاق ،ج1،ص17،دارالکتب العلمیه،بیروت)

(7) حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((وَعَنْ كَعْبٍ يَحْكِي عَنِ التَّوْرَاةِ قَالَ:نَجِدُ مَكْتُوبًا محمدٌ رسولُ الله عَبْدِي الْمُخْتَارِ لَا فظٌّ وَلَا غَلِيظٍ وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَجْزِي بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ مَوْلِدُهُ بِمَكَّةَ وَهِجْرَتُهُ بِطِيبَةَ وَمُلْكُهُ بِالشَّامِ وَأُمَّتُهُ الْحَمَّادُونَ يَحْمَدُونَ اللَّهَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ)) ترجمہ: حضرت کعب الاحبار رضی

اللہ تعالیٰ عنہ توراۃ شریف سے حکایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں لکھا ہوا پایا "محمد اللہ کے رسول ہیں، میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ بدخلق ہیں نہ سخت رو اور نہ ہی بازاروں میں شور کرنے والے، برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے بلکہ عفو و درگزر فرمائیں گے، **مکہ میں پیدا ہوں گے** مدینہ طیبہ کو ہجرت کریں گے اور ملک شام میں ان کی سلطنت ہوگی اور آپ کی امت بڑی حمد کرنے والی ہوگی خوشحالی و تنگی میں اللہ تعالی کی حمد کرے گی۔"

(مشکوة المصابیح،باب فضائل سید المرسلین،فصل ثانی،ج3،ص1606،المکتب الاسلامی، بیروت)

میلادِ مصطفی بزبان مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

(1) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((تَذَاكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلّی اللہ علیہ وسلّم وَأَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ مِيلَادَهُمَا عِنْدِي)) ترجمہ: میرے سامنے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے **اپنے میلاد کا ذکر کیا**۔ (المعجم الکبیرللطبرانی،سن ابی بکر وخطبته،ج1،ص58،مکتبه ابن تیمیه،القاہره)

(2) رحمت عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا: ((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)) ترجمہ: **یہ دن میری ولادت کا دن ہے**، اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم،کتاب الصیام،ج2،ص819،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

(3) رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ اللهَ اصْطَفَى كِنَانَةَ مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيلَ، وَاصْطَفَى قُرَيْشًا مِنْ كِنَانَةَ، وَاصْطَفَى مِنْ قُرَيْشٍ بَنِي هَاشِمٍ، وَاصْطَفَانِي مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: اللہ تعالی نے اولاد اسماعیل میں سے

کنانہ، کنانہ میں سے قریش، قریش میں سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم میں سے مجھے چنا۔

(صحیح مسلم، باب فضل نسب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 4، ص1782، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(4) حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، گویا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے کچھ سنا تھا ((فَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ أَنَا؟، فَقَالُوا: أَنْتَ رَسُولُ اللهِ علیک السلام. قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ، فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ قَبِيلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوتًا فَجَعَلَنِي فِي خَيْرِهِمْ بَيْتًا وَخَيْرِهِمْ نَسَبًا)) ترجمہ: تو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے اور فرمایا: میں کون ہوں؟ صحابہ نے عرض کیا: آپ پر سلام ہو آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں، رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا: میں محمد بن عبد اللہ بن عبدالمطلب ہوں، **بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا** تو مجھے ان کے بہترین گروہ میں رکھا پھر انہیں دو گروہ کیا تو مجھے بہترین فرقہ میں رکھا پھر ان کے قبیلے کیے تو مجھے بہترین قبیلہ میں رکھا پھر ان کے گھر بنائے تو مجھے بہترین گھر میں کیا اور ان میں بہترین نسب والا بنایا۔

(جامع الترمذی، ج 5، ص433، دارالغرب الاسلامی، بیروت ☆ مشکوۃ المصابیح، باب فضائل سید المرسلین، فصل ثانی، ج3، ص1604، المکتب الاسلامی، بیروت)

(5) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ((انَا عَبْدُ اللهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّنَ، وَإِنَّ آدَمَ علیہ السلام لَمُنْجَدِلٌ فِي طِينَتِهِ، وَسَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَلِكَ: دَعْوَةُ أَبِي

إِبْرَاهِيمَ، وَبِشَارَةُ عِيسَى، وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِي رَأَتْ، وَكَذَلِكَ أُمَّهَاتُ النَّبِيِّنَ يَرَوْنَ، وَإِنَّ أُمَّ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم حِينَ وَضَعَتْهُ رَأَتْ نُورًا أَضَاءَتْ لَهَا قُصُورَ الشَّامِ)) ترجمہ: میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس وقت سے خاتم النبین ہوں جبکہ حضرت آدم علیہ السلام کا ابھی خمیر بھی تیار نہ ہوا تھا اور عنقریب میں تمہیں اس کی خبر دوں گا، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام کی دعا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کی بشارت اور اپنی والدہ کا خواب ہوں جو انھوں نے دیکھا اور انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کی مائیں ایسا ہی دیکھتی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ نے جب آپ کو جنا تو ایک نور دیکھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، باب عبد الاعلی بن ہلال سلمی عن عرباض ساریہ، ج 18، ص252، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ ☆ مسند احمد بن حنبل، حدیث عرباض بن ساریہ، ج28، ص395، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

(6) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک محفلِ میلاد کی اصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اپنی ولادت کی خوشی میں جانور ذبح کئے۔ بعض لوگوں نے اس عمل کو عقیقہ قرار دیا تھا، لیکن آپ علیہ الرحمہ ان کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں "العقیقۃ لاتعاد مرۃ ثانیۃ فیحمل ذلک علی ان الذی فعلہ النبی اظہاراً لشکر علی ایجاد اللہ ایاہ رحمۃ للعلمین وتشریع لامتہ" ترجمہ: عقیقہ زندگی میں دوبارہ نہیں کیا جاتا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل کو اس پر محمول کیا جائے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات پر اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار کیا کہ اس نے آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا اور یہ عمل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے بھی کیا کہ یہ میری امت کے لئے مشروع ہو جائے۔ (حسن المقصد فی عمل المولد، 196)

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے میلاد منایا

(1) حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں ((إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک محفل میں تشریف لائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا: ((مَا أَجْلَسَكُمْ ؟)) ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ((جَلَسْنَا نَدْعُو اللَّهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں، (یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکرادا کریں۔

فرمایا: ((آللَّهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذَلِكَ؟)) اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟

عرض کی: ((آللَّهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذَلِكَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمی پر اللہ کا شکرادا کریں۔

ارشاد فرمایا: ((أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)) ترجمہ: اے میرے صحابہ! میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ (معاملہ یہ ہے کہ) میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرمارہا ہے۔

(سنن نسائی، کیف یستحلف الحاکم، ج8، ص249، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں

((جَلَسَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ حَتَّى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُونَ قَالَ بَعْضُهُمْ: إِنَّ اللَّهَ اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَقَالَ آخَرُ: مُوسَى كَلَّمَهُ اللَّهُ تَكْلِيمًا وَقَالَ آخَرُ: فَعِيسَى كَلِمَةُ الله وروحه. وَقَالَ آخَرُ: آدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ خَلِيل الله وَهُوَ كَذَلِكَ وَآدَمُ اصْطَفَاهُ اللَّهُ وَهُوَ كَذَلِكَ أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَحْتَهُ آدَمُ فَمَنْ دُونَهُ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُحَرِّكُ حَلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللَّهُ لِي فَيُدْخِلُنِيهَا وَمَعِي فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِينَ وَلَا فَخْرَ وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِينَ وَالْآخَرِينَ عَلَى اللَّهِ وَلَا فَخر))

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بیٹھے ہوئے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب ہو گئے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں سنا وہ باہم گفتگو کر رہے تھے ان میں سے کسی نے کہا: اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا، دوسرے نے کہا: اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام سے حقیقتاً کلام فرمایا، ایک اور نے کہا: پس حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام کلمۃ اللہ اور روح اللہ ہیں، اور کسی نے کہا: حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام صفی اللہ ہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: تحقیق میں نے تمہارا کلام سن لیا اور تمہیں یہ بات بھاتی ہے کہ ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور آدم صفی اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں اور سن لو میں اللہ کا حبیب ہوں اور اس پہ کچھ فخر نہیں، اور میں قیامت کے دن اس لواء الحمد کو اٹھانے والا ہوں جس کے نیچے آدم علیہ السلام اور ان کے ما سوا (سب لوگ) ہوں گے، اور میں کچھ فخر نہیں کرتا، اور روز قیامت سب سے پہلے میں

شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی، اور اس پر کچھ فخر نہیں، اور میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت کے حلقے کو حرکت دے گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اور میرے ساتھ غریب مسلمانوں کو جنت میں داخل کرے گا، اور کچھ فخر نہیں، اور میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک اولین وآخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں، اور کچھ فخر نہیں۔

(مشکوۃ المصابیح،باب فضائل سید المرسلین،فصل ثانی،ج3،ص1604،المکتب الاسلامی، بیروت☆جامع الترمذی،باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ج6،ص15، دارالغرب الاسلامی،بیروت☆سنن دارمی،باب ما اعطی النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص194، دارالمغنی للنشر والتوزیع،عرب)

(3) حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ((لَقِيتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قُلْتُ:أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ:أَجَلْ الخ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے عرض کیا: مجھے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وہ نعت بیان کریں جو تورات میں ہے، جواباً فرمایا: جی ہاں! بیان کرتا ہوں (اور پھر وہ صفات بیان کیں جو تورات میں مذکور تھیں)۔

(مشکوۃ المصابیح،باب فضائل سید المرسلین،ج3،ص1600،المکتب الاسلامی،بیروت)

فرشتوں کا میلاد منانا

(1) امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں((لما حضرت ولادة آمنة قال الله تعالى لملائكته:افتحوا أبواب السماء كلها، وأبواب الجنان، وألبست الشمس يومئذ نورا عظيما، وكان قد أذن الله تعالى تلك السنة لنساء الدنيا أن يحملن ذكورا كرامة لمحمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: جب حضرت آمنہ کے وضع حمل کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو

فرمایا کہ آسمان اور جنت کے سب دروازے کھول دو، اور سورج کو اس دن نور عظیم پہنایا گیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس سال دنیا کی تمام عورتوں کو حکم فرمادیا کہ وہ مذکر اولاد کو پیدا کریں، (یہ سب) حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کو تھا۔

(المواہب اللدنیہ،آیات ولاتہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص76،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ((لما ولد صلی اللہ علیہ وسلم قال في أذنه رضوان خازن الجنان:أبشر يا محمد فما بقي لنبي علم إلا وقد أعطيته، فأنت أكثرهم علما، وأشجعهم قلبا)) ترجمہ: جب سرکار علیہ السلام پیدا ہوئے تو آپ کے کان میں رضوان جنت کے خازن نے کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو بشارت ہو کہ کسی بھی نبی کو جو علم دیا گیا وہ آپ کو عطا کر دیا گیا تو آپ سب سے زیادہ علم والے ہیں اور دلی طور پر سب سے زیادہ بہادر ہیں۔

(مواہب اللدنیہ،آیات ولاتہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص78،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

(3) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((قَالَ لِي جِبْرِيلُ:يَا مُحَمَّدُ، قَلَّبْتُ الْأَرْضَ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا، فَلَمْ أَجِدْ وَلَدَ أَبٍ خَيْرًا مِنْ بَنِي هَاشِمٍ)) ترجمہ: مجھ سے جبریل علیہ السلام نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمین کے مشرق ومغرب کو الٹ پلٹ کر دیکھا، میں نے بنی ہاشم سے بڑھ کر کسی باپ کے بیٹوں کو نہ پایا۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل،ج2،ص628،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

یہی بولے سدرہ والے چمن جہاں کے تھالے
سبھی میں نے چھان ڈالے تیرے پائے کا نہ پایا   تجھے یک نے یک بنایا

(4) سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((رَأَيْتُ ثَلَاثَةَ أَعْلَامٍ مضروبات علما في الْمشرق وعلما في الْمغرب وعلما على ظهر الْكَعْبَة

ـــ فَولدت مُحَمَّدًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اور تیسرا کعبے کی چھت پر،تو حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوگئی۔

(خصائص کبری ،ج1،ص 82،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆مواہب اللدنیہ،آیات ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج 1،ص76,77،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ☆دلائل النبوۃ،القول فیمااوتی عیسیٰ کل الخ،ج1،ص610،دارالنفائس،بیروت☆مدارج النبوۃ ،جلد 2،باب ولادت مبارکہ،ص 34،مطبوعہ ضیاء القرآن)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا　　تا عرش اڑا پھریرا،صبح شبِ ولادت

اولیاء وعلماء بلکہ تمام عالمِ اسلام

امام ابن جوزی اور میلاد

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی597ھ) فرماتے ہیں ''لازال اھـــل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول ویھتمون اھتماماً بلیغاً علی السماع والقرأۃ لمولد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینالون بذلک اجراً جزیلاً وفوزاً عظیماً '' ترجمہ:اہل مکہ،اہل مدینہ،اہل مصر،اہل یمن وشام اورمشرق ومغرب میں تمام بلادعرب ہمیشہ سے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں،اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں،اور نبی محترم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اوراس کے ذریعے عظیم اجراور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔　　(المیلاد النبوی،ص58)

امام ابن حجر مکی اور میلاد

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی852ھ) کا قول میلاد کے بارے میں

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی911ھ) نے نقل کیا ہے، فرماتے ہیں''وَقَدْ سُئِلَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ حَافِظُ الْعَصْرِ أبو الفضل ابن حجر عَنْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ، فَأَجَابَ بِمَا نَصُّهُ :أَصْلُ عَمَلِ الْمَوْلِدِ بِدْعَةٌ لَمْ تُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنَ السَّلَفِ الصَّالِحِ مِنَ الْقُرُونِ الثَّلَاثَةِ، وَلَكِنَّهَا مَعَ ذَلِكَ قَدِ اشْتَمَلَتْ عَلَى مَحَاسِنَ وَضِدِّهَا، فَمَنْ تَحَرَّى فِي عَمَلِهَا الْمَحَاسِنَ وَتَجَنَّبَ ضِدَّهَا كَانَ بِدْعَةً حَسَنَةً وَإِلَّا فَلَا، قَالَ :وَقَدْ ظَهَرَ لِي تَخْرِيجُهَا عَلَى أَصْلٍ ثَابِتٍ وَهُوَ مَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ مِنْ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَوَجَدَ الْيَهُودَ يَصُومُونَ يَوْمَ عَاشُورَاءَ، فَسَأَلَهُمْ فَقَالُوا :هُوَ يَوْمٌ أَغْرَقَ اللَّهُ فِيهِ فرعون وَنَجَّى مُوسَى فَنَحْنُ نَصُومُهُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى ، فَيُسْتَفَادُ مِنْهُ فِعْلُ الشُّكْرِ لِلَّهِ عَلَى مَا مَنَّ بِهِ فِي يَوْمٍ مُعَيَّنٍ مِنْ إِسْدَاءِ نِعْمَةٍ أَوْ دَفْعِ نِقْمَةٍ، وَيُعَادُ ذَلِكَ فِي نَظِيرِ ذَلِكَ الْيَوْمِ مِنْ كُلِّ سَنَةٍ، وَالشُّكْرُ لِلَّهِ يَحْصُلُ بِأَنْوَاعِ الْعِبَادَةِ كَالسُّجُودِ وَالصِّيَامِ وَالصَّدَقَةِ وَالتِّلَاوَةِ، وَأَيُّ نِعْمَةٍ أَعْظَمُ مِنَ النِّعْمَةِ بِبُرُوزِ هَذَا النَّبِيِّ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ؟'' ترجمہ: شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ سے میلاد کے عمل کے بارے سوال کیا گیا،تو آپ نے یہ جواب دیا،کہ میلاد کے عمل کی اصل بدعت ہے جو کہ قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے منقول نہیں ،لیکن بدعت ہونے کے ساتھ یہ اچھے کاموں اور ان کی ضد پر مشتمل ہے،تو جو شخص اس کے محاسن پر نظر رکھتے ہوئے اوران کی ضد سے اجتناب کرتے ہوئے یہ عمل کرے تو بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں،اور فرمایا کہ میرے لئے اس عمل کی تخریج ایک اصل مقرر سے ظاہر ہوئی جو کہ صحیحین میں ثابت ہے کہ جب نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں آئے تو یہودیوں کو یوم عاشوراء کا روزہ رکھتے پایا پھران سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون

کوغرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کونجات دی تو ہم اس کے شکرانے میں روزہ رکھتے ہیں تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جس دن اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرما کر یا کسی مصیبت کو دور کر کے احسان فرمائے تو اس معین دن میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے اور ہر سال اسی دن کی مثل فعل شکر کا اعادہ کیا جائے ،اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا عبادت کی اقسام میں سے کسی کے ساتھ ہوتا ہے، جیسے سجدہ ،روزہ، صدقہ، تلاوت۔ اور اس روز (بارہویں شریف کو) نبی رحمت شفیع امت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ظہور سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے؟

(الحاوی للفتاوی، حسن المقصد فی عمل المولد، ج1، ص229، دارالفکر للنشر ولتوزیع، بیروت)

امام سخاوی اور میلاد

امام ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 902ھ) فرماتے ہیں ''لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن یشتغلون فی شہر مولدہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بعمل الولائم البدیعۃ المشتملۃ علی الامور البھجۃ الرفیعۃ ویتصدقون فی لیالیہ بانواع الصدقات و یظھرون السرور یزیدون فی المبرات ویتمون بقرائۃ مولدہ الکریم ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم ''ترجمہ: اہل اسلام تمام اطراف واقطار اور شہروں میں بماہ ولادت رسالت مآب صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عمدہ کاموں اور بہترین شغلوں میں رہتے ہیں اور اس ماہ مبارک کی راتوں میں قسم قسم کے صدقات اور اظہار سرور وکثرت حسنات واہتمام قراءۃ مولد شریف عمل میں لاتے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔

(انسان العیون، بحوالہ السخاوی باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمداواحمد، ج 1، ص83، المکتبۃ الاسلامیہ، بیروت)

علامہ محمدبن یوسف شامی اور میلاد

علامہ محمد بن یوسف الصالحی شامی (متوفی 942ھ) نے بھی اپنی کتاب سبل

الھدی میں امام ابوالخیر سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے'''لازال اھل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن الکبار یحتفلون فی شھر مولدہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ''ترجمہ: تمام اطراف اور بڑے شہروں میں اہل اسلام حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت باسعادت کے مہینہ میں ولادت کی خوشی میں محافل سجاتے ہیں۔

(سبل الھدی، الباب الثالث عشر فی اقوال العلماء الخ، ج1، ص362، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام قسطلانی اور میلاد

شارح بخاری امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں''ولا زال أھل السلام یحتفلون بشھر مولدہ -علیہ السلام-، ویعملون الولائم، ویتصدقون فی لیالیہ بأنواع الصدقات، ویظھرون السرور، ویزیدون فی المبرات .ویعتنون بقراءۃ مولدہ الکریم، ویظھر علیھم من برکاتہ کل فضل عمیم ''ترجمہ: حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے اور دعوت طعام کرتے آئے ہیں اور ان راتوں میں انواع واقسام کی خیرات کرتے اور خوشی کا اظہار، نیک کاموں کی زیادتی کرتے آئے ہیں۔ میلاد شریف پڑھنے کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور اس کی برکت سے ان پر اللہ تعالی کا فضل وکرم ظاہر ہوتا ہے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص89، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ مصر)

علامہ اسماعیل حقی ،امام جلال الدین سیوطی اور امام تقی الدین سبکی

تفسیر روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں''قال الامام السیوطی قدس سرہ یستحب لنا اظھار الشکر لمولدہ علیہ السلام انتھی .وقد اجتمع عند الامام تقی الدین السبکی رحمہ اللہ جمع

كثيــر مــن علماء عصره فأنشد منشد قول الصر صری رحمہ اللہ فی مدحه علیه السلام ’’ترجمہ:امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے شکر کا اظہار مستحب ہے،اورامام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ان کے دور کے کثیر علماء جمع تھے تو آپ نے حضرت صرصری رحمۃ اللہ علیہ کی نعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھی۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ الفتح ،آیت 28,29،ج9،ص56،دارالفکر،بیروت)

شیخ محقق اور میلاد

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1052ھ)فرماتے ہیں ’’ولازال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده صلی اللہ علیہ وسلم‘‘ترجمہ:اہل اسلام ہمیشہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینے میں میلاد کی محفلیں سجاتے آئے ہیں۔ (ماثبت بالسنۃ،ص274، دار الاشاعت کراچی)

مخالفین کے اکابر اورمیلاد

مہاجر مکی اور میلاد

مخالفین کے پیرومرشد حاجی امداداللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں’’اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔‘‘

(فیصلہ ہفت مسئلہ،ص5،مطبوعہ قیمی پریس،کانپور)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں’’مکہ مکرمہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے دن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مولود مبارک پر حاضر تھا،جس میں حاضرین نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتے تھے اور وہ معجزات بیان کرتے تھے جو آپ کی

ولادت باسعادت پر ظاہر ہوئے ،یہ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ انوار میں نے جسم کی آنکھ سے دیکھے یا روح کی آنکھ سے،میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ انوار ملائکہ کی جانب سے ہیں(جو میلاد شریف جیسے)اجتماعات ومجالس پر مقرر ہیں۔‘‘

(فیوض الحرمین،ص27)

شاہ عبد الرحیم اور میلاد

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد شاہ عبدالرحیم دہلوی فرماتے ہیں’’كنت اصنع فی ايام المولد طعاماً صلة بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم يفتح لی سنة من السنين شيء اصنع به طعاماً فلم اجد الا حمصاً مقلياً فقسمته بين الناس فرأيته صلی اللہ علیہ وسلم و بين يديه هذا الحمص متجهاً بشاشاً ‘‘ترجمہ:میں ہرسال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد کے موقع پر کھانے کا اہتمام کرتا تھا،لیکن ایک سال کھانے کا انتظام نہ کرسکا،ہاں کچھ بھنے ہوئے چنے لے کر میلاد کی خوشی میں لوگوں میں تقسیم کردیئے۔رات کو خواب میں دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بڑی خوشی کی حالت میں تشریف فرما ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے وہی چنے رکھے ہوئے ہیں۔

(الدرالثمین فی مجموعۃ المسلسلات و ....،الحدیث الثانی والعشرون،ص 61،میر محمد کتب خانہ کراچی)

شاہ عبد العزیزمحدث دہلوی اور میلاد

شاہ عبدالعزیز دہلوی فرماتے ہیں’’ربیع الاول شریف کی برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے میلاد شریف سے ہے،جتنا امت کی طرف سے سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درودوں اور طعاموں کا ہدیہ پیش کیا جاتا ہے اتنا ہی امت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔‘‘ (فتاوی عزیزی،ج1،ص163)

صدیق حسن بھوپالی اور میلاد

صدیق حسن بھوپالی غیر مقلد لکھتا ہے ''عبارت سابقہ سے اظہار فرح میلاد نبوی صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ پر پایا جاتا ہے، سوجس کو حضرت کے میلاد کا سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کا منکر ہے وہ مسلمان نہیں۔''

(الشمامة العنبریه، ص70)

جانوروں نے ایک دوسرے کو خوشخبری دی

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((فَکَانَ مِنْ دَلَالَاتِ حَمْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ أَنَّ کُلَّ دَابَّةٍ کَانَتْ لِقُرَیْشٍ نَطَقَتْ تِلْكَ اللَّیْلَةَ وَقَالَتْ: حُمِلَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَرَبِّ الْکَعْبَةِ وَهُوَ أَمَانُ الدُّنْیَا وَسِرَاجُ أَهْلِهَا وَمَرَّتْ وُحُوشُ الْمَشْرِقِ إِلَی وُحُوشِ الْمَغْرِبِ بِالْبُشَارَاتِ , وَکَذَلِكَ الْبِحَارُ یُبَشِّرُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا به)) ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حمل کی نشانیوں میں سے تھا کہ اس رات قریش کے سب چوپایوں کو قوت گویائی عطا کی گئی اور انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں آ گئے، اور رب کعبہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دنیا کے لئے امان اور اس کے اہل کے لئے روشن چراغ ہیں اور مشرق کے جنگلی جانور مغرب کی طرف بشارتیں دیتے ہوئے گئے اور ایسے ہی سمندر کے بعض حصوں نے بعض کو بشارت دی۔

(دلائل النبوۃ،القول فیمااوتی عیسیٰ کل الخ،ج1،ص610،دارالنفائس،بیروت)

سوائے ابلیس کے

ابن کثیر دمشقی البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں ''حکی السهیلی عن تفسیر بقی بن مخلد الحافظ أن إبلیس رن أربع رنات حین لعن، وحین أهبط، **وحین ولد رسول الله** صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ، وحین أنزلت الفاتحة '' امام سہیلی نے بقی بن مخلد حافظ کی تفسیر سے روایت کیا کہ شیطان چار مرتبہ چیخ کر رویا جب اس پر لعنت کی گئی، جب اس کو جنت سے نکال کر زمین پر بھیج دیا گیا، **جب نبی کریم** صَلَّی اللہ عَلَیہِ وَسَلَّمَ **پیدا ہوئے** اور جب سورۃ فاتحہ نازل ہوئی۔

(البدایة والنهایة،فصل فیما وقع من الآیات لیلة مولده علیه الصلاة والسلام،جلد 2،صفحه 326، دار إحیاء التراث العربی،بیروت)

نثار تیری چہل پہل پر ہزاروں عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

فصل سوم: برکات میلاد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

ابولہب کا قصہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے **والد ماجد** حضرت **عبد اللہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائیوں میں سے ابولہب بھی تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ابولہب کی لونڈی نے آکر اسے خوشخبری دی کہ آج تیرے بھائی عبداللہ کے ہاں بچہ کی ولادت ہوئی ہے، اس نے خوش ہوکر اسے انگلی کے اشارے سے کہا: جا تو آزاد ہے۔ یہ سخت کافر تھا جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورت نازل ہوئی ہے، مگر ولادت مصطفیٰ کی اس طرح خوشی منانے کی وجہ سے اس پر یہ کرم ہوا کہ اسے شہادت کی انگلی سے پانی ملتا ہے جسے پی کر اس کی پیاس بجھ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے پیش نظر علماء فرماتے ہیں کہ وہ کافر تھا ہم مؤمن ہیں، وہ دشمن تھا ہم ان کے غلام ہیں، اس نے اللہ عزوجل کا رسول سمجھ کر ولادت کی خوشی نہیں کی اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی مناتے ہیں تو جب اس پر یہ کرم ہوا کہ عذاب میں تخفیف دی گئی تو ہمیں تو ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے دنیا وآخرت کی بھلائیاں نصیب ہوں۔ یہ واقعہ صحیح بخاری میں اس طرح ہے((فَلَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ أُرِيَهُ بَعْضُ أَهْلِهِ بِشَرِّ حِيبَةٍ، قَالَ لَهُ:مَاذَا لَقِيتَ؟ قَالَ أَبُو لَهَبٍ:لَمْ أَلْقَ بَعْدَكُمْ غَيْرَ أَنِّي سُقِيتُ فِي هَذِهِ بِعَتَاقَتِي ثُوَيْبَةَ)) ترجمہ: جب ابولہب مرگیا تو اس کو اس کے بعض گھر والوں نے خواب میں برے حال میں دیکھا، پوچھا: کیا گذری، ابولہب بولا: تم سے جدا ہوکر مجھے کوئی خیر نصیب نہ ہوئی، ہاں مجھے اس کلمہ کی انگلی سے پانی ملتا ہے، کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب وامھاتکم التی ارضعنکم وما یحرم من الرضاعة، ج 7، ص9، مطبوعہ دار طوق النجاہ)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں((لَمَّا مَاتَ أَبُو لَهَبٍ رَأَيْتُهُ فِي مَنَامِي بَعْدَ حَوْلٍ فِي شَرِّ حَالٍ فَقَالَ مَا لَقِيتُ بَعْدَكُمْ رَاحَةً إِلَّا أَنَّ الْعَذَابَ يُخَفَّفُ عَنِّي كُلَّ يَوْمِ اثْنَيْنِ قَالَ وَذَلِكَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وُلِدَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَكَانَتْ ثُوَيْبَةُ بَشَّرَتْ أَبَا لَهَبٍ بِمَوْلِدِهِ فَأَعْتَقَهَا)) ترجمہ: جب ابولہب مرگیا تو میں نے اسے ایک سال بعد خواب میں برے حال میں دیکھا تو اس نے کہا مجھے تم سے جدا ہونے کے بعد کوئی راحت نہ ملی سوائے اس کے کہ ہر پیر کو میرے عذاب میں تخفیف ہوتی ہے، (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) اور یہ اس وجہ سے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن دنیا میں تشریف لائے، ثویبہ نے ابولہب کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کردیا۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر، ج9، ص145، دار المعرفة، بیروت)

مسلمان خوشی کرے تو

امام قسطلانی شارح بخاری (متوفی 923ھ) مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں ''قال ابن الجزری: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر، الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه ليلة مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم به، فما حال المسلم الموحد من أمته علیہ السلام الذی يسر بمولده، ويبذل ما تصل إليه قدرته فی محبته صلی اللہ علیہ وسلم، لعمری إنما يكون جزاؤه من الله الكريم أن يدخله بفضله العميم جنات النعيم'' ترجمہ: امام شمس الدین ابن الجزری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: جب ابولہب جیسا کافر جس کی مذمت میں قرآن کی سورت نازل ہوئی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر اس کے عذاب میں کمی کردی جاتی ہے تو وہ مسلمان جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے ہے وہ میلاد کی خوشی کرے اور جتنا ممکن ہو حضور کی محبت میں خرچ کرے، تو بخدا اس کی جزاء یہی ہے

کہ اللہ اسے اپنے فضل سے جنت میں داخل فرمائے۔

(مواہب اللدنیہ،باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص89،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

میلاد والوں کے لیے دلیل

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''اس واقعہ میں مولود والوں کی بڑی دلیل ہے جوحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں یعنی ابولہب جوکافر تھا جب حضور کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا صلہ ہوگا جومحبت وخوشی سے بھرا ہوا ہے اور مال خرچ کرتا ہے۔''

(مدارج النبوۃ،فصل رضاعت،ج 2،ص38،مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز،لاہور)

اللہ تعالیٰ نے اس کا عمل ضائع نہ کیا

حافظ ابن قیم (متوفی 751ھ) نے لکھا ''وَلما ولد النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم بشرت بِهِ ثويبة عَمه أَبَا لَهب وَكَانَ مَوْلَاهَا وَقَالَت قد ولد اللَّيْلَة لعبد الله ابْن فَأعْتقهَا أَبُو لَهب سُرُورًا بِهِ فَلم يضيع الله ذَلِك لَهُ وسقاه بعد مَوته فِي النقرة الَّتِي فِي أصل إبهامه ''ترجمہ: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی توثویبہ نے اپنے آقا ابولہب کو خوشخبری سنائی اور کہا کہ رات حضرت عبداللہ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہوئی ہے تو ابولہب نے خوش ہوکر اسے آزاد کردیا پس اللہ تعالی نے (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں کئے گئے) اُس کے اس عمل کو بھی ضائع نہ کیا اور اس کی موت کے بعد جہنم کے گڑھے میں اسے اس کے انگوٹھے سے مشروب پلایا۔

(تحفۃ المودود باحکام المولود،ج1،ص28،مکتبہ دارالبیان،دمشق)

سارا سال امن وامان

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں ''ومما جرب من خواصه أنه

أمان فى ذلك العام، وبشرى عاجلة بنيل البغية والمرام، فرحم الله امرآ اتخذ ليالى شهر مولده المبارك أعيادا، ليكون أشد علة على من فى قلبه مرض وعناد ''ترجمہ: محفل میلاد کے خواص میں یہ بات مجرب ہے کہ محفل میلاد منعقد کرنا اس سال میں امن وامان کا سبب ہوتا ہے اور ہر مقصود ومراد پانے کے لیے جلدی آنے والی خوشخبری ملتی ہے۔تو اللہ تبارک وتعالی اس پر رحمت فرمائے جس نے میلاد مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد سخت مصیبت ہوجائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض اورعناد ہے۔

(مواہب اللدنیہ،باب ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص89,90،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

شب قدر سے افضل

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ليلة القدر افضل أو ليلة مولده صلی اللہ علیہ وسلم؟أجيب:بأن ليلة مولده أفضل من ليلة القدر من وجوه ثلاثة:أحدها: أن ليلة المولد ليلة ظهوره صلی اللہ علیہ وسلم، وليلة القدر معطاة له، وما شرف بظهور ذات المشرف من أجله أشرف مما شرف بسبب ما أعطيه، ولا نزاع فى ذلك، فكانت ليلة المولد -بهذا الاعتبار- أفضل .الثانى:أن ليلة القدر شرفت بنزول الملائكة فيها، وليلة المولد شرفت بظهوره صلی اللہ علیہ وسلم فيها.ومن شرفت به ليلة المولد أفضل ممن شرفت بهم ليلة القدر، على الأصح المرتضى، فتكون ليلة المولد أفضل .الثالث:أن ليلة القدر وقع التفضل فيها على أمة محمد -صلی اللہ علیہ وسلم-، وليلة المولد الشريف وقع التفضل فيها على سائر الموجودات، فهو الذى بعثه الله عز وجل -رحمة للعالمين، فعمت به النعمة على جميع

الخلائق، فكانت ليلة المولد أعم نفعا، فكانت أفضل ''ترجمہ: **کونسی رات افضل ہے لیلۃ القدر یا حضور کی شب ولادت؟** میں نے جواب دیا شب ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، شب **قدر** سے تین وجوہ سے **افضل** ہے۔**ایک وجہ** یہ کہ میلاد کی رات آپ کے ظہور کی رات ہے اور شب قدر آپ کو عطا کی گئی اور جو چیز مشرف کی ذات کے ظہور کی وجہ سے شرف یاب ہوئی وہ اس چیز کی بنسبت زیادہ عظمت والی ہے جو مشرف کو عطا کئے جانے کے سبب شرافت والی ہوئی، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں، تو اس اعتبار سے شب ولادت **افضل** ہوئی، **دوسری وجہ** یہ ہے کہ شب قدر کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں ملائکہ اترتے ہیں اور شب ولادت کی عظمت اس وجہ سے ہے کہ اس میں حضور کا ظہور ہوا اور جس کی بدولت شب ولادت کو شرف ملا ہے وہ ذات اصح اور مختار قول کے مطابق ان سے **افضل** ہے جن کی نسبت سے شب قدر معظم ہوئی، تو شب ولادت **افضل** ٹھہری۔**تیسری وجہ** یہ کہ لیلۃ القدر کی برکت صرف امت محمدیہ کو ملی جبکہ میلاد کی رات کی برکت سے تمام موجودات پر فضل ہوا کہ جس کو اللہ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اس کے ذریعے سب مخلوق پر عام نعمت ہوئی ہے تو شب ولادت زیادہ نفع مند ہوئی لہذا یہی **افضل** ہے۔

(مواہب اللدنیہ، باب ذکر رضاعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص88، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ مصر)

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں

میلاد کی خوشی کرنے والوں سے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے ہیں، انسان العیون میں ہے'' بعض صالحین خواب میں زیارت جمال اقدس سے مشرف ہوئے عرض کی یارسول اللہ! یہ جو لوگ ولادتِ حضور کی خوشی کرتے ہیں؟ فرمایا: ((مَنْ فَرِحَ بِنَا فَرِحْنَا بِهٖ)) ترجمہ: جو ہماری خوشی کرتا ہے ہم اس سے خوش ہوتے

ہیں، صلی اللہ علیہ وسلم۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص754، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے تخفیف

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابولہب والا واقعہ قرآن پاک کی ان آیات کے خلاف ہے جن میں ہے کہ ابولہب کو اس کا کسب (کمائی) کام نہیں آئے گا اور کفار کے اعمال انہیں کام نہیں آئیں گے اور ان کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی۔

جواب: اس کے متعدد جوابات ہیں:

(1) یہ حدیث پاک صحیح بخاری میں ہے اور ائمہ نے اسے رد نہیں کیا بلکہ مقبول رکھا۔

(2) اکابر ائمہ نے اس سے میلاد پر استدلال کیا جیسا کہ ماقبل میں مذکور ہوا۔

(3) واقعی کفار کا کوئی عمل قابلِ قبول نہیں اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف کی جائے گی مگر رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں ہے کہ آپ کی وجہ سے تخفیف ہوسکتی ہے، جس طرح کہ ابوطالب کا کفر پر خاتمہ ہوا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوئی۔امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں'' یہ روایت صحیح بخاری شریف میں ہے، ائمہ نے اسے مقبول رکھا اور اس میں قرآن عظیم کی اصلاً مخالفت نہیں، قطع نظر اس سے (کہ) یہ اغنا نہ ہو (یعنی اس کے مال اور کسب نے فائدہ نہ دیا بلکہ) اس کا سبب حضور پرنور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے علاقہ (ہے)۔حضور کی ولادت کریمہ پر خوشی کہ یہ نہ اس کا مال ہے نہ اس کا کسب وفعل اختیاری (ہے)۔ یہ تو کیا ایسا فائدہ ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے علاقہ ابوطالب کو ایسا کام آیا کہ

سراپا آگ میں غرق تھے۔حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے پایاب آگ میں کھینچ لیا کہ اب صرف تلووں میں آگ ہے حالانکہ کفار کے حق میں اصل حکم یہ ہے کہ ﴿لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ﴾ ترجمہ: نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے نہ کوئی ان کی مدد کرے۔ (پ2،سورۃالبقرۃ،آیت162)

صحیح بخاری وصحیح مسلم میں عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، لَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)) ترجمہ: ہاں وہ تھوڑی سی آگ میں ہے، اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ہوتا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب الخ،ج1،ص115،قدیمی کتب خانہ کراچی ☆صحیح البخاری ،کتاب الادب باب کنیۃ المشرک ،ج2،ص91،قدیمی کتب خانہ کراچی)

ایک روایت میں ہے((وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ، فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ)) ترجمہ: میں نے اس کو جہنم کی گہرائیوں میں پایا تو اس کو تھوڑی سی آگ کی طرف نکال لیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب شفاعۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابی طالب الخ،ج1، ص115،قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام عینی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں ''فَإِن قلت:أَعمال الْكَفَرَة هباء منثوراً لَا فَائِدَة فِيهَا .قلت:هَذَا النَّفْع من بركَة رَسُول الله، صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وخصائصه'' اگر تو کہے کہ کافروں کے اعمال تو بکھرے ہوئے غبار کے ذروں کی طرح ہوتے ہیں جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا، تو میں کہوں گا یہ نفع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت اور آپ کے خصائص سے ہے۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری،باب قصۃ ابی طالب،ج 17،ص17،دار احیاء التراث العربی ، بیروت)

امام ابن حجر کی فتح الباری شرح بخاری میں ہے''وَيُؤَيِّدُ الْخُصُوصِيَّةَ أَنَّهُ بَعْدَ أَنِ امْتَنَعَ مِنَ الْإِقْرَارِ بِالتَّوْحِيدِوَقَالَ هُوَ عَلَى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَمَاتَ عَلَى ذَلِكَأَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ يَتْرُكِ الشَّفَاعَةَ لَهُ بَلْ شَفَعَ لَهُ حَتَّى خُفِّفَ عَنْهُ الْعَذَابُ بِالنِّسْبَةِ لِغَيْرِهِ وَكَانَ ذَلِكَ مِنَ الْخَصَائِصِ فِي حَقِّهِ'' ترجمہ:اس خصوصیت کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ توحید کا قرار کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر ہے اور اسی پر خاتمہ ہوا، اس کے باوجود بھی آپ نے اس کیلئے شفاعت کی یہاں تک کہ اس کے عذاب میں دوسروں کی بہ نسبت تخفیف کر دی گئی، یہ اس کے حق میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح البخاری،ج 10،ص123 ،کتاب التفسیر ،سورۃ القصص ،مصطفی البابی، مصر)

اسی طرح مجمع بحار الانوار وغیرہ میں ہے، ان سب کا حاصل یہ ہے کہ یہ نفع کافر کے عمل سے نہ ہوا بلکہ حضور رحمۃ اللعالمین کی برکت سے، اور یہ خصائص علیہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص125تا127،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ابولہب والی حدیث پر طویل تقریر اور مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں فرماتے ہیں''قُلْتُ وَتَتِمَّةُ هَذَا أَنْ يَقَعَ التَّفَضُّلُ الْمَذْكُورُ إِكْرَامًا لِمَنْ وَقَعَ مِنَ الْكَافِرِ الْبِرُّ لَهُ وَنَحْوُ ذَلِكَ'' ترجمہ: میں کہتا ہوں: اس تقریر کا تتمہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل مذکور (ابولہب پر عذاب کی تخفیف) اس ذات اقدس (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اکرام میں کیا ہے جس کی خاطر اس کافر (ابولہب) سے یہ نیکی صادر ہوئی ہے۔ (فتح الباری،باب من قال لارضاع بعد الحولین،ج9،ص146،دارالمعرفہ،بیروت)

فصل چہارم: افعالِ میلاد پر دلائل

سوال: میلادشریف میں مسلمان کون سے اعمال کرتے ہیں؟

جواب: میلادشریف کے بابرکت موقع پر مسلمان ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی محافل سجاتے ہیں، نعت خوانی کرتے ہیں، محافل کے آخر میں کوئی چیز کھانے وغیرہ کی پیش کی جاتی ہے، جلوس نکالتے ہیں، چراغاں کرتے ہیں، جھنڈے لگاتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور صدقہ وخیرات کرتے ہیں۔

سوال: ان افعال پر کیا دلائل ہیں؟

جواب: سب افعال کی ایک ہی دلیل کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل اور رحمت حاصل ہونے پر خوشی منانے کا حکم فرمایا، ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے۔ (پ11، سورۂ یونس، آیت58)

نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً رحمت بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے۔ (پ17، سورۃ الانبیاء، آیت107)

تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا فضل ہے۔ سورۂ احزاب میں اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات مبارکہ شاھد، مبشر، نذیر، داعی باذن اللہ اور سراجِ منیر بیان کرکے فرماتا ہے ﴿وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهُمْ مِنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيرًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت47)

اللہ تعالیٰ نے ﴿فَلْيَفْرَحُوا﴾ فرماکر مطلق حکم دیا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت وفضل ملنے پر خوشیاں مناؤ، کسی مخصوص طریقے کے ساتھ مقید نہ فرمایا کہ فلاں طریقے سے خوشی مناؤ، فلاں طریقے سے خوشی نہ مناؤ، بلکہ مطلق فرماکر اجازت دے دی کہ رب عزوجل کی طرف سے رحمت وفضل ملنے پر ہر جائز طریقے سے خوشی منا سکتے ہو اور صرف اجازت نہیں دی بلکہ حکم فرمایا کہ خوشیاں مناؤ۔

جلوس نکالنے کا ثبوت

صحیح مسلم میں ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تو مدینہ منورہ میں جو مسلمان موجود تھے، ان کا حال یہ تھا ((فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ، وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ، يُنَادُونَ: يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللهِ)) ترجمہ: مرد اور عورتیں چھتوں پر چڑھ گئے، بچے اور غلام راستوں میں پھیل گئے اور اس طرح پکارتے تھے یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(صحیح مسلم، باب فی حدیث الہجرۃ، ج4، ص2310، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث پاک سے پتا چلا کہ خوشی کے موقعہ پر جلوس نکالنا صحابہ کرام علیہم الرضوان کا طریقہ ہے۔

یہ روایت کچھ تفصیل کے ساتھ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوۃ میں نقل کی ہے، چنانچہ لکھتے ہیں: ''جب انصار محبت شعار نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور آفتابِ جمال محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طلوع کے منتظر رہتے، جب سورج گرم ہوجاتا اور دھوپ سخت ہوجاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے، اچانک ایک یہودی کی جو کہ ایک مقامِ مقررہ پر کھڑا تھا اس مبارک جماعت کو کبۂ قدوم پر نظر پڑی، اس نے جان

لیا کہ حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے ہیں تو قبیلۂ انصار کو جو کہ اس کے قریب ہی تھے، آواز دی کہ یہ آرہے ہیں تمہارے مقصد ومقصود۔تمام مسلمان اپنے اپنے ہتھیاروں سے لیس ہوکر سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے نکل پڑے، اورانہوں نے ''حرہ'' پر ملاقات کی، **مرحبا اھلاو سھلا** کہتے ہوئے مبارک باد دینے اورخوشی ومسرت کا اظہار کرنے لگے، ان کا ہر جوان، بچہ، عورت ومرد اورچھوٹا بڑا کہنے لگا: **جاء رسول الله وجاء نبی الله**، اللہ کے رسول تشریف لے آئے، اللہ کے نبی تشریف لے آئے، اور اپنی عادت کے مطابق خوشی ومسرت سے اچھلنے کودنے لگے۔

بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ بنونجار کی لڑکیاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی وشادمانی میں دف بجاتی اورگاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمداً من جار

قبیلۂ بنونجار کو ایک جانب سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ قریبی نسبت بھی تھی (کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اسی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں) اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائلِ انصار کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: کہ کیا تم مجھ سے محبت کرتے ہو؟ سب نے بیک زبان ہوکر کہا: یقیناً یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں بھی تم سے محبت رکھتا ہوں۔قبائلِ انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں، دروازوں اورگلیوں میں کھڑے ہوکر اس طرح تہنیت کہنے لگیں:

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

بعض روایتوں میں اتنا زیادہ اورآیا ہے:

ایھا المبعوث فینا جئت بالامر المطاع

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانے میں آٹھ یا نو سال کا تھا، آپ کی آمد سے درودیوار ایسے روشن ومنور ہوگئے جس طرح آفتاب طلوع کرتا ہے، اسی طرح جس دن اس آفتابِ نبوت نے اس جہان سے روپوشی اختیار کی سب جگہ تاریک ہوگئی بعینہ اسی طرح جیسے سورج غروب ہوجاتا ہے۔ (مدارج النبوۃ مترجم، ج2، ص105,106)

جھنڈے لھرانے کا ثبوت

نبی مکرم نورمجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدۂ محترمہ سیدتنا آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((**رأیت ثلاثۃ أعلام مضروبات علما فِی الْمشرق وعلما فِی الْمغرب وعلما علی ظھر الْکعبۃ۔۔۔فولدت مُحَمَّدًا** صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: میں نے دیکھا کہ تین جھنڈے نصب کئے گئے۔ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں اورتیسرا کعبے کی چھت پر تو حضورانور صَلَّی اللہ تعالیٰ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوگئی۔

(خصائص کبری، ج1، ص82، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆مواہب اللدنیہ، آیات ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص76,77، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ☆دلائل النبوۃ، القول فیمااوتی عیسیٰ کل الخ، ج1، ص610، دارالنفائس، بیروت)

روح الامین نے گاڑا کعبے کی چھت پہ جھنڈا تاعرش اڑا پھریرا، صبحِ شبِ ولادت

رحمت عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جب سوے مدینہ ہجرت فرمائی اورمدینہ پاک کے قریب ''**موضع غمیم**'' میں پہنچے تو بریدہ اسلمی، قبیلۂ بنی سہم کے ستر سوار لے کر سرکار

نامدار صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو معاذ اللہ گرفتار کرنے آئے ،مگر سرکار عالی وقار صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نگاہ فیض اثر سے خود ہی محبتِ شاہ ابرار صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں گرفتار ہو کر پورے قافلے سمیت مشرف باسلام ہو گئے اب عرض کی ،یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مدینۂ منورہ میں آپ کا داخلہ پرچم کے ساتھ ہونا چاہئے ۔چنانچہ اپنا عمامہ اتار کر نیزے پر باندھ لیا اور سرکار مدینہ ،راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے آگے آگے روانہ ہوئے ۔چنانچہ علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں:((وقد روی ابن الجوزی فی شرف المصطفی من طریق البیہقی موصولا إلی بریدۃ قال:کان النبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لا یتطیر، وکان یتفاء ل، وکانت قریش جعلت مائۃ من الإبل لمن یأخذ نبی اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فیردہ إلیہم حین توجہ إلی المدینۃ، فرکب بریدۃ فی سبعین راکبا من أہل بیتہ من بنی سہم، فلقی نبی اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقال نبی اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :من أنت؟ قال :أنا بریدۃ، فالتفت النبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إلی أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقال :یا أبا بکر، برد أمرنا وصلح، ثم قال صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:ممن أنت؟ قال:من أسلم، فقال رسول اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لأبی بکر:سلمنا، ثم قال :ممن؟قال:من بنی سہم، قال:خرج سہمک، فقال بریدۃ للنبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:من أنت؟ قال:أنا محمد بن عبد اللہ رسول اللہ، فقال بریدۃ :أشہد ألاإلہ إلا اللہ، وأشہد أن محمدا عبدہ ورسولہ، فأسلم بریدۃ وأسلم من کان معہ جمیعا، فلما أصبح قال بریدۃ للنبی صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:لا تدخل المدینۃ إلا ومعک لواء، فحل عمامتہ ثم شدّہا فی رمح ثم مشی بین یدیہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ تعالی علیہ نے شرف المصطفی میں امام بیہقی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے طریق سے بریدہ اسلمی رضی اللہ

تعالی عنہ تک موصولاً روایت کیا ،فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بدشگونی نہیں لیا کرتے تھے اور اچھی فال لیتے تھے اور جب رسول مکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مدینۃ المنورہ کی جانب ہجرت کررہے تھے تو قریش نے مقرر کیا کہ جو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو گرفتار کر کے ان کے حوالے کرے اسے سو اونٹ دیئے جائیں گے تو بریدہ اسلمی اپنے قبیلہ بنی سہم کے ستر (70) سوار لے کر حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے آئے پس جب رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے ملے تو آپ نے فرمایا: تم کون ہو؟ کہا: میں بریدہ ہوں تو نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف التفات فرمایا اور فرمایا اے ابوبکر ہمارا معاملہ ٹھنڈا پڑ گیا اور صلح والا ہو گیا ، پھر فرمایا؟ تم کس قبیلہ سے ہو؟ کہا: اسلم سے ،تو اللہ کے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر سے فرمایا: ہم محفوظ رہے ، پھر فرمایا: تم کس کی اولاد سے ہو، کہا: بنو سہم سے ،فرمایا تمہارا تیر نکل گیا ، پھر بریدہ نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے سوال کیا: آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد بن عبداللہ، اللہ تعالی کا رسول ہوں تو بریدہ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں ، پس حضرت بریدہ اور آپ کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب مسلمان ہو گئے ، پھر جب صبح ہوئی تو حضرت بریدہ نے نبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا: آپ مدینہ طیبہ میں اس حال میں داخل ہوں گے کہ آپ کے ساتھ ایک جھنڈا بھی ہو تو انہوں نے اپنا عمامہ اتارا اور اسے نیزے پہ باندھ لیا پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔

(وفاء الوفا ،باب خروج ابی بریدہ لاستقبال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1،ص190،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)

اس روایت میں جھنڈے اور جلوس دونوں کا ثبوت ہے۔

چراغاں کرنے کا ثبوت

حضرت ابوالعاص کی والدہ بیان کرتی ہیں:((شَهِدْتُ آمِنَةَ لَمَّا وَلَدَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِلَّا نُورٌ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت کے موقع پر میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہوگئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے، جب آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے ہمارے کمرے اور گھر کو بھر دیا، پس میں جس چیز کی طرف بھی دیکھتی نور ہی نظر آتا۔ (المعجم الكبير للطبراني، ج1، ص147، مكتبه ابن تيميه، القاهره)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) نے ایک روایت نقل کی، فرماتے ہیں:((وأخرج أبو نعيم عن عطاء بن يسار عن أم سلمة عن آمنة: قالت: لقد رأيت ليلة وضعته نورا أضاء ت له قصور الشام حتى رأيتها)) ترجمہ: حافظ ابونعیم نے عطا بن یسار کے واسطے سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، انہوں نے حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا، وہ فرماتی ہیں: رات میں نے دیکھا کہ میں نے ایک نور جنا ہے جس سے شام کے محلات روشن ہوگئے یہاں تک کہ میں نے انہیں دیکھ لیا۔ (مواهب اللدنه، ج1، ص78، المكتبة التوفيقيه، القاهره)

معراج کی رات جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچے تو آپ کی آمد پر آپ کے اعزاز و اکرام کے اظہار کے لئے اس مبارک درخت کو سونے کے جگمگاتے ٹکڑوں سے سجایا گیا تھا۔ چنانچہ صحیح مسلم اور سنن نسائی شریف میں فرمانِ

باری ﴿إِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشَى﴾ ترجمہ کنز الایمان: جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا۔ (پارہ 27، سورۃ النجم، آیت16)

کی تفسیر میں مذکور ہے((فَرَاشٌ مِنْ ذَهَبٍ)) یعنی اس وقت سدرۃ المنتہیٰ پر سونے کے جگمگ جگمگ کرتے ٹکڑے چھا رہے تھے۔

(صحيح مسلم، باب فى ذكر سدرة المنتهى، ج1، ص157، داراحياء التراث العربى، بيروت☆سنن نسائى، فرض الصلوة وذكر اختلاف الناقلين، ج1، ص223، مكتب المطبوعات الاسلاميه، حلب)

نعت خوانی کا ثبوت

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نعت خوانی کے ذریعہ کفار کے اعتراضات کا جواب دینے کا حکم فرماتے اور ان کے لیے دعا فرمایا کرتے، صحیح بخاری میں ہے، رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فرماتے:((يَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ)) ترجمہ: اے حسان! اللہ کے رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی طرف سے جواب دو، اے اللہ روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد فرما۔

(صحيح بخارى، باب الشعر فى المسجد، ج1، ص98، دارطوق النجاة☆صحيح مسلم، باب فضائل حسان بن ثابت رضى الله عنه، ج4، ص1932، داراحياء التراث العربى، بيروت)

رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مسجد میں حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے منبر رکھوا دیتے اور وہ منبر پر کھڑے ہو کر حضور کے اوصاف بیان کرتے، چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:((كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حضرت حسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے مسجد میں منبر رکھوا دیتے، وہ منبر پر کھڑے ہو کر رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے مفاخر بیان کرتے

(یعنی نعت خوانی کرتے)۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی انشاد الشعر،ج4،ص435،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

شہاب الدین محمد بن احمد الابشیہی (متوفی 852ھ) لکھتے ہیں ''صحابی رسول حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح اس طرح کی:

فَـأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَينٌ   وَأَكْـمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

خُلِقْتَ مُبَرَّءً امِنْ كُلِّ عَيبٍ   كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ حسین کسی آنکھ نے دیکھا نہیں،آپ سے زیادہ کامل کسی ماں نے جنا ہی نہیں،اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا ہے گویا جیسے آپ نے چاہا ویسے ہی آپ کو پیدا کیا گیا۔

(المستطرف فی فن مستطرف،ماقیل فی الشعر،ج1،ص263،عالم الکتب،بیروت☆مختارات من اجل الشعر فی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،باب محمد الانسان الکبیر،ج1،ص10، دارالمعرفہ،دمشق ☆ سلك الدرر فی اعیان القرن،ج2،ص191،دارالبشائر الاسلامیہ ،دارابن حزم)

حضرت سیدنا کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نعتیہ اشعار پڑھے،جن میں ایک شعر اس طرح تھا:

اِنَّ الرَّسُولَ لَنُورٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ   مُهَنَّدٌ مِنْ سُيُوفِ اللهِ مَسْلُول

ترجمہ: بے شک یہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں،جن سے روشنی اخذ کی جاتی ہے،اور اللہ تعالیٰ کی شمشیروں میں سے برہنہ شمشیر ہیں۔

یہ شعر سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوش ہوئے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،کعب بن زہیر،ج19،ص178،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ☆المستدرک للحاکم،ذکر کعب،ج3،ص670،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆السنن الکبری للبیہقی،باب من شبب فلم یسم احداً ج10،ص412،)دارالکتب العلمیہ،بیروت)

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لکھی ہوئی نعت پڑھی جس کا ایک شعر اس طرح ہے:

أَرَانَـا الهُـدَى بَـعْـدَ الـعَـمَـى فَقُلُوبُنَا

بِـــهِ مُـــوقِـنَــاتٌ أَنَّ مَــا قَــالَ وَاقِـعُ

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں جہالت کے بعد راہ ہدایت دکھائی ،اور جو انہوں نے فرمایا ہے ہمارے دل یقین رکھتے ہیں کہ وہ ہو کر رہے گا۔

(صحیح بخاری،کتاب التہجد،باب فضل من تعار من اللیل فصلی،ج2،ص54،دارطوق النجاۃ)

محافل سجانے کا ثبوت

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں((إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلَى حَلْقَةٍ يَعْنِي مِنْ أَصْحَابِهِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام علیہم الرضوان کی ایک محفل میں تشریف لائے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ارشاد فرمایا:((مَا أَجْلَسَكُمْ؟)) ترجمہ: کس چیز نے تمہیں یہاں بیٹھایا ہے۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:((جَلَسْنَا نَدْعُو اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِدِينِهِ، وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ)) ہم یہاں اس لیے بیٹھے ہیں،(یہ محفل سجانے کا مقصد یہ ہے) کہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی دولت عطا فرمائی ہے اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اس پر اس کا ذکر کریں اور اس کا شکر ادا کریں۔

فرمایا:((آللّٰهُ مَا أَجْلَسَكُمْ إِلَّا ذٰلِكَ؟)) اللہ کی قسم! تم صرف اسی لیے بیٹھے ہو؟

عرض کی:((آللّٰهُ مَا أَجْلَسَنَا إِلَّا ذٰلِكَ)) ترجمہ: اللہ کی قسم ہم صرف اسی لیے بیٹھے ہیں کہ دین اسلام کی دولت اور آپ کی آمد کی نعمت عظمی پر اللہ کا شکر ادا کریں۔

ارشادفرمایا:((أَمَا إِنِّي لَمْ أَسْتَحْلِفْكُمْ تُهَمَةً لَكُمْ، وَإِنَّمَا أَتَانِي جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَخْبَرَنِي أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يُبَاهِي بِكُمُ الْمَلَائِكَةَ)) ترجمہ:اے میرے صحابہ!میں تم سے قسم اس لیے نہیں لے رہا کہ مجھے تم پر شک ہے بلکہ(معاملہ یہ ہے کہ)میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ تمہارے اس عمل پر اللہ تعالیٰ فرشتوں پر فخر فرمارہا ہے۔

(سنن نسائی،کیف یستحلف الحاکم،ج8،ص249،مکتب المطبوعات الاسلامیہ،حلب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کچھ صحابہ کرام علیہم الرضوان بیٹھ کر مختلف انبیاء علیہم السلام کے درجات وکمالات کا تذکرہ کررہے تھے۔ایک نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ تھے،دوسرے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ کیا اور کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلیم تھے،تیسرے نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہا کہ وہ کلمۃ اللہ اورروح اللہ تھے،ایک نے حضرت آدم علیہ السلام کو صفی اللہ کہا۔

اتنے میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا جو کچھ تم نے کہا،میں نے سن لیا اور یہ تمام حق ہے اور میرے بارے میں سن لو:((أَلَا وَأَنَا حَبِيبُ اللَّهِ وَلَا فَخْرَ)) میں اللہ تعالیٰ کا حبیب ہوں اور اس پر فخر نہیں۔

(جامع ترمذی،ابواب المناقب عن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ص 827،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆مشکوۃ المصابیح،باب فضائل سید المرسلین،ص513،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی 597ھ)فرماتے ہیں"لازال اھل الحرمین الشریفین والمصر والیمن والشام وسائر بلاد العرب من المشرق والمغرب یحتفلون بمجلس مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ویفرحون بقدوم ھلال شھر ربیع الاول ویھتمون اھتماماً بلیغاً علی السماع والقرأۃ لمولد

النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وینالون بذلك اجراً جزیلاً وفوزاً عظیماً"ترجمہ:اہل مکہ،اہل مدینہ،اہل مصر،اہل یمن وشام اور مشرق ومغرب میں تمام بلاد عرب ہمیشہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی میلاد کی محافل کا انعقاد کرتے چلے آئے ہیں،اور ربیع الاول کا چاند نظر آنے پر خوشیاں مناتے ہیں،اور نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے اور سننے کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور اس کے ذریعے عظیم اجر اور بڑی کامیابی حاصل کرتے ہیں۔ (المیلاد النبوی،ص58)

روزہ رکھنے کا ثبوت

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہر پیر کو روزہ رکھا کرتے تھے،حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا تو جواباً ارشاد فرمایا((ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فِيهِ، وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيهِ)) ترجمہ:یہ دن میری ولادت کا دن ہے،اسی دن میں مبعوث کیا گیا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا۔

(صحیح مسلم،کتاب الصیام،ج2،ص819،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

کھانا وغیرہ کھلانے کا ثبوت

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((فِي كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ حَرَّى أَجْرٌ)) ترجمہ:ہر گرم جگر میں ثواب ہے،یعنی زندہ کو کھانا کھلائے گا،پانی پلائے گا ثواب پائے گا۔

(سنن ابن ماجہ،ص270،باب فضل صدقہ الماء،ج،ص،ایچ ایم سعید کمپنی،کراچی)

بدعت کہنے کا جواب

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ میلاد شریف موجودہ ہیئت کے ساتھ قرون ثلٰثہ (دورِ نبوی، دورِ صحابہ، دورِ تابعین) میں نہ تھا، لہذا بدعت وممنوع ہے۔

جواب: اس طرح کہنا کئی وجوہ سے باطل ہے:

اولاً تو اس لیے کہ میلاد کی اصل قرآن وحدیث اور افعالِ صحابہ سے ثابت ہے، جیسا کہ اس کے کثیر دلائل ماقبل میں مذکور ہیں۔

ثانیاً قرون وزمانہ کو حاکم بنانا (فلاں زمانے میں تھا تو جائز اور فلاں زمانے میں نہ تھا تو ناجائز) جہالت اور اپنی طرف سے شریعت گھڑنا ہے، ہمیں تو صاحبِ شریعت سرورِ کائنات صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ اصول دیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی وہ حلال اور جو حرام فرمائی وہ حرام اور جس کے بارے میں سکوت کیا وہ بھی کر سکتے ہیں، ترمذی وابن ماجہ وحاکم نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں ((اَلْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللّٰہُ فِی كِتَابِهِ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فِی كِتَابِهِ وَمَا سَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ)) ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس پہ کچھ مواخذہ نہیں۔

(جامع الترمذی ابواب اللباس ، باب ماجاء فی لبس الفراء ،ج 3،ص272،دارالغرب الاسلامی، بیروت☆سنن ابن ماجه،باب اکل الجبن والسمن،ج 2،ص1117،داراحیاء الکتب العربیه، بیروت☆المستدرك للحاکم، کتاب الاطعمه،ج4،ص129،دارالکتب العلمیه،بیروت)

ثالثاً ہر نئے کام کو بدعتِ سیئہ (بری بدعت) کہنا بھی جہالت ہے، ہمیں تو صاحبِ شریعت صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ حکم دیا: ((مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ)) ترجمہ: جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس

کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سنّ سنة حسنةالخ، ج2، ص341، قدیمی کتب خانه، کراچی)

رابعاً بدعت کو بدعتِ سیئہ میں منحصر کرنا بھی شریعت پر افتراء ہے، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی (جماعت) کے متعلق فرماتے ہیں ((نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ)) ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

(صحیح بخاری، باب فضل من قام رمضان، ج3، ص45، مطبوعه دارطوق النجاة)

ثابت ہوا کہ ہر نیا کام اگر اصول شرعی کے موافق ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے اور حدیث پاک ((مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً)) کے عموم میں داخل ہو کر محمود ومقبول ہوگا اور اگر مخالف اصول شرعی ہو تو مذموم اور مردود ہوگا۔ شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 852ھ) ارشاد فرماتے ہیں "اَلْبِدْعَة هُوَ فعل مَا لم يُسبق إِلَيْهِ فَمَا وَافق السّنة فَحسن وَمَا خَالف فضلالة وَهُوَ الْمُرَاد حَيْثُ وَقع ذمّ الْبِدْعَة وَمَا لم يُوَافق وَلم يُخَالف فعلى أصل الْإِبَاحَة" ترجمہ: بدعت ایسے کام کو کہتے ہیں کہ جو پہلے نہ ہوا ہو پس نیا کام سنت کے موافق ہو وہ اچھا اور جو سنت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔ جہاں کہیں بدعت کی مذمت ہوگی اس سے مراد وہ بدعت ہوگی جو سنت کے مخالف ہے۔ جو سنت کے مخالف نہیں، وہ مباح ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، مقدمة الفتح، جلد01، صفحه84، دارالمعرفة، بیروت)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544ھ) نے فرمایا "مااحدث بعد النبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فهو بدعة والبدعة فعل مالاسبق اليه فماوافق اصلامن السنةويقاس عليهافهومحمودوماخالف اصول السنن فهوضلالة ومنه قوله عليه الصلٰوة والسلام كل بدعة ضلالة" ترجمہ: نبی اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ کے بعد جو نیا کام نکالا گیا وہ بدعت ہے اور بدعت وہ فعل ہے جس کا پہلے وجود نہ ہو، جس کی اصل سنت کے موافق اور اس پر قیاس کی گئی ہو وہ محمود ہے اور جو اصول سنن کے خلاف ہو وہ ضلالہ، اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا قول مبارک ''ہر بدعت گمراہی ہے'' اسی قبیل سے ہے۔

اور سیرت شامی میں ہے ''نَعْرِضُ الْبِدْعَةَ عَلَى قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ، فَإِذَا دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ الْإِيجَابِ فَهِيَ وَاجِبَةٌ، أَوْ فِي قَوَاعِدِ التَّحْرِيمِ فَهِيَ مُحَرَّمَةٌ، أَوِ النَّدْبِ فَمَنْدُوبَةٌ، أَوِ الْمَكْرُوهِ فَمَكْرُوهَةٌ، أَوِ الْمُبَاحِ فَمُبَاحَةٌ'' ترجمہ: ہم بدعت کو قواعد شرعیہ پر پیش کریں گے پس اگر وجوب کے قاعدہ میں داخل ہو تو واجب، یا اگر حرام کے تحت ہو تو حرام، یا مستحب کے تحت ہو تو مستحب، یا مکروہ کے تحت ہو تو مکروہ، یا وہ مباح کے قاعدہ کے تحت ہو تو مباح ہوگی۔

(الحاوی للفتاوٰی، ج1، ص192، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 855ھ) شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں ''إن كَانَت مِمَّا يندرج تحت مستحسن فِي الشَّرْع فَهِيَ بِدعَة حَسَنَة، وَإِن كَانَت مِمَّا يندرج تحت مستقبح فِي الشَّرْع فَهِيَ بِدعَة مستقبحة'' ترجمہ: اگر وہ بدعت شریعت کے پسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت حسنہ ہوگی، اور اگر وہ شریعت کے ناپسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت قبیحہ ہوگی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان، ج11، ص126، بیروت)

کیمیائے سعادت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 505ھ) ارشاد فرماتے ہیں ''ایں ہمہ گرچہ بدعت ست واز صحابہ وتابعین نقل نہ کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ

بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعت مذموم آں بود کہ بر مخالفت سنّت بود'' ترجمہ: یہ سب امور اگرچہ نو پید ہیں اور صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں ہیں، مگر ایسا بھی نہیں کہ ہر نئی بات ناجائز وبدعت ہو کیونکہ بہت ساری نئی باتیں اچھی ہیں۔ چنانچہ مذموم بدعت وہ ہوگی جو سنت رسول کے مخالف ہو۔

(کیمیائے سعادت، رکن دوم، اصل ہشتم، باب دوم، صفحہ388، انتشارات گنجینہ، ایران)

شارح مسلم شریف علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) بدعت کی تعریف اور اس کی اقسام کے متعلق فرماتے ہیں ''قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ هِيَ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْبِدْعَةُ خَمْسَةُ أَقْسَامٍ وَاجِبَةٌ وَمَنْدُوبَةٌ وَمُحَرَّمَةٌ وَمَكْرُوهَةٌ وَمُبَاحَةٌ'' ترجمہ: اہل لغت نے فرمایا ہر وہ عمل جس کی مثال پہلے نہ ہو وہ بدعت ہے۔ علماء نے ارشاد فرمایا بدعت کی پانچ اقسام ہیں: واجب، مستحب، حرام، مکروہ اور مباح۔

(شرح الصحیح المسلم للنووی، کتاب الصلوٰۃ، تخفیف الصلوٰۃ و الخطبۃ، جلد6، صفحہ154، دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی، امام بیہقی، ملا علی قاری رحمہم اللہ امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں اور غیر مقلدین کے پیشوا شوکانی نے بھی اسے امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے: ''المحدثات من الأُمُور ضَرْبَان أَحدهمَا مَا أحدث يُخَالف كتابا أَو سنة أَو أثرا أَو إِجْمَاعًا فَهَذِهِ الْبِدْعَة الضَّلَالَة وَالثَّانيَة مَا أحدث من الْخَيْر لَا خلاف فِيهِ لوَاحِد من هَذِه الْأمة وَهَذِه محدثة غير مذمومة'' ترجمہ: نو پید باتیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ کہ قرآن، حدیث، آثار یا اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت وگمراہی ہیں۔ دوسری وہ جو بھلائی کے کاموں سے

نکالی جائے اور اس میں ان (مذکورہ) چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔

(القول المفید فی أدلة الاجتهاد والتقلید،جلد1،صفحه79،دار القلم ،الکویت)

مشہور غیر مقلد عالم وحید الزمان بدعت کی اقسام کے بارے میں لکھتا ہے ''اما البدعة اللغویه فهی تنقسم الی مباحة ومکروهة و حسنة و سئیة ''
ترجمہ: بہرحال باعتبار لغت کے بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں بدعت مباح، بدعت مکروہ، بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ (ہدیته المهدی ،صفحه117، میور پریس ،دہلی)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ بدمذہبوں کا بدعت کو صرف بدعت سیئہ (بری بدعت) میں منحصر جاننا اور اس کی کیفیت کی طرف نظر نہ کرنا باطل ہے بلکہ بعض بدعت بدعت حسنہ ہے اور بعض بدعت واجبہ ہے جس کلیہ کے تحت داخل ہو ویسا ہی حکم ہوگا، اور یہ کتاب کے شروع میں گزرا چکا کہ ذکر ولادت شریف ﴿وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ ترجمہ: اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو۔

(پ30،سورةالضحی،آیت11)

کے تحت داخل ہے تو قطعاً مندوب ومشروع ہوا۔

علامہ ابن حجر نے فتح المبین میں لکھا ہے ''والحاصل ان البدعة الحسنة متفق علی ندبها وعلی المولد واجتماع الناس کذلك ''ترجمہ: یعنی بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے اور عمل مولد شریف اور اس کے لئے لوگوں کا جمع ہونا اسی قبیل سے ہے۔

(انسان العیون بحواله ابن حجر،باب تسمیة صلی الله علیه وسلم محمداواحمدا،ج 1، ص84، المکتبة الاسلامیه ،بیروت)

لیجئے اس میں مجمع کی تصریح بھی موجود ہے، اور مسلم الثبوت میں ہے ''شاع وزاع احتجاجهم سلفاً وخلفاً بالعمومات من غیرنکیر ''ترجمہ: شرع کے

عموم کو حجت ماننا اسلاف واخلاف میں بلا انکار مشہور ومعروف ہے۔

(مسلم الثبوت ،الفصل الخامس،مسئله للعموم صیغ،ص73،مطبع الانصاری، دہلی)

اور یہ بھی اسی میں ہے ''والعمل بالمطلق یقتضی الاطلاق ''
ترجمہ: مطلق پر عمل میں اطلاق کا لحاظ ہوتا ہے۔

(مسلم الثبوت،فصل المطلق مادلّ علی فردمنتشر ،ص119،مطبع الانصاری ،دہلی)

تحریر الاصول لعلامہ ابن الہمام اور اس کی شرح میں ہے ''العمل به ان یجری فی کل ماصدق علیه المطلق ''ترجمہ: اس پر عمل یوں کہ جس پر مطلق صادق آتا ہے اس میں حکم جاری ہوگا۔

(التقریر والتحریر،مسئلة الاکثر ان منتهی التخصیص جمع یزید علیٰ نصفه الخ،ج1، ص366,367،دارالفکر، بیروت)

فصل پنجم:تاریخِ ولادت

سوال: نبی اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کس تاریخ کو اس دنیا میں تشریف لائے؟

جواب: رسول اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول شریف کو ہوئی ۔حافظ ابن کثیر دمشقی (متوفی 774ھ) نے امام اجل ابن ابی شیبہ (متوفی 235ھ) کے حوالے سے ایک حدیث پاک نقل کی ((عَنْ جَابِرٍ وَابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُمَا قَالَا :وُلِدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفِيلِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ الثَّانِي عَشَرَ مِنْ شَهْرِ ربيع الأول)) ترجمہ:حضرت جابر وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے،آپ دونوں فرماتے ہیں: رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے روز بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔

(السيرة النبوية لابن كثير،باب مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم ،ج 1،ص199،دارالمعرفة للنشر والتوزيع ،بيروت☆البداية والنهاية،باب مولد رسول الله صلى الله عليه وسلم ،ج 2، ص320،داراحياء التراث العربى،بيروت)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1122ھ) فرماتے ہیں"المشهور انه صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ولد يوم الاثنين ثانى عشر ربيع الاول وهو قول محمد بن اسحاق امام المغازى وغيره "ترجمہ:مشہور یہ ہے کہ حضور انور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے ،امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے۔

(شرح الزرقانى على المواهب اللدنية ،ج1،ص132،دارالمعرفة، بيروت)

شرح الہمزیہ میں ہے"هو المشهور وعليه العمل "ترجمہ:یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ (الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية،ص10،جماليه ،قاهره)

اس کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی یہی لکھا ہے کہ آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت 12 ربیع الاول کو ہوئی:

(1)سیرت حلبیہ (2)ماثبت بالسنۃ
(3)مدارج النبوۃ (4)المستدرک
(5)نسیم الریاض (6)حجۃ اللہ علی العلمین
(7)المورد الروی (8)تاریخ ابن جریر
(9)سبل الھدی والرشاد (10)الوفاء
(11)بیان میلاد نبی (12)المولد العروس
(13)عیون الاثر (14)تاریخ ابن خلدون
(15)فقہ السیرۃ (16)اعلام النبوۃ
(17)شعب الایمان (18)الروض الانف
(19)دلائل النبوۃ (20)تاریخ خمیس
(21)تواریخ حبیب الٰہ

اعلیٰ حضرت اور تاریخ ولادت

سوال: بعض حضرات کہتے ہیں کہ تمہارے اعلیٰ حضرت نے ولادت کی تاریخ 8 لکھی ہے تو تم 12 کو میلاد کیوں مناتے ہو؟

جواب: مذکورہ بالا اعتراض جہالت اور تعصب پر مبنی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ نے پہلے ولادت اقدس کی تاریخ کے بارے میں مختلف اقوال نقل فرمائے ہیں،اور پھر دو(12 اور 8 ربیع الاول کے)اقوال کو معتبر قرار دے کر ان پر دلائل ارشاد فرمائے ہیں اور پھر 8 ربیع الاول کو ایک وجہ سے اور 12 ربیع الاول کو کئی وجوہات سے ترجیح دی ہے لہذا 8 ربیع الاول کو حساب کے اعتبار سے ترجیح دی ہے چنانچہ فرماتے ہیں"ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی ولادت

اقدس والے سال محرم کا غرہ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ
ولادت کریمہ کا غرہ وسطیہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا اس طرح پیر کے روز ماہ
ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔

(فتاوی رضویه، ج26، ص412، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اور پھر 12 ربیع الاول کو جمہور کا قول ہونے، معمول بہ ہونے، مشہور ہونے
کے اعتبار سے ترجیح دی ہے اور اسی پر عمل کا حکم فرمایا ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت
امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''اشہر واکثر وماخوذ ومعتبر بارہویں ہے، مکہ
معظّمہ میں ہمیشہ اسی تاریخ مکان مولد اقدس کی زیارت کرتے ہیں کما فی
المواھب والمدارج (جیسا کہ مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ میں ہے) اور خاص
اس مکان جنت نشان میں اسی تاریخ مجلس میلاد مقدس ہوتی ہے۔ علامہ قسطلانی
وفاضل زرقانی فرماتے ہیں ''المشہور انه صلی اللہ علیہ وسلم ولد یوم الاثنین ثانی
عشر ربیع الاول وھو قول محمد بن اسحاق امام المغازی وغیرہ''
ترجمہ: مشہور یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم بارہ ربیع الاول بروز پیر کو پیدا ہوئے،
امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، ج1، ص132، دارالمعرفة، بیروت)

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے ''ھو المشھور عندالجمھور''
ترجمہ: جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، ج1، ص132، دارالمعرفة، بیروت)

اسی میں ہے ''ھو الذی علیه العمل'' ترجمہ: یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، ج1، ص132، دارالمعرفة، بیروت)

شرح الہمزیہ میں ہے ''ھو المشھور وعلیه العمل'' ترجمہ: یہی مشہور ہے

اور اسی پر عمل ہے۔ (الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية، ص10، جماليه، قاهره)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔ اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول
کے لئے شان عظیم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((الفطر یوم یفطر
الناس والاضحٰی یوم یضحی الناس)) ترجمہ: عیدالفطر اس دن ہے جس دن لوگ
عید کریں اور عیدالاضحٰی اس روز ہے جس روز لوگ عید سمجھیں۔

(جامع الترمذی، ج1، ص99، امین کمپنی، دہلی)

یعنی مسلمانوں کا روز عیدالفطر وعیدالاضحٰی روز عرفہ سب اس دن ہے جس دن
جمہور مسلمین خیال کریں وان لم یصادف الواقع ونظیرہ قبلة التحری (اگرچہ
وہ واقع کے مطابق نہ ہو اور اس کی نظیر قبلہ کے لئے تحری کرنے کا مسئلہ ہے) لاجرم
عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے قول وعمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فاوفق
العمل ماعلیه العمل (بہترین ومناسب ترین عمل وہی ہے جس پر جمہور مسلمانوں
کا عمل ہے)۔ (فتاوی رضویه ملخصاً، ج26، ص411تا414، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت کی مذکورہ عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان کے
نزدیک ولادت کی بارہ تاریخ ہی راجح ہے اور اسی پر عمل کرنا چاہئے لیکن اگر معترض پھر
بھی نہیں مانتا تو وہ 8 ربیع النور ہی کو میلاد منالے۔

12 ربیع الاول کو خوشی ہی کیوں؟

سوال: 12 ربیع الاول یوم ولادت ہونے کے ساتھ ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم وصال بھی ہے، تو اس دن ولادت کی خوشی منانے کے بجائے وفات کا غم کیوں نہیں منایا جاتا؟

جواب (1): ولادت کی خوشی اس لئے مناتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ

وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کی نعمت ورحمت ہیں اور شریعت نے ہمیں نعمت ورحمت کے ملنے پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں، وہ ان کے سب دھن ودولت سے بہتر ہے۔ (پ11، سورۂ یونس، آیت58)

اور غم اس لئے نہیں مناتے کہ شریعت نے منع کیا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے ((عَنْ أُمِّ عَطِيَّةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: كُنَّا نُنْهَى أَنْ نُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلَاثٍ، إِلَّا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا)) ترجمہ: ہمیں منع کر دیا گیا کہ ہم کسی کی وفات پر تین روز کے بعد غم منائیں، سوائے بیوی کے، کہ وہ اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن تک غم منائے گی۔

(صحیح بخاری، ج2، ص804☆صحیح مسلم، ج1، ص466☆جامع ترمذی، ج1، ص 227☆سنن ابی داؤد، ج1، ص314☆سنن نسائی، ج2، ص116)

سیدنا آدم علیہ السلام کی ولادت اور وصال دونوں جمعۃ المبارک کے دن ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيهِ قُبِضَ)) ترجمہ: تمہارے دنوں میں سب سے افضل جمعہ کا دن ہے، اسی میں آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اسی دن ان کا وصال ہوا۔

(سنن ابی داؤد، باب فضل یوم الجمعة ولیلة الجمعة، ج1، ص275، المکتبة العصریه، بیروت☆مسند احمد بن حنبل، حدیث اوس بن ابی اوس الثقفی، ج26، ص84، مؤسسة الرسالة، بیروت☆المستدرك علی الصحیحین، کتاب الجمعة، ج1، ص413، دارالکتب العلمیه، بیروت)

اس حدیث پاک کے بارے میں امام حاکم نے لکھا ''هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ'' ترجمہ: یہ حدیث پاک امام بخاری کی شرط پر

صحیح ہے مگر انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی۔

(المستدرك علی الصحیحین، کتاب الجمعة، ج1، ص413، دارالکتب العلمیه، بیروت)

علامہ ذہبی نے لکھا ''علی شرط البخاری'' ترجمہ: امام بخاری کی شرط پر ہے۔ (المستدرك علی الصحیحین، کتاب الجمعة، ج1، ص413، دارالکتب العلمیه، بیروت)

لیکن ان کی وفات کا غم نہیں منایا جاتا بلکہ احادیث میں جمعہ کے دن کو عید کا دن قرار دیا گیا۔ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں ((يَوْمُ الْجُمُعَةِ عِيدٌ)) ترجمہ: جمعہ کا دن عید ہے۔

(المستدرك، باب واما حدیث شعبه، ج1، ص603، دارالکتب العلمیه، بیروت)

ابن ماجہ میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کی ((هَذِهِ الْجُمُعَةُ يَعْرِضُهَا عَلَيْكَ رَبُّكَ عَزَّوَجَلَّ لِتَكُونَ لَكُمْ عِيدًا)) ترجمہ: یہ جمعہ کا دن ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے تاکہ آپ کے لیے عید ہو۔ (سنن ابن ماجه، ج1، ص250، دار ابن قیم، الدمام)

جواب (2): غم کیوں منائیں جبکہ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے خود ارشاد فرمایا ((حیاتی خیر لکم تحدثون ویحدث لکم ووفاتی خیر لکم تعرض علی أعمالکم فما رأیت من خیر حمدت الله علیه وما رأیت من شر استغفرت الله لکم)) ترجمہ: میری حیات تمہارے لیے خیر ہے کہ تم (مجھ سے) گفتگو کرتے ہو اور تم سے گفتگو کی جاتی ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جائیں گے، اچھے اعمال کو دیکھ کر میں اللہ تعالی کی حمد کروں گا اور برے اعمال دیکھ کر تمہارے لیے استغفار کروں گا۔

(خلاصة الوفاء، ج1، ص353☆وفاء الوفاء، ج1، ص33، دارالکتب العلمیه، بیروت)

ربیع الاول کی تخصیص کی وجہ

سوال: سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر اقدس اور محفل میلاد کے لئے ربیع الاول کی تخصیص کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ''ذکر حضور سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم نور ایمان وسرور جان ہے ان کا ذکر بعینہ ذکر رحمٰن ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَرَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ﴾ ترجمہ: اے حبیب! ہم نے تمہاری خاطر تمہارا ذکر بلند کر دیا ہے۔ (پ30، سورۃ الانشراح، آیت4)

حدیث میں ہے: اس آیۂ کریمہ کے نزول کے بعد سیدنا جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام حاضر بارگاہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہوئے اور عرض کی حضور کا رب فرماتا ہے ((أَتَدْرِی کَیْفَ رَفَعْتُ ذِکْرَکَ؟)) ترجمہ: کیا تم جانتے ہو میں نے کیسے بلند کیا تمہارے لئے تمہارا ذکر۔

حضور اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی ((اللّٰہُ أَعْلَمُ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔

ارشاد ہوا ((جَعَلْتُکَ ذِکْرًا مِنْ ذِکْرِی، فَمَنْ ذَکَرَکَ ذَکَرَنِی)) ترجمہ: اے محبوب! میں نے تمہیں اپنے ذکر میں سے ایک ذکر بنایا ہے کہ جس نے تمہارا ذکر کیا بیشک اس نے میرا ذکر کیا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الباب الاول، الفصل الاول، ج1، ص15، المطبعة الشرکة الصحافیه، مصر)

اور ماہ ربیع الاول شریف اس کے لئے زیادہ مناسب، جیسے دورِ قرآن وختم قرآن کے لئے ماہ رمضان کہ اسی مہینے میں اترا۔ ﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِی أُنْزِلَ فِیهِ

الْقُرْآنُ﴾ ترجمہ: ماہ رمضان شریف وہ بابرکت مہینہ ہے کہ جس میں قرآن مجید اتارا گیا۔ (پ2، سورۃ البقرۃ، آیت185)

یہاں اس عالم میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رونق افروز ہونا ماہ ربیع الاول میں ہوا ولہٰذا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم روز جان افروز دوشنبہ (سوموار) کو روزۂ شکر کے لئے خاص فرماتے اور اس کی وجہ یوں ارشاد فرماتے کہ ((فِیهِ وُلِدْتُ وَفِیهِ أُنْزِلَ عَلَیَّ)) ترجمہ: اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر کتاب اُتری۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی قتادۃ الانصاری، ج5، ص277,299، المکتب الاسلامی، بیروت)

یہ تخصیصات بوجہ مناسبات ہیں تو اُن پر طعن جہل ہے بلا مناسبت تخصیص کو تو فرمایا گیا ((فَإِنَّ صِیَامَ یَوْمِ السَّبْتِ لَا لَکِ وَلَا عَلَیْکِ)) یعنی روزہ کے لئے شنبہ (ہفتہ) کی تخصیص نہ تجھے نافع نہ مضر۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث لصماء بن بسر، ج45، ص8، مؤسسة الرسالة، بیروت)

تو مناسبات جلیلہ کہ باعث تخصیص پر کیا اعتراض ہوسکتا ہے، ہاں تخصیص بمعنی توقف کہ اوروں (کے لیے) ہو ہی نہ سکے یا بمعنی وجوب شرعی کہ اس دن ہونا شرعاً لازم اور دوسرے دن ناجائز ہو ضرور باطل ہے مگر وہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہیں کوئی جاہل سا جاہل بھی ایسا خیال نہیں کرتا ولکن الوهابیة قوم لا یعلمون (لیکن وہابی ایسے لوگ ہیں جو کچھ نہیں جانتے)۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص752، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فصل ششم: مسلمانوں کی عید

سوال: اسلام میں عیدیں صرف 2 ہی ہیں تو پھر 12 ربیع الاول کو عید میلاد النبی کیوں کہتے ہیں؟

جواب: یہ بات غلط ہے کہ اسلام میں عیدیں صرف دو ہی ہیں کیونکہ احادیث مبارکہ ان دو کے علاوہ بھی کئی ایام کو عید قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((یَوْمُ الْجُمُعَةِ عِیدٌ)) ترجمہ: جمعہ کا دن عید کا دن ہے۔

(المستدرک، ج1، ص603)

ابن ماجہ میں ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی ((ھَذِہِ الْجُمُعَةُ یَعْرِضُھَا عَلَیْكَ رَبُّكَ عَزَّ وَجَلَّ لِتَكُونَ لَكُمْ عِیدًا)) ترجمہ: یہ جمعہ کا دن ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمایا ہے تا کہ آپ کے لیے عید ہو۔ (ابن ماجہ، ج1، ص250، دار ابن قیم، الدمام)

چونکہ سال میں یوم جمعہ 52 مرتبہ آتا ہے اس لئے مذکورہ احادیث سے سال میں کم از کم 52 عیدیں مزید ثابت ہوئیں۔

یوم عاشورا کو بھی عید فرمایا گیا ہے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ((إِنَّ یَوْمَ عَاشُورَاءَ یَوْمُ عِیدٍ)) ترجمہ: بے شک یوم عاشورا عید کا دن ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج2 ص312، مکتبۃ الرشد، ریاض)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ اور ایام تشریق کو بھی عید قرار دیا ہے چنانچہ حضرت عتبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ((یَوْمُ عَرَفَةَ، وَیَوْمُ النَّحْرِ، وَأَیَّامُ التَّشْرِیقِ، عِیدُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ)) ترجمہ: یوم عرفہ، یوم نحر اور ایام تشریق اہل اسلام کے لئے عید ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ج3 ص394، مکتبۃ الرشد، ریاض)

بلکہ نعمت ملنے کا دن عید ہے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُونُ لَنَا عِیدًا لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآیَةً مِنْكَ وَارْزُقْنَا وَأَنْتَ خَیْرُ الرَّازِقِینَ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے رب ہمارے! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو، ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔

(پ7، سورۃ المائدہ، آیت114)

اور قاسم نعمت نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ((مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِعْمَةُ اللَّهِ)) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی نعمت ہیں۔ (صحیح بخاری، ج5، ص76، دار طوق النجاۃ، بیروت)

بلکہ ایسی نعمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس نعمت کا مؤمنین پر احسان یاد فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِینَ إِذْ بَعَثَ فِیهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔

(پ4، سورہ آل عمران، آیت164)

جب دسترخوان کی نعمت نازل ہونے کا دن عید منانے کا دن ہے تو جو اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ملنے کا دن ہے وہ بدرجۂ اولیٰ عید منانے کا دن ہے۔

عید کا دن ہے تو روزہ کیوں؟

سوال: عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے اور 12 ربیع الاول کو جب عید ہے تو اس دن روزہ کیوں رکھتے ہیں؟

جواب: کسی دن کا عید ہونا مطلقاً روزہ رکھنے کے لیے مانع نہیں ہے، یوم

عاشورا اور یوم عرفہ کو احادیث میں عید فرمایا گیا ہے جیسا کہ ابھی پچھلے صفحہ پر گزرا۔

حالانکہ دوسری احادیث میں ان دنوں روزہ رکھنے کی ترغیب وفضیلت وارد ہوئی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((صِيَامُ يَوْمِ عَرَفَةَ، أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ،وَالسَّنَةَ الَّتِي بَعْدَهُ وَصِيَامُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ، أَحْتَسِبُ عَلَى اللهِ أَنْ يُكَفِّرَ السَّنَةَ الَّتِي قَبْلَهُ)) ترجمہ: مجھے اللہ عزوجل پر گمان ہے کہ عرفہ کا روزہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دیتا ہے، اور عاشورہ کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (صحیح مسلم،ج2،ص818،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

روزہ رکھنا صرف دو عیدوں یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ (دس گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحجہ) کے ایام میں مکروہ تحریمی وناجائز ہے، کیونکہ احادیث وفقہ میں ان کی ممانعت موجود ہے۔حدیث پاک ہے((نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صِيَامَيْنِ :يَوْمِ الأَضْحَى، وَيَوْمِ الفِطْرِ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے روزے سے منع فرمایا۔

(جامع الترمذی ،ج 1،ص280،مکتبہ رحمانیہ،لاہور☆،سنن ابی داؤد،ج 2،ص319،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

درمختار میں علامہ علاء الدین حصکفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں''وَالْمَكْرُوهُ تَحْرِيمًا كَالْعِيدَيْنِ ''اس کے تحت علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں''وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ ''ترجمہ: عیدین (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) اور ایام تشریق (گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحجہ) کے روزے رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار ج3ص391مکتبہ حقانیہ)

اور عید میلاد النبی کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت کسی حدیث میں موجود نہیں بلکہ ولادت والے دن یعنی پیر کو ولادت کی وجہ سے روزہ رکھنا حدیث سے ثابت

ہے۔صحیح مسلم میں حدیث پاک ہے ((عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی اللہ عنہ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الِاثْنَيْنِ؟ فَقَالَ:فِيهِ وُلِدْتُ وَفِيهِ أُنْزِلَ عَلَيَّ)) ترجمہ: حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتدا ہوئی۔

(صحیح مسلم،باب استحباب صیام ثلاثۃ ایام من کل شہر،ج2،ص820،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

عید کا دن ہے تو نماز کیوں نہیں؟

سوال: اگر یہ عید کا دن ہے تو عید کی نماز کیوں نہیں پڑھتے؟

جواب: ہر عید کے دن کے لیے عید کی نماز ہونا ضروری نہیں جیسا کہ عرفہ اور عاشورہ کے دن کو احادیث میں عید کا دن کہا گیا مگر ان میں عید کی نماز نہیں، اسی طرح عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی عید کی نماز نہیں، عید کی نماز صرف دو عیدوں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) میں ہے۔

فصل هفتم: محافلِ میلاد

سوال: اگر کوئی شخص محفل میلاد سجانے سے روکے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ مجلس شریف منکرات شرعیہ سے خالی ہو اور اس وقت منع کرنے کے لئے کوئی ضرورت خاصہ شرعیہ داعی نہ ہو بلکہ صرف اس بنا پر منع کرتا ہے کہ وہابی ہے اور مجلس مبارک کو برا جانتا ہے تو اس میں شک نہیں کہ وہابیہ گمراہ بددین بلکہ کفار مرتدین ہیں۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج23، ص759، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: مجلسِ میلاد میں بےاصل اور باطل روایات کا پڑھنا، سننا کیسا ہے؟

جواب: بےاصل و باطل روایات کا پڑھنا سننا حرام و گناہ ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص732، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: وہ کون سی باتیں ہیں جو مجالسِ میلاد میں ممنوع ہیں؟

جواب: وہ پڑھنا سننا جو منکرات شرعیہ پر مشتمل ہو، ناجائز ہے جیسے روایات باطلہ وحکایات موضوعہ واشعار خلاف شرع خصوصاً جن میں توہین انبیاء وملائکہ علیہم الصلوۃ والسلام ہو کہ آج کل کے جاہل نعت گویوں کے کلام میں یہ بلائے عظیم بکثرت ہے حالانکہ وہ صریح کلمہ کفر ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص722، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: مجلس میلاد شریف میں حضرات امامین حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر شہادت کرنا کیسا ہے؟

جواب: مجلس میلاد مبارک مجلس فرحت وسرور ہے، اس میں علماء کرام نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کا تذکرہ بھی پسند نہ فرمایا، اور ذکر شہادت جس طور پر رائج ہے وہ ضرور طریقہ غم پروری ہے۔

رہا حضرات امامین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے فضائل ومناقب صحیحہ معتبرہ کا ذکر، وہ نور ایمان وراحتِ جان ہے۔ اس سے کسی وقت ممانعت نہیں ہوسکتی جبکہ وجہ صحیح پر بقصد صحیح ہو۔ یہ شرط نہ صرف اس میں بلکہ ہر عمل صالح میں ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص747، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

محافل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تشریف آوری

سوال: محفل مولود شریف میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوتے ہیں یا نہیں؟ اور وقت پیدائش کے قیام کرنا مستحب ہے یا بدعت؟

جواب: امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں "مجالس خیر میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اکابر اولیاء نے مشاہدہ فرمائی اور بیان کیا، کما فی بهجة الاسرار للامام الاوحد ابی الحسن نورالدین اللخمی الشطنوفی وتنویرالحوالك للامام جلال الملّة و الدین السیوطی وغیرهما لغیرهما رحمة اللہ تعالیٰ علیہم۔ ترجمہ: جیسا کہ بہجۃ الاسرار میں ہے جس کے مصنف امام یکتائے زمانہ ابوالحسن نورالدین علی لخمی شطنوفی ہیں اور تنویرالحوالک میں ہے جس کے مصنف امام جلال الدین سیوطی ہیں ان دو کتابوں کے علاوہ اور کتابوں میں بھی ہے۔ ان سب پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

مگر یہ کوئی کلیہ نہیں سرکار کا کرم ہے جس پر ہو جب ہو:

اگر بادشہ بر در پیر زن — بیاید تو اے خواجہ سبلت من

همیں کردمور دعاء سحر — که مهمانش آید سلیمان مگر

چه خوش گفت یك مرغ زیرك بدو — سلیمان باید ولے جائے کو

ترجمہ: (1) اگر بادشاہ بڑھیا عورت کے دروازے پر قدم رنجہ فرمائے تو اے خواجہ

(سردار)! تو مونچھوں کو تاؤ نہ دے۔(2) سحری کے وقت ایک چیونٹی نے یہی دعا مانگی شاید اس کے ہاں حضرت سلیمان مہمان بن کرتشریف لائیں۔(3) ایک دانا پرندے نے اس سے کیا خوب کہا، حضرت سلیمان تو ضرور جلوہ افروز ہوں مگر کون سی جگہ ہو، ذرا یہ تو کہہ دے۔

مجلس میلاد مبارک میں وقت ذکرولادت مقدس قیام جس طرح حرمین شریفین وجمیع بلاد دارالسلام میں دائر ومعمول ہے مستحب ومستحسن ہے۔اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے ﴿وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمہ: ان کی یعنی حضور اکرم کی عزت وتوقیر کرو۔ (پ26،سورۃالفتح،آیت9)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ ترجمہ: اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پ17،سورۃالانبیاء،آیت32)

علامہ سید جعفر برزنجی مدنی عقد الجوہر میں فرماتے ہیں ''وقد استحسن القیام عند ذکر مولده الشریف صلی اللہ علیہ وسلم ائمة ذو روایة وروية فطوبی لمن کان تعظیمه صلی اللہ علیہ وسلم غایة مرامه ومرماه'' ترجمہ: صاحب روایت اور اہل مشاہدہ ائمہ کرام نے بوقت ذکر ولادت شریف قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔لہٰذا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کا غایۃ مقصد اور مرکز نگاہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ہے۔

(عقد الجواہر فی مولد النبی الازہر، ص 25,26، جامعہ اسلامیہ، لاہور ☆ فتاوی رضویہ، ج23، ص749، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: ایک نیک آدمی جسے اچھے لوگ اچھا سمجھتے ہوں اور بدباطن لوگ اسے برا سمجھتے ہوں اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور جا کر سننا جائز ہے یا نہیں؟ اور اس کے ہاں ہونے والی محفل سے روکنا کیسا ہے؟

جواب: اگر یہ بیان واقعی ہے کہ اچھے لوگ اسے اچھا سمجھتے ہیں تو بدباطنوں کے برا سمجھنے سے برا نہیں ہوسکتا، نہ لوگوں کی بدگمانی سے کوئی اثر کہ بدگمانی کرنے والے خود ہی گنہگار رہوں، اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو اس لئے کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ (پ26،سورۃالحجرات،آیت12)

جھوٹی تہمت رکھنے والا سخت گنہگار و مستحق عذاب ہے اور اس بنا پر اس کے یہاں مجلس مبارک پڑھنے سے لوگوں کو روکنا مناع للخیر (خیر سے روکنے والا) ہونا ہے۔ظاہر سوال کا جواب تو یہ ہے اور واقع کا علم اللہ عزوجل کو۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص755، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بے نمازی کے ہاں میلاد

سوال: بے نمازی مسلمان کے گھر میلاد شریف کی محفل میں شریک ہونا یا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مجلس میلاد شریف نیک کام ہے اور نیک کام میں شرکت بری نہیں، ہاں اگر اس کی تنبیہ کے لئے اس سے میل جول یک لخت چھوڑ دیا ہو تو نہ شریک ہوں یہی بہتر ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص736، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کفار سے میلاد کے لیے چندہ لینا

سوال: اگر کفار میلاد شریف کے چندے میں مسلمانوں کے ساتھ شریک ہوں تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب: دین کے کاموں میں کفار ومشرکین سے مدد لینے کی اجازت نہیں۔امام اہلسنت رحمہ اللہ تعالیٰ اس طرح کے ایک سوال کے جواب میں ارشاد

فرماتے ہیں ''ہندو سے مسلمان امرِ دین میں مدد نہ لے۔ حدیث شریف میں ہے ((إِنَّا لَا نَسْتَعِينُ بِمُشْرِكٍ)) ترجمہ: ہم کسی مشرک سے مدد نہیں لیتے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ،ج12،ص395،ادارۃ القرآن، کراچی)

اور اگر وہ خود شرکت چاہیں تو بطور چندہ شریک نہ کیا جائے کہ اس کے مال سے قربت قائم نہیں ہوسکتی، ہاں اگر وہ کسی مسلمان کو تملیک کردے یہ مسلمان چندے میں دے دے مضائقہ نہیں جبکہ اس طور پر لینے میں ہندو کے لئے وجہ استعلا (بلند ہونے کی صورت) نہ ہو وہ یہ نہ سمجھے کہ مسلمانوں نے مجھ سے استمداد کی، میری مدد کے محتاج ہوئے بلکہ احسان مانے کہ میرا مال قبول کرلیا، ہندو اپنے مال سے کوئی کارِ خیر کرے مقبول نہیں ﴿وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ ترجمہ: اور کافروں نے جو کام کئے تھے ہم نے ان کی طرف بڑھ کر انہیں بکھرے ہوئے ذرات کی طرح کردیا۔'' (پ19،سورۃ الفرقان، آیت23)

(فتاوی رضویہ،ج23،ص737،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

میلاد اور شیرینی

سوال: اگر میلاد شریف بغیر شیرینی کے پڑھا جائے تو کیسا ہے؟

جواب: میلاد شریف بغیر شیرینی بھی ہوسکتا ہے اصل مراد تو ذکر شریف ہے۔ (فتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: وعظ کے بعد شیرینی تقسیم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: جائز ہے لعدم المانع بلکہ اس کا عمل زیادہ باعث اجتماع وحضور ذکر واستماع ہوگا، وسیلۂ خیر خیر ہے۔ (فتاوی رضویہ،ج23،ص748،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: اگر لنگر وغیرہ ختم ہوجائے اور کچھ آدمی رہ جائیں تو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: کچھ آدمی رہ گئے تو اگر ہوسکے تو اور منگا کر ان کو بھی دے انکار

کردینا مناسب نہیں اور نہ ہوسکے تو ان سے معذرت کرلے۔

(فتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: محافل کے بعد جو نیاز وغیرہ تقسیم کی جاتی ہے اگر کسی کو کم کسی کو زیادہ پہنچے تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟

جواب: کم وبیش پہنچنے میں کچھ حرج نہیں مگر اتنی کمی نہ ہو کہ اسے ناگوار گزرے اس کی ذلت سمجھی جائے۔

(ملخصاً فتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: میلاد شریف جس کے یہاں ہو اس سے کچھ رنج ہو، یہ سننے جائے اور شیرینی نہ لے تو کیا گناہ ہے؟

جواب: میلاد شریف سننے کو حاضر ہو اور شیرینی نہ لے تو حرج نہیں جبکہ اس میں صاحب خانہ کی دل آزاری نہ ہو ورنہ بلاوجہ شرعی مسلمان کی دل آزاری کی اجازت نہیں۔ (فتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: اگر شیرینی تقسیم کے بعد بچ جائے تو اس کا کیا کیا جائے؟

جواب: تقسیم کے بعد شیرینی بچ رہے تو وہ اس کا مال ہے جو چاہے کرے اور بہتر یہ ہے کہ اسے بھی عزیزوں قریبوں ہمسایوں دوستوں مسکینوں پر بانٹ دے کہ جتنی چیز اللہ عزوجل کے لئے نکالی اس میں سے کچھ بچا لینا مناسب نہیں۔

(فتاوی رضویہ،ج23،ص743،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

شیرینی کے فوائد

سوال: میلاد شریف کی نیاز کے لئے شیرینی کی تخصیص کا کیا فائدہ ہے؟

جواب: شیرینی کی تخصیص میں متعدد فوائد ہیں:

ایک: تو یہ کہ ((قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حُلْوٌ يُحِبُّ الْحَلَاوَةَ)) مسلمان کا دل

میٹھا ہے میٹھا اس کو دوست رکھتا ہے۔

دوم: وہ روزانہ عام لوگوں کے استعمال میں نہیں آتی ''و کل جدید لذیذ ومن وافق من اخیہ شھوۃ غفرلہ '' ترجمہ: ہرنئی چیز ذائقہ دار ہوتی ہے اور جو کوئی اپنے بھائی سے اس کی چاہت میں موافقت کرے تو اس کے گناہ بخش دئے گئے۔

سوم: حسب عرف اغنیا کو بھی اس کے لینے میں باک نہیں ہوتا بخلاف اس کے کہ روٹی بانٹی جائے۔

چھارم: جو چیز محبوبان خدا سے منتسب (منسوب) ہو جائے سزاوار تعظیم (لائق تعظیم) ہو جاتی ہے، شیرینی اس کے لئے زیادہ مناسب کہ اس میں چیز پھینکنے کی نہیں ہوتی۔ (فتاوی رضویہ، ج23، ص752، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سوال: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام ہے اس کے یہاں مجلس میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو، اور یہ لوگ جب کوئی کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کے لئے کوئی شہادت کی حاجت نہیں، اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا ہے تو اس کا قول مقبول ہوگا کما نص علیہ فی الھندیۃ وغیرھا ترجمہ: جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری اور اس کے علاوہ دوسرے فتاووں میں اس مسئلہ کی تصریح کی گئی۔

بلکہ شیرینی اگر اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد ونقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ نہ دیا ہو تو

مذہب مفتٰی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی جو شیرینی اسے خاص اُجرت زنا یا غنا میں ملی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد ونقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام اور اس پر فاتحہ حرام ہے، یہ حکم تو شیرینی وفاتحہ کا ہوا مگر ان کے یہاں جانا اگرچہ میلاد شریف پڑھنے کے لئے ہو معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم ہے۔ حدیث میں ہے ((مـن کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلایقفن مواقع التھم)) ترجمہ: جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان لاتا ہے وہ ہرگز تہمت کی جگہ نہ کھڑا ہو۔

(مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی، باب ادراک الفریضہ، ص249، نورمحمد کارخانہ تجارت، کراچی)

تو ان کی چوکی اور فرش اور ہر استعمالی چیز انہیں احتمالات خباثت پر ہے، پھر جو اہل تقوٰی نہیں اسے ان کے ساتھ قرب، آگ اور بارود کا قرب ہے اور جو اہل تقوٰی ہے اس کے لئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو کالے ضرور ہوں گے پھر اپنے نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ((مَنْ رَتَعَ حَوْلَ الْحِمٰی یُوشِكُ أَنْ یَقَعَ فِیهِ)) جو رمنے (چراگاہ) کے گرد چرائے گا کبھی اس میں پڑ بھی جائے گا۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص751، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فصل ہشتم: ذکرِ ولادت کے وقت قیام

سوال: وقت ذکرولادت قیام کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں ارشادفرماتے ہیں ''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر مسلمانوں کا عین ایمان ہے اوراس کی خوبی وتعریف قرآن عظیم سے مطلقاً ثابت ہے۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴿إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ۝ لِتُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ﴾ ترجمہ: بےشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر وناظر اورخوشی اورڈر سناتا تاکہ اے لوگو!تم اللہ اوراس کے رسول پرایمان لاؤاور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔ (پ26،سورۃالفتح،آیت8,9)

اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ﴾ ترجمہ: اور جواللہ کےنشانوں کی تعظیم کرےتو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔ (پ17،سورۃالانبیاء،آیت32)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَنْ يُعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَهُ عِنْدَ رَبِّهِ﴾ ترجمہ: اور جواللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرےتووہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔ (پ17،سورۃالانبیاء،آیت30)

پس بوجہ اطلاق آیات حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم جس طریقہ سے کی جائے گی حسن ومحمود رہے گی اورخاص طریقوں کے لئے جداگانہ ثبوت کی ضرورت نہ ہوگی، ہاں اگرکسی طریقہ کی ممانعت شرعاً ثابت ہوگی تو وہ بیشک ممنوع ہوگا۔امام ابن حجرمکی جوہرمنظم میں فرماتے ہیں ''تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع انواع التعظیم التی لیس فیھا مشارکۃ اللہ تعالیٰ فی الالوھیۃ امرمستحسن عند من

نور اللہ ابصارھم انتھی ''ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم تمام اقسام تعظیم کے ساتھ جس سے الوہیۃ الٰہ میں شرکت لازم نہ آئے ہرطرح امرمستحسن ہے ان سب کے نزدیک جن کی آنکھیں اللہ تعالیٰ نے روشن کی ہیں انتہی۔

(الجوہر المنظم،الفصل الاول،ص12،مکتبہ قادریہ،لاہور)

خواہ شریعت کاورودخاص اس امرمیں ہو یانہ ہو یہ اس لئے کہ مطلق تعظیم جس کی طرف اورجس پرمتوجہ کی گئی تو اس کے ہرمسمّٰی کوشامل ہوسکے۔

جن کی آنکھوں میں اللہ تعالیٰ نے نوربصارت بخشا ہے ان کے نزدیک یہ قیام بوقت ذکرولادت شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض بنظرتعظیم واکرام حضور اقدس بجالاتے ہیں بیشک حسن ومحمود ہے تاوقتیکہ منکرین خاص اس صورت کی ممانعت قرآن وحدیث سے ثابت نہ کریں اوران شاءاللہ تاقیامت اس کی ممانعت ثابت نہ کرسکیں گے۔

رہا یہ کہ قیام ذکرولادت شریفہ ہی کے وقت کیوں ہے؟ اس کی وجہ نہایت روشن اورواضح ہے:

اوّلاً: صدہاسال سےعلمائے کرام اوربلاد اسلام میں یونہی معمول ہے۔

ثانیاً: ائمہ دین کی تصریح ہے کہ ذکرپاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مثل ذات اقدس کے ہے اورصورت تعظیم میں سے ایک صورت وقت قدوم معظم بجالائی جاتی ہے اورذکرولادت حضورسیدالمرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم دنیامیں تشریف آوری کاذکرہے تو یہ تعظیم اسی ذکرکےساتھ مناسب ہوئی۔

ثالثاً: وقت ولادت شریف حضورسرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ملائکہ تعظیم کے واسطےکھڑے ہوئے تھے شرف الانام تصنیف علامہ شیخ قاسم بخاری میں یہ روایت موجود ہے اس لئے ہم بھی جب ذکرولادت شریف کرتے ہیں تو ان ملائکہ

کاتشکل پیدا کرتے ہیں کیونکہ محدثین کے نزدیک واقعہ مرویہ کی صورت اور تشکل پیدا کرنا مستحب ہے، چنانچہ بخاری شریف کے صفحہ تین میں روایت ہے کہ وقت نزول وحی رسول اکرم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم جبریل علیہ الصلوۃ والسلام کے ساتھ دل میں پڑھتے اور لبوں کو ہلاتے تھے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما جس وقت یہ حدیث روایت کرتے تو اپنے لبوں کو ہلا دیتے جس طرح کہ رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہلاتے تھے، اور حضرت ابن جبیر بھی ہلاتے تھے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ہلاتے دیکھا۔

پس جبکہ صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے واقعہ مرویہ کا تشکل اور تمثل ثابت ہے تو ہم بھی واقعہ میلاد میں قیام ملائکہ کا تشکل اور تمثل پیدا کرتے ہیں، باقی صحابہ کرام اور تابعین عظام کا قیام ملائکہ کا تشکل نہ بنانا اور محفل میلاد شریف کو ہیئت کذائی کے ساتھ آراستہ نہ کرنا مستلزم منع شرعی نہیں۔ امام احمد بن محمد بن قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ''الفعل یدل علی الجواز وعدم الفعل لایدل علی المنع ''ترجمہ: کسی کام کا کیا جانا جواز کی دلیل ہے اور نہ کیا جانا منع کرنے کی دلیل نہیں۔

علی الخصوص حرمین شریفین مکہ معظمہ ومدینہ طیبہ مبداء ومرجع دین وایمان کے اکابر علماء ومفتیان فضلائے مذاہب اربعہ مدتوں سے میلاد مع قیام کرتے آئے اور اس کے جواز کا فتویٰ دیتے آئے، پھر ان پر ضلالت اور گمراہی کا اطلاق کیونکر ہوسکتا ہے۔

علامہ برہان الدین حلبی انسان العیون فی سیرت الامین المامون میں فرماتے ہیں ''قد وجد القیام عند ذکر اسمہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم من عالم الامۃ ومقتداء الائمۃ دینا وورعا الامام تقی الدین السبکی وتابعہ علی ذلک

مشائخ الاسلام فی عصرہ۔ انتھی۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب ''ترجمہ: دین وتقویٰ میں امت کے عالم اور اماموں کے مقتداء امام تقی الدین سبکی سے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ذکر پاک کے وقت قیام ثابت ہے اور آپ کے زمانہ کے مشائخ نے اس معاملہ میں آپ کی پیروی کی ہے انتہی۔ اور اللہ تعالی درستگی کو زیادہ جانتا ہے۔

(انسان العیون فی سیرۃ الامین المامون، باب تسمیۃ صلی اللہ علیہ وسلم محمداواحمدا، ج 1، ص83، المکتبۃ الاسلامیۃ، بیروت)☆(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج 23، ص759تا767، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قیام وقت ذکر ولادت حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوۃ والسلام مستحب ومقبول ائمہ کرام وعلماء اسلام ورائج ومعمول حرمین طیبین وجملہ بلاد دارالسلام ہے شرع مطہر سے اس کے منع پر اصلاً دلیل نہیں ومن ادعی فعلیہ البیان اس مسئلہ کی تفصیل جلیل کتاب مستطاب ''اذاقۃ الاثام لما نعی عمل المولد والقیام ''تصنیف لطیف حضرت خاتم المحققین امام المدققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد ورسالہ ''اقامۃ القیامۃ علی طاعن القیام لنبی تھامۃ ''تالیف فقیر نحیف ودیگر کتب ورسائل علماء وافاضل میں ہے۔

علامہ سید جعفر برزنجی مدنی قدس سرہ السنی عقد الجواہر میں فرماتے ہیں ''قد استحسن القیام عند ذکر ولادتہ الشریفۃ ائمۃ ذو روایۃ و رؤیۃ فطوبی لمن کان تعظیمہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم غایۃ مرامہ ومرماہ ''ترجمہ: صاحب روایت واہل مشاہدہ ائمہ کرام نے بوقت ذکر ولادت شریف قیام کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لہٰذا اس شخص کے لئے خوشخبری ہے جس کا غایۃ مقصد اور مرکز نگاہ نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا ہے۔ (عقد الجواہر فی مولدالنبی الازہر، ص25,26، جامعہ اسلامیہ، لاہور)

علامہ سید احمد زین دحلان مکی قدس سرہ الملکی الدرر السنیہ میں فرماتے ہیں ''من

تعظیمه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الفرح بليلة ولادته وقرائة المولد والقيام عند ذكر ولادته صلى الله تعالى عليه وسلم واطعام الطعام وغير ذلك ممايعتادالناس فعله من انواع البر فان ذلك كله من تعظيمه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وقد اخردت مسائلة المولد ومايتعلق بها بالتاليف واعتنى بذلك كثير من العلماء فالفوا فى ذلك مصنفات مشحونة بالادلة والبراهين فلاحاجة لنا الى الاطالة بذلك انتهى ''ترجمہ: حضوراکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعظیم میں یہ بات بھی شامل ہے کہ ان کی ولادت والی رات میں خوشی منائے، تذکرۂ ولادت کرے اور بوقت ولادت قیام کرے، لوگوں کو کھانا کھلائے اوران کے علاوہ دیگرامورِخیر بھی انجام دے جن کے کرنے کے لوگ عادی ہیں۔اس لئے کہ یہ سب کام حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعظیم میں شمار ہوتے ہیں، اور میں نے میلادرسول اوراس سے متعلقہ مسائل پرایک مستقل کتاب لکھی ہے اور بے شمار علماء نے بھی اس کا اہتمام کیا ہے چنانچہ اس موضوع پران حضرات نے ایسی کتابیں تصنیف فرمائیں جوعقلی ونقلی دلائل سے بھری پڑی ہیں، لہٰذا ہمیں اس موضوع کوطویل کرنے کی چنداں ضرورت نہیں۔''

(فتاوی رضویه،ج23،ص730،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: میلادشریف میں وقتِ ولادت قیام کے ترک کرنے والے پر حرف زنی درست ہے یانہیں؟

جواب: امامِ اہلسنت امام احمدرضاخان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''(اگر)یوں ترک ہوکہ چندلوگ بیٹھے ہیں ذکرولادت اقدس آیا تعظیم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے انکار نہیں مگر اس وقت بیٹھے رہے کہ آخر قیام واجب نہیں ایسے ترک پرطعن نہیں، اور اگر یوں ترک ہوکہ مجلس میں اہل اسلام نے اپنے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی تعظیم کے لئے قیام کیا یہ بلاعذر جمارہا تو قطعاً محل طعن ودلیل مرض قلب ہے، نظیراس کی شاہدعین

یہ ہے کہ کسی مجمع میں بندگان سلطانی تعظیم سلطانی کیلئے سروقد کھڑے ہوں اورایک نامہذّب بےادب قصداً بیٹھارہے ہرشخص اسے گستاخ کہے گا اور بادشاہ کے عتاب کا مستحق ہوگا یوں ہی اگرترک قیام بربنائے اصول باطلہ وہابیت ہوتو شنیع تر ہے۔

(فتاوی رضویه،ج23،ص729،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پرفرماتے ہیں ''قیام مجلس مبارک مستحب ہے اورمجلس کھڑی ہوتو سنت،اورترک میں فتنہ یاالزام وہابیت ہوتو واجب كما فى ردالمحتار فى قيام الناس بعضهم لبعض ۔ترجمہ: جیسا کہ ردالمحتار میں بعض لوگوں کے بعض کی خاطرکھڑے ہونے کے بارے میں ہے۔

(فتاوی رضویه،ج30،ص128،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: عمروکہتا ہے کہ قیام مولودشریف ہاتھ باندھ کرہونا چاہیےاورزیدکہتا ہے کہ ہاتھ چھوڑکرہونا چاہیے،توبتلائیے کہ کس کی بات سچ ہے؟

جواب: ہاتھ باندھ کرکھڑے ہونا بہتر ہے جیسا کہ حاضری روضۂ انور کے وقت حکم ہے۔فتاوی عالمگیری میں ہے ''يَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلَاةِ ''ترجمہ: ایسے کھڑاہوجیسے نماز میں کھڑاہوتا ہے۔

(الفتاوى الهندية ،ج1،ص265، كتاب المناسك ، مطلب زيارة النبى صلى الله عليه وسلم ، نورانى كتب خانه ،پشاور)

اسی طرح لباب وشرح لباب واختیارشرح مختار وغیرہا کتب معتبرہ میں ہے۔

(فتاوی رضویه،ج30،ص128،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

فصل نہم: نعت خوانی

دف کے ساتھ نعت خوانی

سوال: دف کن مواقع پر اور کن شرائط کے ساتھ جائز ہے؟ کیا دف کے ساتھ نعت شریف پڑھنا درست ہے؟

جواب: شادی اور عید کے دنوں میں علماء نے چند شرائط کے ساتھ دف بجانے کی اجازت دی ہے: (1) دف بغیر جھانج کے ہو، (2) قانونِ موسیقی پر نہ بجایا جائے، (3) بجانے والے مرد یا عزت دار عورتیں نہ ہوں، بلکہ بچیاں یا کنیزیں ہوں (4) جہاں بجایا جارہا ہے وہ محلِ فتنہ نہ ہو۔

اصلِ حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حالِ زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ فی زمانہ جہال سے کسی طرح کی امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کے پابند رہیں اور حدِ مکروہ وممنوع تک تجاوز نہ کریں ،لہذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند کر دیا جائے۔

ردالمحتار میں ہے: ''قَالَ الْفُقَهَاءُ: الْمُرَادُ بِالدُّفِّ مَا لَا جَلَاجِلَ لَهُ ''
ترجمہ: فقہاء فرماتے ہیں کہ جائز دف سے مراد وہ ہے جس میں جھانجھ نہ ہو۔
(ردالمحتار، ج4، ص68، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اسی میں ہے: ''جَوَازُ ضَرْبِ الدُّفِّ فِيهِ خَاصٌّ بِالنِّسَاءِ لِمَا فِي الْبَحْرِ عَنْ الْمِعْرَاجِ بَعْدَ ذِكْرِهِ أَنَّهُ مُبَاحٌ فِي النِّكَاحِ وَمَا فِي مَعْنَاهُ مِنْ حَادِثِ سُرُورٍ. قَالَ: وَهُوَ مَكْرُوهٌ لِلرِّجَالِ عَلَى كُلِّ حَالٍ لِلتَّشَبُّهِ بِالنِّسَاءِ'' دف بجانا صرف (غیر شریف) عورتوں کے ساتھ خاص ہے کیونکہ بحر نے معراج کے حوالے سے نکاح اور خوشی کے موقع پر اس کی اباحت کے بعد ذکر کیا ہے کہ یہ مردوں کے لئے ہر حال میں مکروہ ہے کیونکہ اس میں عورتوں سے تشبہ ہے۔ (ردالمحتار، ج8، ص202، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امامِ اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ'' شادی میں دف بجانا درست ہے یا نہیں؟ **تو جواباً ارشاد فرمایا**'' دف کہ بے جلاجل یعنی بغیر جھانجھ کا ہو اور تال سم کی رعایت سے نہ بجایا جائے اور بجانے والے نہ مرد ہوں نہ ذی عزت عورتیں، بلکہ کنیزیں یا ایسی کم حیثیت عورتیں اور وہ غیر محلِ فتنہ میں بجائیں تو نہ صرف جائز بلکہ مستحب ومندوب ہے، للامر به في الحديث والقيود مذكورة في ردالمحتار وغيره و شرحنا ها في فتاونا '' ترجمہ: کیونکہ حدیث پاک میں اس کا امر ہے اور مذکورہ قیود ردالمحتار وغیرہ میں مسطور ہیں اور ہم نے اپنے فتاوی میں ان کی وضاحت کر دی ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج21، ص643، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا'' ہاں شرعِ مطہر نے شادی میں بغرضِ اعلانِ نکاح صرف دف کی اجازت دی ہے جبکہ مقصودِ شرع سے تجاوز کر کے لہوِ مکروہ وتحصیلِ لذتِ شیطانی کی حد تک نہ پہنچے، ولہذا علماء شرط لگاتے ہیں کہ قواعدِ موسیقی پر نہ بجایا جائے ،تال سم کی رعایت نہ ہو، نہ اس میں جھانج ہوں کہ وہ خواہی نخواہی مطرب وناجائز ہیں، پھر اس کا بجانا بھی مردوں کو ہر طرح مکروہ ہے، نہ شرف والی بیبیوں کے مناسب بلکہ نابالغہ چھوٹی چھوٹی بچیاں یا لونڈیاں باندیاں بجائیں، اور اگر اس کے ساتھ سیدھے سادھے اشعار یا سہرے سہاگ ہوں جن میں اصلاً نہ فحش ہو نہ کسی بے حیائی کا ذکر، نہ فسق وفجور کی باتیں، نہ مجمعِ زنان یا فاسقان میں عشقیات کے چرچے، نہ نامحرم مردوں کو نغمۂ عورات کی آواز پہنچے۔ غرض ہر طرح منکراتِ شرعیہ ومظانِ فتنہ سے پاک ہوں، تو اس میں بھی مضائقہ نہیں۔ اصلِ حکم میں تو اسی قدر کی رخصت ہے مگر حالِ زمانہ کے مناسب یہ ہے کہ مطلق بندش کی جائے کہ جہالِ حال خصوصاً زنانِ زماں سے کسی طرح کی امید نہیں کہ انہیں جو حد باندھ کر اجازت دی جائے اس کی پابند رہیں اور حدِ مکروہ وممنوع تک تجاوز نہ کریں، لہذا سرے سے فتنہ کا دروازہ ہی بند

کردیا جائے، نہ انگلی ٹیکنے کی جگہ پائیں گی نہ آگے پاؤں پھیلائیں گی۔"

(فتاوی رضویہ،ج23،ص281،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "عید کے دن اور شادیوں میں دف بجانا جائز ہے جبکہ سادے دف ہوں، اس میں جھانج نہ ہوں اور قواعد موسیقی پر نہ بجائے جائیں یعنی محض ڈھپ ڈھپ کی بے سری آواز سے نکاح کا اعلان مقصود ہو۔" (بہار شریعت،ج3،حصہ16،ص510،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

احادیث میں بھی صرف بچیوں اور کنیز کے دف بجانے کا ذکر ہے، مردوں یا شریف عورتوں کے دف بجانے کا ذکر نہیں۔ بخاری شریف میں ہے ((قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ ابْنِ عَفْرَاءَ، جَاءَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا، يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ)) ترجمہ: ربیع بنت معوذ بن عفراء فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس وقت تشریف لائے جب مجھے دلہن بنایا گیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے بستر پر بیٹھے جس طرح کہ تمہارا میرے پاس بیٹھنا، پھر چھوٹی بچیاں دف بجانے لگیں۔

(صحیح بخاری،ج2،ص773،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

جامع ترمذی میں ہے ((حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بُرَيْدَةَ قَالَ:سَمِعْتُ أَبِي بُرَيْدَةَ يَقُولُ:خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ جَاءَتْ جَارِيَةٌ سَوْدَاءُ، فَقَالَتْ:يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ نَذَرْتُ إِنْ رَدَّكَ اللَّهُ سَالِمًا أَنْ أَضْرِبَ بَيْنَ يَدَيْكَ بِالدُّفِّ وَأَتَغَنَّى، فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم:إِنْ كُنْتِ نَذَرْتِ فَاضْرِبِي وَإِلَّا فَلَا .فَجَعَلَتْ تَضْرِبُ،قال خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بعض مغازیہ فلماانصرف جاء ت جاریۃ سوداء فقالت یا رسول اللہ انی کنت نذرت ان ردك اللہ صالحاً ان اضرب بین یدیك

بالدف واتغنی فقال لها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کنت نذرت فاضربی والا فلافجعلت تضرب)) ترجمہ: حضرت بریدہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں تشریف لے کر گئے، جب واپس آئے تو ایک کالی باندی آئی، عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو خیریت سے لوٹائے گا تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گاؤں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا کہ اگر تم نے نذر مانی تھی تو دف بجاؤ ورنہ نہ بجاؤ، لہذا وہ بجانے لگی۔ (جامع ترمذی،ج 2 ،ص688 ،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)

اور یہ شرط کہ دف قانونِ موسیقی پر نہ بجایا جائے اس شرط کی اصل وہ احادیث ہیں جن میں مطلقاً موسیقی اور آلاتِ موسیقی سے منع کیا ہے، اسی طرح جھانج نہ ہونے کی شرط کی اصل بھی یہی ہے کہ جھانج موسیقی کو لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ)) ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔

(صحیح بخاری،ج2،ص837،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ)) دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں ایک آسائش کے وقت باجے کی آواز، دوسرا مصیبت کے وقت بین کرنا۔

(کنز العمال،ج15،ص219،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں۔" (فتاوی رضویہ،ج24،ص115،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

محل فتنہ میں ممانعت پر حدیثِ انجشہ پیش کی جاسکتی ہے، حضرت انجشہ رضی

اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حدی خوانی کی، جو بالکل جائز تھی، مگر اس وجہ سے منع کر دیا کہ ان کی آواز دلکش ودل نواز تھی اور عورتیں سن رہیں تھیں کہ کہیں ان کے دل میں فتنہ برپا نہ ہوجائے، چنانچہ فرمایا((یَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) ترجمہ: اے انجشہ! ٹھہر جا، کہیں کانچ کی شیشیاں ٹوٹ نہ جائیں۔

(صحیح مسلم، ج2، ص255، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''انجشہ کی حدی پر حضور والاصلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ نے انکار نہ فرمایا بلکہ بلحاظ عورات ((یَا أَنْجَشَةُ رُوَيْدًا سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيرِ)) ارشاد ہوا کہ ان کی آواز دلکش ودل نواز تھی، عورتیں نرم نازک شیشیاں ہیں جنہیں تھوڑی ٹھیس بہت ہوتی ہے، غرض مدار کار تحقق وتوقع فتنہ ہے، جہاں فتنہ ثابت وہاں حکمِ حرمت، جہاں توقع واندیشہ وہاں بنظرِ سدِ ذریعہ حکم ممانعت۔''

(فتاوی رضویہ، ج24، ص85، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نعت شریف پڑھنے کے دوران دف بجانا ممنوع اور بے ادبی ہے۔ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ محمد مصطفیٰ رضا خان علیہ الرحمہ سے پوچھا گیا کہ ''دف بجا کر قصائد، نعت اور حالت قیام میلاد شریف میں صلاۃ وسلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز، دف مع جھانج ہوتو کیا حکم ہے اور بلا جھانج ہوتو کیا حکم ہے'' تو جوابا ارشاد فرمایا ''ہرگز نہ چاہیے کہ سخت سوء ادب ہے اور اگر جھانج بھی ہوں یا اس طرح بجایا جائے کہ گت پیدا ہو فن کے قواعد پر جب تو حرام اشد حرام ہے، حرام در حرام ہے۔

(فتاوی مصطفویہ، ص448، شبیر برادرز، لاہور)

دف اور لہو ولعب میں نعت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث جس میں بچیوں کے دف بجانے کا تذکرہ ہے، جب انہوں نے اس دوران نعت کا شعر پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نہ

پڑھو بلکہ وہی پڑھو جو پہلے پڑھ رہیں تھیں، چنانچہ بخاری شریف میں ہے ((إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ :وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ :دَعِي هَذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ)) اس دوران بچیوں میں سے جب کسی ایک نے یہ شعر پڑھا کہ ہمارے درمیان وہ نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں تو فرمایا: اس کو چھوڑو اور وہی پڑھو جو پڑھ رہیں تھیں۔

(صحیح بخاری، ج2، ص773، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اس حدیث کے بارے میں امام غزالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''ھذا شھادة بالنبوة فزجرها عنها وردها الیٰ غناء الذی هو لهو لان هذا جد محض فلا یقرن بصورة اللهو'' ترجمہ: یہ نبوت کی گواہی تھی لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کہنے پر انہیں ڈانٹ دیا اور اس گانے کی طرف لوٹا دیا جو ایک کھیل کی حیثیت رکھتا ہے اس لئے کہ یہ ایک خالص سنجیدگی ہے، لہذا جو چیز صورۃً کھیل ہو اس سے بھی اس کا ملاپ ٹھیک نہیں۔

(احیاء العلوم، ج2، ص300، مطبعة المشهد الحسینی، قاهره)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لہو مباح میں تو اپنا ذکرِ کریم ناپسند فرمایا۔۔یعنی یہ مصرع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی گواہی تھی کہ خدا کے بتائے سے اصالۃً غیب کا جاننا نبوت ہی کی شان ہے تو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ چاہا کہ اسے صورتِ لہو میں شامل کیا جائے لہذا اسے روک دیا۔''

(فتاوی رضویہ، ج23، ص465،466، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

میوزک کے ساتھ نعت خوانی

سوال: اگر کوئی شخص نعت، حمد، منقبت یا کوئی اصلاحی نظم میوزک کے ساتھ سنے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ کیا اس میں جدید موسیقی کے آلات کو استعمال کیا جاسکتا ہے جبکہ اس سے مقصود اللہ تعالیٰ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان سے تعلق مضبوط کرنا ہو۔ اگر میوزک منع یا حرام ہے تو قوالی کیا ہے اور اس کی حیثیت آج کے دور میں

کیا ہوگی جبکہ آج کل ہر شخص گانے باجے کا شیدائی ہے اور میوزک سے بچنا ناممکن ہوتا جارہا ہے۔

جواب: حمد ونعت وغیرہ میوزک کے ساتھ پڑھنا اور سننا ناجائز وحرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((لَيَكُونَنَّ مِنْ أُمَّتِي أَقْوَامٌ، يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ)) ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔ (صحیح بخاری،ج2،ص837،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں((صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرۃ مزمار عند نعمۃ ورنۃ عند مصیبۃ)) دوآوازیں دنیاوآخرت میں ملعون ہیں ایک آسائش کے وقت گانا باجا، دوسرا مصیبت کے وقت بین کرنا۔

(کنز العمال،ج15،ص219،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں"مزامیر کی حرمت میں احادیث کثیرہ بالغ بحد تواتر وارد ہیں۔" (فتاوی رضویہ،ج24،ص115،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ہر قسم کے آلات موسیقی چاہے جدید ہوں یا قدیم ان کا استعمال حرام وناجائز ہے۔ ہدایہ میں ہے"دلت المسئلۃ علی ان الملاھی کلھا حرام حتی التغنی لضرب القضیب"مسئلہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ گانے باجے کے آلات سب حرام ہیں یہاں تک کہ کانے کی ضرب کسی چیز پر لگا کر گانا۔

(ہدایہ،ج4،ص453، فصل فی الاکل والشرب،مطبع یوسفی،لکھنؤ)

امام اہلسنت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ"(زید) کہتا ہے کہ مزامیر ان باجوں کو کہتے ہیں جو منہ سے بجائے جاتے ہیں، ڈھلک ستار، طبلہ، مجیرے، ہارمونیم، سارنگی مزامیر میں داخل نہیں" جواباً ارشاد فرمایا"زید کا قول باطل ومردود ہے، حدیث

صحیح بخاری شریف میں میں مزامیر کا لفظ نہیں بلکہ معازف ہے کہ سب باجوں کو شامل ہے((يَسْتَحِلُّونَ الحِرَ وَالحَرِيرَ، وَالخَمْرَ وَالمَعَازِفَ)) ترجمہ: جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور شراب اور باجوں کو۔"

(فتاوی رضویہ،ج24،ص140،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک مقام پر فرمایا"ہارمونیم ضرور حرام ہے۔"

(فتاوی رضویہ،ج24،ص134،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی (یعنی ناجائز کام) میں اللہ تعالیٰ کا قرب چاہنا بے وقوفی کی انتہا ہے اور اس کا حکم بعض صورتوں میں بہت سخت ہے۔ مروجہ قوالی جو کہ مزامیر کے ساتھ ہوتی ہے وہ بھی ناجائز وحرام ہی ہے۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔"قوالی مع مزامیر سننا کسی شخص کو جائز نہیں۔"

(فتاوی رضویہ،ج 10،ص 274، مکتبہ رضویہ، کراچی)

"آج کل ہر شخص گانے باجے کا شیدائی ہے" تب بھی گانے باجے حرام ہی رہیں گے اور"میوزک سے بچنا ناممکن ہوتا جارہا ہے" تب بھی میوزک حرام ہی رہے گی۔ امام اہل سنت علیہ الرحمہ سے سوال ہوا کہ"جب فرائض وواجبات وسنن مؤکدہ کی پابندی لوگوں سے اٹھتی جاتی ہو تو ایسی حالت میں مزامیر کے ساتھ سماع جائز ہے یا کہ نہیں" تو جواباً ارشاد فرمایا:"مزامیر حرام ہیں اور حرام ہر حال میں حرام رہے گا، لوگ گناہوں میں مبتلا ہیں اس کے سبب گناہ جائز ہوجائے تو شریعت کا منسوخ کردینا فاسقوں کے ہاتھ میں رہ جائے۔" (فتاوی رضویہ،ج24،ص139،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

خوش الحانی سے نعت خوانی

سوال: خوش الحانی سے نعت پڑھنا اور سننا کیسا ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"خوش

الحانی جائز ہے جبکہ مزامیر وفتنہ ساتھ نہ ہو''

(فتاوی رضویہ،ج23،ص744،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر امامِ اہلسنت امام احمد رضا خان ارشاد فرماتے ہیں''نعت شریف ذکر اقدس ہے اور اس کا خوش الحانی سے ہونا مورث زیادت شوق ومحبت۔امام قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے مواہب اللدنیہ شریف میں تصریح فرمائی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح شریف الحان خوش کے ساتھ سننا محبت حضور کو ترقی دیتا ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج23،ص752،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک مقام پر تفصیل سے ارشاد فرماتے ہیں''اشعار حسنہ محمودہ کا پڑھنا جن میں حمد الٰہی ونعت رسالت پناہی جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ومنقبت آل واصحاب واولیاء وعلمائے دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یا ذکر موت وتذکیر آخرت واہوال قیامت وغیر ذٰلک مقاصد شرعیہ ہو اور درست شرعی طریقہ پر ہو تو قطعاً جائز وروا اور خود زمانہ اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے آج تک تمام ائمہ دین وعباد اللہ الصالحین میں رائج ہے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قسم دیتے ہوئے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں،آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا((یَا حَسَّانُ، أَجِبْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم، اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوحِ القُدُسِ،قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ :نَعَمْ))ترجمہ:اے حسان!رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جواب دو،اے اللہ روح قدس کے ذریعہ اس کی مدد فرما،حضرت ابو ہریرہ نے کہا:جی ہاں،سنا ہے۔

(صحیح بخاری،باب الشعر فی المسجد،ج1،ص98،دارطوق النجاۃ)

ام المومنین صدیقہ بنت الصدیق صلی اللہ تعالیٰ علی زوجہا الکریم وابیہا وعلیہا وسلم سے ہے((عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ :كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ

لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي المَسْجِدِ يَقُومُ عَلَيْهِ قَائِمًا يُفَاخِرُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَتْ:يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -وَيَقُولُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:إِنَّ اللَّهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوحِ القُدُسِ مَا يُفَاخِرُ، أَوْ يُنَافِحُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))ترجمہ:رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مسجد اقدس میں منبر بچھاتے حسان اوپر کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل ومفاخر بیان کرتے حضور کی طرف سے طعنائے کفار کا رد کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے جب تک حسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس مفاخرت یا مدافعت میں مشغول رہتا ہے اللہ عزوجل جبریل امین سے اس کی مدد فرماتا ہے۔

(جامع الترمذی،باب ماجاء فی انشاد الشعر،ج4،ص435،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

جب خوش الحانی خود قرآن عظیم میں مطلوب ومندوب ہوئی تو یہ شعر ہے یہاں اگر الحان کے لئے مد قصر وحرکات وسکنات وغیرہ ہیئات حروف میں کچھ تغیر بھی ہو تو حرج نہیں جب کہ صرف سادہ خوش الحانی ہو اور تمام منکرات شرعیہ سے خالی ہو،اس قدر کو عرف میں پڑھنا کہتے ہیں۔

نہ کہ گانا کہ موسیقی کے اوزان مقررہ نغمان محررہ طرقات مطربہ قرعات مجبہ اتار چڑھاؤ زیر وبم تان تنکری تال سم کی رعایت سے رنڈیوں ڈومنیوں مراثیوں ڈھاریوں نقالوں قوالوں وغیرہم میں معمول اور باوضع شرفاء مہذبین صنعا میں معیوب ومخذول۔

محمود ومباح اشعار کا سادہ خوش الحانی سے پڑھنا بھی زمانہ صحابہ وتابعین وائمہ دین مجوز ومقبول ہے بلکہ خود بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین سے ماثور ومنقول بلکہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہونا منقول،حضور سنتے اور انکار نہ

فرماتے بارگاہ رسالت میں حدی خوانی پرصحابہ مقرر تھے کہ اپنی خوش الحانیوں دلکش حدی خوانیوں سے اونٹوں کوراہ روی میں وارفتہ بناتے ،انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے برادر اکرم سیدنا براء بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ خودموکب اقدس کے حدی خواں تھے عجب آواز دلکش رکھتے اور بہت خوبی سے اشعار حدی پڑھتے یہ اجلہ صحابہ کرام سے ہیں بدر کے سوا سب مشاہد میں حاضر ہوئے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کی نسبت فرمایا: بہت الجھے بال میلے کپڑے والے جن کی کوئی پروانہ کرے ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل پرکسی بات میں قسم کھالیں تو خدا ان کی قسم سچی ہی کرے انھیں میں سے براء بن مالک ہے۔

(جامع الترمذی،ابواب المناقب ،مناقب البراء بن مالك ،ج2، ص626،امین کمپنی ،دہلی)

ایک روز انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے اس وقت اشعار اپنے الحان سے پڑھ رہے تھے انھوں نے کہا کہ آپ کو اللہ عزوجل نے وہ چیز عطا فرمائی جو اس سے بہتر ہے یعنی قرآن عظیم فرمایا کیا یہ ڈرتے ہو کہ بچھونے پر مروں گا خدا کی قسم اللہ مجھے شہادت سے محروم نہ کرے گا سو کافر تو میں نے تنہا قتل کئے ہیں اور جو شرکت میں مارے ہیں وہ علاوہ۔

(الاصابة فی تمیز الصحابة،ترجمه البراء بن مالك ،ج1،ص143،دارصادر ،بیروت)

انجشہ حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حدی خوانی کرتے ان کی خوش آوازی مشہور تھی حجۃ الوداع شریف میں حدی پڑھی ہے اور اونٹ گرمائے بہت تیز چل نکلے،سید عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: اے انجشہ ! آہستہ،شیشیوں کے ساتھ نرمی کر۔

(صحیح مسلم ،ج2،ص255،قدیمی کتب خانه،کراچی☆شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیه ،المقصد الثانی، الفصل السابع ،ج3،ص377، دارالمعرفة بیروت)

شیشیوں سے مراد عورتیں ہیں،یعنی اونٹ اتنے تیز نہ کرو کہ تکلیف ہوگی یا عورتوں کا مجمع ہے خوش الحانی حد سے نہ گزار و۔

ان کے سوا سیدنا عبداللہ بن رواحہ سیدنا عامر بن الاکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آگے حدی خوانی کرتے چلتے۔

روز عمرۃ القضاء جب لشکر ظفر پیکر محبوب اکبر صلّی اللہ علیہ وسلّم باہزاراں جاہ وجلال داخل مکہ ہوا ہے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے آگے رجز کے اشعار سناتے کافروں کے جگر پر تیر برساتے جارہے تھے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منع کیا کہ اے ابن رواحہ! رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے آگے اور اللہ جل جلالہ کے حرم میں یہ شعر خوانی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: پڑھنے دو کہ یہ ان پر تیروں سے زیادہ کارگر ہے۔اور ایک حدیث میں آیا ارشاد فرمایا: اے عمر! ہم سن رہے ہیں تم بھی خاموش رہو۔

بالجملہ ممانعت منازعت جو کچھ ہے گانے میں ہے یا معاذ اللہ اشعار ہی خود بُرے ہوں اگرچہ بظاہر نعت وحقیقت کا نام ہو جیسے بے قیدوں کے خلاف شرع شعر کو توہین انبیائے کرام وملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام بلکہ تنقیص شان سید الانام علیہ وعلی آلہ افضل الصلوٰۃ والسلام بلکہ گستاخی و بے ادبی بارگاہ عزت ذی الجلال والاکرام کچھ اٹھا نہ رکھیں اور نعت ومنقبت کا نام بدنام یا محل محل فتنہ خواہ مظنہ فتنہ ہو جیسے زن اجنبیہ کا مردوں کے جلسے میں خوش الحانی کرنا یا خارج سے امور نامشروعہ کا قدم درمیان ہو مثلاً مزامیر، تالیاں، لپکا، توڑا، بھاؤ، بتانا جیسے آج کل بعض بے شرم واعظان نیچری مشرب آزادی مذہب نے اپنی مجلس گرم کرنے کا انداز بنا رکھا ہے۔اشعار گائیں مثنوی مولانا روم کے اور رنگ رچائیں مثنوی میر حسن کی دھوم کے الی غیر ذلك من المحذورات والمجتنبة والمحظورات المتجلية (اسکے علاوہ اجتناب کردہ محرمات اور لائے ہوئے ممنوعات ہیں۔)

سادہ خوش الحانی کے ساتھ جائز شعر خوانی کے جواز میں اصلا جائے کلام نہیں بلکہ اشعار محمودہ بہ نیت محمودہ اعمال محمودہ میں سے ہیں اور باعث اجر ورضائے رب ودود ہیں۔ (ملخص ازفتاوی رضویہ، جلد23، صفحہ363تا365، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کی نعت خوانی

سوال: عورت کا لاؤڈ سپیکر پر اس طرح نعت شریف پڑھنا کہ اس کی آواز کسی نامحرم تک جائے، شرعا کیسا ہے؟

جواب: کسی عورت کا خوش الحانی کے ساتھ لاؤڈ سپیکر پر یا اس کے بغیر اس طرح بآواز بلند نعت شریف وغیرہ پڑھنا کہ اس کی آواز کسی نامحرم تک جائے حرام وناجائز ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''نغمۃ المرأۃ عورۃ'' ترجمہ: عورت کی خوش الحانی والی آواز پردہ ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، مطلب فی ستر العورۃ، جلد2، صفحہ96، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے پوچھا گیا کہ ''عورتوں کا بیان میلاد شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زنانی محفل میں بآواز بلند نثر ونظم پڑھنا اور نظم خوش آوازی ولحن کے ساتھ پڑھنا اور مکان کے باہر سے ہمسایہ کے مردوں اور نامحرموں کا سننا تو ایسا پڑھنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟'' تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا ''عورت کا خوش الحانی سے بآواز ایسا پڑھنا کہ نامحرموں کو اس کے نغمہ کی آواز جائے حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ، ج22، ص242، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امرد سے نعت سننا

سوال: خوبصورت امرد کی نعت سننا کیسا ہے؟

جواب: خوبصورت امرد جس کی خوش آوازی سے اندیشۂ فتنہ ہو، اس سے نعت نہ سنی جائے۔ خاتم المحققین ابن عابدین علامہ امین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''تتار خانیہ'' کے حوالے سے فرماتے ہیں ''لہ شرائط ان لایکون فیھم امرد'' محفلِ سماع کی چھ شرائط ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان میں امرد نہ ہو۔

(ردالمحتار، ج5، ص222، دار احیاء التراث، بیروت)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ''امرد خوبصورت خوشگلو وخوش آواز جس کی خوش آوازی سے پڑھنے میں اندیشۂ فتنہ ہو، اس سے نہ پڑھوایا جائے۔'' (فتاوی امجدیہ، حصہ4، ص133، مکتبۂ رضویہ، کراچی)

سوال: محافلِ نعت میں امردوں کو بازو بنا کر پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

جواب: امرد کہ اپنی خوبصورتی یا خوش آوازی سے محل اندیشہ فتنہ ہو خوش الحانی میں اسے بازو بنانے سے ممانعت کی جائے گی فان ھذا الشرع المطھر جاء بسد الذرائع واللہ لایحب الفساد۔ (کیونکہ یہ پاک شریعت ناجائز ذرائع کی روک تھام کرتی ہے اللہ تعالیٰ فتنہ وفساد کو پسند نہیں فرماتا) منقول ہے کہ عورت کے ساتھ دو شیطان ہوتے ہیں اور امرد کے ساتھ ستر۔ علماء فرماتے ہیں امرد کا حکم مثل عورت کے ہے۔ ردالمحتار میں ہے'' اَلْغُلَامُ إِذَا بَلَغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ وَلَمْ يَكُنْ صَبِيحًا فَحُكْمُهُ حُكْمُ الرِّجَالِ، وَإِنْ كَانَ صَبِيحًا فَحُكْمُهُ حُكْمُ النِّسَاءِ '' ترجمہ: لڑکا جب مردوں کی حد کو پہنچ جائے اور خوبصورت نہ ہو تو وہ مردوں کا حکم رکھتا ہے یعنی اس پر مردوں والے حکم کا اطلاق ہوگا اور اگر وہ خوبصورت ہو تو عورتوں کا حکم رکھتا ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظروالاباحۃ، ج5، ص233، فصل فی النظروالمس، داراحیاء التراث العربی، بیروت ☆فتاوی رضویہ، ج23، ص721، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نعت خوان کا پیسے لینا کیسا؟

سوال: نعت خوانی کرنے کے عوض پیسے لینا کیسا ہے؟

جواب:اس کی مختلف صورتیں ہیں،بعض صورتوں میں ناجائز ہےاور بعض صورتوں میں جائز ہے:

(1)پہلے طے کرلیا کہ نعت خوانی کے بدلے اتنے پیسوں لوں گا،یہ صورت ناجائز ہے،لینا دینا دونوں ناجائز ہیں کیونکہ یہ طاعت (عبادت) پر اجارہ ہے اور (سوائے مستثنیٰ صورتوں کے) طاعات پر اجارہ ناجائز وگناہ ہے۔

(2)طے تو نہیں کیا مگر عرفاً معلوم ہے کہ اجرت پر پڑھ رہے ہیں یا پڑھانے والے اجرت دیں گے،اگر یہ نہ پڑھیں تو نہ دیں،اور وہ نہ دیں تو یہ نہ پڑھیں تو ایسی صورت میں لینا اور دینا ناجائز ہے،لینے والا اور دینے والا دونوں گنہ گار ہوں گے۔

(3)اگر عرف میں ایسے نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھیں اور دل میں کسی عوض کا خیال نہ کریں حتی کہ یقین بھی ہو کہ نہ دینگے اسکے باوجود پڑھیں ،ایسی صورت میں کسی لفظی یا عرفی تقرر کے بغیر پڑھنے والوں کو دیں تو کوئی مضائقہ نہیں۔

(4)ایسی جگہ جہاں عرف میں لینا دینا ہوتا ہو،پڑھنے والے پہلے شرط کریں کہ ہم کچھ نہ لیں گے اور اس کے بعد اگر دینے والے دیں تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صراحت دلالت پر فوقیت رکھتی ہے۔

(5)ایک جواز کی صورت یہ ہے کہ نعت خوان کو مقررہ وقت مثلا کچھ گھنٹوں جیسے رات آٹھ سے دس بجے تک اپنی خدمت یا کام کے لئے مقررہ اجرت جس پر فریقین راضی ہوں،اجیر بنالیں،تو اتنے وقت کے لئے یہ حضرات نوکر ہوں گے اور اپنے آپ کو پابند بنانا واجب ہوگا تو اجرت پر رکھنے والوں کو حق ہوگا کہ وہ جو خدمت ان سے چاہیں لیں،انہی خدمات میں سے نعت خوانی بھی ہوگی،اس صورت میں دینا

ضروری اور لینا جائز ہوگا کیونکہ اب ان کی ذات سے منافع پر اجارہ ہے،طاعات وعبادات پر نہیں ہے۔

(6)وہ پیسے جو (عقد میں طے کیے بغیر) لٹائے جاتے ہیں یہ ان کے حق میں انعام ہے جسے لینا جائز ہے کہ وہ مال ہے جو بغیر کسی شرط کے ہے جسے فقہاء کرام نے مباح قرار دیا ہے۔

دررالحکام شرح غررالحکام میں ہے"وَالْأَصْلُ أَنَّ الْإِجَارَةَ لَا تَجُوزُ عِنْدَنَا عَلَى الطَّاعَاتِ وَالْمَعَاصِي لَكِنْ لَمَّا وَقَعَ الْفُتُورُ فِي الْأُمُورِ الدِّينِيَّةِ جَوَّزَهَا الْمُتَأَخِّرُونَ وَلِذَا قَالَ (وَيُفْتَى الْيَوْمَ بِصِحَّتِهَا) أَيْ الْإِجَارَةِ لِتَعْلِيمِ الْقُرْآنِ وَالْفِقْهِ وَالْإِمَامَةِ وَالْأَذَانِ "ترجمہ:**اصل یہ ہے کہ ہمارے نزدیک طاعات ومعاصی یعنی نیکی وبدی کے کاموں پر اجارہ جائز نہیں مگر وہ صورتیں جن میں امورِ دینیہ میں نقصان واقع ہوا تو متأخرین نے جواز کا فتوی دیا،اسی وجہ سے فی زمانہ ان امور یعنی تعلیم قرآن،فقہ،امامت اور مؤذن پر اجارہ کی صحت کا فتوی دیا جاتا ہے۔**

(دررالحکام شرح غررالحکام،کتاب الاجارۃ،باب مایفسدالاجارۃ،جلد 2،صفحہ233،دار احیاء الکتب العربیۃ،بیروت)

امام احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن **فرماتے ہیں:"قرآن عظیم کی تعلیم، دیگر دینی علوم اذان اور امامت پر اجرت لینا جائز ہے جیسا کہ متاخرین ائمہ نے موجودہ زمانہ میں شعائر دین وایمان کی حفاظت کے پیش نظر فتوی دیا ہے اور باقی طاعات مثلا زیارتِ قبورِ اموات کے لئے ختم قرآن،قراءت،میلادِ پاک سید الکائنات** علیہ وعلی آلہٖ افضل الصلوۃ والتحیات **(یعنی نعت خوانی)** پر اصل ضابطہ کی بناء پر منع باقی ہے،اور عرف میں مقرر ومشہور لفظا مشروط کی طرح ہے۔لہذا ان باقی امور پر اجرت مقرر کی گئی یا عرفا معلوم ہے کہ اجرت پر پڑھ رہے ہیں یا پڑھانے والے اجرت دیں گے،اگر یہ نہ

پڑھیں تو نہ دیں، اور وہ نہ دیں تو یہ نہ پڑھیں تو ایسی صورت میں لینا اور دینا ناجائز ہے، لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوں گے۔ اگر عرف میں ایسے نہیں ہے بلکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے پڑھیں اور دل میں کسی عوض کا خیال نہ کریں حتی کہ یقین بھی ہو کہ نہ دینگے اسکے باوجود پڑھیں، ایسی صورت میں کسی لفظی یا عرفی تقرر کے بغیر پڑھنے والوں کو دیں تو کوئی مضائقہ نہیں ایسی جگہ جہاں عرف میں لینا دینا ہوتا ہو، پڑھنے والے پہلے شرط کریں کہ ہم کچھ نہ لیں گے اور اس کے بعد اگر دینے والے دیں تو یہ بھی جائز ہے کیونکہ صراحت فائق ہوتی دلالت پر جیسا کہ فتاوٰی قاضیخان میں ہے۔ اگر اجرت کی شرط پر پڑھنا حلال ہو جائے تو اس کی صورت یہ ہے کہ قراء اور حفاظ حضرات کو مقررہ وقت مثلا کوئی دن ہفتہ میں یا گھنٹے مثلا صبح سے دس بجے تک اپنی خدمت یا کام کے لئے مقررہ اجرت جس پر فریقین راضی ہوں، اجیر بنالیں، تو اتنے وقت کے لئے یہ حضرات نوکر ہوں گے اور اپنے آپ کو پابند بنانا واجب ہوگا تو اجرت پر رکھنے والوں کو حق ہوگا کہ وہ جو خدمت ان سے چاہیں لیں، انہی خدمات میں سے میلاد خوانی وقرآن خوانی برائے ایصال ثواب فلاں بھی ہوگی، اس صورت میں دینا ضروری اور لینا جائز ہوگا کیونکہ اب ان کی ذات سے منافع پر اجارہ ہے، طاعات وعبادات پر نہیں ہے۔" (فتاوٰی رضویہ، جلد20، صفحہ495، رضافائونڈیشن، لاہور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں "اگر دینے والے نے یہ مال حسب دستور فی الواقع انعام یا بیل کے طور پر دیا تو ہبہ ٹھہرے گا۔۔۔ فانما الامور بمقاصدها وانما الاعمال بالنیات وانما لکل امرئی مانوی "ترجمہ: کاموں کا مدار ان کے مقاصد پر ہے اور اعمال کا مدار ارادوں پر ہے لہذا ہر آدمی کے لیے وہی کچھ ہے جو اس نے ارادہ کیا ہے۔

(فتاوٰی رضویہ، جلد23، ص 509، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مزید فرماتے ہیں: "وہ اس اجرت مقررہ پر مجرا لیتا ہے تو یہ بیل درحقیقت بیل نہیں بلکہ وہی اجرت ہے اور مغصوب میں داخل" لان المعهود عرفا کالمذکور لفظاً "(کیونکہ عرفاً معہود لفظاً مذکور کی طرح ہے) غرض ان صورتوں سے پاک ہو تو بیشک انعام اور بیل کا روپیہ ان کی ملک خاص ہے اور انہیں خود اس سے انتفاع اور دوسرے کو اس میں سے دینا جائز ہے۔"

(فتاوٰی رضویہ، جلد23، صفحہ509، رضافائونڈیشن، لاہور)

لیکن نعت خوانی کے دوران نعت خوان کے اوپر پیسے پھینکنا خلافِ ادب ہے، نعت خوان کے اوپر پیسے پھینکنے کی بجائے ادب سے اس کے پاس رکھ دیے جائیں۔

سوال: زید راگ (ترنم) سے نعت پڑھتا ہے، نعت خوانی کے پیسے لیتا ہے جو پیسے نہ دے اس کے ہاں نہیں جاتا۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جواب: اعلی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس طرح کے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں "زید نے جو اپنی مجلس خوانی خصوصاً راگ سے پڑھنے کی اُجرت مقرر رکھی ہے ناجائز وحرام ہے اس کا لینا اسے ہرگز جائز نہیں اس کا کھانا صراحۃً حرام کھانا ہے اس پر واجب ہے کہ جن جن سے فیس لی ہے یاد کرکے سب کو واپس دے، وہ نہ رہے ہوں تو ان کے وارثوں کو پھیرے، پتا نہ چلے تو اتنا مال فقیروں پر تصدّق کرے، اور آئندہ اس حرام خوری سے توبہ کرے تو گناہ سے پاک ہو۔

اولاً تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک خود عمدہ طاعات واجل عبادات سے ہے اور طاعت وعبادت پر فیس لینی حرام، مبسوط پھر خلاصہ پھر عالمگیری میں ہے" لایجوز الاستیجار علی الطاعات کالتذکیر ولا یجب الاجر "ترجمہ: نیک کاموں میں اجرت لینا جائز نہیں، جیسے وعظ کرنا۔ اور اجرت واجب نہیں ہوگی۔

(فتاوٰی ہندیہ، کتاب الاجارہ، ج4، ص448، نورانی کتب خانہ، پشاور)

ثانیاً بیان سائل سے ظاہر کہ وہ اپنی شعرخوانی وزمزمہ سنجی کی فیس لیتا ہے یہ بھی محض حرام۔فتاوٰی عالمگیریہ میں ہے"لَا تَجُوزُ الْإِجَارَةُ عَلَى شَيْءٍ مِنَ الْغِنَاءِ وَالنَّوحِ وَالْمَزَامِيرِ وَالطَّبْلِ وَشَيْءٍ مِنَ اللَّهْوِ وَعَلَى هَذَا الْحُدَاءُ وَقِرَاءَةُ الشِّعْرِ وَغَيْرِهِ وَلَا أَجْرَ فِي ذَلِكَ وَهَذَا كُلُّهُ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَأَبِي يُوسُفَ وَمُحَمَّدٍ رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى . كَذَا فِي غَايَةِ الْبَيَانِ "ترجمہ: گانااوراشعار پڑھنا (ایسے اعمال ہیں) ان میں سے کسی پر مزدوری اوراجرت لیناجائز نہیں اور نہ ان میں اجرت ہے۔امام ابوحنیفہ،امام ابویوسف اورامام محمد رحمہم اللہ تعالیٰ تینوں کا یہ قول اور فتویٰ ہے،چنانچہ غایۃ البیان میں یونہی مذکور ہے۔

(فتاوی ہندیة،کتاب الاجارة،ج 4،ص449،نورانی کتب خانہ،پشاور☆فتاوی رضویہ،ج 23،ص722،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں"اجارہ جس طرح صریح عقدزبان سے ہوتاہے،عرفاً شرطِ معروف ومعہود سے بھی ہوجاتا ہے مثلاً پڑھنے پڑھوانے والوں نے زبان سے کچھ نہ کہامگر جانتے ہیں کہ دیناہوگا،وہ (پڑھنے والے بھی) سمجھ رہے ہیں کہ"کچھ"ملے گا،انہوں نے اس طور پر پڑھا،انہوں نے اس نیت سے پڑھوایا،اجارہ ہوگیااوراب دووجہ سے حرام ہوا،ایک تو طاعت(یعنی عبادت) پر اجارہ یہ خودحرام،دوسرے اجرت اگرعرفاً معین نہیں تو اس کی جہالت کی وجہ سے اجارہ فاسد یہ دوسرا حرام۔" (فتاوی رضویہ ملخصاً،ج19،ص486،رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مقرر کا پیسے لینا کیسا ہے؟

سوال:مقرر کاتقریروبیان کی اجرت لینا کیسا ہے؟

جواب:فی زمانہ مقرر کاتقریروبیان کی اجرت لیناجائز ہے۔امام اہلسنت مجدددین وملت امام احمدرضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں:"اصل حکم یہ ہے کہ وعظ

پر اجرت لینی حرام ہے۔درمختار میں اسے یہود ونصاریٰ کی ضلالتوں میں سے گنا مگر"کم من احکام یختلف باختلاف الزمان، کما فی العالمگیریہ"(بہت سے احکام زمانہ کے اختلاف سے مختلف ہوجاتے ہیں جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے۔) کلیہ غیرمخصوصہ کہ طاعات پراُجرت لیناناجائز ہے ائمہ نے حالات زمانہ دیکھ کر اس میں سے چند چیزیں بضرورت مستثنیٰ کیں:امامت،اذان،تعلیم قرآن مجید،تعلیم فقہ،کہ اب مسلمانوں میں یہ اعمال بلانکیر معاوضہ کے ساتھ جاری ہیں،مجمع البحرین وغیرہ میں ان کا پانچواں وعظ گناوبس۔فقیہ ابواللیث سمرقندی فرماتے ہیں"میں چند چیزوں پر فتوٰی دیتاتھا،اب ان سے رجوع کیا،ازانجملہ میں فتوٰی دیتاتھا کہ عالم کو جائز نہیں کہ دیہات میں دورہ کرے اور وعظ کے عوض تحصیل کرے مگراب اجازت دیتاہوں،لہذا یہ ایسی بات نہیں جس پر نکیر لازم ہو۔"

(فتاوی رضویہ شریف،جلد19،صفحہ538،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:"بعض علماء نے وعظ کوبھی ان امور مستثنیٰ میں داخل کیا جن پر اس زمانہ میں اخذِ اجرت(اجرت لینا)مشائخ متاخرین نے بحکم ضرورت جائز رکھا۔" (فتاوی رضویہ،جلد19،صفحہ435،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

وجد اور دھمال

سوال:محفل میلاد شریف میں لوگوں کووجد آجاتا ہے جس کی وجہ سے بلااختیار دھمال کرتے ہیں یا بغیروجد کے بالااختیار دھمال کرتے ہیں،اس کا کیا حکم ہے؟

جواب:اس کی تین صورتیں ہیں،وجد کہ حقیقۃً دل بے اختیار ہوجائے اس پر تو مطالبہ کے کوئی معنی نہیں،دوسرے تواجدیعنی باختیارِخودوجد کی سی حالت بنانا،یہ اگرلوگوں کے دکھاوے کوہوتو حرام ہے اور ریا اور شرک خفی ہے،اوراگرلوگوں کی

طرف نظر اصلاً نہ ہو بلکہ اہل اللہ سے تشبہ اور بہ تکلف ان کی حالت بنانا کہ امام حجۃ الاسلام وغیرہ اکابر نے فرمایا ہے کہ اچھی نیت سے حالت بناتے بناتے حقیقت مل جاتی ہے اور تکلیف دفع ہو کر تواجد سے وجد ہو جاتا ہے تو یہ ضرور محمود ہے مگر اس کے لئے خلوت مناسب ہے مجمع میں ہونا اور ریا سے بچنا بہت دشوار ہے، پھر بھی دیکھنے والوں کو بدگمانی حرام ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿یَا أَیُّھَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا کَثِیرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو کہ کچھ گمان گناہ ہیں۔ (پ26، سورۃالحجرات، آیت12)

نبی صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں ((إِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَکْذَبُ الحَدِیثِ)) ترجمہ: گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے۔

(صحیح البخاری ، کتاب الادب، ج2،ص896،قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

جسے وجد میں دیکھو یہی سمجھو کہ اس کی حالت حقیقی ہے اور اگر تم پر ظاہر ہو جائے کہ وہ ہوش میں ہے اور باختیار خود ایسی حرکات کر رہا ہے تو اسے صورتِ دوم (اہل اللہ سے تشبہ) پر محمول کرو جو محمود ہے یعنی محض اللہ کے لئے نیکوں سے تشبہ کرتا ہے نہ کہ لوگوں کے دکھاوے کو، ان دونوں صورتوں میں نیت ہی کا تو فرق ہے اور نیت امر باطن جس پر اطلاع اللہ ورسول کو ہے جل وعلا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، تو اپنی طرف سے بری نیت قرار دے لینا برے ہی دل کا کام ہے۔ ائمہ دین فرماتے ہیں ''الظن الخبیث انما یشأ من القلب الخبیث ''ترجمہ: خبیث گمان خبیث ہی دل سے پیدا ہوتا ہے۔

(فیض القدیر،تحت حدیث 2901ایاکم والظن الخ،ج3،ص123،دارالمعرفۃ ،بیروت)(فتاوی رضویہ،ج23،ص745،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

بے وضو نعت خوانی کا حکم

سوال: کیا بے وضو میلاد شریف یا نعت شریف پڑھنا جائز ہے؟

جواب: ذکر شریف حضور پرنور سید عالم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم باوضو ہونا مستحب ہے اور بے وضو بھی جائز اگر نیت معاذ اللہ استخفاف کی نہ ہو، حدیث صحیح میں ہے ((وَکَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ اللَّہَ عَلَی کُلِّ أَحْیَانِہِ)) ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔

اور اگر عیاذاً باللہ استخفاف وتحقیر کی نیت ہو تو صریح کفر ہے، یونہی مسائل شرعیہ کے ساتھ استہزاء صراحۃً کفر ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿قُلْ أَبِاللَّہِ وَآیَاتِہِ وَرَسُولِہِ کُنْتُمْ تَسْتَھْزِئُونَ٥ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ کَفَرْتُمْ بَعْدَ إِیمَانِکُمْ﴾ ترجمہ: اے میرے محبوب رسول! ان لوگوں سے فرما دیجئے کیا تم اللہ تعالیٰ، اس کی آیات اور اس کے رسول سے استہزاً اور مذاق کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ کیونکہ تم ایمان کا انکار کرنے والے ہو۔ (پ10، سورۃالتوبۃ، آیت65,66)

(فتاوی رضویہ،ج23،ص736،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

حرام کام کرنے والے سے نعت خوانی کرانا

سوال: ایک شخص حرام کرنے والا مولود پڑھتا ہے اور حرام سے توبہ کرتا ہے اور بعد مولود پڑھنے کے پھر حرام کرنے پر کمر باندھے ہے تو اس سے میلاد پڑھوانا کیسا ہے؟ یا ویسے ہی محفلِ میلاد میں بلانا کیسا ہے؟

جواب: جس شخص کی نسبت معروف ومشہور ہے کہ معاذ اللہ وہ حرام کار ہے اس سے میلاد شریف پڑھوانا اور اسے چوکی (سٹیج) پر بٹھانا منع ہے، کما فی تبیین الحقائق وفتح اللّٰہ المعین وغیرھما، فِی تَقْدِیمِہِ لِلْإِمَامَۃِ تَعْظِیمُہُ وَقَدْ وَجَبَ عَلَیْھِمْ إھَانَتُہُ شَرْعًا۔ ترجمہ: جیسا کہ تبیین الحقائق، فتح اللہ المعین اور دیگر کتب میں مذکور ہے کہ فاسق کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ شریعت میں لوگوں پر اس کی توہین واجب ہے۔

مگر شہرت صحیح ہو نہ جھوٹی بے معنی تہمت، جیسے آج کل بہت نااہل جاہل خدا ناترس اپنے جھوٹے اوہام کے باعث مسلمانوں پر اتہام لگادیتے ہیں اس سے وہ خود سخت حرام وکبیرہ کے مرتکب اور شدید سزا کے مستحق ہوتے ہیں۔ رہا خالی بلا ناوہ مصلحت دینی پر ہے، اگر جانے کہ بہ نرمی سمجھانے میں زیادہ اثر کی امید ہے تو یونہی کرے اور اگر جانے کے دور کرنے اور سختی برتنے میں زیادہ نفع ہوگا، تو یہی کرے، اور حال یکساں ہے تو شریعت کی غیرت اور دوسروں کی عبرت کیلئے علانیہ دوری بہتر اور اپنے عیبوں پر نظر اور مسلمانوں کے ساتھ رفق ورحمت کے لئے خفیہ نرمی اولیٰ۔

(فتاوی رضویہ، ج23، ص737، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

داڑھی منڈے سے نعت پڑھوانا

سوال: داڑھی منڈے یا مٹھی سے کم داڑھی والے سے میلاد پڑھوانا (نعت خوانی کروانا) کیسا ہے؟

جواب: امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ سے اس طرح کا سوال ہوا تو ارشاد فرمایا "ان لوگوں سے میلاد شریف نہ پڑھوایا جائے، تبیین الحقائق میں ہے: لِأَنَّ فِی تَقْدِیمِهِ لِلْإِمَامَةِ تَعْظِیمَهُ وَقَدْ وَجَبَ عَلَیْهِمْ إهَانَتُهُ شَرْعًا ترجمہ: اس لئے کہ اس کو آگے کرنے میں اس کی تعظیم ہے حالانکہ لوگوں پر شرعی طور پر اس کی توہین ضروری ہے۔" (فتاوی رضویہ، 22، ص691، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دوسرا باب

ایمانِ ابوین

ایمانِ ابوین

سوال: کیا سرورکائنات فخرموجودات رسول خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے ماں باپ مومن تھے؟

جواب: جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین مومن تھے، بلکہ حضرت آدم علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر آپ کے والدین تک سارے آباء وامہات ہرزمانہ اور ہرطبقہ میں صاحبِ ایمان تھے ان میں سے کوئی بھی مشرک نہیں تھا۔

سوال: حضور سراپا نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کے ایمان پر قرآن و حدیث سے دلائل ارشاد فرمادیں۔

جواب: قرآن و سنت میں سرورکائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے والدین کے مومن ہونے پر متعدد دلائل موجود ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

دلیل نمبر 1: اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ﴾ ترجمہ: بیشک مسلمان غلام بہتر ہے مشرک سے۔

(پ2،سورۃالبقرۃ،آیت221)

اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((بُعِثْتُ مِنْ خَيْرِ قُرُوْنِ بَنِي آدَمَ، قَرْنًا فَقَرْنًا، حَتّٰى كُنْتُ مِنَ الْقَرْنِ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ)) ترجمہ: میں ہر قرن وطبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں میں پیدا ہوا۔

(صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب صفۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص503، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کی حدیث صحیح میں ہے ((لم یزل علی وجہ الدھر (الارض) سبعۃ مسلمون

فصاعداً فلولاذٰلك هلكت الارض ومن عليها)) ترجمہ: روئے زمین پر ہرزمانے میں کم سے کم سات مسلمان ضرور رہے ہیں، ایسا نہ ہوتا تو زمین واہل زمین سب ہلاک ہوجاتے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ عبدالرزاق وابن المنذر، المقصد الاول، ج1، ص174، دارالمعرفۃ، بیروت)

حضرت عالم القرآن حبر الامۃ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے ((ماخلت الارض من بعد نوح من سبعۃ یدفع اللہ بھم عن اھل الارض)) ترجمہ: نوح علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد زمین کبھی سات بندگانِ خدا سے خالی نہ ہوئی جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اہل زمین سے عذاب دفع فرماتا ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ احمد فی الزہد الخ، المقصد الاول، ج1، ص174، دارالمعرفۃ، بیروت)

جب صحیح حدیثوں سے ثابت کہ ہرقرن وطبقے میں روئے زمین پر کم ازکم سات مسلمان بندگان مقبول ضرور رہے ہیں، اور خود صحیح بخاری شریف کی حدیث سے ثابت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہرزمانے میں ہرقرن میں خیارِ قرن سے تھے، اور آیت قرآنیہ ناطق کہ کوئی کافر اگرچہ کیسا ہی شریف القوم، بالانسب ہو، کسی غلام مسلمان سے بھی خیرو بہتر نہیں ہوسکتا تو واجب ہوا کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آباء وامہات ہرقرن اورطبقہ میں انہیں بندگان صالح ومقبول سے ہوں ورنہ معاذ اللہ صحیح بخاری میں ارشاد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وقرآن عظیم میں ارشادِ حق جل وعلا کے مخالف ہوگا۔

دلیل نمبر 2: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ﴾ ترجمہ: کافر تو ناپاک ہی ہیں۔

(پ10،سورۃ التوبۃ،آیت28)

اور حدیث میں ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يُنَقِّلُنِي مِنْ أَصْلَابٍ طَيِّبَةٍ إِلَى أَرْحَامٍ طَاهِرَةٍ صَافِيًا، مُهَذَّبًا، لَا تَتَشَعَّبُ شُعْبَتَانِ إِلَّا كُنْتُ فِي خَيْرِهِمَا)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ مجھے پاک پشتوں سے پاکیزہ رحموں میں منتقل فرماتا رہا صاف ستھرا آراستہ جب دو شاخیں پیدا ہوئیں، میں ان میں سے بہتر شاخ میں تھا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم ،الفصل الثانی،ص11,12،عالم الکتب، بیروت)

اور ایک حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((لَمْ أَزَلْ أُنْقَلُ مِنْ أَصْلَابِ الطَّاهِرِينَ إِلَى أَرْحَامِ الطَّاهِرَاتِ)) ترجمہ: میں ہمیشہ پاک مردوں کی پشتوں سے پاک بیبیوں کے پیٹوں میں منتقل ہوتا رہا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنية بحواله ابی نعیم عن ابن عباس، المقصدالاول،ج1،ص174، دارالمعرفة ،بیروت☆ الحاوی للفتاوی ،مسالك الحنفاء فی والدی المصطفیٰ ،ج 2،ص210، دارالکتب العلمية ،بیروت)

دوسری حدیث میں ہے، فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((لَمْ يَزَلِ اللّٰهُ تَعَالَى يَنْقُلُنِي مِنَ الْأَصْلَابِ الكريمة، والأرحام الطاهرة، حتى أخرجني من أَبَوَيَّ)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ عزوجل مجھے کرم والی پشتوں اور طہارت والے شکموں میں نقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ مجھے میرے ماں باپ سے پیدا کیا۔

(الشفاء بتعريف حقوق المصطفیٰ ،فصل واما شرف نسبه المطبعة الشركة الصحافيةفی البلاد العثمانيه،ج1،ص286 ☆نسيم الرياض فی شرح شفاء القاضی عياض ،بحواله ابن ابی عمرو العدنی ،ج1،ص435،مرکز اہلسنت برکات رضا ، گجرات، ہند)

تو ضرور ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آبائے کرام طاہرین وامہاتِ کرام طاہرات سب اہلِ ایمان وتوحید ہوں کہ بنصِ قرآن عظیم کسی کافر و کافرہ کے لئے کرم وطہارت سے حصہ نہیں۔

دلیل نمبر 3: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا ﴿وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيزِ الرَّحِيمِ ○ الَّذِي يَرَاكَ حِينَ تَقُومُ ○ وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ ○﴾ ترجمہ: بھروسا کر زبردست مہربان پر جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوا، اور تیرا کروٹیں بدلنا سجدہ کرنیوالوں میں۔ (پ19،سورۃالشعراء،آیت217تا219)

امام رازی فرماتے ہیں ''آیت کے معنی یہ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ساجدوں سے ساجدوں کی طرف منتقل ہوتا رہا۔

(مفاتیح الغیب تحت آیت219،ج24،149)

تو آیت اس پر دلیل ہے کہ سب آبائے کرام مسلمین تھے۔

امام سیوطی وامام ابن حجر وعلامہ زرقانی وغیرہم اکابر نے اس کی تقریر وتائید وتاکید وتشیید فرمائی۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنية، المقصد الاول، باب وفات امه صلی الله عليه وسلم ،ج 1، ص174،دارالمعرفه، بیروت)

دلیل نمبر 4: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى﴾ ترجمہ: البتہ عنقریب تجھے تیرا رب اتنا دے گا کہ تو راضی ہو جائے گا۔ (پ30،سورۃالضحیٰ،آیت5)

اللہ اکبر! بارگاہ عزت میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عزت ووجاہت ومحبوبیت کہ امت کے حق میں تو رب العزت جل وعلا نے فرمایا ہی تھا ((سَنُرْضِيكَ فِي أُمَّتِكَ، وَلَا نَسُوءُكَ)) ترجمہ: قریب ہے کہ ہم تجھے تیری امت کے باب میں راضی کردینگے اور تیرا دل برا نہ کریں گے۔

(صحيح مسلم ،كتاب الايمان ،باب دعا النبی صلی الله تعالی عليه وسلم لامته الخ،ج1،ص113، قديمی كتب خانه، کراچی)

اس عطا ورضا کا مرتبہ یہاں تک پہنچا کہ صحیح حدیث میں حضور سید عالم صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم نے ابوطالب کی نسبت فرمایا((وَجَدْتُهُ فِي غَمَرَاتٍ مِنَ النَّارِ، فَأَخْرَجْتُهُ إِلَى ضَحْضَاحٍ)) ترجمہ: میں نے اسے سراپا آگ میں ڈوبا ہوا پایا تو کھینچ کر ٹخنوں تک کی آگ میں کردیا۔

(صحيح البخاری ،كتاب المناقب، قصه ابی طالب،ج1،ص548،☆ کتاب الادب، كنية المشرك ج2،ص917،☆صحيح مسلم ،باب شفاعة النبی صلی الله تعالى عليه وسلم لابی طالب الخ،ج1، ص115،☆ مسند احمد بن حنبل، عن العباس بن عبد المطلب رضی الله تعالى عنه ج1، ص206،المكتب الاسلامی، بيروت)

دوسری روایت صحیح میں فرمایا((وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ)) ترجمہ: اگر میں نہ ہوتا تو ابوطالب جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔

(صحيح مسلم ،كتاب الايمان، باب شفاعة النبی صلی الله تعالى عليه وسلم لابی طالب، ج1، ص115، قديمی كتب خانه ،كراچی☆صحيح البخاری، كتاب المناقب باب قصة ابی طالب ، ج1،ص548☆ كتاب الادب ،باب كنية المشرك ،ج2،ص917)

دوسری حدیث صحیح میں فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم((أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا)) ترجمہ: دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔

(مسند امام احمدبن حنبل،ج 4،ص 387،مسند عبد الله بن عباس،مطبوعه موسسة الرساله)

اور یہ ظاہر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جو قرب والدین کریمین کو ہے، ابوطالب کو اس سے کیا نسبت؟ پھر ان کا عذر بھی واضح کہ نہ انھیں دعوت پہنچی نہ انھوں نے زمانہ اسلام پایا، تو اگر معاذ اللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ضرور تھا کہ ان پر ابوطالب سے بھی کم عذاب ہوتا اور وہی سب سے ہلکے عذاب میں ہوتے۔ یہ حدیث صحیح کے خلاف ہے تو واجب ہوا کہ والدین کریمین اہل جنت ہیں، ولله الحمد۔

دلیل نمبر5: جناب صادق ومصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر

دی کہ اہل نار میں سب سے ہلکا عذاب ابوطالب پر ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ ابوطالب پر یہ تخفیف کس وجہ سے ہے؟ آیا اپنے اعمال (یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی یاری وغمخواری وپاسداری وخدمت گزاری) کے باعث یا اس لئے کہ سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان سے محبت طبعی تھی، حضور کو ان کی رعایت منظور تھی۔

شق اول تو باطل ہے، کہ ان کے اعمال کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہو کیونکہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے﴿ وَقَدِمْنَا إِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا﴾ ترجمہ: اور جو کچھ انھوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انھیں باریک باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کردیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔ (پ19،سورۃالفرقان،آیت23)

صاف ارشاد ہوتا ہے کہ کافر کے سب عمل برباد محض ہیں، تو پھر یقیناً شق ثانی ہی صحیح ہے اور یہی ان احادیث صحیحہ مذکورہ سے مستفاد، ابوطالب کے عمل کی حقیقت تو یہاں تک تھی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سراپا آگ میں غرق پایا، عمل نے نفع دیا ہوتا تو پہلے ہی کام آتا، پھر حضور کا ارشاد کہ میں نے اسے ٹخنوں تک کی آگ میں کھینچ لیا، میں نہ ہوتا تو جہنم کے طبقہ زیریں میں ہوتا۔

(صحيح البخاری ،كتاب المناقب، قصه ابی طالب،ج1،ص548،☆صحيح مسلم ،باب شفاعة النبی صلی الله تعالى عليه وسلم لابی طالب الخ،ج 1، ص115،☆ مسند احمد بن حنبل، عن العباس بن عبد المطلب رضی الله تعالى عنه ج1، ص206،المكتب الاسلامی، بيروت)

لاجرم یہ تخفیف صرف محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پاس خاطر اور حضور کا اکرام ظاہر وباہر ہے اور بالبداہتہ واضح کہ محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خاطر اقدس پر ابوطالب کا عذاب ہرگز اتنا گراں نہیں ہوسکتا جس قدر معاذ اللہ والدین کریمین کا معاملہ، نہ ان سے تخفیف میں حضور کی آنکھوں کی وہ ٹھنڈک جو حضرات والدین کے بارے

میں، نہ ان کی رعایت میں حضور کا وہ اعزاز واکرام جو حضرات والدین کے چھٹکارے
میں، تو اگر عیاذاً باللہ وہ اہل جنت نہ ہوتے تو ہر طرح سے وہی اس رعایت وعنایت
کے زیادہ مستحق تھے، وبوجہ آخر فرض کیجئے کہ یہ ابوطالب کے حق پرورش وخدمت ہی کا
معاوضہ ہے تو پھر کون سے پرورش کنندہ یا خدمت گزار کا حق، حق والدین کے برابر ہو
سکتا ہے جسے رب العزت نے اپنے حق عظیم کے ساتھ شمار فرمایا ﴿أَنِ اشْكُرْ لِي
وَلِوَالِدَيْكَ﴾ حق مان میرا اور اپنے والدین کا۔ (پ21، سورہ لقمٰن، آیت14)

پھر ابوطالب نے جہاں برسوں خدمت کی، چلتے وقت رنج بھی وہ دیا جس کا
جواب نہیں، ہر چند حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھنے کو فرمایا، نہ پڑھنا تھا
نہ پڑھا، جرم وہ کیا جس کی مغفرت نہیں۔ عمر بھر معجزات دیکھنا، احوال پر علم تام رکھنا اور
زیادہ حجۃ اللہ قائم ہونے کا موجب ہوا، بخلاف ابوین کریمین کہ نہ انھیں دعوت دی گئی
نہ انکار کیا، تو ہر وجہ، ہر لحاظ، ہر حیثیت سے یقیناً انھیں کا پلہ بڑھا ہوا ہے، تو ابوطالب کا
عذاب سب سے ہلکا ہونا یونہی متصور کہ ابوین کریمین اہل نار ہی سے نہ ہوں۔ وھو
المقصود والحمد للہ العلی الودود (اور تمام تعریفیں بلندی ومحبت والے اللہ کے
لئے ہیں) اور وہی مقصود ہے۔

دلیل نمبر 6: مولیٰ عزوجل نے فرمایا ﴿لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ
النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ ترجمہ: برابر نہیں
دوزخ والے اور جنت والے، اور جنت والے ہی مراد کو پہنچے۔
(پ28، سورۃ الحشر، آیت20)

حدیث میں ہے حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولاً واِمجادِ
حضرت عبدالمطلب سے ایک پاک طیبہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آتے دیکھا، جب
پاس آئیں، فرمایا ((مَا أَخْرَجَكِ مِنْ بَيْتِكِ؟)) ترجمہ: اپنے گھر سے کہاں گئی تھیں؟

عرض کی ((أَتَيْتُ أَهْلَ هَذَا الْمَيِّتِ، فَتَرَحَّمْتُ إِلَيْهِمْ، وَعَزَّيْتُهُمْ بِمَيِّتِهِمْ
)) ترجمہ: یہ جو ایک میت ہوگئی تھی میں ان کے یہاں دعائے رحمت اور تعزیت کرنے
گئی تھی۔

فرمایا ((لَعَلَّكِ بَلَغْتِ مَعَهُمُ الْكُدَى؟)) ترجمہ: شاید تو ان کے ساتھ
قبرستان تک گئی۔

عرض کی ((مَعَاذَ اللّٰهِ، أَنْ أَكُونَ بَلَغْتُهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ فِي ذَلِكَ
مَا تَذْكُرُ)) ترجمہ: خدا کی پناہ میں وہاں جاتی حالانکہ حضور سے سن چکی تھی جو کچھ اس
بات میں ارشاد کیا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((لَوْ بَلَغْتِهَا مَعَهُمْ مَا رَأَيْتِ الْجَنَّةَ
حَتَّى يَرَاهَا جَدُّ أَبِيكِ)) ترجمہ: اگر تو ان کے ساتھ وہاں جاتی تو جنت نہ دیکھتی جب
تک عبدالمطلب نہ دیکھیں۔

(سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب النعی، ج1، ص265 نور محمد کارخانہ، کراچی ☆ سنن ابی
داود، کتاب الجنائز، باب التعزیۃ، ج2، ص89 آفتاب عالم پریس، لاہور)

یہ تو حدیث کا ارشاد ہے، اب ذرا عقائد اہلسنت پیش نظر رکھتے ہوئے
انصاف کی نگاہ سے دیکھیں تو عورتوں کا قبرستان جانا زیادہ سے زیادہ بھی ہو تو گناہ ہو
گا، اور ہرگز کوئی گناہ مسلمان کو جنت سے محروم اور کافر کے برابر نہیں کر سکتا، اہلسنت
کے نزدیک مسلمان کا جنت میں جانا واجب شرعی ہے اگرچہ معاذ اللہ مواخذے کے
بعد (داخلِ جنت ہو)، اور کافر کا جنت میں جانا محال شرعی کہ ابدالآباد تک کبھی ممکن ہی
نہیں، اور نصوص کو حتی الامکان ظاہر پر محمول کرنا واجب، اور بے ضرورت تاویل
ناجائز، تو واجب ہوا کہ حضرت عبدالمطلب مسلمان واہل جنت ہوں اگرچہ مثل صدیق
وفاروق وعثمان وعلی وزہرا وصدیقہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سابقین اولین میں نہ ہوں۔

اب (حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ) تم سے قبرستان جانا واقع ہوتا تو سابقین اولین کے ساتھ جنت میں جانا نہ ملتا بلکہ اس وقت جبکہ عبدالمطلب داخل بہشت ہوں گے۔

دلیل نمبر 7: ہمارے پروردگار عزوجل نے فرمایا ﴿وَلِلَّهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهِ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَلَكِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَا يَعْلَمُونَ﴾ ترجمہ: عزت تو اللہ ورسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو علم نہیں۔

(پ28، سورۃ المنافقین، آیت8)

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ ترجمہ: اے لوگو! ہم نے بنایا تمہیں ایک نر و مادہ سے اور کیا تمہیں قومیں اور قبیلے کہ آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، بے شک اللہ کے نزدیک تمہارا زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے۔ (پ26، سورۃ الحجرات، آیت13)

ان آیات کریمہ میں رب العزت جل وعلا نے عزت وکرم کو مسلمانوں میں منحصر فرمادیا اور کافر کو کتنا ہی قوم دار ہو، لئیم وذلیل ٹھہرایا اور کسی لئیم وذلیل کی اولاد سے ہونا کسی عزیز وکریم کے لیے باعث مدح نہیں ولہذا کافر باپ دادوں کے انتساب سے فخر کرنا حرام ہوا۔ صحیح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((مَنْ انْتَسَبَ إِلَى تِسْعَةِ آبَاءٍ كُفَّارٍ يُرِيدُ بِهِمْ عِزًّا وَكَرَمًا، فَهُوَ عَاشِرُهُمْ فِي النَّارِ)) ترجمہ: جو شخص عزت وکرام چاہنے کو اپنی نو پشت کا فر کا ذکر کرے کہ میں فلاں ابن فلاں ابن فلاں کا بیٹا ہوں ان کا دسواں جہنم میں یہ شخص ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث ابی ریحانہ، ج4، ص134، المکتب الاسلامی، بیروت)

اور احادیث کثیرہ مشہورہ سے ثابت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے فضائل کریمہ کے بیان اور مقام رجز ومدح میں بارہا اپنے آبائے کرام وامہات

کرائم کا ذکر فرمایا۔

روزِ حنین کہ جب ارادۂ الٰہیہ سے تھوڑی دیر کیلئے کفار نے غلبہ پایا معدود بندے رکاب رسالت میں باقی رہے، اللہ غالب کے رسولِ غالب پر شان جلال طاری تھی ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ)) ترجمہ: میں نبی ہوں کچھ جھوٹ نہیں، میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔

(صحیح البخاری، کتاب الجهاد، باب من قادوابة غیره فی الحرب، ج1، ص401، قدیمی کتب خانه، کراچی ☆صحیح مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة حنین، ج 2، ص100، قدیمی کتب خانه، کراچی)

حضور قصد فرمارہے ہیں کہ تنہا ان ہزاروں کے مجمع پر حملہ فرمائیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب وحضرت ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بغلہ شریف کی لگام مضبوط کھینچے ہوئے ہیں کہ بڑھ نہ جائے اور حضور فرمارہے ہیں ((أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ، أَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ)) ترجمہ: میں سچا نبی ہوں، اللہ کا پیارا، عبدالمطلب کی آنکھ کا تارا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(المصنف لابن ابی شیبه، کتاب السیر، حدیث ۳۳۵۷۳، ج 6، ص535، دارالکتب العلمیة، بیروت ☆کنزالعمال، حدیث ۳۰۲۰۷، ج10، ص540، مؤسسة الرسالة، بیروت)

پھر ایک مشت خاک دستِ پاک میں لیکر کافروں کی طرف پھینکی اور فرمایا ((شاهت الوجوه)) ترجمہ: چہرے بگڑ جائیں۔

(کنزالعمال، حدیث 30213، ج10، ص541، مؤسسة الرسالة بیروت ☆ جامع البیان (تفسیر ابن جریر)، تحت الآية لقد نصركم الله الخ، ج10، ص118، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

وہ خاک ان ہزاروں کافروں پر ایک ایک کی آنکھ میں پہنچی اور سب کے منہ پھر گئے، ان میں جو مشرف باسلام ہوئے وہ بیان فرماتے ہیں جس وقت حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وہ کنکریاں ہماری طرف پھینکیں ہمیں یہ نظر آیا کہ زمین سے آسمان تک تانبے کی دیوار قائم کردی گئی اور اس پر سے پہاڑ ہم پر لڑھکائے گئے،

سوائے بھاگنے کے کچھ بن نہ آئی۔

اسی غزوہ کے رجز میں ارشاد فرمایا((انا ابن العواتك من بنی سلیم))
ترجمہ: میں بنی سلیم سے ان چند خاتونوں کا بیٹا ہوں جن کا نام عاتکہ تھا۔

(کنزالعمال ، حدیث 31874،ج11،ص402،مؤسسة الرسالة، بیروت☆ المعجم الکبیر ،حدیث ۶۷۲۴،ج7،ص169،المکتبة الفیصلیة، بیروت)

علامہ مناوی صاحب تیسیر وامام مجدالدین فیروز آبادی صاحب قاموس وجوہری صاحب صحاح وصنعانی وغیرہم نے کہا ''نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جدات میں نو بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔

(التیسیر شرح الجامع الصغیر، تحت الحدیث انا ابن العواتك ،ج 1،ص275،مکتبة الامام الشافعی ،ریاض☆الصحاح ،باب لا کاف، فصل العین، تحت لفظ عاتکه ،ج 4،ص1311،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

ابن بری نے کہا ''وہ بارہ بیبیاں عاتکہ نام کی تھیں، تین سلمیات یعنی قبیلہ بنی سلیم سے، اور دو قرشیات، دو عدوانیات اور ایک ایک کنانیہ، اسدیہ، ہذلیہ، قضاعیہ، ازدیہ۔'' (تاج العروس ،باب الکاف، فصل العین ،ج7،ص159،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حدیث میں آتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے مقامِ مدح وبیانِ فضائل کریمہ میں اکیس پشت تک اپنا نسب نامہ ارشاد کر کے فرمایا: میں سب سے نسب میں افضل، باپ میں افضل، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ تو بحکم نصوص مذکورہ ضرور ہے کہ حضور کے آباء وامہات مسلمین ومسلمات ہوں، و للہ الحمد۔

دلیل نمبر 8: اللہ سبحٰنہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ﴿إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ﴾ ترجمہ: اے نوح! یہ کنعان تیرے اہل سے نہیں یہ غیر صالح کام والا ہے۔ (پ12،سورہ هود،آیت46)

آیہ کریمہ نے مسلم وکافر کا نسب قطع فرمادیا ولہذا ایک کا ترکہ دوسرے کو نہیں

پہنچتا۔ اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ((نَحْنُ بَنُو النَّضْرِ بْنُ كِنَانَةَ،وَلَا نَنْتَفِي مِنْ أَبِينَا)) ترجمہ: ہم نضر بن کنانہ کے بیٹے ہیں، ہم اپنے باپ سے اپنا نسب جدا نہیں کرتے۔

(کنزالعمال ، حدیث 35513،ج12،ص4442،مؤسسة الرساله، بیروت☆ سنن ابن ماجة ، ابواب الحدود ،باب من نفی رجلا ن قبیلة، ص ۱۹۱ ،ایچ ایم سعید ،کمپنی کراچی☆ مسند احمد بن حنبل ، حدیث الاشعث بن قیس الکندی ،ج 5ص211,212،المکتب الاسلامی، بیروت ☆المجعم الکبیر، حدیث 2190,2191،ج2،ص286،المکتب الفیصلیة، بیروت☆مسند ابی داود الطیالسی، احادیث الاشعث بن قیس، حدیث 1049،ج4،ص141،دارالمعرفة، بیروت☆ الطبقات الکبرٰی لابن سعد،ذکر من انتمٰی الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم،ج 10،ص23، دارصادر، بیروت☆ دلائل النبوة للبیهقی ، باب ذکر شرف اصل رسول الله صلی الله علیه وسلم , ج1،ص173،دارالکتب العلمیه بیروت)

کفار سے نسب بحکم احکم الحاکمین منقطع ہے، پھر معاذ اللہ جدا نہ کرنے کا کیا محل ہوتا۔

دلیل نمبر 9 اور 10: اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا﴿إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَالْمُشْرِكِينَ فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا أُولَئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ o ان الذین آمنو وعملو الصالحات اولئک هم خیر البریه o﴾ ترجمہ: بیشک سب کافر کتابی اور مشرک جہنم کی آگ میں ہیں، ہمیشہ اس میں رہیں گے، وہ سارے جہان سے بدتر ہیں، بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے سارے جہان سے بہتر ہیں۔ (پ30،سورۃالبینۃ،آیت6)

اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((غَفَرَ اللّٰهُ لِزَيْدِ بْنِ عَمْرٍو وَرَحِمَهُ .فَإِنَّهُ مَاتَ عَلَى دِينِ إِبْرَاهِيمَ)) ترجمہ: اللہ عزوجل نے زید بن عمرو کو بخش دیا اور ان پر رحم فرمایا کہ وہ دین ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام پر تھے۔

(الطبقات الکبرٰی لابن سعد ،ترجمه سعید بن زید، ج3،ص381،دارصادر، بیروت)

اورایک اورحدیث میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انکی نسبت فرمایا((رَأَيْتُهُ فِي الْجَنَّةِ يَسْحَبُ ذُيُولًا))ترجمہ: میں نے اسے جنت میں ناز کے ساتھ دامن کشاں دیکھا۔

(فتح الباری، کتاب المناقب، حدیث زید بن عمرو بن نفیل،ج8،ص147، مصطفیٰ البابی، مصر)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، بْنِ هاشم، بن عبد مناف، ابن قُصَيِّ، بْنِ كِلَابِ، بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ، بْنِ لُؤَيِّ، بْنِ غَالِبِ، بْنِ فهر، ابن مَالِكِ، بْنِ النَّضْرِ، بْنِ كِنَانَةَ، بْنِ خُزَيْمَةَ، بْنِ مُدْرِكَةَ، بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ، بْنِ نِزَارٍ وَمَا افْتَرَقَ النَّاسُ فِرْقَتَيْنِ إِلَّا جَعَلَنِي اللهُ فِي خَيْرِهِمَا .فَأُخْرِجْتُ مِنْ بَيْنِ أَبَوَيْنِ، فَلَمْ يُصِبْنِي شَيْءٌ مِنْ عُهْرِ الْجَاهِلِيَّةِ .وَخَرَجْتُ مِنْ نِكَاحٍ، وَلَمْ أَخْرُجْ مِنْ سِفَاحٍ مِنْ لَدُنْ آدَمَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى أَبِي وَأُمِّي، فَأَنَا خَيْرُكُمْ نَفْسًا وَخَيْرُكُمْ أَبًا))ترجمہ: میں ہوں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار۔کبھی لوگ دوگروہ نہ ہوئے مگر مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں کیا تو میں اپنے ماں باپ سے ایسا پیداہوا کہ زمانۂ جاہلیت کی کوئی بات مجھ تک نہ پہنچی اورمیں خالص نکاح صحیح سے پیداہوا آدم سے لے کراپنے والدین تک،تو میرا نفس کریم تم سب سے افضل اورمیرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔

(دلائل النبوة، باب ذکر اصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص174تا179، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆تاریخ دمشق الکبیر،باب ذکر معرفة نسبه،ج3،ص38,39، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث میں **اول** تو نفی عام فرمائی کہ عہد جاہلیت کی کسی بات نے نسب

اقدس میں کبھی کوئی راہ نہ پائی، یہ خود دلیل کافی ہے اورامر جاہلیت کوخصوص زنا پرحمل کرنا ایک تو تخصیص بلامخصص،دوسرے لغو کہ نفی زنا صراحۃً اس کے متصل مذکور۔

ثانیاً ارشادہوتا ہے کہ میرے باپ تم سب کے آباء سے بہتر۔ان سب میں حضرت سعید بن زید بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی قطعاً داخل تو لازم کہ حضرت والد ماجد حضرت زید سے افضل ہوں اوریہ بحکم آیت بےاسلام ناممکن۔

دلیل نمبر 11: میں کہتا ہوں،اللہ عزوجل نے فرمایا﴿اللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ﴾ ترجمہ: خداخوب جانتا ہے جہاں رکھے اپنی پیغمبری۔

(پ8،سورۃالانعام،آیت124)

آیہ کریمہ شاہد کہ رب العزۃ عزوجلا سب سے زیادہ معزز ومحترم موضع ،وضع رسالت کے لیےانتخاب فرماتا ہے ولہذا کبھی کم قوموں رذیلوں میں رسالت نہ رکھی، پھر کفروشرک سے زیادہ رذیل کیا شے ہوگی ؟وہ کیونکر اس قابل کہ اللہ عزوجل نور رسالت اس میں ودیعت رکھے۔کفار محلِ غضب ولعنت ہیں اورنور رسالت کے وضع کو محل رضاورحمت درکار۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پرایک بارخوف وخشیت کا غلبہ تھا،گریہ وزاری فرمارہی تھیں،حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی: یا ام المومنین !کیا آپ یہ گمان رکھتی ہیں کہ رب العزت جل وعلا نے جہنم کی ایک چنگاری کومصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جوڑا بنایا؟ام المومنین نے فرمایا((فرّجت عنی فرّج الله عنك))ترجمہ:تم نے میراغم دورکیا اللہ تعالیٰ تمہاراغم دورکرے۔

خود حدیث میں ہے،حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان الله ابىٰ لی ان اتزوج أوازوج الا اهل الجنة))ترجمہ:بےشک اللہ عزوجل نے میرے لئے نہ مانا کہ میں نکاح میں لانے یا نکاح میں دینے کا معاملہ کروں مگراہل

جنت سے۔

(تاریخ دمشق الکبیر، رملة بنت ابی سفیان صخربن حرب الخ،ج73،ص110، داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

جب اللہ عزوجل نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے یہ پسند نہ فرمایا (کہ غیر مسلم عورت آپ کے نکاح میں آئے) خود حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک معاذ اللہ محل کفر میں رکھنے یا حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جسم پاک عیاذاً باللہ خونِ کفار سے بنانے کو پسند فرمانا کیونکر متوقع ہو۔

نکتہ نمبر 1: ظاہر باطن پر دلالت کرتا ہے اور اسم آئینۂ مسمی

الاسماء تنزل من السماء (اسماء آسمان سے نازل ہوتے ہیں) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((إِذَا بَعَثْتُمْ رَسُولًا فَابْعَثُوهُ حَسَنَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الِاسْمِ)) ترجمہ: جب میری بارگاہ میں کوئی قاصد بھیجو تو اچھی صورت اچھے نام کا بھیجو۔

(المعجم الاوسط،حدیث 7743،ج8،ص365،مکتبہ المعارف، ریاض ☆کنزالعمال، عن ابی هريرة، حدیث 14775،ج6،ص45،مؤسسة الرساله، بیروت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ((اعْتَبِرُوا الْأَرْضَ بِأَسْمَائِهَا)) ترجمہ: زمین کو اس کے نام پر قیاس کرو۔

(الجامع الصغیر،عن ابن مسعود، حدیث 1136،ج1،ص74،دارالکتب العلمیه، بیروت)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَفَاءَلُ وَلَا يَتَطَيَّرُ، وَيُعْجِبُهُ الاسْمُ الْحَسَنُ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نیک فال لیتے، بدشگونی نہ مانتے اور اچھے نام کو دوست رکھتے۔

(مسند احمد بن حنبل ،عن ابن عباس ،ج1،ص275,304,319،المکتب الاسلامی، بیروت ☆شرح السنة للبغوی،حدیث3254،ج12،ص175،المکتب الاسلامی، بیروت☆مجمع الزوائد، کتاب الادب ، باب ماجاء فی الاسماء الحسنة،ج8،ص47، دارالکتاب ،بیروت)

ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ((ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یغیر الاسم القبیح)) ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم برے نام کو بدل دیتے تھے۔

اور ام المومنین سے ہی دوسری روایت میں ہے ((کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا سمع بالاسم القبیح حوّله الیٰ ماھو احسن منه)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی کا برا نام سنتے تو اسے بہتر نام سے بدل دیتے۔

(کنزالعمال ، عن عروة مرسلاً ،حدیث 18506،ج7،ص157،مؤسسة الرساله، بیروت)

بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَتَطَيَّرُ مِنْ شَيْءٍ، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ عَامِلًا سَأَلَ عَنِ اسْمِهِ، فَإِذَا أَعْجَبَهُ اسْمُهُ فَرِحَ بِهِ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهُ رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِذَا دَخَلَ قَرْيَةً سَأَلَ عَنِ اسْمِهَا فَإِنْ أَعْجَبَهُ اسْمُهَا فَرِحَ وَرُئِيَ بِشْرُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ، وَإِنْ كَرِهَ اسْمَهَا رُئِيَ كَرَاهِيَةُ ذَلِكَ فِي وَجْهِهِ)) ترجمہ: مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہ لیتے جب کسی عہدے پر کسی کو مقرر فرماتے اس کا نام پوچھتے اگر پسند آتا خوش ہوتے اور اس کی خوشی چہرۂ انور میں نظر آتی اور اگر ناپسند آتا ناگواری کا اثر چہرۂ اقدس پر ظاہر ہوتا، اور جب کسی شہر میں تشریف لے جاتے اس کا نام دریافت فرماتے ، اگر خوش آتا مسرور ہوجاتے اور اس کا سرور روئے پرنور میں دکھائی دیتا، اور اگر ناخوش آتا ناخوشی کا اثر روئے اطہر میں نظر آتا۔

(سنن ابو داود ، کتاب الکہانة والتطیر،باب فی الطیرة والخط،ج2،ص191، آفتاب عالم پریس، لاہور)

اب ذرا چشم حق بین سے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مراعات الٰہیہ کے الطاف خفیّہ دیکھئے ،حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا

نام پاک عبداللہ کہ افضل اسمائے امت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى عَبْدُ اللَّهِ، وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ)) ترجمہ: تمہارے ناموں میں سب سے زیادہ پیارے نام اللہ تعالیٰ کو عبداللہ و عبدالرحمٰن ہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی تغیر الاسماء، ج2، ص320، آفتاب عالم پریس، لاہور)

والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام آمنہ کہ امن وامان سے مشتق اور ایمان سے ہم اشتقاق ہے۔

جدامجد حضرت عبدالمطلب شیبۃ الحمد کہ اس پاک ستودہ مصدر سے اطیب واطہر مشتق محمد واحمد وحامد ومحمود صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیدا ہونے کا اشارہ تھا۔

جدہ ماجدہ فاطمہ بنت عمرو کی وجہ تسمیہ یوں آئی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((ابْنَتِي فَاطِمَةُ حَوْرَاءُ آدَمِيَّةٌ لَمْ تَحِضْ، وَلَمْ تَطْمِثْ، وَإِنَّمَا سَمَّاهَا فَاطِمَةَ لِأَنَّ اللَّهَ فَطَمَهَا وَمُحِبِّيهَا عَنِ النَّارِ)) ترجمہ: میری بیٹی فاطمہ انسانی حور ہے اسے نہ حیض آئے اور نہ نفاس، اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لئے رکھا کہ اسے اور اس سے عقیدت رکھنے والوں کو نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا۔

(تاریخ بغداد، عن ابن عباس، ج 12، ص331، دارالکتاب العربی، بیروت ☆ کنز العمال، ج 12، ص109، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

حضور کے جدّ مادری یعنی نانا وہب جس کے معنٰی عطا و بخشش، ان کا قبیلہ بنی زہراء جس کا حاصل چمک وتابش۔

جدۂ مادری یعنی نانی صاحبہ برّہ یعنی نیکوکار۔

(السیرة النبویة لابن ہشام، زواج عبدالله من آمنه بنت وهب، ج1، ص156، دارابن کثیر، بیروت)

بھلا یہ تو خاص اصول ہیں، دودھ پلانے والیوں کو دیکھئے، پہلی مرضعہ ثُوَیبہ کہ ثواب سے ہم اشتقاق، اور اس فضل الٰہی سے پوری طرح بہرہ ور، حضرت حلیمہ

بنت عبداللہ بن حارث۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اشج عبدالقیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا ((إِنَّ فِيكَ خَصْلَتَيْنِ يُحِبُّهُمَا اللهُ: الْحِلْمُ، وَالْأَنَاةُ)) ترجمہ: تجھ میں دو خصلتیں ہیں خدا اور رسول کو پیاری درنگ اور بُردباری۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الامر بالایمان بالله ولرسوله صلی الله علیه وسلم الخ، ج 1، ص35، قدیمی کتب خانه، کراچی)

ان کا قبیلہ بنی سعد کہ سعادت و نیک طالعی ہے، شرف اسلام و صحابیت سے مشرف ہوئیں۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنية، المقصد الثانی، الفصل الرابع، ج3، ص294، دارالمعرفه، بیروت)

جب روز حنین حاضر بارگاہ ہوئیں، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کے لیے قیام فرمایا اور اپنی چادر انور بچھا کر بٹھایا۔

(الاستیعاب، ج4، ص374، دارالکتب العلمیة، بیروت)

ان کے شوہر جن کا شیر (دودھ) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نوش فرمایا حارث سعدی، یہ بھی شرف اسلام وصحبت سے مشرف ہوئے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قدم بوسی کو حاضر ہوئے تھے، راہ میں قریش نے کہا: اے حارث! تم اپنے بیٹے کی سنو، وہ کہتے ہیں مردے جئیں گے، اور اللہ نے دو گھر جنت و نار بنا رکھے ہیں۔ انہوں نے حاضر ہو کر عرض کی کہ: اے میرے بیٹے! حضور کی قوم حضور کی شاکی ہے۔ فرمایا: ہاں میں ایسا فرماتا ہوں، اور اے میرے باپ! جب وہ دن آئے گا تو میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر بتادوں گا کہ دیکھو یہ وہ دن ہے یا نہیں جس کی میں خبر دیتا تھا (یعنی) روز قیامت۔ حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعد اسلام اس ارشاد کو یاد کر کے کہا کرتے: اگر میرے بیٹے میرا ہاتھ پکڑیں گے تو ان شاء اللہ نہ چھوڑیں گے جب تک مجھے جنت میں داخل نہ فرمالیں۔

(الروض الانف، بحوالہ یونس بن بکیر، ابوه من الرضاعة، ج2، ص100، داراحیاء التراث العربی

،بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ،الاول ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص143،دارالمعرفۃ ،بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بن بکری ،المقصد الثانی، الفصل الرابع ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج3،ص294،دارالمعرفۃ ،بیروت)

حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((أَصْدَقُهَا حَارِثٌ وَهَمَّامٌ)) ترجمہ: سب ناموں میں زیادہ سچے نام حارث وہمام ہیں۔

(سنن ابی داود، کتاب الادب ،باب فی تغیر الاسماء ،ج 2،ص320،آفتاب عالم پریس، لاہور ☆الادب المفرد، باب ۳۵۲،حدیث ۸۱۴،ص211،المکتبۃ الاثریۃ ،سانگلہ ہل)

حضور کے رضاعی بھائی جو پستان شریک تھے ، جن کے لئے حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پستان چھوڑ دیتے تھے عبداللہ سعدی ، یہ بھی مشرف بہ اسلام وصحبت ہوئے۔

(الطبقات الکبرٰی لابن سعد، ذکر من ارضع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ ،ج1، ص113،دارصادر، بیروت☆ شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الاول ،ذکر رضاعہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج1،ص142,143،دارالمعرفۃ، بیروت)

حضور کی رضاعی بڑی بہن کہ حضور کو گود میں کھلاتیں، سینے پر لٹا کر دعائیہ اشعار عرض کرتیں،سلاتیں،اس لئے وہ بھی حضور کی ماں کہلاتیں سیما سعدیہ یعنی نشان والی،علامت والی، جو دُور سے چمکے، یہ بھی مشرف بہ اسلام ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا ۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الثانی ،الفصل الرابع، ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج 3،ص295،دارالمعرفۃ ،بیروت☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ ،المقصد الاول ذکر رضاعہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ،ج1،ص146،دارالمعرفۃ، بیروت)

حضرت حلیمہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گود میں لئے راہ میں جاتی تھیں، تین نوجوان کنواری لڑکیوں نے وہ پیاری صورت دیکھی ، جوشِ محبت سے اپنی پستانیں دہنِ اقدس میں رکھیں ، تینوں کے دودھ اتر آیا ، تینوں پاکیزہ بیبیوں کا نام عاتکہ تھا۔ عاتکہ کے معنی زن شریفہ، رئیسہ، کریمہ، سراپا عطر آلود، تینوں قبیلہ بنی سلیم

سے تھیں کہ سلامت سے مشتق اور اسلام سے ہم اشتقاق ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، بحوالہ الاستیعاب، المقصدالاول، ج 1،ص137،دارالمعرفۃ ،بیروت)

بعض علماء نے حدیث ((انا ابن العواتك من سليم)) (میں بنی سلیم کی عاتکہ عورتوں کا بیٹا ہوں) کو اسی معنیٰ پر محمول کیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، بحوالہ الاستیعاب، المقصدالاول، ج 1،ص137،دارالمعرفۃ ،بیروت)

اقول :الحق کسی نبی نے کوئی آیت وکرامت ایسی نہ پائی کہ ہمارے نبی اکرم الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو اس کی مثل اور اس سے امثل (بہتر) عطا نہ ہوئی ، یہ اس مرتبے کی تکمیل تھی کہ مسیح کلمۃ اللہ صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو بے باپ کے کنواری بتول کے پیٹ سے پیدا کیا حبیب اشرف بریۃ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تین عفیفہ لڑکیوں کے پستان میں دودھ پیدا فرما دیا۔ ع

آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

ترجمہ: جو کمالات سب رکھتے ہیں تُو تنہا رکھتا ہے۔وصلی اللہ تعالیٰ علیک وعلیہم وبارک وسلم۔

امام ابوبکر ابن العربی فرماتے ہیں ''لم ترضعہ مرضعۃ الا اسلمت ''
ترجمہ: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جتنی بیبیوں نے دودھ پلایا سب اسلام لائیں۔

بھلا یہ تو دودھ پلانا تھا کہ اس میں جزئیت ہے ، مرضعہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام برکت اور ام ایمن کنیت کہ یہ بھی یُمن وبرکت وراستی وقوت ، یہ اجلہ صحابیات سے ہوئیں رضی اللہ تعالیٰ عنہن ، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں فرماتے ((انت امی بعد امی)) ترجمہ: تم میری ماں کے بعد میری ماں ہو۔

(المواہب اللدنیۃ ،المقصد الاول، حیاتہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل البعثۃ ،ج 1،ص174،المکتب

الاسلامی ،بیروت ☆المواہب اللدنیة،المقصد الثانی ،الفصل الرابع،ج 2،ص117، المکتب الاسلامی ،بیروت)

راہ ہجرت میں انہیں پیاس لگی، آسمان سے نورانی رسی میں ایک ڈول اترا، پی کر سیراب ہوئیں ، پھر کبھی پیاس نہ معلوم ہوئی، سخت گرمی میں روزے رکھتیں اور پیاس نہ ہوتی۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، ام ایمن واسمہابرکة ،ج8،ص224،دارصادر، بیروت ☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة، المقصدالثانی ، الفصل الرابع،ج3،ص295، دارالمعرفة، بیروت)

پیدا ہوتے وقت جنھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھوں پر لیا ان کا نام تو دیکھئے شفاء۔

(دلائل النبوة لابی نعیم ،الفصل الحادی عشر،ج1،ص40،عالم الکتب ،بیروت)

یہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ وصحابیہ جلیلہ ہیں۔

اورایک بی بی کہ وقت ولادت اقدس حاضر تھیں فاطمہ بنت عبداللہ ثقفیہ، یہ بھی صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

اے چشم انصاف ! کیا ہر تعلق ہر علاقہ میں ان پاک مبارک ناموں کا اجتماع محض اتفاقی بطور جزاف تھا؟ کلاو اللہ بلکہ عنایت ازلی نے جان جان کر یہ نام رکھے، دیکھ دیکھ کر یہ لوگ چنے۔

پھر محل غور ہے جو اس نور پاک کو برے نام والوں سے بچائے وہ اسے بُرے کام والوں میں رکھے گا، اور بُرا کام بھی کون سا، معاذ اللہ شرک وکفر، حاشاثم حاشا ، اللہ اللہ! دائیاں مسلمان، کھلائیاں مسلمان، مگر خاص جن مبارک پیٹوں میں محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پاؤں پھیلائے ، جن طیب مطیب خونوں سے اس نورانی جسم میں ٹکڑے آئے وہ معاذ اللہ چنین وچناں حاش للہ کیونکر گوارا ہو۔

نکتہ نمبر 2:ام سماعہ اسماء بنت ابی رھم اپنی والدہ سے راوی ہیں، حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے وقت حاضر تھی ،محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کم سن بچے کوئی پانچ برس کی عمر شریف ،ان کے سرہانے تشریف فرما تھے۔حضرت خاتون نے اپنے ابن کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف نظر کی ، پھر کہا:

بارك فيك الله من غلام   يابن الذى من حومة الحمام
نجا بعون الملك المنعام   فودى غداة الضرب بالسهام
بمائة من ابل سوام   ان صحّ ما ابصرت فى المنام
فانت مبعوث الى الانام   من عندذى الجلال والاكرام
تبعث فى الحل وفى الحرام   تبعث فى التحقيق والاسلام
دين ابيك البرّ ابراهام   فالله انهاك عن الاصنام
ان لاتواليها مع الاقوام

ترجمہ: اے ستھرے لڑکے ! اللہ تجھ میں برکت رکھے۔ اے بیٹے ان کے جنہوں نے مرگ کے گھیرے سے نجات پائی بڑے انعام والے بادشاہ اللہ عزوجل کی مدد سے، جس صبح کو قرعہ ڈالا گیا سو بلند اونٹ ان کے فدیہ میں قربان کئے گئے، اگر وہ ٹھیک اترا جو میں نے خواب دیکھا ہے تو تُو سارے جہان کی طرف پیغمبر بنایا جائے گا جو تیرے نکوکار باپ ابراہیم کا دین ہے، میں اللہ کی قسم دے کر تجھے بتوں سے منع کرتی ہوں کہ قوموں کے ساتھ ان کی دوستی نہ کرنا۔

(المواہب اللدنیة، بحوالہ دلائل النبوة، المقصد الاول،ج1،ص169، المکتب الاسلامی، بیروت)

حضرت خاتون آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس پاک وصیت میں جو فراقِ دنیا کے وقت اپنے ابن کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کو کی بحمد اللہ توحید ورد شرک تو آفتاب کی طرح روشن ہے اور اس کے ساتھ دین اسلام ملت پاک ابراہیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کا بھی

پورا اقرار، اور ایمان کامل کسے کہتے ہیں، پھر اس سے بالاتر حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رسالت کا بھی اعتراف موجود اور وہ بھی بیان بعث عامہ کے ساتھ، ولله الحمد۔

اس کے بعد فرمایا ((كل حي ميت وكل جديد بال وكل كبير يفني وانا ميتة وذكري باق وقد تركت خيرا وولدت طهراً)) ترجمہ: ہر زندے کو مرنا ہے اور ہر نئے کو پرانا ہونا، اور کوئی کیسا ہی بڑا ہو ایک دن فنا ہونا ہے۔ میں مرتی ہوں اور میرا ذکر ہمیشہ خیر سے رہے گا، میں کیسی خیر عظیم چھوڑ چلی ہوں اور کیسا ستھرا پاکیزہ مجھ سے پیدا ہوا، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(المواہب اللدنية ،المقصد الاول، ج1،ص70،المكتب الاسلامی ،بیروت)

یہ کہا اور انتقال فرمایا، رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلی اللہ تعالیٰ علی ابنہا الکریم وذویہ وبارک وسلم (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور درود وسلام اور برکت نازل فرمائے ان کے کریم بیٹے اور اس کے پیروکاروں پر)۔

اور ان کی یہ فراست ایمان اور پیشن گوئی نورانی قابل غور ہے کہ میں انتقال کرتی ہوں اور میرا ذکر خیر ہمیشہ باقی رہے گا، عرب وعجم کی ہزاروں شاہزادیاں، بڑی بڑی تاج والیاں خاک کا پیوند ہوئیں جن کا نام تک کوئی نہیں جانتا، مگر اس طیبہ خاتون کے ذکر خیر سے مشارق ومغارب ارض میں محافل ومجالس انس وقدس میں زمین وآسمان گونج رہے ہیں اور ابدالآباد تک گونجیں گے۔ ولله الحمد۔

سوال: حدیث پاک میں ہے، رسول اللہ علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ایک صحابی سے فرمایا کہ ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ)) ترجمہ: میرا اور تیرا باپ آگ میں ہے۔

(صحیح مسلم ، کتاب الایمان، باب بیان ان من مات علی الکفر الخ،ج 1،ص114، قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

اگر حضور کے آباء واجداد جنتی ہیں تو مذکورہ فرمان سے کیا مراد ہے؟

جواب: ((إِنَّ أَبِي وَأَبَاكَ فِي النَّارِ)) میں باپ سے ابوطالب مراد لینا طریقِ واضح ہے قال تعالیٰ ﴿قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ﴾ ترجمہ: بولے ہم پوجیں گے اسے جو خدا ہے آپ کا اور آپ کے آباء ابراہیم واسمٰعیل واسحٰق کا۔ (پ1،سورۃ البقرۃ،آیت133)

علماء نے اسی پر ﴿لِأَبِيهِ آزَرَ﴾ کو حمل فرمایا۔ اہل تواریخ واہل کتابین (یہود ونصاری) کا اجماع ہے کہ آزر باپ نہ تھا سید خلیل علیہ السلام الجلیل کا چچا تھا۔

سوال: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو والدین کے لیے دعائے مغفرت سے منع فرمایا گیا، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: استغفار سے نہی معاذ اللہ عدمِ توحید پر دال نہیں، صدر اسلام میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدیون (مقروض) کے جنازے پر نماز نہ پڑھتے جس کا حاصل اس کے لیے استغفار ہی ہے۔

حدیث میں ہے: جب حضور سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بار بار شفاعت فرمائیں گے اور اہل ایمان کو اپنے کرم سے داخل جناں فرماتے جائیں گے، اخیر میں صرف وہ لوگ رہ جائیں گے جن کے پاس سوائے توحید کے کوئی حسنہ نہیں۔ شفیع مشفع صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پھر سجدے میں گریں گے، حکم ہوگا ((يَا مُحَمَّدُ، ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَهْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ،)) ترجمہ: اے حبیب! اپنا سر اٹھاؤ اور عرض کرو کہ تمہاری عرض سنی جائے گی اور مانگو کہ تمہیں عطا ہوگا اور شفاعت کرو کہ تمہاری شفاعت قبول ہوگی۔

سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرض کریں گے ((فَأَقُولُ :يَا رَبِّ، ائْذَنْ

لِی فِیمَنْ قَالَ :لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ)) ترجمہ:اے میرے رب! مجھے ان کی بھی پروانگی دے دے جنہوں نے صرف لاالہ الا اللہ کہا ہے۔

رب العزت عزّجلالہ ارشاد فرمائے گا((لَیْسَ ذَاكَ إِلَیْكَ وَلَكِنْ وَعِزَّتِی وَكِبْرِیَائِی وَعَظَمَتِی وَجِبْرِیَائِی، لَأُخْرِجَنَّ مَنْ قَالَ :لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰہُ)) ترجمہ:یہ تمہارے لئے نہیں مگر مجھے اپنی عزت وجلال وکبریائی کی قسم میں ضرور ان سب کو نار سے نکال لوں گا جنہوں نے لاالہ الا اللہ کہا ہے۔

(صحیح البخاری ،کتاب التوحید ،باب کلام الرب یوم القیمة مع الانبیاء وغیرہم،ج 2، ص118,119، قدیمی کتب خانہ ،کراچی☆صحیح مسلم ،کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعة واخراج الموحدین من النار،ج1،ص110، قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

حضرات ابوین کریمین رضی اللہ عنہما **کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہل توحید واہل** لاالہ الا اللہ **تھے تو نہی از قبیل** لیس ذٰلك لك ہے۔

زندہ کیوں کیا گیا

سوال:حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے **والدین جب اہل توحید میں سے تھے تو ایمان لانے کے لیے ان کو زندہ کیوں کیا گیا؟**

جواب:حضرات **ابوین کریمین** رضی اللہ تعالیٰ عنہما **کا انتقال عہد اسلام سے پہلے تھا تو اس وقت تک صرف اہل توحید واہل** لاالہ الا اللہ **تھے،اس کے بعد رب العزت** جل جلالہ **نے اپنے نبی کریم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کے صدقے میں ان پر اتمام نعمت کیلئے اصحاب کہف** رضی اللہ تعالیٰ عنہم **کی طرح انہیں زندہ کیا کہ حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **پر ایمان لاکر،شرف صحابیت پاکر آرام فرمایا لہذا حکمت الٰہیہ کہ یہ زندہ کرنا حجۃ الوداع میں واقع ہوا جبکہ قرآن کریم پورا اتر لیا اور** ﴿الْیَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِینَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِی﴾ ترجمہ: آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین

کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ (پ6،سورۃالمائدۃ،آیت3)

نے نزول فرما کر دین الٰہی کو تام وکامل کر دیا تا کہ ان کا ایمان پورے دین کامل شرائع پر واقع ہو۔

حدیث احیاء کی غایت ضعف ہے کما حققه خاتم الحفاظ الجلال السیوطی ولاعطر بعد العروس (**جیسا کہ خاتم الحفاظ امام جلال الدین سیوطی** علیہ الرحمہ **نے اس کی تحقیق فرمادی ہے اور عروس کے بعد کوئی عطر نہیں**)۔

اور حدیث ضعیف در بارۂ فضائل مقبول کما حققناه بما لا مزید علیه فی رسالتنا الهاد الکاف فی حکم الضعاف (**جیسا کہ ہم نے اس کی تحقیق اپنے رسالہ** الهاد الکاف فی حکم الضعاف **میں کر دی ہے**)۔

بلکہ امام ابن حجر مکی نے فرمایا متعدد حفاظ نے اس کی تصحیح کی ۔افضل القری لقراء ام القری میں فرماتے ہیں''ان اباء النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غیر الانبیاء وامهاته الی ادم وحواء لیس فیهم کافرلان الکافر لا یقال فی حقه انه مختار ولا کریم ،ولا طاهر ،بل نجس ،وقد صرحت الاحادیث بانهم مختارون وان الاباء کرام ، والامهات طاهرات ،وایضا قال تعالی ﴿**وتقلبک فی السجدین**﴾ علی احد التفاسیر فیه ان المراد تنقل نوره من ساجد الی ساجد وحینئذ فهذه صریح فی ان ابوی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امنة وعبد الله من اهل الجنة لانهما اقرب المختارین له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وهذا هو الحق ،بل فی حدیث صححه غیر واحد من الحفاظ ولم یلتفتوا لمن طعن فیه ـ **ان الله تعالی احیاهما فامنابه** الخ'' ترجمہ: **نبی کریم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کے سلسلہ نسب میں جتنے انبیاء کرام** علیہم الصلوۃ والسلام **ہیں وہ تو انبیاء ہی**

ہیں، ان کے سوا حضور کے جس قدر آباء وامہات آدم وحواء علیہما الصلوٰۃ والسلام تک ہیں ان میں کوئی کافر نہ تھا کہ کافر کو پسندیدہ یا کریم یا پاک نہیں کہا جاسکتا اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء وامہات کی نسبت حدیثوں میں تصریح فرمائی گئی کہ وہ سب پسندیدہ بارگاہ الٰہی ہیں، آباء سب کرام، مائیں سب پاکیزہ ہیں اور آیہ کریمہ ﴿تقلبک فی السجدین﴾ (اورنمازیوں میں تمھارے دورے کو) کی بھی ایک تفسیر یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور ایک ساجد سے دوسرے ساجد کی طرف منتقل ہوتا آیا تو اب اس سے صاف ثابت ہے کہ حضور کے والدین حضرت آمنہ وحضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اہل جنت ہیں کہ وہ تو ان بندوں میں جنھیں اللہ عزوجل نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے چنا تھا سب سے قریب تر ہیں، یہی قول حق ہے بلکہ ایک حدیث میں جسے متعدد حافظان حدیث نے صحیح کہا اور اس میں طعن کرنے والے کی بات کو قابل التفات نہ جانا، تصریح ہے کہ اللہ عزوجل نے والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ حضور پر ایمان لائے۔

(افضل القری لقراء ام القری، شعر6،ج1،ص151،المجمع الثقافی، ابو ظہبی)

سوال: حافظ ابن دحیہ نے اس حدیث پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس کو ماننے سے ان آیات کریمہ کی مخالفت لازم آتی ہے جن میں کافر کے مرنے کے بعد عدم انتفاع (نافع نہ ہونے) کا ذکر ہے۔

جواب: یہ مخالفت کیسے لازم آسکتی ہے حالانکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ والدین کریمین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کفر کے بعد ایمان دینے کیلئے زندہ کیا گیا بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ توحید پر انتقال فرمانے کے بعد محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اور آپ کے دین کریم کی تفاصیل پر ایمان کی دولت سے مشرف فرمانے کے لئے زندہ کیا گیا، اس

صورت میں ہمیں آیات کریمہ میں تخصیص کا دعوی کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے۔

سوال: زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین کا جنتی ہونا قطعی نہیں ہے؟

جواب: اپنا مسلک اس باب میں یہ ہے:

ومن مذھبی حب الدیار لاھلھا   وللناس فیما یعشقون مذاھب

ترجمہ: میرا مذہب تو شہر والوں کی وجہ سے شہر سے محبت کرنا ہے اور لوگوں کے لئے ان کی پسندیدہ چیزوں میں مختلف طریقے ہیں۔

جسے یہ پسند ہو فبہا ونعمت ورنہ آخر اس سے تو کم نہ ہو کہ زبان روکے، دل صاف رکھے، ﴿إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ﴾ (بیشک یہ بات نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت پہنچاتی ہے) (پ22،سورۃالاحزاب،آیت53) سے ڈرے۔

امام ابن حجر مکی شرح میں فرماتے ہیں "مااحسن قول بعض المتوقفین فی ھذہ المسئلۃ الحذر الحذر من ذکر ھما بنقص فان ذٰلك قد یؤذیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لخبر الطبرانی **لاتؤذو الاحیاء بسبب الاموات**" ترجمہ: یعنی کیا خوب فرمایا بعض علماء نے جنہیں اس مسئلے میں توقف تھا کہ دیکھ بچ والدین کریمین کو کسی نقص کے ساتھ ذکر کرنے سے کہ اس سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ایذاء ہونے کا اندیشہ ہے کہ طبرانی کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مردوں کو برا کہہ کر زندوں کو ایذاء نہ دو۔

(افضل القریٰ لقراء ام القریٰ، شعر6،ج1،ص154،المجمع الثقافی، ابوظنی)

یعنی حضور تو زندۂ ابدی ہیں ہمارے تمام افعال واقوال پر مطلع ہیں اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ ترجمہ: جو

لوگ رسول اللہ کو ایذاء دیتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(پ10،سورۃالتوبۃ،آیت61)

عاقل کو چاہئے ایسی جگہ سخت احتیاط سے کام لے۔ ع

ہشدار کہ رہ بر مردم تیغ است قدم را

ترجمہ: ہوش کر کہ لوگوں پر چڑھائی کرنا قدم کے لیے تلوار ہے۔

یہ مانا کہ مسئلہ قطعی نہیں، اجماعی نہیں، پھر ادھر کون سا قاطع کون سا اجماع ہے؟ آدمی اگر جانبِ ادب میں خطا کرے تو لاکھ جگہ بہتر ہے اس سے کہ معاذ اللہ اس کی خطا جانب گستاخی جائے، جس طرح حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((فَاِنَّ الْاِمَامَ اَنْ یُخْطِءَ فِی الْعَفْوِ خَیْرٌ مِنْ اَنْ یُخْطِءَ بِالْعُقُوبَۃِ)) ترجمہ: جہاں تک بن پڑے حدود کو ٹالو کہ بیشک امام کا معافی میں خطا کرنا عقوبت میں خطا کرنے سے بہتر ہے۔

(المستدرک للحاکم، کتاب الحدود،ج 4،ص384،دارالکفر، بیروت☆جامع الترمذی، ابواب الحدود ،باب ماجاء فی درء الحدود،ج 1،ص171، امین کمپنی ،دہلی☆السنن الکبریٰ، کتاب الحدود،باب مائاء فی درء الحدود بالشبہات ،ج 8،ص238،دارصادر، بیروت☆المصنف لابن ابی شیبۃ، کتاب الحدود ،باب ماجاء فی درء الحدود بالشبہات، حدیث 28493،ج5،ص208، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

حجۃ الاسلام غزالی قدس سرہ العالی احیاء العلوم شریف میں فرماتے ہیں ''کسی مسلمان کی طرف گناہ کبیرہ کی نسبت جائز نہیں جب تک تواتر سے ثابت نہ ہو۔''

(احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان الآفۃ،ج3،ص125، مطبعۃ المشہد الحسینی ،القاہرۃ)

مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف معاذ اللہ اولادِ چنین وچناں سے ہونا کیونکر بے تواتر قطع نسبت کردیا جائے، یقین برہانی کا انتفا حکم وجدانی کا نافی نہیں ہوتا، کیا تمہارا وجدان ایمان گوارا کرتا ہے کہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سرکار نور بار

کے ادنیٰ ادنیٰ غلاموں کے سگان بارگاہ جنّات النعیم میں سُرُرٍ مرفوعۃ (بلند تختوں) پر تکئے لگائے چین کریں اور جن کی نعلین پاک کے تصدق میں جنت بنی ان کے ماں باپ دوسری جگہ معاذ اللہ غضب وعذاب کی مصیبتیں بھریں، ہاں یہ سچ ہے کہ ہم غنی حمید عزّجلالہ پر حکم نہیں کر سکتے پھر دوسرے حکم کی کس نے گنجائش دی؟ ادھر کونسی دلیل قاطع پائی؟ حاش للہ! ایک حدیث بھی صحیح وصریح نہیں، جو صریح ہے ہرگز صحیح نہیں اور جو صحیح ہے ہرگز صریح نہیں جس کی طرف ہم نے اجمالی اشارات کر دئے تو اقل درجہ وہی سکوت وحفظ ادب رہا، آئندہ اختیارات بدست مختار۔

عبرت قاهره: سید احمد مصری حواشی در میں ناقل کہ ایک عالم رات بھر مسئلہ ابوین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں متفکر رہے کہ کیونکر تطبیق اقوال ہو۔ اسی فکر میں چراغ پر جھک گئے کہ بدن جل گیا۔ صبح ایک لشکری آیا کہ میرے یہاں آپ کی دعوت ہے۔ راہ میں ایک ترہ فروش (سبزی فروش) ملے کہ اپنی دکان کے آگے باٹ ترازو لئے بیٹھے ہیں، انہوں نے اٹھ کر ان عالم کے گھوڑے کی بھاگ پکڑی اور یہ اشعار پڑھے:

اٰمنت ان ابا النبی وامّہٗ　　احیاھما الحی القدیر الباری

حتی لقد شھدا لہ برسالۃ　　صدق فتلک کرامۃ المختارِ

وبہ الحدیث ومن یقول بضعفہٖ　　فھو الضعیف عن الحقیقۃ عاری

ترجمہ: میں ایمان لایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ کو اس زندہ ابدی قادر مطلق خالق عالم جل جلالہ نے زندہ کیا یہاں تک کہ ان دونوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیغمبری کی گواہی دی، اے شخص اس کی تصدیق کر کہ یہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعزاز کے واسطے ہے اور اس باب میں حدیث وارد

ہوئی جو اسے ضعیف بتائے وہ آپ ہی ضعیف اور علم حقیقت سے خالی ہے۔

یہ اشعار سنا کر ان عالم سے فرمایا: اے شیخ! انہیں لے اور نہ رات کو جاگ نہ اپنی جان کو فکر میں ڈال کہ تجھے چراغ جلادے، ہاں جہاں جارہا ہے وہاں نہ جا کہ لقمۂ حرام کھانے میں نہ آئے۔

ان کے اس فرمانے سے وہ عالم بیخود ہوکر رہ گئے، پھر انہیں تلاش کیا پتا نہ پایا اور دکانداروں سے پوچھا، کسی نے نہ پہچانا، سب بازار والے بولے: یہاں تو کوئی شخص بیٹھتا ہی نہیں۔ وہ عالم اس ربانی ہادی غیب کی ہدایت سن کر مکان کو واپس آئے، لشکری کے یہاں تشریف نہ لے گئے۔ انتہٰی۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج 2، ص 81، المکتبۃ لعربیہ کوئٹہ)

اے شخص! یہ عالم بہ برکت علم، نظر عنایت سے ملحوظ تھے کہ غیب سے کسی ولی کو بھیج کر ہدایت فرمادی خوف کر کہ تو اس ورطہ میں پڑ کر معاذ اللہ کہیں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا باعث ایذاء نہ ہو جس کا نتیجہ معاذ اللہ بڑی آگ دیکھنا ہو۔ اللہ عزوجل ظاہر و باطن میں مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سچی محبت سچا ادب روزی فرمائے اور اسباب مقت (ناراضگی) وحجاب وبیزاری وعتاب سے بچائے آمین آمین آمین!

ایمانِ ابوین کی صراحت کرنے والے علماء

سوال: ان علماء میں سے کچھ کے نام بتادیجیے جنہوں نے ایمانِ ابوین کی صراحت کی ہے۔

جواب: متعدد جلیل القدر علمائے کرام نے ایمان ابوین کریمین رضی اللہ عنہما کی تصریح فرمائی ہے جن کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

(1) امام ابوحفص عمر بن احمد بن شاہین جن کی علوم دینیہ میں تین سو تیس تصانیف ہیں،

ازانجملہ تفسیر ایک ہزار جزء میں اور مسند حدیث ایک ہزار تین جزء میں۔

(2) شیخ المحدثین احمد خطیب علی البغدادی۔

(3) حافظ الشان محدث ماہر امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر۔

(4) امام اجل ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی صاحب الروض۔

(5) حافظ الحدیث امام محبّ الدین طبری کہ علماء فرماتے ہیں: بعد امام نووی کے ان کا مثل علم حدیث میں کوئی نہ ہوا۔

(6) امام علامہ ناصر الدین ابن المنیر صاحب شرف المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(7) امام حافظ الحدیث ابوالفتح محمد بن محمد ابن سید الناس صاحب عیون الاثر۔

(8) علامہ صلاح الدین صفدی۔

(9) حافظ الشان شمس الدین محمد ابن ناصر الدین دمشقی۔

(10) شیخ الاسلام حافظ الشان امام شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی۔

(11) امام حافظ الحدیث ابوبکر محمد بن عبداللہ اشبیلی ابن العربی مالکی۔

(12) امام ابوالحسن علی بن محمد ماوردی بصری صاحب الحاوی الکبیر۔

(13) امام ابوعبداللہ محمد بن خلف شارح صحیح مسلم۔

(14) امام عبداللہ محمد بن احمد بن ابوبکر قرطبی صاحب تذکرہ۔

(15) امام المتکلمین فخر المدققین فخر الدین محمد بن عمر الرازی۔

(16) امام علامہ زین الدین مناوی۔

(17) خاتم الحفاظ مجدد القران امام العاشر امام جلال الملۃ والدین

عبدالرحمٰن ابن ابی بکر۔

(18)امام حافظ شہاب الدین احمد بن حجر ہیتمی مکی صاحب افضل القریٰ وغیرہ۔

(19)شیخ نورالدین علی الجزار مصری صاحب رسالہ تحقیق آمال الراجین فی ان والدی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بفضل اللہ تعالیٰ فی الدارین من الناجین۔

(20)علامہ ابوعبداللہ محمد ابن ابی شریف حسنی تلمسانی شارح شفاء شریف۔

(21)علامہ محقق سنوسی۔

(22)امام اجل عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی صاحب الیواقیت والجواہر۔

(23)علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی صاحب مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات۔

(24)خاتمۃ المحققین علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شارح المواہب۔

(25)امام اجل فقیہ اکمل محمد بن محمد کردری بزازی صاحب المناقب۔

(26)زین الفقہ علامہ محقق زین الدین ابن نجیم مصری صاحب الاشباہ والنظائر،

(27)علامہ سید احمد حموی صاحب غمز العیون والبصائر۔

(28)علامہ حسین بن محمد بن حسن دیار بکری صاحب الخمیس فی انفس نفیس۔

(29)علامہ محقق شہاب الدین احمد خفاجی مصری صاحب نسیم الریاض۔

(30)علامہ طاہر فتنی صاحب مجمع بحارالانوار۔

(31)شیخ شیوخ علماء الہند مولانا عبدالحق محدث دہلوی۔

(32)صاحب کنزالفوائد۔

(33)مولانا بحرالعلوم ملک العلماء عبدالعلی صاحب فواتح الرحموت۔

(34)علامہ سید احمد مصری طحطاوی محشی درمختار۔

(35)علامہ سید ابن عابدین امین الدین محمد آفندی شامی صاحب ردالمختار

وغیرھم من العلماء الکبائر والمحققین۔

یہ ان اکابر کا ذکر ہے جن کی تصریحات، خاص اس مسئلہ جزئیہ میں موجود، ورنہ بنظر کلیت نگاہ کیجئے تو امام حجۃ الاسلام محمد محمد محمد غزالی وامام الحرمین وامام ابن السمعانی وامام کیا ہراسی وامام اجل قاضی ابوبکر باقلانی حتی کہ خود امام مجتہد سیدنا امام شافعی کی نصوص قاہرہ موجود ہیں جن سے تمام آباء وامہات اقدس کا ناجی ہونا کالشمس والامس روشن وثابت ہے بلکہ بالاجماع تمام ائمہ اشاعرہ اورائمہ ماتریدیہ سے مشائخ بخارا تک سب کا یہی مقتضائے مذہب ہے۔

(فتاوی رضویہ ،ج30،ص297,298،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

کچھ علماء کی تصریحات

سوال: کچھ علماء کی تصریحات بھی بیان فرمادیجئے۔

جواب: امام سیوطی ''سُبُل النجاۃ'' میں فرماتے ہیں ''مال الیٰ ان اللہ تعالیٰ احیاھما حتی اٰمنا بہ طائفۃ من الائمۃ وحفاظ الحدیث ''ترجمہ: آئمہ اورحفاظ حدیث کی ایک جماعت اس طرف مائل ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ابوین کریمین کو زندہ فرمایا یہاں تک کہ وہ آپ پرایمان لائے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ بحوالہ سبل النجاۃ، المقصد الاول ،ج 1،ص168دارالمعرفۃ ،بیروت)

کتاب الخمیس میں کتاب مستطاب الدرج المنیفہ فی الآباء الشریفہ سے نقل کرتے ہیں ”ذھب جمع کثیر من الائمة الاعلام الیٰ ان ابوی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ناجیان محکوم لھما بالنجاۃ فی الاخرۃ وھم اعلم الناس باقوال من خالفھم وقال بغیر ذٰلك ولایقصرون عنھم فی الدرجة ومن احفظ الناس للاحادیث والاٰثار وانقد الناس بالادلہ التی استدل بھا اولٰئك فانھم جامعون لانواع العلوم ومتضلعون من الفنون خصوصا الاربعة التی استمد منھا فی ھٰذہ المسألة فلایظن بھم انھم لم یقفواعلی الاحادیث التی استدل بھا اولٰئك معاذ الله بل وقفوا علیھاو خاضوا غمر تھا واجابوا عنھا بالاجوبة المرضیة التی لایردھا منصف واقامو لما ذھبوا الیہ ادلة قاطعة کالجبال الرواسی اہ مختصراً“ ترجمہ: جمع کثیرا کابر ائمہ واجلۂ حفاظ حدیث، جامعان انواع علوم و ناقدان روایات ومفہوم کا مذہب یہی ہے کہ ابوین کریمین ناجی ہیں اور آخرت میں ان کی نجات کا فیصلہ ہو چکا ہے ان اعاظم ائمہ کی نسبت یہ گمان بھی نہیں ہوسکتا کہ ان احادیث سے غافل تھے جن سے اس مسئلے میں خلاف پر استدلال کیا جاتا ہے، معاذ اللہ ایسا نہیں بلکہ وہ ضرور اس پر واقف ہوئے اور تہ تک پہنچے اور ان سے وہ پسندیدہ جواب دیئے جنہیں کوئی انصاف والا رد نہ کرے گا اور نجات والدین شریفین پر دلائل قاطعہ قائم کئے جیسے مضبوط جمے ہوئے پہاڑ کہ کسی کے ہلائے نہیں ہل سکتے۔ (کتاب الخمیس ،القسم الثانی، النوع الرابع ،ج1،ص230، مؤسسة شعبان، بیروت)

بلکہ علامہ زرقانی شرح مواہب میں ائمۂ قائلین نجات کے اقوال وکلمات ذکر کر کے فرماتے ہیں ”ھذا ماوقفنا علیہ من نصوص علمائنا ولم نرلغیرھم مایخالفه الا مایشم من نفس ابن دحیة وقد تکفل بردّہ القرطبیؒ“ ترجمہ: یہ

ہمارے علماء کے وہ نصوص ہیں جن پر میں واقف ہوا اور ان کے غیر سے کہیں اس کا خلاف نظر نہ آیا سوائے ایک بوئے خلاف کے جو ابن دحیہ کے کلام سے پائی گئی اور امام قرطبی نے بروجہ کافی اس کا رد کر دیا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة،ج 1،ص186،دارالمعرفة، بیروت)

نوٹ: اس موضوع پر جس نے مزید تفصیل سے دیکھنا ہو امام اہلسنت مجددِ دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ ”شمول الاسلام“ کا مطالعہ کرے جو کہ فتاوی رضویہ کی جلد نمبر 30 میں موجود ہے، جتنے دلائل یہاں مذکور ہوئے اسی رسالہ سے ماخوذ ہیں۔

تیسرا باب
نور کی تخلیق

فصل اول: نور کی تخلیق

سوال: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو تخلیق فرمایا اور پھر آپ کے نور سے باقی مخلوقات کو پیدا فرمایا۔

سوال: یہ مضمون کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے اور ان کے نور سے باقی مخلوقات، کس حدیث سے ثابت ہے؟

جواب: امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاذ اور امام بخاری و امام مسلم کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی مصنف میں روایت بیان کی ہے ((عبد الرزاق عن معمر عن ابن المنکدر عن جابر قال:سألت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شئی خلقه الله تعالیٰ ؟ فقال:هو نور نبيك يا جابر خلقه الله ،ثم خلق فيه كل خير ،وخلق بعده كل شئی ،وحين خلقه اقامه قدامه من مقام القرب اثنی عشر الف سنة،ثم جعله اربعة اقسام فخلق العرش والكرسی من قسم،وحملة العرش وخزنة الكرسی من قسم ،واقام القسم الرابع فی مقام الحب اثنی عشر الف،ثم جعله اربعة اقسام فخلق القلم من قسم ،واللوح من قسم ،والجنة من قسم ،ثم اقام القسم الرابع فی مقام الخوف اثنی عشر الف سنة،جعله اربعة اجزاء فخلق الملائكة من جزء ،والشمس من جزء ،والقمر والكواكب من جزء ،واقام الجزء الرابع فی مقام الرجاء اثنی عشر الف سنة،ثم جعله اربعة اجزاء فخلق العقل من جزء،والعلم والحكمة من جزء، والعصمة والتوفيق من جزء،

واقام الجزء الرابع فی مقام الحیاء اثنی عشر الف سنة ثم نظر الله عزوجل الیه فترشح النور عرقا فقطر منه مائة الف واربعة(وعشرون الف واربعة الاف)قطرة من نور ،فخلق الله من کل قطرة روح نبی او روح رسول ،ثم تنفست ارواح الانبیاء فخلق الله من انفاسهم الاولیاء والشهداء والسعداء والمطیعین الی یوم القیمة، فالعرش والکرسی من نوری والکروبیون من نوری والروحانیون والملائکة من نوری، والشمس والقمر والکوکب من نوری،والعقل والتوفیق من نوری، وارواح الرسل والانبیاء من نوری، والشهداء والسعداء والصالحون من نتاج نوری، ثم خلق الله اثنی عشر الف حجاب فاقام الله نوری وهو الجزء الرابع ،فی کل حجاب الف سنة، وهی مقامات العبودیة والسکینة والصبر والصدق والیقین، فغمس الله ذالك النور فی کل حجاب الف سنة فلما اخرج الله النور من الحجب رکبه الله فی الارض فکان یضیء منها مابین المشرق والمغرب کالسراج فی اللیل المظلم، ثم خلق الله آدم من الارض فرکب فیه النور فی جبینه، ثم انتقل منه الی شیث، وکان ینتقل من طاهر الی طیب، ومن طیب الی طاهر، الی ان اوصله الله صلب عبدالله بن عبد المطلب، ومنه الی رحم امی آمنة بنت وهب، ثم اخرجنی الی الدنیا فجعلنی سیدالمرسلین وخاتم النبیین و رحمة اللعلمین وقائد الغر المحجلین وهکذا کان بدء خلق نبیك یا جابر)) ترجمہ:حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ آپ نے فرمایا:اے جابر!اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا

فرمایا، پھر اس میں ہر خیر کو پیدا فرمایا اور ہر شے کو اس کے بعد پیدا کیا، اور جب اس نور کو پیدا کیا تو اسے اپنے سامنے مقام قرب میں بارہ ہزار سال قائم کیا، پھر اس کی چار قسمیں بنائیں، ایک قسم سے عرش اور کرسی کو پیدا کیا، ایک قسم سے عرش کے حاملین اور کرسی کے خازنوں کو پیدا کیا، چوتھی قسم کو مقام محبت میں بارہ ہزار سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا، ایک قسم سے قلم کو، ایک سے لوح کو اور ایک قسم سے جنت کو پیدا کیا، پھر چوتھی قسم کو مقام خوف میں بارہ ہزار سال رکھا اور اسے چار حصے کیا، ایک حصے سے فرشتوں کو، ایک سے سورج کو اور ایک حصے سے چاند اور ستاروں کو پیدا کیا، پھر چوتھے حصے کو مقام رجاء میں بارہ سال رکھا، پھر اسے چار حصے کیا، ایک سے عقل، ایک سے علم وحکمت اور عصمت وتوفیق کو پیدا کیا، چوتھی جزء کو بارہ ہزار سال مقام حیا میں قائم کیا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف نظر فرمائی تو اس نور کو پسینہ آگیا اور اس نور سے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرے ٹپکے، اللہ تعالیٰ نے ہر قطرے سے کسی نبی یا رسول کی روح کو پیدا فرمایا۔ پھر انبیاء کی روحوں نے سانس لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی سانسوں سے قیامت تک ہونے والے اولیاء، شہداء، ارباب سعادت اور اصحاب اطاعت کو پیدا فرمایا۔ پس عرش اور کرسی میرے نور سے، فرشتے اور اصحاب روحانیت میرے نور سے ، جنت اور اس کی نعمتیں میرے نور سے، ساتوں آسمانوں کے فرشتے میرے نور سے ، سورج چاند اور ستارے میرے نور سے، عقل اور توفیق میرے نور سے، رسولوں اور انبیاء کی روحیں میرے نور سے، شہداء، سعداء اور صالحین میرے نور سے پیدا ہوئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بارہ ہزار پردے پیدا فرمائے اور میرے نور یعنی چوتھی جزء کو ہر پردے میں ایک ہزار سال رکھا، یہ عبودیت، سکینہ، صبر، صدق اور یقین کے مقامات تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو ہر پردے میں ایک ہزار سال غوطہ دیا، اور جب اللہ

تعالیٰ نے اس نور کو ان پردوں سے نکالا تو اسے زمین پر اتار دیا، تو جس طرح اندھیری رات میں چراغ سے روشنی ہوتی ہے اسی طرح اس نور سے مشرق سے لے کر مغرب تک کی فضا منور ہوگئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا، تو وہ نور ان کی پیشانی میں رکھ دیا، ان سے وہ نور حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوا، وہ نور طاہر سے طیب کی طرف اور طیب سے طاہر کی طرف منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت عبداللہ ابن عبدالمطلب کی پشت تک پہنچا دیا اور وہاں سے ہماری والدہ حضرت آمنہ بنت وہب کے رحم کی طرف منتقل کیا، پھر ہمیں اس دنیا میں جلوہ گر کیا اور ہمیں رسولوں کا سردار، انبیاء کا خاتم، تمام جہانوں کے لئے رحمت مجسم اور روشن اعضاءِ وضو والوں کا قائد بنایا، اے جابر اس طرح تیرے نبی کی ابتدا تھی۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق، حدیث نمبر18، ص63,64، مؤسسة الشرف، لاہور)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی 923ھ) مواہب اللدنیہ میں نقل کرتے ہیں،**
حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما **سے روایت ہے، فرماتے ہیں**
((قلت یارسول اللہ بابی انت وامی اخبرنی عن اول شیء خلقه الله تعالیٰ قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نورنبیك من نورہ فجعل ذٰلك النور یدور بالقدرة حیث شاء الله تعالیٰ ولم یکن فی ذٰلك الوقت لوح ولا قلم ولاجنة ولا نار ولا ملك ولاسماء ولاارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی، فلما اراداللہ تعالیٰ ان یخلق الخلق قسم ذٰلك النوراربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم، ومن الثانی اللوح، ومن الثالث العرش، قسم الجزء الرابع اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث باقی الملائکة، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، فخلق من الاول السمٰوات، ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة

والنار، ثم قسم الرابع اربعة اجزاء، الحدیث بطوله)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا، وہ نور قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا اس نور کے چار حصے فرمائے، پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش بنایا۔ پھر چوتھے کے چار حصے کئے، پہلے سے فرشتگان حامل عرش، دوسرے سے کرسی، تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا کئے۔ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے، پہلے سے آسمان، دوسرے سے زمینیں، تیسرے سے بہشت دوزخ بنائے، پھر چوتھے کے چار حصے کئے، الیٰ آخر الحدیث۔

(المواہب اللدنیة، تشریف الله تعالیٰ له صلی الله علیه وسلم، ج1، ص48، المکتبة التوفیقیة، القاہرہ، مصر)

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ **"مطالع المسرات" میں مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد ایک اور حدیث پاک بھی نقل کرتے ہیں ((اول ماخلق الله نوری ومن نوری خلق کل شیٔ))** ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا اور میرے نور سے ہر چیز کو پیدا کیا۔ (مطالع المسرات، الحزب الثانی، ص221، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **(متوفی 544ھ) فرماتے ہیں** "وَمَا ذکر من أنه کان لاظل لشخصه فِی شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِأَنَّهُ کَانَ نُورًا" ترجمہ: یہ جو مذکور ہے کہ سورج اور چاند کی روشنی میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہیں پڑتا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نور ہیں۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل التاسع والعشرون ماحدث عند مولده، ج1، ص731،

دارالفیحاء،عمان)

نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 850ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ حدیث پاک کونقل کیا((**اول ما خلق الله تعالی نوری، أنا أول من ینشق عنه قبر، آدم ومن دونه تحت لوائی، أنا سید المرسلین ولا فخر**)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا، میں سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا، آدم اوراس کے علاوہ لوگ میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے، میں تمام رسولوں کا سردار ہوں اور (مجھے اس پر) فخر نہیں۔

(غرائب القرآن،ج1،ص407،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ دیار بکری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 966ھ) نے ''تاریخ الخمیس'' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا((**فی خبر أوّل ما خلق الله نور محمد** صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: حدیث پاک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیدا فرمایا۔ (تاریخ الخمیس،مطلب اول المخلوقات،ج1،ص17،دارصادر،بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں ''قَالَ ابْنُ حَجَرٍ:اخْتَلَفَتِ الرِّوَايَاتُ فِي أَوَّلِ الْمَخْلُوقَاتِ، وَحَاصِلُهَا كَمَا بَيَّنْتُهَا فِي شَرْحِ شَمَائِلِ التِّرْمِذِيِّ أَنَّ أَوَّلَهَا النُّورُ الَّذِي خُلِقَ مِنْهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، ثُمَّ الْمَاءُ، ثُمَّ الْعَرْشُ'' ترجمہ: ابن حجر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: سب سے پہلے کون سی مخلوق ہے، اس میں روایات مختلف ہیں، حاصل وہ ہے جس کو میں نے شمائل ترمذی کی شرح میں بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا گیا، پھر پانی کو، پھر عرش کو۔(مرقاۃ المفاتیح،باب الایمان بالقدر،ج1،ص148،دارالفکر،بیروت)

امام علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ) نے ''سیرتِ حلبیہ'' میں حدیث جابر ان الفاظ کے ساتھ نقل کی((**وعن جابر بن عبد الله** رضی اللہ تعالیٰ

عنہما **قال:قلت یا رسول الله بأبی أنت وأمی أخبرنی عن أول شیء خلقه الله تعالی قبل الأشیاء؟ قال:یا جابر إن الله تعالی قد خلق قبل الأشیاء نور نبیك من نوره**)) ترجمہ: جابر فرماتے ہیں میں نے عرض کی: یارسول اللہ، میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(سیرتِ حلبیہ،باب نسبه الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

یہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''وفیه أنه أصل لکل موجود'' ترجمہ: اس حدیث پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر موجود کی اصل ہیں۔

(سیرتِ حلبیہ،باب نسبه الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص47،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1052ھ) **مدارج النبوۃ** میں نقل کرتے ہیں ''درحدیث صحیح وارد شدہ کہ((**اول ماخلق الله نوری**))'' ترجمہ: صحیح حدیث میں وارد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔ (مدارج النبوۃ،قسم دوم، باب اول،ج2،ص2،مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1122ھ) نے **شرح الزرقانی علی المواہب** میں حدیث جابر نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں((**فی حدیث جابر عند عبد الرزاق مرفوعًا :یا جابر إن الله قد خلق قبل الأشیاء نور نبیك من نوره**)) ترجمہ: حافظ عبدالرزاق نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث

پاک نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اے جابر! بیشک بالیقین اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیه،ج1،ص54، دارالکتب العلمیه، بیروت)

علامہ محقق عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرماتے ہیں "قد خلق کل شیئی من نورہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما وردبہ الحدیث الصحیح" ترجمہ: بےشک ہر چیز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور سے بنی، جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔

(الحدیقة الندیة،المبحث الثانی،ج2،ص375،مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد)

مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے "قد قال الاشعری انه تعالیٰ نور لیس کالا نوار والروح النبویة القدسیة لمعة من نوره والملائکة شرر تلك الانوار وقال صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اول ماخلق الله نوری ومن نوری خلق کل شئی وغیره مما فی معناه" یعنی امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ (جن کی طرف نسبت کر کے اہل سنت کے ایک گروہ کو اشاعرہ کہا جاتا ہے) ارشادفرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ اورنوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں، اوررسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے ہی نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔ اوراس کے سوا اور حدیثیں ہیں جو اسی مضمون میں وارد ہیں۔ (مطالع المسرات ،الحزب الثانی،ص265، مکتبہ نوریہ رضویہ،فیصل آباد)

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ مصنف عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں "یہ حدیث (1) امام بیہقی نے بھی "دلائل النبوۃ" میں بنحوہٖ (اسی طرح) روایت کی، اجلہ ائمہ دین

مثل (2) امام قسطلانی "مواہب لدنیہ" اور (3) امام ابن حجر مکی "افضل القریٰ" اور (4) علامہ فاسی "مطالع المسرات" اور (5) علامہ زرقانی "شرح مواہب" اور (6) علامہ دیاربکری "خمیس" اور (7) شیخ محقق دہلوی "مدارج" وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اوراس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں۔

بالجملہ اس روایت کو تلقی امت بالقبول کا منصب جلیل حاصل ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔ تلقی علماء بالقبول وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظۂ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔

(فتاوی رضویه ،ج30،ص659،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

حدیثِ جابر (اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا) نقل کرنے کے بعد اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا "اس حدیث سے نور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اول الخلق ہونا بااولیت حقیقت ثابت ہوا کیونکہ جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے، ان اشیاء کا نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے۔"

(نشرالطیب،ص7،اسلامی کتب خانه،لاہور)

رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے لکھا "وبتواتر ثابت شد کہ آں حضرت علی سایہ نداشتند وظاہر است کہ بجز نور ہمہ اجسام ظل مے دارند" ترجمہ: یہ بات تواتراً ثابت کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، یہ بات ظاہر ہے کہ جو چیز نور ہو اس کا سایہ نہیں ہوتا۔

(امداد السلوک،ص86)

فصل دوم: قرآنِ مجید اور نورِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

سوال: کیا قرآن مجید میں بھی کسی مقام پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور کہا گیا ہے؟

جواب: جی ہاں! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمہ: یقیناً آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔ (سورۃ المائدہ، آیت 15)

جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)) ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(تفسیر ابن عباس، ج1، ص90، مطبوعہ لبنان)

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 310ھ) ''تفسیر طبری'' میں اس آیت کے تحت فرماتے ہیں ''یعنی بالنور، محمدًا صلی اللہ علیہ وسلم'' ترجمہ: یعنی نور سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا مراد ہے۔

(تفسیر طبری، جلد10، صفحہ143، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

امام ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 468ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی: النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔ (الوجیز، ج1، ص313، دارالقلم، بیروت)

محی السنہ امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 510ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ يَعْنِي: مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقِيلَ:

الْإِسْلَامُ'' ترجمہ: یہاں نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے اور ایک ضعیف قول یہ ہے کہ یہاں نور سے مراد اسلام ہے۔

(تفسیر بغوی، ج2، ص32، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''وَفِيهِ أَقْوَالٌ: الْأَوَّلُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالنُّورِ مُحَمَّدٌ وَبِالْكِتَابِ الْقُرْآن'' ترجمہ: اس میں اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ نور سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

(تفسیر رازی، ج11، ص327، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ علاء الدین علی بن محمد خازن (متوفی 741ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''﴿قَدْ جَاءَ كُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی محمدا صلی اللہ علیہ وسلم'' ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ (تفسیر خازن، ج2، ص24، مطبوعہ، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

تفسیر جلالین میں ہے ''ھو النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' ترجمہ: نور سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔

(تفسیر جلالین، جلد1، صفحہ139، دار الحدیث، القاہرہ)

علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1241ھ) تفسیر جلالین کی اس عبارت کے تحت فرماتے ہیں ''وسمی نوراً لانہ ینور البصائر ویھدیھا للرشاد ولانہ اصل کل نور حسی ومعنوی'' ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بصیرتوں کو روشن کرتے ہیں اور ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دیتے ہیں اور (اس وجہ سے آپ کو نور فرمایا گیا کہ) آپ ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

(تفسیر صاوی، ج1، ص486، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

علامہ شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی (متوفی 1270ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''نور عظیم وھو نور الأنوار والنبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم ''ترجمہ: تمہارے پاس ایک عظیم نور آیا اور وہ نور عظیم نورالانوار نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ (روح المعانی ،ج3،ص269،دار الکتب العلمیہ،بیروت)

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن مجید ہے۔اور دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگلی آیت میں ﴿یَهْدِی بِهِ﴾(سورۃ المائدہ،آیت 16) میں واحد کی ضمیر استعمال ہوئی ہے اگر نور سے مراد سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہوتی تو تثنیہ کی ضمیر استعمال ہوتی۔

جواب: یہ قول ضعیف ہے۔چنانچہ امام المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 606ھ) فرماتے ہیں ''النُّورُ وَ الْكِتَابُ هُوَ الْقُرْآنُ، وَهَذَا ضَعِيفٌ لِأَنَّ الْعَطْفَ يُوجِبُ الْمُغَايَرَةَ بَيْنَ الْمَعْطُوفِ وَالْمَعْطُوفِ عَلَيْه ''ترجمہ: ایک قول یہ ہے کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن مجید ہے، یہ قول ضعیف ہے کیونکہ حرف عطف معطوف اور معطوف علیہ کے درمیان مغایرت کو ثابت کرتا ہے۔ (تفسیر رازی ،جلد11،صفحہ327،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

سوال میں موجود دلیل بھی کمزور ہے، کیونکہ عربی زبان میں کئی مقامات پر فصاحت و بلاغت اور دیگر مقاصد کے پیش نظر تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر کو لوٹایا جاتا ہے۔قرآنِ کریم میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے۔﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ﴾ترجمہ: اے ایمان والو اللہ اور اسکے رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہو جب وہ تمہیں بلائیں۔ (پارہ9،سورہ الانفال ،آیت24)

یہاں ''دعاکم'' میں واحد کی ضمیر ہے جو تثنیہ کی طرف لوٹ رہی ہے اسکی وجہ تفسیر کشاف میں ان الفاظ کے ساتھ موجود ہے ''وحد الضمیر کما وحده فیما قبله، لأن استجابة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کاستجابته'' ترجمہ: ضمیر کو واحد لایا گیا جیسا کہ پچھلی آیت میں بھی واحد لایا گیا اسلئے کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر حاضر ہونا ایسے ہی ہے جیسے اللہ عزوجل کے بلانے پر حاضر ہونا۔ (تفسیر کشاف ،ج2،ص210،دار الکتب العربی ،بیروت)

ایک اور مقام پر ارشاد باری ﴿وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرْضُوهُ﴾ترجمہ: اور اللہ اور اسکے رسول کا حق زائد تھا کہ انہیں راضی کرتے۔ (پارہ 10،سورہ التوبۃ،آیت62)

اس آیت کریمہ میں بھی ''یرضوه'' میں ''ہ'' ضمیر واحد کی ہے جو کہ تثنیہ کی طرف لوٹ رہی ہے۔علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین النسفی (متوفی 710ھ) اسکی وجہ بیان فرماتے ہیں ''وإنما وحد الضمیر لأنه لا تفاوت بین رضا الله ورضا رسول الله فکانا فی حکم شیء واحد'' ترجمہ: یہاں واحد کی ضمیر اس وجہ سے لائی گئی کہ اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا میں کوئی تفاوت نہیں ہے یہ دونوں ایک ہی شئ کے حکم میں ہیں۔ (تفسیر نسفی ،ج 1،ص 690،دار الکلم الطیب ،بیروت)

اس طرح کی بہت سی آیات قرآن پاک سے پیش کی جاسکتی ہیں کہ جن میں تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر لائی گئی ہے۔اسی طرح سوال میں مذکور آیت کریمہ میں بھی ﴿یَهْدِی بِهِ﴾ میں واحد کی ضمیر تثنیہ یعنی نور اور کتاب دونوں کی طرف لوٹ رہی ہے اور دونوں سے مراد علیحدہ علیحدہ ذاتیں ہیں۔اور یہاں پر تثنیہ کے لئے واحد کی ضمیر کیوں لائی گئی اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل حقی (متوفی 1127ھ)

فرماتے ہیں ''لانهما فی حکم الواحد فان المقصود منهما دعوة الخلق الی الحق ''ترجمہ:اسلئے کہ یہ دونوں (نوررسول کریم اورقرآن) ایک حکم میں ہیں کیونکہ ان دونوں سے مقصود خلق کوحق کی طرف دعوت دینا ہے۔

(روح البیان ،جلد 2،صفحہ369،دار الفکر ،بیروت)

فصل سوم:نور کی تخلیق اور منتقلی

نور مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے

کائنات کی ہر چیز سے پہلے نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تخلیق ہوئی۔

قرآن مجید میں نبی کریم سے حکایت ہے﴿وَأَنَـا أَوَّلُ الْـمُسْـلِمِينَ﴾ترجمہ: میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ (سورۃ الانعام،آیت163)

ظاہر ہے کہ اختیاری یا غیر اختیاری اسلام سے تو عالم کا کوئی ذرہ خالی نہیں۔قرآن مجید میں ہے﴿وَلَـهُ أَسْـلَـمَ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَكَـرْهًـا وَإِلَيْـهِ يُرْجَعُونَ﴾ترجمہ:اوراسی کے حضور گردن رکھے ہیں جوکوئی آسمان اورزمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے اوراسی کی طرف پھیرے جائیں گے۔

(سورہ آلِ عمران،آیت83)

پھر سب اسلام لانے والوں سے پہلے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس وقت ہوسکتے ہیں جب کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سب سے پہلے ہوں۔چنانچہ اس آیت کریمہ کے تحت تفسیر عرائس البیان میں ہے'' اشارة علی تقدم روحه وجوهره علی جمیع الکون ''ترجمہ:اس آیت پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اور آپ کا جوہر (پیدائش میں) تمام کائنات پر مقدم ہے۔ (تفسیر عرائس البیان،تحت آیت﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾،ج1،ص238)

علامہ نظام الدین حسن بن محمد نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 850ھ) فرماتے ہیں ''وَأَنَـا أَوَّلُ المسلمين عند الإيجاد لأمر كن كما قال: أول ما خلق الله نوري ''ترجمہ: میں پہلا مسلمان ہوں امرِ کن سے ایجاد کے وقت جیسا کہ حدیث پاک میں فرمایا: سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

(تفسیر نیشاپوری،ج3،ص196،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((سألت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن اول شئی خلقه الله تعالیٰ ؟ فقال:هو نور نبيك يا جابر خلقه الله)) ترجمہ: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ حضور پر قربان، مجھے بتا دیجئے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟ فرمایا: اے جابر! وہ تیرے نبی کا نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق، حديث نمبر18، ص63، مؤسسة الشرف، لاہور)

نور مصطفیٰ کی عمر مبارک

عمر کا اندازہ اس حدیث پاک سے لگائیں۔ سیرت حلبیہ اور تفسیر روح البیان میں ہے ((وعن ابی هريرة انه علیہ السلام سأل جبريل علیہ السلام فقال (يا جبريل كم عمرك من السنين) فقال يا رسول الله لست اعلم غير ان في الحجاب الرابع نجما يطلع في كل سبعين الف سنة مرة رأيته اثنين وسبعين الف مرة فقال علیہ السلام :يا جبريل وعزة ربي انا ذلك الكوكب)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: آپ کی عمر کتنے سال ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کے سوا کچھ نہیں جانتا کہ چوتھے حجاب عظمت میں ہر ستر ہزار برس کے بعد ایک ستارہ طلوع ہوتا ہے جسے میں نے اپنی عمر میں بہتر ہزار مرتبہ دیکھا ہے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جبریل! میرے رب کی عزت کی قسم وہ ستارہ میں ہوں۔

(سیرت حلبیہ، باب نسبہ الشریف صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص47، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، تحت آیت128، ج3، ص543، دارالفکر، بیروت)

بعض روایات میں آیا ہے کہ پیدائش آدم سے چودہ ہزار برس پہلے نور کی

حالت میں موجود تھے، اس کا یہ مطلب نہیں کہ چودہ ہزار برس پہلے آپ کا نور تخلیق کیا گیا، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ چودہ ہزار برس پہلے بھی موجود تھا جبکہ تخلیق اس سے بھی بہت پہلے ہو چکی تھے۔ سیرتِ حلبیہ میں ہے ((وعن علی بن الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما عن أبيه عن جده أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال:كنت نورا بين يدي ربي قبل خلق آدم علیہ الصلاۃ والسلام بأربعة عشر ألف عام)) ترجمہ: امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور وہ اپنے والدِ مکرم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں پیدائش آدم علیہ السلام سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے رب کے حضور میں ایک نور تھا۔

(سیرت حلبیہ، باب نسبہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص47، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس روایت کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''حدیث میں چودہ ہزار کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں، لہٰذا دوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔''

(میلادالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ص15، اسلامک بکس، لاہور)

آدم علیہ السلام جو کہ ابو البشر ہیں جس وقت ان کے جسم میں روح نہیں ڈالی گئی تھی اس وقت بھی ہمارے آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منصبِ نبوت پر فائز تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ:وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ)) ترجمہ: صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ کو نبوت کب ملی؟ فرمایا: آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے۔

(جامع ترمذی، باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج6، ص9، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں''(1)ترمذی جامع میں فائدہ تحسین واللفظ لہ،اور(2)حاکم و(3)بیہقی و(4)ابونعیم ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔اور(5)احمد مسند اور(6)بخاری تاریخ میں ، اور(7)ابن سعد و(8)حاکم و(9)بیہقی و(10)ابونعیم میسرۃ الفجر۔رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۔ اور(11)بزار و(12)طبرانی ،(13)ابونعیم عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما ۔اور(14)ابونعیم بطریق صنابحی امیر المؤمنین عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،اور(15)ابن سعد ابن ابی الجدعاء ومطرف بن عبداللہ بن الشخیر وعامر رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے باسانید متباینہ والفاظ متقاربہ راوی حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کی گئی((متى وجبت لك النبوة)) حضور کے لیے نبوت کس وقت ثابت ہوئی؟ فرمایا((وأدم بين الروح والجسد)) جبکہ آدم درمیان روح اورجسد کے تھے۔

جبل الحفظ امام عسقلانی نے کتاب الاصابہ میں حدیثِ میسرہ کی نسبت فرمایا ''سندہ قوی''ترجمہ:اس کی سند قوی ہے۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص149,150،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

نورمصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں کہاں رہا

جب آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش کے پردوں پر نظر آیا۔عظیم محدث امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی(923ھ)نقل کرتے ہیں:((يروى أنه لما خلق الله تعالى آدم، ألهمه أن قال:يا رب لم كنيتني أبا محمد، قال الله تعالى :يا آدم ارفع رأسك، فرفع رأسه فرأى نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم في سرادق العرش، فقال :يا رب ما هذا النور؟ قال:هذا نور نبي من ذريتك اسمه في السماء أحمد، وفي الأرض محمد، لولاه ما خلقتك ولا

خلقت سماء ولا أرضا))ترجمہ:مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کو الہام فرمایا کہ وہ یہ عرض کریں:اے میرے رب!تو نے میری کنیت ابومحمد کیوں رکھی ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:اے آدم!اپنا سر اٹھاؤ،آپ نے سر اٹھایا تو نورِ محمد(صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)کو عرش کے پردوں میں دیکھا،عرض کیا:اے میرے رب!یہ نور کیسا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:یہ نور تیری اولاد میں سے ایک نبی کا نور ہے ،اس کا نام آسمانوں میں احمد(صلی اللہ علیہ وسلم)اور زمین میں محمد(صلی اللہ علیہ وسلم)ہے، اگر یہ نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا اور نہ ہی آسمان وزمین کو پیدا کرتا۔

(مواہب اللدنیہ،باب تشریف اللہ تعالیٰ لہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص47،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

حضرت آدم علیہ السلام کے پاس

نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آدم علیہ السلام کی پشتِ اطہر میں رکھ دیا گیا جو کہ پیشانی سے چمکتا تھا۔علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(متوفی1127ھ)فرماتے ہیں:((ولما خلق الله آدم جعل نور حبيبه في ظهره فكان يلمع في جبينه))ترجمہ:جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ(اس قدر روشن وتابندہ تھا کہ)ان کی پیشانی میں چمکتا تھا۔

(تفسیر روح البیان،سورۃ التوبہ،تحت آیت128،ج3،ص543،دارالفکر،بیروت)

فرشتوں کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو اس کا سبب ہی یہی تھا کہ آپ کی پیشانی میں نورِ مصطفیٰ چمکتا تھا۔سید المفسرین امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(متوفی606ھ)فرماتے ہیں''أَنَّ الْمَلَائِكَةَ أُمِرُوا بِالسُّجُودِ لِآدَمَ لِأَجْلِ أَنَّ نُورَ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي جَبْهَةِ آدَمَ''ترجمہ:بے شک ملائکہ کو حکم دیا گیا کہ آدم علیہ

السلام کو سجدہ کریں اس کی وجہ یہ تھی کہ نورِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی پیشانی میں تھا۔

(تفسیر کبیر، سورۂ بقرہ، تحت آیت 253، ج6، ص525، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''ھذا فی الحقیقۃ تعظیم للنور المنطبع فی مرآۃ آدم علیہ السلام وھو النور المحمدی والحقیقۃ الاحمدیۃ'' ترجمہ: آدم علیہ السلام کو سجدہ کروانے میں حقیقتاً اس نور کی تعظیم مقصود تھی جو آدم علیہ السلام کی پیشانی میں موجود تھا، وہ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اور حقیقتِ احمدیہ تھا۔

(تفسیر روح البیان، ج4، ص462، دارالفکر، بیروت)

آباء واجداد کی پشتوں میں

پھر نورِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے آباء واجداد کی پشتوں میں منتقل ہوتا رہا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿الَّذِی یَرَاکَ حِینَ تَقُومُ o وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِینَ﴾ ترجمہ: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو اور ساجدین میں تمہارے دورے کو دیکھتا ہے۔ (سورۃ الشعراء، آیت 218,219)

صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں ''بعض مفسرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنی یہ ہیں کہ زمانۂ حضرت آدم وحوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ وآمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے، اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباء واجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان، ص677، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور)

امام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 360ھ) نے اپنی سند کے ساتھ اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، (وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِینَ)

قَالَ: مِنْ نَبِیٍّ إِلَی نَبِیٍّ حَتَّی أُخْرِجْتَ نَبِیًّا)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ ساجدین میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یعنی ایک نبی سے دوسرے نبی تک آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے یہاں تک کہ آپ دنیا میں تشریف لائے اس حال میں کہ آپ نبی ہیں۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، عکرمہ عن ابن عباس، ج11، ص362، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 430ھ) اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کرتے ہیں ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، (وَتَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِینَ) مَا زَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَقَلَّبُ فِی أَصْلَابِ الْأَنْبِیَاءِ، حَتَّی وَلَدَتْہُ أُمُّہُ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دورہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء علیہم السلام کی اصلاب (پاکیزہ پشتوں) میں دورہ فرماتے رہے یہاں تک کہ آپ اپنی والدہ سے پیدا ہوئے۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، ذکر فضیلتہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بطیب، ج1، ص58، دارالنفائس، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں ((وأخرج ابن مردویہ عن ابن عباس قال: سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت: بأبی أنت وأمی أین کنت وآدم فی الجنۃ فتبسم حتی بدت نواجذہ ثم قال إنی کنت فی صلبہ وھبط إلی الأرض وأنا فی صلبہ ورکبت السفینۃ فی صلب أبی نوح وقذفت فی النار فی صلب أبی إبراھیم ولم یلتق أبوای قط علی سفاح لم یزل اللہ ینقلنی من الإصلاب الطیبۃ إلی الأرحام الطاھرۃ مصفی مھذباً لا تتشعب شعبتان إلا کنت فی خیرھما)) ترجمہ: ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے، آپ

فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ اس وقت کہاں تھے جب آدم علیہ السلام جنت میں تھے؟ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہوگئے، پھر فرمایا: (اس وقت) میں ان کی پشت میں تھا، جب وہ زمین پر اتارے گئے تو (بھی) میں ان کی پشت میں تھا اور میں کشتی میں سوار ہوا اپنے والد نوح علیہ السلام کی پشت میں اور میں آگ میں پھینکا گیا اپنے والد ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں، میرے والدین نے کبھی بھی سفاح (بدکاری) نہیں کی، اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ اصلاب طیبہ سے ارحام طاہرہ کی طرف منتقل کرتا رہا پاک صاف اور مہذب طریقہ سے، جب بھی دو گروہ بنتے تو میں ان میں سے بہتر گروہ میں ہوتا۔

(تفسیر درمنثور، ج6، ص330، دارالفکر، بیروت)

حضرت شیث علیہ السلام کی پشت میں

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں: ((و لما خلق الله آدم جعل نور حبيبه في ظهره فكان يلمع في جبينه ثم انتقل الى ولده شيث الذي هو وصيه والثالث من ولده وكانت حواء تلد ذكرا وأنثى معا ولم تلد ولدا منفردا الا شيث كرامة لهذا النور ثم انتقل الى واحد بعد واحد من أولاده الى ان وصل الى عبد المطلب ثم الى ابنه عبد الله ثم الى آمنة)) ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو ان کی پشت میں رکھ دیا تو وہ نور ان کی پیشانی میں چمکتا تھا، پھر یہ نور آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کی طرف منتقل ہوگیا جو کہ ان کے وصی تھے اور ان کی اولاد میں سے تیسرے تھے، حضرت حواء ایک بچہ اور ایک بچی اکٹھے پیدا کرتی تھیں، صرف حضرت شیث علیہ السلام کو اکیلے پیدا کیا نور مصطفیٰ صلی اللہ

علیہ وسلم کی تکریم کی وجہ سے، پھر نور مصطفیٰ یکے بعد دیگرے ان کی اولاد میں منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت عبدالمطلب کے پاس آیا، پھر ان کے بیٹے حضرت عبداللہ کے پاس آیا اور پھر حضرت آمنہ کے پاس تشریف لایا۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، تحت آیت128، ج3، ص543، دارالفکر، بیروت)

محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014) فرماتے ہیں''والحاصل أن نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقل من آبائه الكرام إلى أن ظهر ظهورا بينا في ظهر إبراهيم علیہ الصلاۃ والسلام'' ترجمہ: حاصل کلام یہ ہے کہ نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے آباء کرام سے منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پشتِ اطہر میں خوب ظاہر ہوا۔

(شرح شفاء، الفصل الاول فيما جاء من ذلك مجيء المدح، ج1، ص50، دارالكتب العلميه، بيروت)

حضرت نوح و ابراهیم علیہما السلام کے پاس

امام علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1044ھ) نقل کرتے ہیں: ((قال صلی اللہ علیہ وسلم: فأهبطني الله تعالى إلى الأرض في صلب آدم، وجعلني في صلب نوح وقذفني في صلب إبراهيم علیہم الصلاۃ والسلام، ثم لم يزل ينقلني من الأصلاب الكريمة والأرحام الطاهرة حتى أخرجني من بين أبوي لم يلتقيا على سفاح قط)) ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے زمین پر حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں اتارا اور مجھے نوح علیہ السلام کی پشت میں رکھا، اور مجھے ابراہیم علیہ السلام کی پشت میں رکھا، مجھے اصلاب کریمہ اور ارحام طاہرہ سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ میں اپنے والدین سے پیدا ہوا اور میرے والدین کبھی بھی بدکاری پر اکٹھے نہیں ہوئے۔

(سیرت حلبیه، باب نسبه الشريف صلى الله عليه وسلم، ج1، ص47، دارالكتب العلميه، بيروت)

حضرت عبد المطلب کے پاس

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ متوفی (923ھ) فرماتے ہیں: ''وكان عبد المطلب يفوح منه رائحة المسك الإذفر، ونور رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يضيء في غرته، وكانت قريش إذا أصابها قحط تأخذ بيد عبد المطلب فتخرج به إلى جبل ثبير فيتقربون به إلى الله تعالى، ويسألونه أن يسقيهم الغيث، فكان يغيثهم ويسقيهم ببركة نور محمد -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- غيثا عظيما ''ترجمہ: حضرت عبدالمطلب سے مشک کی خوشبوآتی تھی اورنورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی پیشانی میں چمکتا تھا، جب قریش قحط میں مبتلا ہوتے تو وہ حضرت عبد المطلب کا ہاتھ پکڑ کر کوہِ ثبیر کی طرف لے جاتے اوران کے ذریعہ تقربِ خداوندی تلاش کرتے اور بارش کے لیے دعائیں کرتے ،اللہ تعالیٰ ان کونورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی برکت سے کثرت سے بارش عطا فرماتا۔

(مواہب اللدنیہ،باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص63،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں''ولما قدم أبرهة ملك اليمن من قبل أصحمة النجاشي لهدم بيت الله الحرام، وبلغ عبد المطلب ذلك، قال:يا معشر قريش، لا يصل إلى هدم البيت، لأن لهذا البيت ربّا يحميه ويحفظه.ثم جاء أبرهة فاستاق إبل قريش حتى طلع جبل ثبير، فاستدارت دائرة غرة رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ على جبينه كالهلال واشتد شعاعها على البيت الحرام مثل السراج، فلما نظر عبد المطلب إلى ذلك قال :يا معشر قريش:ارجعوا فقد كفيتم هذا الأمر، فو الله ما استدار هذا النور منى إلا أن يكون الظفر لنا، فرجعوا متفرقين ''ترجمہ:یمن کا بادشاہ ابرہہ(جو کہ اصحمہ نجاشی

سے پہلے تھا)جب (معاذاللہ)بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لیے آیا ،حضرت عبد المطلب تک یہ بات پہنچی توانہوں نے قریش کوکہا:اے گروہِ قریش!وہ بیت اللہ کو نہیں گراسکے گا کیونکہ یہ رب عزوجل کا گھر ہے وہ ہی اس کی حفاظت فرمائے گا۔پھر جب ابرہہ آیا تو وہ قریش کے اونٹوں کو ہنکا کر لے گیا۔حضرت عبدالمطلب کوہ ثبیر پر چڑھے تو نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہلال(چاند) کی شکل میں ان کی پیشانی میں اس قوت سے چمکا کہ اس کی شعاعیں چراغ کی طرح خانہ کعبہ پر پڑیں،جب حضرت عبدالمطلب نے نورِ مصطفیٰ کو خانہ کعبہ پر چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا:اے گروہِ قریش!واپس چلو تمہیں یہ امر کافی ہے،اللہ کی قسم جب بھی یہ نور مجھ میں اس طرح چمکتا ہے تو فتح ہماری ہوتی ہے، تمام لوگ متفرق ہوکر واپس آگئے۔

(مواہب اللدنیہ،باب طہارۃ نسبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج1،ص63،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ مصر)

مزید فرماتے ہیں''وروی:أنه لما حضر عبد المطلب عند أبرهة أمر سايس فيله الأبيض العظيم الذى كان لا يسجد للملك أبرهة كما تسجد سائر الفيلة أن يحضره بين يديه، فلما نظر الفيل إلى وجه عبد المطلب، برك كما يبرك البعير، وخر ساجدا، وأنطق الله تعالى الفيل، فقال :السلام على النور الذى فى ظهرك يا عبد المطلب ''ترجمہ:جب حضرت عبدالمطلب ابرہہ کے پاس تشریف لے کر گئے تو ابرہہ نے سائیس کو حکم دیا کہ بڑے سفید ہاتھی کو لائے،یہ وہ سفید ہاتھی تھا کہ(سدھانے کے باوجود) جس نے کبھی ابرہہ کو سجدہ نہیں کیا تھا حالانکہ باقی سارے ہاتھی(سدھانے کی وجہ سے)اسے سجدہ کرتے تھے،جب ہاتھی کی نظر حضرت عبدالمطلب کے چہرے پر پڑی تو ان کے سامنے ادب سے اس طرح بیٹھ گیا جیسے اونٹ بیٹھتا ہے،پھر سجدہ کرتا ہوا گر پڑا،اللہ تعالیٰ نے اسے قوتِ

گویائی عطافرمائی تو ہاتھی نے کہا:السلام علی النور الذی فی ظهرك یا عبد المطلب،سلام ہواس نور پر جوتمہاری پیٹھ میں ہے اے عبدالمطلب۔

(مواہب اللدنیه،باب طهارة نسبه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج 1،ص63,64،المکتبة التوفیقیه، القاہره مصر)

حضرت عبد الله رضی اللہ عنہ کے پاس

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((لَمَّا خَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِب بِابْنِهِ لِيُزَوِّجَهُ، مَرَّ بِهِ عَلَى كَاهِنَةٍ مِنْ أَهْلِ تُبَالَةَ مُتَهَوِّدَةٍ قَدْ قَرَأَتِ الْكُتُبَ يُقَالُ لَهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ مُرٍّ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَرَأَت نُورَ النُّبُوَّةِ فِي وَجْهِ عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَتْ:يَا فَتَى، هَلْ لَكَ أَنْ تَقَعَ عَلَيَّ الْآنَ، وَأُعْطِيكَ مِائَةً مِنَ الْإِبِلِ؟ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ:أَمَّا الْحَرَامُ فَالْمَمَاتُ دُونَهُ ...وَالْحِلُّ لَا حَلَّ فَأَسْتَبِينَهُ ...فَكَيْفَ لِي الْأَمْرُ الَّذِي تَبْغِينَهُ، ثُمَّ مَضَى مَعَ أَبِيهِ، فَزَوَّجَهُ آمِنَةَ بِنْتَ وَهْب بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ، فَأَقَامَ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، ثُمَّ إِنَّ نَفْسَهُ دَعَتْهُ إِلَى مَا دَعَتْهُ إِلَيْهِ الْخَثْعَمِيَّةُ، فَأَتَاهَا، فَقَالَتْ :يَا فَتَى، مَا صَنَعْتَ بَعْدِي؟ قَالَ :زَوَّجَنِي أَبِي آمِنَةَ بِنْتَ وَهْبٍ، وَأَقَمْتُ عِنْدَهَا ثَلَاثًا، قَالَتْ:إِنِّي وَاللَّهِ مَا أَنَا بِصَاحِبَةِ رِيبَةٍ، وَلَكِنْ رَأَيْتُ فِيَّ وَجْهِكَ نُورًا، فَأَرَدْتُ أَنْ يَكُونَ فِيَّ، وَأَبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُصَيِّرَهُ حَيْثُ أَحَبَّ)) ترجمہ:جب عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لخت جگر کی شادی کے لئے نکلے تو اہل تبالہ کی ایک یہودی کاہنہ پر گزر ہوااس نے کتب بھی پڑھ رکھی تھیں اس کو فاطمہ بنت مرخثعمیہ کہا جاتا تھا،اس نے عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رخ زیبا میں ایک نور دیکھا تو اس نے کہا کہ اے نوجوان،کیا تو ابھی میرے ساتھ جماع کی رغبت رکھتا ہے اور میں تجھے (اس کے بدلے) ایک سو اونٹ دوں گی،تو حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:بہرحال حرام تو اس کے ارتکاب سے موت اچھی،اور حلال ابھی ہے

نہیں تو میں اس کے بارے میں غور کروں گا۔پس میرے لئے وہ امر کیسے ممکن ہے جس کی تو دعوت دیتی ہے،پھر والد گرامی کے ساتھ آگے تشریف لے گئے،اور آمنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ رضی اللہ عنہم سے عقد فرمایا اور تین شبانہ روز آپ کے پاس گزارے پھر آپ کے قلب مبارک میں اس کا خیال تشریف لایا جس کی خثعمیہ عورت نے دعوت دی تھی،تو آپ اس کے پاس تشریف لائے،تو اس نے کہا کہ اے نوجوان تو نے میرے بعد کیا کیا؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے آمنہ بنت وہب سے شادی کی اور اس کے پاس تین دن ٹھہرا رہا،تو اس عورت نے کہا کہ خدا کی قسم میں مشکوک عورت نہیں،لیکن میں نے تیرے چہرے میں نور دیکھا تو میری خواہش ہوئی کہ وہ نور مجھ میں تشریف لائے لیکن اللہ تعالیٰ کو جہاں وہ نور رکھنا محبوب ہوا وہیں اس نے رکھا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم،الفصل الثامن فی تزویج امه آمنه بنت وہب،ج 1،ص131 ، دارالنفائس، بیروت)

حضرت آمنه رضی اللہ عنہا کے پاس

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں"فی روایة کعب الأحبار:أنه نودی تلك اللیلة فی السماء وصفاحها، والأرض وبقاعها، أن النور المکنون الذی منه رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم یستقر اللیلة فی بطن آمنة "ترجمہ:کعب الاحبار کی روایت میں ہے:(جس رات نورِ مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم اپنی والدہ حضرت آمنہ کے رحم مبارک میں تشریف لایا) اس رات آسمانوں اور زمین میں ندا کی گئی کہ نورِ مکنون رات کو اپنی والدہ کے بطن میں مستقر ہو جائے گا۔

(مواہب اللدنیه،باب طهارة نسبه صلی الله علیه وسلم،ج1،ص72،المکتبة التوفیقیه،القاہره مصر)

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((رَأَتْ آمِنَةُ بِنْتُ وَهْبٍ أُمُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فِي مَنَامِهَا، فَقِيلَ لَهَا:إِنَّكِ قَدْ حَمَلْتِ بِخَيْرِ

الْبَرِيَّةِ وَسَيِّدِ الْعَالَمِينَ، فَإِذَا وَلَدْتِيهِ فَسَمِّيهِ أَحْمَدَ وَمُحَمَّدًا)) ترجمہ: حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا، آپ سے کہا گیا کہ آپ کے بطن اقدس میں مخلوق میں سب سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار ہیں، جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد اور احمد رکھنا۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل التاسع فی ذکر حمل امه، ج1، ص136، دارالنفائس، بیروت)

نور کی دنیا میں تشریف آوری

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ ترجمہ: یقیناً آیا تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔

(سورۃ المائدہ، آیت 15)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ((﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ﴾ یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)) ترجمہ: تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے نور یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے۔

(تفسیر ابن عباس، ج1، ص90، مطبوعہ لبنان)

حضرت ابوالعاص کی والدہ بیان کرتی ہیں ((شَهِدْتُ آمِنَةَ لَمَّا وَلَدَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا ضَرَبَهَا الْمَخَاضُ نَظَرْتُ إِلَى النُّجُومِ تَدَلَّى، حَتَّى إِنِّي أَقُولُ لَتَقَعَنَّ عَلَيَّ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، خَرَجَ مِنْهَا نُورٌ أَضَاءَ لَهُ الْبَيْتُ الَّذِي نَحْنُ فِيهِ وَالدَّارُ، فَمَا شَيْءٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، إِلَّا نُورٌ)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے موقع پر میں موجود تھی، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت قریب ہوئی تو ستارے اتنے قریب ہو گئے کہ میں نے کہا کہ ستارے مجھ پر گر جائیں گے، جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی تو ایسا نور نکلا جس نے کمرے اور گھر کو بھر دیا، نور کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آتی تھی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج1، ص147، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

محدث ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں ((لَمَّا كَانَ لَيْلَةَ وُلِدَ فِيهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ارْتَجَسَ إِيوَانُ كِسْرَى وَسَقَطَتْ مِنْهُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ شُرَّافَةً، وَخَمَدَتْ نَارُ فَارِسَ وَلَمْ تَخْمَدْ قَبْلَ ذَلِكَ بِأَلْفِ عَامٍ، وَغَاضَتْ بُحَيْرَةُ سَاوَةَ وَرَأَى الْمُوبَذَانُ إِبِلًا صِعَابًا تَقُودُ خَيْلًا عِرَابًا قَدْ قَطَعَتْ دِجْلَةَ وَانْتَشَرَتْ فِي بِلَادِهِ)) ترجمہ: جس رات میں سرکار علیہ السلام پیدا ہوئے، کسریٰ کے محل میں زلزلہ آ گیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے، اور فارس کی آگ بجھ گئی جبکہ اس سے ایک ہزار سال سے نہ بجھی اور بحیرہ ساوہ کا پانی اتر گیا، اور موبذان نے خواب میں سرکش اونٹ دیکھے جن کو خالص عربی گھوڑے ہانک رہے تھے انہوں نے دجلہ عبور کیا اور سب شہروں میں پھیل گئے۔

(دلائل النبوة لابی نعیم، الفصل التاسع فی ذکر حمل امه، ج1، ص138، دارالنفائس، بیروت)

فصل چهارم: نورِمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور عقیدۂ اہل سنت

کیا نور لباس بشریت میں آسکتا ہے؟

سوال: کیاایک شخصیت نوروبشر ہوسکتی ہے،کیانورلباسِ بشریت میں آسکتا ہے؟

جواب: جی ہاں ! نورلباس بشریت میں آسکتا ہے، جبرئیل علیہ السلام نور ہیں،اس میں کسی کا اختلاف نہیں، یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ آپ علیہ السلام کئی بارلباس بشریت میں تشریف لائے ، بلکہ قرآن مجید میں آپ پر بشر کا اطلاق کیا گیا۔

(1) حضرت جبریل علیہ السلام جب حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لائے ،اللہ تعالیٰ حضرت جبریل علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا ﴿فتمثل لها بشراً سویاً﴾ ترجمہ: تو وہ اس کے سامنے تندرست بشر کی شکل میں ظاہر ہوا۔ (سورۃ مریم،آیت17)

(2) حضرت جبریل علیہ السلام بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں آتے ۔

(صحیح بخاری،باب علامات النبوۃ فی الاسلام،ج4،ص206،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

(3) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بیٹھے تھے ((إذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعَرِ، لَا يُرَى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا يَعْرِفُهُ مِنَّا أَحَدٌ)) ترجمہ: اچانک ایک شخص سفید لباس میں ملبوس، کالے سیاہ بالوں والا آیا،اس پر سفر کے اثرات

بھی نہ تھے اور ہم میں سے کوئی پہچانتا بھی نہ تھا۔

وہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دوزانو ہوکر بیٹھ گیا،سوالات کیے،اس کے بعد چلا گیا،تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جانتے ہو یہ سائل کون تھا،عرض کی اللہ اوراس کا رسول بہتر جانتے ہیں،ارشاد فرمایا: ((فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ)) ترجمہ: وہ جبرئیل علیہ السلام تھے،تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (صحیح مسلم،باب معرفۃ الایمان والاسلام ،ج1،ص36،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

جب جبریل علیہ السلام کے لباس بشریت میں آنے اورقرآن مجید میں آپ پر بشر کا اطلاق ہونے سے آپ کی نورانیت میں فرق نہیں آیا تو حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے لباس بشریت میں آنے اور قرآن مجید میں آپ پر بشر کہنے سے آپ کی نورانیت میں کیسے فرق آسکتا ہے۔

کھاتے پیتے کیوں تھے؟

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے تو کھاتے پیتے کیوں تھے؟

جواب: اصول ہے کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی ہے اس کے لوازم بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں، یہ اصول بھی قرآن مجید سے ماخوذ ہے، جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کے سانپوں کے سامنے اپنا عصا پھینکا ،وہ اژدھے کی شکل اختیار کرگیا اور سانپوں کو کھا گیا، پھر جب پکڑا تو دوبارہ عصا بن گیا۔قرآن مجید میں ہے﴿وَأَوْحَيْنَا إِلَى مُوسَى أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ﴾ ترجمہ: اورہم نے موسیٰ کووحی فرمائی کہ اپناعصا ڈال تو ناگاہ ان کی بناوٹوں کو نگلنے لگا۔

(سورۃ الاعراف،آیت117)

دیکھیں عصا(لاٹھی) کا کام کھانا پینا نہیں،مگر جب وہ اژدھے کے لباس میں

ہےتو سانپوں کو کھاتا ہے۔معلوم ہوا کہ جو چیز جس لباس میں ہوتی اس کے لوازم بھی اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

کھانا پینا بشریت کے لوازم میں سے ہے،نور کھاتا پیتا نہیں،مگر جب نور لباسِ بشریت میں آتا ہے تو بشریت کے لوازم بھی ساتھ ہوتے ہیں،بھوک بھی لگتی ہے، پیاس بھی لگتی ہے۔ہاں جب نورانیت کا غلبہ ہوتا ہے تو یوم وصال کے روزے رکھتے ہیں یعنی بغیر افطار کے لگا تار روزے رکھتے ہیں،صحابہ کرام اجازت مانگتے ہیں تو ان کو ارشاد ہوتا ہے:((أَيُّكُمْ مِثْلِي)) ترجمہ:تم میں سے میری مثل کون ہے۔

(صحیح بخاری،باب التنکیل لمن اکثر الوصال،ج3،ص37،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

سوال:حضور پرنور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((**یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیك من نورہ**)) ترجمہ:اے جابر!بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

اس حدیث میں جو نور محمدی کو نور خدا سے پیدا ہونا آیا ہے:

اس میں زید کہتا ہے کہ یہ بشرطِ صحت متشابہ کے حکم میں ہے۔

اور عمرو کہتا ہے یہ انفکاک(جدا ہونا) ذات سے ہوا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ یہ مثل شمع سے شمع روشن کر لینے کے ہوا ہے۔

اور خالد کہتا ہے متشابہات میں مذہب اسلم رکھتا ہوں،اس میں چون وچرا بیجا ہے۔

جواب:اعلیٰ حضرت اس سوال کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں"عمرو کا قول سخت باطل وشنیع وگمراہی فظیع بلکہ سخت تر امر کی طرف منجرّ ہے،اللہ عزوجل اس سے پاک ہے کہ کوئی چیز اس کی ذات سے جدا ہو کر مخلوق بنے،اور قول زید میں لفظ"بشرط صحت"بوئے انکار دیتا ہے،یہ جہالت ہے،باجماع علماء دربارۂ فضائل صحت مصطلحہ

محدثین کی حاجت نہیں،مع ہذا علامہ عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے اس حدیث کی تصحیح فرمائی۔علاوہ بریں یہ معنٰی قدیماً وحدیثاً تصانیف وکلمات ائمہ وعلماء واولیاء وعرفاء میں مذکور ومشہور وملقّٰی بالقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے،فان الحدیث یتقوی بتلقی الائمۃ بالقبول کما اشار الیہ الامام الترمذی فی جامعہ وصرح بہ علماؤنا فی الاصول۔ترجمہ:اس لئے کہ حدیث علماء کی طرف سے تلقی بالقبول پا کر قوی ہو جاتی ہے جیسا کہ امام ترمذی نے اپنی جامع میں اس کی طرف اشارہ کیا ہے،اور ہمارے علماء نے اصول میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔

ہاں اسے باعتبار کنہ کیفیت متشابہات سے کہنا وجہ صحت رکھتا ہے،واقعی نہ رب العزت جل وعلا نہ اسکے رسول اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے نور مطہر سید انور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کیونکر بنایا،نہ بے بتائے اس کی پوری حقیقت ہمیں خود معلوم ہو سکتی ہے،اور یہی معنٰی متشابہات ہیں۔

بکر نے جو کہا وہ دفع خیال ضلال عمرو کے لئے کافی ہے،شمع سے شمع روشن ہو جاتی ہے بے اس کے کہ اس شمع سے کوئی حصہ جدا ہو کر یہ شمع بنے اس سے بہتر آفتاب اور دھوپ کی مثال ہے کہ نور شمس نے جس پر تجلی کی وہ روشن ہو گیا اور ذات شمس سے کچھ جدا نہ ہوا مگر ٹھیک مثال کی وہاں مجال نہیں،جو کہا جائے گا ہزاراں ہزار وجوہ پر ناقص ونا تمام ہوگا،بلاشبہ طریق اسلم قول خالد ہے اور وہی مذہب ائمہ سلف رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔واللہ سبحنہ وتعالیٰ اعلم۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص661,662،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

سوال:مثال چراغ کی جو جناب نے فرمائی ہے،زید کہتا ہے کہ ایک چراغ سے دوسرا چراغ روشن کیا جائے اور دوسرے چراغ سے اور بہت سے چراغ

روشن کئے جائیں، پہلے اور دوسرے میں کچھ کمی نہیں آئی، یہ آپ کا فرمانا صحیح اور بجا ہے لیکن یہ سب چراغ نام اور ذات اور روشنی میں ہم جنس ہیں یا نہیں اور یہ سب مرتبہ برابر ہونے کا رکھتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مثال سمجھانے کو ہوتی ہے نہ کہ ہر طرح برابری بتانے کو۔ قرآن عظیم میں نورالٰہی کی مثال دی ﴿كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ ترجمہ: (جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔) کہاں چراغ اور قندیل اور کہاں نور رب جلیل۔

(پ18،سورۃالنور،آیت35)

یہ مثال وہابیہ کے اس اعتراض کے دفع کو تھی کہ نورالٰہی سے نور نبوی پیدا ہوا تو نورالٰہی کا ٹکڑا جدا ہونا لازم آیا، اسے بتایا گیا کہ چراغ سے چراغ روشن ہونے میں اس کا ٹکڑا کٹ کر اس میں نہیں آجاتا۔ جب یہ فانی مجازی نور اپنے نور سے دوسرا نور روشن کر دیتا ہے تو اس نورالٰہی کا کیا کہنا، نور سے نور پیدا ہونے کا نام و روشنی میں مساوات بھی ضرور نہیں، چاند کا نور آفتاب کی ضیاء سے ہے، پھر کہاں وہ اور کہاں یہ، علم ہیئت میں بتایا گیا ہے کہ اگر چودھویں رات کے کامل چاند کے برابر نوے ہزار چاند ہوں تو روشنی آفتاب تک پہنچیں گے۔ (فتاوی رضویہ ،ج30،ص662,663،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

نورِ ذاتی سے یا صفاتی سے

سوال: رسول مقبول صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے نور ذاتی سے پیدا ہوئے ہیں یا نور صفاتی سے؟

جواب: حضور پرنور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بلاشبہ اللہ عزوجل کے نور ذاتی سے پیدا ہیں۔ حدیث شریف میں وارد ہے ((ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ)) ترجمہ: اے جابر! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حدیث میں "نورہ" فرمایا جس کی ضمیر اللہ کی طرف ہے کہ اسم ذات ہے۔ من نور جماله او نور علمه او نور رحمته (اپنے جمال کے نور سے یا اپنے علم کے نور سے یا اپنی رحمت کے نور سے) وغیرہ نہ فرمایا کہ نور صفات سے تخلیق ہو۔ علامہ زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں ''(من نورہ) ای من نور ھو ذاته ''یعنی اللہ عزوجل نے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اس نور سے پیدا کیا جو عین ذات الٰہی ہے، یعنی اپنی ذات سے بلاواسطہ پیدا فرمایا۔

(فتاوی رضویہ ،ج30،ص665،رضا فاؤنڈیشن ،لاہور)

عینِ ذات سے پیدا ہونے کے معنی

سوال: عینِ ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے کیا معنی ہیں؟

جواب: عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ معنی نہیں کہ معاذ اللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت کیلئے مادہ ہے جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو، یا عیاذاً باللہ ذات الٰہی کا کوئی حصہ یا کُل، ذاتِ نبی ہوگیا۔ اللہ عزوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہوجانے یا کسی شئے میں حلول فرمانے سے پاک ومنزہ ہے۔ حضور سید عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو خواہ کسی شے جزءِ ذاتِ الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین ونفس ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے۔

اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ ورسول جانیں، جل وعلا و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم میں ذاتِ رسول کو تو کوئی پہچانتا نہیں۔ حدیث میں ہے ((یا ابابکر لم یعرفنی حقیقۃ غیر ربی)) ترجمہ: اے ابُوبکر! مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔ (مطالع المسرات،ص129، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

ذاتِ الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو مگر اس میں فہم ظاہر بیں کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عزجلالہ، نے تمام جہان کو حضور پرنور محبوب اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے واسطے پیدا فرمایا، حضور نہ ہوتے تو کچھ نہ

ہوتا۔((لولاك لما خلقت الدنيا))ترجمہ:اگرآپ نہ ہوتے تو میں دنیا کو نہ بناتا۔

(تاریخ دمشق الکبیر ،باب ذکر عروجه .... الخ ،ج3،ص297،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ارشاد ہوا((لولا محمد ماخلقتك ولا ارضا ولا سماء))ترجمہ:اگرمحمد نہ ہوتے تو میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین وآسمان کو۔

(المواهب اللدنية، المقصد الاول،ج 1،ص70،المكتب الاسلامی، بیروت☆مطالع المسرات الحزب الثانی،ص264 ،مکتبه نوریه رضویه فیصل آباد)

توساراجہان ذات الٰہی سے بواسطہ حضور صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے واسطے حضور کے صدقے حضور کے طفیل میں۔لانــه صلی اللہ علیہ وسلم استفـاض الـوجود میں حضرة العزة ثم هو افاض الوجود علی سائر البرية كما تزعم كفرة الفلاسفة من توسيط العقول ، تعالٰی الله عما يقول الظالمون علوا كبيرا، هل من خلاق غير الله ۔ترجمہ:یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ نے وجود دیا جیسے فلاسفہ کافر گمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے سے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں، اللہ تعالٰی ان ظالموں کے اس قول سے بلند وبالا ہے، کیا اللہ تعالٰی کے علاوہ بھی کوئی خالق ہوسکتا ہے۔

بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں، اپنے رب کے سوا کسی کے واسطے نہیں تو وہ ذات الٰہی سے بلاواسطہ پیدا ہیں۔

زرقانی شریف میں ہے"ای مـن نـورهو ذاته لابمعنی انها مادة خلق نـوره منها بل بمعنی تعلق الارادة به بلاواسطة شیء فی وجوده"یعنی اس نور سے جو اللہ کی ذات ہے، یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپ کا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالٰی کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے

متعلق ہوا۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنيه، المقصد الاول،ج1،ص46، دارالمعرفت ،بیروت)

یا زیادہ سے زیادہ بغرض توضیح ایک کمال ناقص مثال یوں خیال کیجئے کہ آفتاب نے ایک عظیم وجمیل وجلیل آئینہ پر تجلّی کی، آئینہ چمک اٹھا اور اس کے نور سے اور آئینے اور پانیوں کے چشمے اور ہوائیں اور سائے روشن ہوئے آئینوں اور چشموں میں صرف ظہور نہیں بلکہ اپنی اپنی استعداد کے لائق شعاع بھی پیدا ہوئی کہ اور چیز کو روشن کر سکے کچھ دیواروں پر دھوپ پڑی، یہ کیفیتیں نور سے متکیف ہیں اگرچہ اور کو روشن نہ کریں جن تک دھوپ بھی نہ پہنچی، وہ ہوائے متوسط نے ظاہر کیں جیسے دن میں مسقّف دالان کی اندرونی دیواریں ان کا حصہ صرف اسی قدر رہا کہ کیفیت نور سے بہرہ نہ پایا، پہلا آئینہ خود ذات آفتاب سے بلاواسطہ روشن ہے اور باقی آئینے چشمے اس کے واسطے سے اور دیواریں وغیرہا واسطہ در واسطہ پھر جس طرح وہ نور کہ آئینہ اول پر پڑا بعینہٖ آفتاب کا نور ہے بغیر اس کے کہ آفتاب خود یا اس کا کوئی حصہ آئینہ ہوگیا ہو، یونہی باقی آئینے اور چشمے کہ اس آئینے سے روشن ہوئے اور دیوار وغیرہ اشیاء پر ان کی دھوپ پڑی یا صرف ظاہر ہوئیں، ان سب پر بھی یقیناً آفتاب ہی کا نور اور اسی سے ظہور ہے، آئینے اور چشمے فقط واسطہ وصول ہیں، ان کی حد ذات میں دیکھو تو یہ خود نور تو نور، ظہور سے بھی حصہ نہیں رکھتے۔

یك چراغ ست دریں خانه که از پرتو آں
هر کجا می نگری انجمنے ساخته اند

ترجمہ:اس گھر میں ایک چراغ سے جس کی تابش سے تو جہاں دیکھتا ہے انجمن بنائے ہوئے ہیں۔

یہ نظر محض ایک طرح کی تقریب فہم کے لئے ہے جس طرح ارشاد ہوا:﴿مَثَلُ

نُورِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيهَا مِصْبَاحٌ﴾ ترجمہ: اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔ (سورۃ النور، آیت35)

ورنہ کجا چراغ اور کجا وہ نور حقیقی، وللہ المثل الاعلی ، اور اللہ کی شان سب سے بلند ہے۔

توضیح صرف ان دو باتوں کی منظور ہے ایک یہ کہ دیکھو آفتاب سے تمام اشیاء منور ہوئیں بے اسکے آفتاب خود آئینہ ہوگیا یا اس میں سے کچھ جدا ہوکر آئینہ بنا، دوسرے یہ کہ ایک آئینہ نفس ذات آفتاب سے بلاواسطہ روشن ہے باقی بوسائط، ورنہ حاشا کہاں مثال اور کہاں وہ بارگاہ جلال۔

باقی اشیاء سے کہ مثال میں بالواسطہ منور مانیں آفتاب حجاب میں ہے اور اللہ عزوجل ظاہر فوق کل ظاہر ہے، آفتاب ان اشیاء تک اپنے وصول نور میں وسائط کا محتاج ہے اور اللہ عزوجل احتیاج سے پاک، غرض کسی بات میں نہ تطبیق مراد نہ ہرگز ممکن، حتی کہ نفس وساطت بھی یکساں نہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج30، ص666تا669، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالی علیہ مذکورہ بالا جواب پر مزید دلائل دینے کے بعد آخر میں کچھ فوائد ذکر کرتے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں ''اس تقریر منیر سے مقاصد مذکورہ کے سوا چند فائدے اور حاصل ہوئے:

اولاً: یہ بھی روشن ہوگیا کہ تمام عالم نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر بنا، بے اس کے کہ نور حضور تقسیم ہوا یا اس کا کوئی حصہ این وآں بنا ہو۔ اور یہ کہ وہ جو حدیث میں ارشاد ہوا کہ پھر اس نور کے چار حصے کئے، تین سے قلم ولوح وعرش بنائے، چوتھے کے پھر چار حصے کئے الی آخرہٖ، یہ اس کی شعاعوں کا انقسام جیسے ہزار آئینوں میں آفتاب کا نور چمکے تو وہ ہزار حصوں پر منقسم نظر آئے گا، حالانکہ آفتاب منقسم نہ ہوا نہ اس کا کوئی

حصہ آئینوں میں آیا۔

ثانیاً: یہ شبہ بھی دفع ہوگیا کہ خلق میں کفار ومشرکین بھی ہیں، وہ محض ظلمت ہیں تو نور مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکر بنے اور نرے نجس ہیں تو اس نور پاک سے کیونکر مخلوق مانے گئے۔ وجہ اندفاع ہماری تقریر سے روشن، ظلمت ہو یا نور، جس نے خلعت وجود پایا ہے اس کے لئے تجلی آفتاب وجود سے ضرور حصہ ہے اگرچہ نور نہ ہو صرف ظہور ہو، اور شعاع شمس (سورج کی شعاع) ہر پاک وناپاک جگہ پڑتی ہے وہ جگہ فی نفسہٖ پاک ہے اس سے دھوپ ناپاک نہیں ہوسکتی۔

ثالثاً: یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ جس طرح مرتبہ وجود میں صرف ایک ذات حق ہے باقی سب اسی کے پرتو وجود سے موجود، یونہی مرتبہ ایجاد میں صرف ایک ذات مصطفی ہے باقی سب پر اسی کے عکس کا فیضان وجود، مرتبہ کون میں نور احدی آفتاب ہے اور تمام عالم اس کے آئینے اور مرتبہ تکوین میں نور احمدی آفتاب ہے اور سارا جہان اس کے آئینے۔

رابعاً: نور اَحَدی تو نور احدی، نور احمدی پر بھی یہ مثال منیر (سورج والی مثال) مثال چراغ سے احسن واکمل ہے، ایک چراغ سے بھی اگرچہ ہزاروں چراغ روشن ہوسکتے ہیں بے اس کے کہ ان چراغوں میں اس کا کوئی حصہ آئے مگر دوسرے چراغ صرف حصول نور میں اسی چراغ کے محتاج ہوئے، بقاء میں اس سے مستغنی ہیں، اگر انہیں روشن کر کے پہلے چراغ کو ٹھنڈا کر دیجئے ان کی روشنی میں فرق نہ آئے گا نہ روشن ہونے کے بعد ان کو اس سے کوئی مدد پہنچ رہی ہے مع ہذا کسب نور کے بعد ان میں اور اس چراغ اول میں کچھ فرق نہیں رہتا سب یکساں معلوم ہوتے ہیں بخلاف نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کہ عالم جس طرح اپنی ابتدائے وجود میں اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ

ہوتا تو کچھ نہ بنتا یونہی ہر شے اپنی بقا میں اس کی دست نگر ہے، آج اس کا قدم درمیان سے نکال لیں تو عالم دفعۃً فنائے محض ہوجائے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

نیز جس طرح ابتدائے وجود میں تمام جہان اس سے مستفیض ہوا بعد وجود بھی ہر آن اسی کی مدد سے بہرہ یاب ہے، پھر تمام جہان میں کوئی اس کے مساوی نہیں ہوسکتا۔ یہ تینوں باتیں مثالِ آفتاب سے روشن ہیں، آئینے اس سے روشن ہوئے اور جب تک روشن ہیں اسی کی مدد پہنچ رہی ہے اور آفتاب سے علاقہ چھوٹتے ہیں فوراً اندھیرے ہیں پھر کتنے ہی چمکیں سورج کی برابری نہیں پاتے۔ یہی حال ایک ذرہ عالم عرش وفرش اور جو کچھ ان میں ہے اور دنیا وآخرت اور ان کے اہل اورانس وجن وملک وشمس وقمر وجملہ انوار ظاہر وباطن حتی کہ شموس رسالت علیہم الصلوٰۃ والتحیۃ کا ہمارے آفتاب جہاں تاب بعالم مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام من الملک الوہاب کے ساتھ ہے کہ ہر ایک ایجاد وامداد وابتداء وبقاء میں ہر حال، ہر آن ان کا دست نگر، ان کا محتاج ہے۔ وللہ الحمد۔

مطالع المسرات میں ہے "اسمه صلى الله عليه وسلم محى حيوة جميع الكون به صلى الله عليه وسلم فهو روحه وحيوته وسبب وجوده وبقائه" ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک محی ہے، زندہ فرمانے والے، اس لئے کہ سارے جہان کی زندگی حضور سے ہے تو حضور تمام عالم کی جان وزندگی اور اس کے وجود وبقاء کے سبب ہیں۔ (مطالع المسرات، ص99، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

اسی میں ہے "هو صلى الله عليه وسلم روح الاكوان وحياتها وسر وجودها

ولولاه لذهبت وتلاشت كما قال سيد عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ونفعنا به ولا شيء الا هو به منوط اذلولا الواسطة لذهب كما قبل الموسوط"

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم کی جان وحیات وسبب وجود ہیں حضور نہ ہوں تو عالم نیست ونابود ہوجائے کہ حضرت سیدی عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ عالم میں کوئی ایسا نہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے وابستہ نہ ہو، اس لئے کہ واسطہ نہ رہے تو جو اس کے واسطہ سے تھا آپ ہی فنا ہوجائے۔

(مطالع المسرات، ص263، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

ہمزیہ شریف میں ارشاد فرمایا: "كل فضل فى العلمين فمن فضل النبى استعارة الفضلاء" ترجمہ: جہان والوں میں جو خوبی جس کسی میں ہے وہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل سے مانگ کر لی ہے۔

(ام القرٰی فی مدح خیر الورٰی، الفصل السادس، ص19، حزب القادریہ، لاہور)

امام ابن حجر مکی افضل القرٰی میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "لانه الممدلهم اذهو الوارث للحضرة الالٰهية والمستمد منها بلا واسطة دون غيره فانه لايستمد منها الا بواسطته فلا يصل لكامل منها شىء الا وهو من بعض مدده وعلى يديه" ترجمہ: تمام جہان کی امداد کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہیں اس لئے کہ حضور ہی بارگاہ الٰہی کے وارث ہیں بلا واسطہ خدا سے حضور ہی مدد لیتے ہیں اور تمام عالم مدد الٰہی حضور کی وساطت سے لیتا ہے تو جس کامل کو خوبی ملی وہ حضور ہی کی مدد اور حضور ہی کے ہاتھ سے ملی۔ (افضل القرٰی شرح ام القرٰی)

خامساً: ہماری تقریر سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ حضور خود نور ہیں تو حدیث مذکور میں نــور نبيك کی اضافت بھی من نورہ کی طرح بیانیہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اظہار نعمت الٰہیہ کے لئے عرض کی: ((واجعلنى نوراً)) ترجمہ: اور اے اللہ! مجھے نور بنادے۔

(الخصائص الکبرٰی باب الآیۃ فی انہ لم یکن یری لہ ظل، ج1، ص6، برکات رضا، گجرات ہند)

اورخودرب العزۃ عزجلالہٗ نےقرآن عظیم میں ان کونور فرمایا﴿قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ﴾ترجمہ: بےشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

پھر حضور کے نور ہونے میں کیا شبہ رہا۔

اقول: اگر((نور نبيك)) میں اضافت بیانیہ نہ لو بلکہ نور سے وہی معنی مشہور یعنی روشنی کہ عرض وکیفیت ہے مراد لو تو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اول مخلوق نہ ہوئے بلکہ ایک عرض وصفت، پھر وجود موصوف سے پہلے صفت کا وجود کیونکر ممکن؟ لاجرم حضور ہی خود وہ نور ہیں کہ سب سے پہلے مخلوق ہوا۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص672تا680،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

چوتھا باب

سایہ نہ تھا

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا

سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

سایہ نہ تھا

سوال: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ تھا یا نہیں؟ مدلل ارشاد فرمادیں۔

جواب: تاجدارِ رسالت شہنشاہِ نبوت صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسد اطہر کا سایہ نہیں تھا، اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

(1) حکیم ترمذی نے ذکوان سے روایت کی ((ان رَسُولَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یری لَہٗ ظلّ فِی شمس وَلَا قمر)) ترجمہ: سرورعالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آتا نہ چاندنی میں۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ الحکیم الترمذی، باب الآیۃ فی انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل، ج1، ص68، مرکز اہلسنت، گجرات ہند)

(2) سیدنا عبداللہ بن مبارک اور حافظ علامہ ابن جوزی محدث رحمہما اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں ((قال لم یکن لرسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ظل، ولم یقم مع شمس قط الاغلب ضؤوہ ضوء الشمس، ولم یقم مع سراج قط الاغلب ضوؤہ علی ضوء السراج)) ترجمہ: یعنی رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے لئے سایہ نہ تھا، اور نہ کھڑے ہوئے آفتاب کے سامنے مگر یہ (کہ) ان کا نور عالم افروز خورشید کی روشنی پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا چراغ کی ضیاء میں مگر یہ کہ حضور کے تابش نور نے اس کی چمک کو دبالیا۔

(الوفاء باحوال المصطفیٰ، الباب التاسع والعشرون، ج2، ص407، مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

(3) امام علام حافظ جلال الملۃ والدین سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب خصائص کبریٰ میں اس معنے کے لئے ایک باب وضع فرمایا اور اس میں حدیث ذکوان

ذکر کرکے نقل کیا "قَالَ ابْن سبع مِن خَصَائِصہ ان ظلہ کَانَ لَا یَقع علی الْأَرْض وَأَنہ کَانَ نورا فَکَانَ إِذا مَشی فِی الشَّمْس أَو الْقَمَر لَا ینظر لَہُ ظلّ قَالَ بَعضهم وَیشْهد لَہُ حَدِیث قَوْلہ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسلم فِی دُعَائِہِ ((واجعلنی نورا))" ترجمہ: ابن سبع نے کہا حضور کے خصائص کریمہ سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا اور آپ نور محض تھے، تو جب دھوپ یا چاندنی میں چلتے آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ بعض علماء نے فرمایا اس کی شاہد ہے وہ حدیث کہ حضور نے اپنی دعا میں عرض کیا کہ مجھے نور کردے۔

(الخصائص الکبریٰ، باب الآیۃ انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لم یکن یریٰ لہ ظل، ج1، ص68، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات، ہند)

(4) انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ باب ثانی فصل رابع میں فرماتے ہیں "لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر قال ابن سبع لانہ کان نوراقال رزین لغلبۃ انوارہ" ترجمہ: نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا سایہ زمین پر نہ پڑا، حضور کا سایہ نہ دھوپ میں نظر آیا نہ چاندنی میں۔ ابن سبع نے فرمایا اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ امام رزین نے فرمایا اس لئے کہ حضور کے انوار سب پر غالب ہیں۔

(5) امام علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ تعالیٰ شفاء شریف میں فرماتے ہیں "ومن دلائل نبوتہ وَمَا ذکر من أنہ کان لاظل لشخصہ فِی شَمْسٍ وَلَا قَمَرٍ لِأَنَّہٗ کَانَ نُورًا" ترجمہ: حضور کے دلائل نبوت وآیات رسالت سے ہے وہ بات جو مذکور ہوئی کہ آپ کے جسم انور کا سایہ نہ دھوپ میں ہوتا نہ چاندنی میں اس لئے کہ حضور نور ہیں۔ (الشفاء، فصل ومن ذلک ماظہر من الآیات، ج1، ص225، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

(6) علامہ شہاب الدین خفاجی رحمہ اللہ تعالیٰ اس کی شرح نسیم الریاض میں

فرماتے ہیں: دھوپ اور چاندنی اور جو روشنیاں کہ ان میں بسبب اس کے کہ اجسام، انوار کے حاجب ہوتے ہیں لہذا ان کا سایہ نہیں پڑتا جیسا کہ انوار حقیقت میں مشاہدہ کیا جاتا ہے۔ پھر حدیث کتاب الوفاء ذکر کر کے اپنی ایک رباعی انشاد کی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سایۂ احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن بسبب حضور کی کرامت وفضیلت کے زمین پر نہ کھینچا گیا اور تعجب ہے کہ باوجود اس کے تمام آدمی ان کے سایہ میں آرام کرتے ہیں، پھر فرماتے ہیں: بہ تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا، اگر تو سمجھے تو وہ نور علی نور ہیں۔

خفاجی کی عبارت یہ ہے ''(و) ومن دلائل نبوته صلی اللہ علیہ وسلم (ماذکر) بالبناء للمجهول والذی ذکره ابن سبع (من انه) بیان لما الموصولة (لاظل لشخصه) ای لجسده الشریف اللطیف اذا کان (فی شمس ولاقمر) مما تریٰ فیه الظلال لحجب الاجسام ضوء النیراین ونحوهما وعلل ذلك ابن سبع بقوله (لانه) صلی اللہ علیہ وسلم (کان نورا) والانوار شفافة لطیفة لاتحجب غیر ها من الانوار فلاظل لها کما هو مشاهد فی الانوار الحقیقة وهذا رواه صاحب الوفاء عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه قال لم یکن لرسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ظل ولم یقم مع شمس الا غلب ضوؤه ضوئها ولا مع سراج الا غلب ضوؤه ضوؤه وقد تقدم هذا والکلام علیه ورباعیتهافیه وهی ماجر لظل احمد اذیال فی الارض کرامة کما قد قالواهذا عجب وکم به من عجب والناس بظله جمیعا قالوا،وقالواهذا من القیلولة وقد نطق القراٰن بانه النورالمبین وکونه بشر الا

ینافیه کما توهم فان فهمت فهو نور علی نور فان النور هو الظاهر بنفسه المظهر لغیره وتفصیله فی مشکوٰة الانوار،انتهی '' ترجمہ: حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دلائل نبوت سے ہے وہ جو کہ مذکور ہوا، اور وہ جو ابن سبع نے ذکر فرمایا کہ آپ کے تشخص یعنی جسم اطہر ولطیف کا سایہ نہ ہوتا، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں تشریف فرما ہوتے یعنی وہ روشنیاں جن میں سائے دکھائی دیتے ہیں کیونکہ اجسام، شمس وقمر وغیرہ کی روشنی کے لئے حاجب ہوتے ہیں۔ ابن سبع نے اس کی علت یہ بیان کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ہیں اور انوار شفاف ولطیف ہوتے ہیں وہ غیر کے لئے حاجب نہیں ہوتے اور ان کا سایا نہیں ہوتا جیسا کہ انوار حقیقت میں دیکھا جاتا ہے۔ اس کو صاحب وفاء نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، نہ کھڑے ہوئے آپ کبھی سورج کے سامنے مگر آپ کا نور سورج پر غالب آگیا، اور نہ قیام فرمایا آپ نے چراغ کے سامنے مگر آپ کا نور چراغ کی روشنی پر غالب آگیا۔ یہ اور اس پر کلام پہلے گزر چکا ہے اور اس سلسلہ میں رباعی جو کہ یہ ہے: حضرت امام الانبیاء احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایۂ اقدس نے آپ کی کرامت وفضیلت کی وجہ سے دامن زمین پر نہیں کھینچا جیسا کہ لوگوں نے کہا۔ یہ کتنی عجیب بات ہے کہ عدم سایہ کے باوجود سب لوگ آپ کے سایہ رحمت میں آرام کرتے ہیں۔ یہاں قالوا، قیلولہ سے مشتق ہے (نہ کہ قول سے) تحقیق قرآن عظیم ناطق ہے کہ آپ نور روشن ہیں اور آپ کا بشر ہونا اس کے منافی نہیں جیسا کہ وہم کیا گیا۔ اگر تو سمجھے تو آپ نور علی نور ہیں، کیونکہ نور وہ ہے جو خود ظاہر ہوں اور دوسروں کو ظاہر کرنے والا ہو۔ اس کی تفصیل مشکوۃ الانوار میں ہے۔''

(نسیم الریاض فی شرح شفاء، ج3، ص282، مرکز اہلسنت برکات رضا گجرات ہند)

(7) حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی دفتر پنجم مثنوی شریف میں فرماتے

ہیں:

چوں فنائش از فقر پیرایہ شود   اومحمد وار بے سایہ شود

ترجمہ: جب اس کی فنا فقر سے آراستہ ہوجاتی ہے تو وہ محمد ﷺ کی طرح بغیر سایہ کے ہوجاتا ہے۔ (مثنوی معنوی ،دفترپنجم،ص19، نورانی کتب خانہ، پشاور)

(8)مولانا بحرالعلوم نے شرح میں فرمایا ''درمصرع ثانی اشارہ بمعجزئہ آن سرور ﷺ کہ آن سرور ﷺ را سایہ نمی افتاد ''ترجمہ: دوسرے مصرعے میں سرور عالم ﷺ کے معجزے کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔

(9)امام علامہ احمد بن محمد خطیب قسطلانی رحمہ اللہ تعالیٰ مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ میں فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ کے لئے سایہ نہ تھا دھوپ میں نہ چاندنی میں۔ اسے حکیم ترمذی نے ذکوان سے پھر ابن سبع کا حضور کے نور سے استدلال اور حدیث ((اجعلنی نوراً)) (مجھے نور بنادے۔ت) سے استشہاد ذکر کیا۔ امام قسطلانی فرماتے ہیں''لم یکن له ﷺ ظل فی شمس ولا قمر رواہ الترمذی عن ذکوان ، وقال ابن سبع کان ﷺ نوراً فکان اذا مشیٰ فی الشمس اوالقمر لایظھر له ظل قال غیرہ ویشھد له قوله ﷺ فی دعائه ((واجعلنی نورا)) ''ترجمہ: دھوپ اور چاندنی میں آپ ﷺ کا سایہ نہ ہوتا۔ اس کو ترمذی نے ذکوان سے روایت کیا۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ ﷺ نور تھے، جب آپ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ ظاہر نہ ہوتا۔ اس کے غیر نے کہا اس کا شاہد نبی کریم ﷺ کا وہ قول ہے جو آپ دعا میں کہتے کہ اے اللہ! مجھے نور بنادے۔

(المواہب اللدنیة،المقصد الثالث،الفصل الاول،ج2،ص307،المکتب الاسلامی،بیروت)

(10)اسی طرح سیرت شامی میں ہے''وزاد عن الامام الحکیم قال

معناہ لئلا یطأعلیه کافر فیکون مذلة له''ترجمہ: حکیم ترمذی نے یہ اضافہ کیا: اس میں حکمت یہ تھی کہ کوئی کافر سایۂ اقدس پر پاؤں نہ رکھے کیونکہ اس میں آپ کی توہین ہے۔

(سبل الھدیٰ والرشاد،الباب العشرون فی مشیه ﷺ،ج2،ص90، دارالکتب العلمیة، بیروت)

(11)محمد زرقانی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح میں فرماتے ہیں: حضور کے لئے سایہ نہ تھا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حضور نور ہیں، جیسا کہ ابن سبع نے کہا اور حافظ رزین محدث فرماتے ہیں: سبب اس کا یہ تھا کہ حضور کا نور ساطع تمام انوار عالم پر غالب تھا، اور بعض علماء نے کہا کہ حکمت اس کی رسول اللہ ﷺ کو بچانا ہے اس سے کہ کسی کافر کا پاؤں ان کے سایہ پر نہ پڑے۔ زرقانی کی اصل عبارت یہ ہے''(ولم یکن له ﷺ ظل فی شمس ولاقمر لانه کان نورا کما قال ابن سبع وقال رزین لغلبة انوارہ قیل وحکمة ذالك صیانته عن ان یطأکافر علی ظله (رواہ الترمذی الحکیم عن ذکوان)ابی صالح السمان الزیات المدنی اوابی عمرو المدنی مولی عائشه رضی اللہ تعالیٰ عنہا وکل منھما ثقة من التابعین فھو مرسل لکن روی ابن المبارك وابن الجوزی عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لم یکن للنبی ﷺ ظل ولم یقم مع الشمس قط الاغلب ضوؤہ ضوء الشمس ولم یقم مع سراج قط الا غلب ضوؤہ ضوء السراج (وقال ابن سبع کان ﷺ نور افکان اذا مشیٰ فی الشمس والقمر لایظھر له ظل)لان النور لا ظل له (قال غیرہ ویشھدله قوله ﷺ فی دعائه)لما سئل اللہ تعالیٰ ان یجعل فی جمیع اعضائه وجھاته نوراً ختم بقوله (واجعلنی نورا)والنور لاظل له وبه یتم الا ستشھاد انتھٰی

ترجمہ:حضورانور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا نہ دھوپ میں اور نہ ہی چاندنی میں، کیونکہ آپ نور ہیں جیسا کہ ابن سبع نے فرمایا۔ رزین نے فرمایا عدم سایہ کا سبب آپ کے انوار کا غلبہ ہے۔ کہا گیا ہے کہ اس کی حکمت آپ کو بچانا ہے اس بات سے کہ کوئی کافر آپ کے سایہ پر اپنا پاؤں رکھے۔ اس کو حکیم ترمذی نے روایت کیا ہے ذکوان ابوصالح السمان زیات المدنی سے یا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو عمرو المدنی سے اور وہ دونوں ثقہ تابعین میں سے ہیں، چنانچہ یہ حدیث مرسل ہوئی، مگر ابن مبارک اور ابن جوزی نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، آپ کبھی بھی سورج کے سامنے جلوہ افروز نہ ہوئے مگر آپ کا نور سورج کے نور پر غالب آگیا اور نہ ہی کبھی آپ چراغ کے سامنے کھڑے ہوئے مگر آپ کی روشنی چراغ کی روشنی پر غالب آگئی۔ ابن سبع نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور تھے۔ آپ جب دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نمودار نہ ہوتا کیونکہ نور کا سایہ نہیں ہوتا، اس کے غیر نے کہا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دعائیہ کلمات اس کے شاہد ہیں جب آپ نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کہ وہ آپ کے تمام اعضاء اور جہات کو نور بنادے، اور آخر میں یوں کہا اے اللہ! مجھے نور بنادے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ اسی کے ساتھ استدلال تام ہوا۔

(شرح الزرقانی المواہب اللدنیۃ،المقصد الثالث، الفصل الاول،ج4،ص220،دارالمعرفۃ، بیروت)

(12)علامہ حسین بن محمد دیار بکری کتاب الخمیس میں فرماتے ہیں ''لم یقع ظلہ علی الارض ولا رئی لہ ظل فی شمس ولا قمر ''ترجمہ:حضور کا سایہ زمین پر نہ پڑتا، نہ دھوپ میں نہ چاندنی میں نظر آتا۔

(تاریخ الخمیس، القسم الثانی، النوع الرابع،ج1،ص219،مؤسسۃ الشعبان، بیروت)

(13)بعینہ اسی طرح کتاب ''نورالابصار فی مناقب آل بیت النبی

الاطہار''میں ہے۔

(14)امام نسفی تفسیر مدارک شریف میں اس آیت ﴿ لَوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا﴾ ترجمہ: کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سنا تھا کہ مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا۔

(پ18،سورۃالنور،آیت12)

کے تحت فرماتے ہیں ((قال عثمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اللہ ما اوقع ظلک علی الارض لئلا یضع انسان قدمہ علی ذٰلک الظل)) ترجمہ: امیرالمومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی بے شک اللہ تعالیٰ نے حضور کا سایہ زمین پر نہ ڈالا کہ کوئی شخص اس پر پاؤں نہ رکھ دے۔

(مدارک التنزیل،تحت الآیۃ 12،ج3،ص145،دارالکتاب العربی، بیروت)

(15)امام ابن حجر مکی افضل القریٰ میں ماتن قدس سرہٗ کے اس قول ''لم یساووک فی علاک وقدحال سنا منک دونھم وسناء ''ترجمہ: انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام فضائل میں حضور کے برابر نہ ہوئے حضور کی چمک اور رفعت حضور تک ان کے پہنچنے سے مانع ہوئی۔(ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ، الفصل الاول، ص6، حزب القادریۃ، لاہور)

کے تحت فرماتے ہیں ''ھذا مقتبس من تسمیتہ تعالیٰ لنبیہ نورا فی نحو ﴿قَدْ جَاءَكُم مِّنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُّبِينٌ﴾ وکان صلی اللہ علیہ وسلم یکثر الدعا بان اللہ تعالیٰ یجعل کلا من حواسہ واعضائہ وبدنہ نوراً اظہار الوقوع ذٰلک وتفضل اللہ تعالیٰ علیہ بہ لیز داد شکرہ وشکر امتہ علی ذٰلک کما امرنا بالدعاء الذی فی اٰخر سورۃ البقرۃ مع وقوعہ وتفضل اللہ تعالیٰ بہ لذٰلک ومما یؤیدانہ صلی اللہ علیہ وسلم صارنورا انہ کان اذا مشیٰ فی الشمس اوالقمر لم یظھر لہ ظل لانہ لایظھر الاالکثیف وھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد

خلصه الله من سائر الكثائف الجسمانية وصيره نورا صرفا لايظهر له ظل اصل ''ترجمہ: یہ معنی اس سے لئے گئے ہیں کہ اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نور رکھا مثلاً اس آیت میں کہ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور تشریف لائے اور روشن کتاب۔ اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکثرت یہ دعا فرماتے کہ الٰہی! میرے تمام حواس واعضاء سارے بدن کو نور کردے۔ اور اس دعا سے یہ مقصود نہ تھا کہ نور ہونا ابھی حاصل نہ تھا اس کا حصول مانگتے تھے بلکہ یہ دعا اس امر کے ظاہر فرمانے کے لئے تھی کہ واقع میں حضور کا تمام جسم پاک نور ہے اور یہ فضل اللہ عزوجل نے حضور پر کردیا تاکہ آپ اور آپ کی امت اس پر اللہ تعالیٰ کا زیادہ شکر ادا کریں۔ جیسے ہمیں حکم ہوا کہ سورۂ بقرہ شریف کے آخر کی دعا عرض کریں وہ بھی اسی اظہار وقوع وحصول فضل الٰہی کے لئے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نور محض ہوجانے کی تائید اس سے ہے کہ دھوپ یا چاندنی میں حضور کا سایہ نہ پیدا ہوتا اس لئے کہ سایہ تو کثیف کا ہوتا ہے اور حضور کو اللہ تعالیٰ نے تمام جسمانی کثافتوں سے خالص کرکے نرا نور کردیا لہٰذا حضور کے لئے سایہ اصلاً نہ تھا۔

(افضل القریٰ لقراء ام القری،شرح شعر 2،ج1،ص128,129،المجمع الثقافی،ابوظہبی)

(16) علامہ سلیمان جمل فتوحات احمدیہ شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں ''لم يكن له صلى الله عليه وسلم ظل يظهر فى شمس ولا قمر ''ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ دھوپ میں ظاہر ہوتا نہ چاندنی میں۔

(الفتوحات الاحمدية على متن الهمزية، ص5،المكتبة التجارية الكبرىٰ، مصر)

(17) فاضل محمد بن فہمیہ کی ''اسعاف الراغبين فى سيرة المصطفىٰ واهل بيته الطاهرين'' میں ذکر خصائص نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے ''وانه لافئ له ''ترجمہ: حضور کا ایک خاصہ یہ ہے کہ حضور کے لئے سایہ نہ تھا۔

(اسعاف الراغبين فى سيرة المصطفىٰ واله بيته الطاهرين على هامش الابصار،ص، 79،دارالفکر، بیروت)

(18) مجمع البحار میں برمزش یعنی زبدہ شرح شفاء شریف میں ہے ''من اسمائه صلى الله عليه وسلم نور قيل من خصائصه صلى الله عليه وسلم انه اذا مشىٰ فى الشمس والقمر لايظهر له ظل ''ترجمہ: حضور کا ایک نام مبارک ''نور'' ہے، حضور کے خصائص سے شمار کیا گیا کہ دھوپ اور چاندنی میں چلتے تو سایہ نہ پیدا ہوتا۔

(مجمع بحار الانوار، باب نون تحت لفظ ''النور''،ج4،ص820،مکتبہ دارالایمان، مدینۃ المنورۃ)

(19) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز مدارج النبوۃ میں فرماتے ہیں ''ونبود مر آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہ در آفتاب ونہ در قمر رواه الحكيم الترمذی عن ذكوان فی نوادر الاصول وعجب است ایں بزرگاں کہ ذکر نکردند چراغ را ونور یکے از اسمائے آنحضرت است صلی اللہ علیہ وسلم ونور را سایہ نمی باشد انتہٰی ''ترجمہ: سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ بروایت حکیم ترمذی از ذکوان، اور تعجب یہ ہے ان بزرگوں نے اس ضمن میں چراغ کا ذکر نہیں کیا اور ''نور'' حضور کے اسماء مبارکہ میں سے ہے اور نور کا سایہ نہیں ہوتا۔ (مدارج النبوۃ، باب اول ،بیان سایہ،ج1،ص21،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

(20) جناب شیخ مجدد فرماتے ہیں ''اورا صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نبود ودر عالم شہادت سایۂ ہر شخص از شخص لطیف تر است وچوں لطیف ترے ازوے صلی اللہ علیہ وسلم در عالم نباشد اورا سایہ چہ صورت دارد ''ترجمہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، عالم شہادت میں ہر شخص کا سایہ اس سے بہت لطیف ہوتا ہے، اور چونکہ جہان بھر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی چیز لطیف نہیں ہے لہٰذا آپ کا سایہ کیونکر ہوسکتا ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب صدم ،ج3،ص187،نولکشور، لکھنئو)

(21) نیز اسی میں فرماتے ہیں ”واجب راتعالیٰ چرا ظل بود کہ ظل موھم تولید بہ مثل است ومنبی از شائبۂ عدم کمال لطافت اصل، ہرگاہ محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ راازلطافت ظل نبود خدائے محمد راچگونہ ظل باشد “ترجمہ: اللہ تعالیٰ کا سایہ کیونکر ہو، سایہ تو وہم پیدا کرتا ہے کہ اس کی کوئی مثل ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ میں کمال لطافت نہیں ہے، دیکھئے محمد رسول اللہ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا لطافت کی وجہ سے سایہ نہ تھا تو خدائے محمد صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا سایہ کیونکر ممکن ہے۔

(مکتوبات امام ربانی، مکتوب 122، ج3، ص237، نولکشور لکھنئو)

(22) مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ والضحیٰ میں لکھتے ہیں ”سایہ ایشاں برزمیں نمی افتاد “ترجمہ: آپ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کا سایہ زمین پر نہ پڑتا۔ (تفسیر عزیزی، پ 30، سورۃ الضحیٰ، ص312، مسلم بک ڈپو، لال کنواں، دہلی)

(23) امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ”بیشک نبی کریم صَلَّى اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ کے لئے سایہ نہ تھا، اور یہ امر احادیث واقوال علماء کرام سے ثابت اور اکابر ائمہ وجہابذ فضلاء مثل (1) حافظ رزین محدث (2) علامہ ابن سبع صاحب شفاء الصدور (3) امام علامہ قاضی عیاض صاحب کتاب الشفاء فی تعریف حقوق المصطفیٰ (4) امام عارف باللہ سیدی جلال الملۃ والدین محمد بلخی رومی قدس سرہ (5) علامہ حسین بن دیار بکری (6) صاحب سیرت شامی (7) صاحب سیرت حلبی (8) امام علامہ جلال الملّۃ والدین سیوطی (9) امام شمس الدین ابوالفرج ابن جوزی محدث صاحب کتاب الوفاء (10) علامہ شہاب الحق والدین خفاجی صاحب نسیم الریاض (11) امام احمد بن محمد خطیب قسطلانی صاحب مواہب لدنیہ ومنح محمدیہ (12) فاضل اجل محمد زرقانی مالکی شارح مواہب (13) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی (14) جناب شیخ مجدد الف ثانی فاروقی سرہندی (15) بحر العلوم مولانا عبدالعلی لکھنوی (16) شیخ الحدیث مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی وغیرہم اجلہ فاضلین ومقتدایان کہ آج کل کے مدعیان خام کار رکوان کی شاگردی بلکہ کلام سمجھنے کی بھی لیاقت نہیں، خلفاً عن سلف دائماً اپنی تصنیف میں اس کی تصریح کرتے آئے اور مفتی عقل وقاضی نقل نے باہم اتفاق کر کے اس کی تاسیس وتشیید کی۔

(ملخصاًفتاوی رضویہ، ج30، ص 696، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

پانچواں باب

محبوبانِ خدا کا وسیلہ

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

محبوبانِ خدا کاوسیلہ

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کا وسیلہ پیش کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب: جی ہاں ! وسیلہ کا ثبوت قرآن وحدیث اور کتبِ اسلاف میں موجود ہے۔اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

وسیلہ تلاش کرو

قرآن پاک میں ہے﴿یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ ﴾ترجمہ کنزالایمان:اے ایمان والو!اللہ سے ڈرواوراس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورۃ المائدہ،سورت5،آیت35)

اعمال کا مقبول ہونا یقینی نہیں،جب ان کو وسیلہ بنا سکتے ہیں تو وہ ہستیاں جو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یقیناً مقبول ہیں ان کا وسیلہ بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔تفسیر روح البیان میں اس کی تفسیر میں ہے''واعلم ان الآیة الکریمة صرحت بالامر بابتغاء الوسیلة ولا بد منها البتة فان الوصول الی اللہ تعالی لا یحصل الا بالوسیلة وھی علماء الحقیقة ومشایخ الطریقة''ترجمہ:جان لو کہ اس آیت میں وسیلہ ڈھونڈنے کی صراحت ہے،بغیر اس کے چارہ نہیں اور اللہ عزوجل تک پہنچنا بغیر وسیلہ کے حاصل نہیں ہوتا اور وسیلہ علماءِ حقیقت اور مشائخ طریقت ہیں۔

(روح البیان،فی التفسیر،سورۃ المائدہ،سورت5،آیت35،ج2،ص387،دارالفکر،بیروت)

بعثت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت سے قبل یہودی ان کے توسل سے دعا کرتے تھے۔قرآن پاک میں ہے﴿وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ

مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُواْ مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُواْ ﴾
ترجمہ کنزالایمان: اور جب ان کے پاس اللہ کی وہ کتاب (قرآن) آئی جوان کے ساتھ والی کتاب (توریت) کی تصدیق فرماتی ہے اور اس سے پہلے وہ اسی نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔ (سورۃ البقرۃ،سورت2،آیت89)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی310ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:((عن ابن عباس:أن يهود كانوا يستفتحون على الأوس والخزرج برسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قبل مبعثه .فلما بعثه الله من العرب، كفروا به، وجحدوا ما كانوا يقولون فيه.فقال لهم معاذ بن جبل وبشر بن البراء بن معرور أخو بني سلمة:يا معشر يهود، اتقوا الله وأسلموا، فقد كنتم تستفتحون علينا بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم ونحن أهل شرك، وتخبروننا أنه مبعوث، وتصفونه لنا بصفته!)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں: یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اوس اور خزرج قبیلوں پر فتح حاصل کرنے کے لیے دعائیں کرتے تھے،جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرب میں مبعوث ہوئے توانہوں نے آپ کے ساتھ کفر کیا اور جو کہتے تھے اس کا انکار کردیا۔حضرت معاذ بن جبل اور بنی سلمہ کے بھائی بشر بن براء بن معرور نے کہا: اے یہودیو! اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو،تم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ہم پر فتح مانگتے رہے ہو اور اس وقت ہم مشرک تھے اور تم ہمیں بتاتے تھے کہ وہ مبعوث ہونے والے ہیں اور ہمیں ان کی صفات بیان کرتے تھے۔ (تفسیر طبری،تحتِ آیتِ مذکورہ،ج2،ص332،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

امام ابو منصور ماتریدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی333ھ) فرماتے ہیں:''

(يَسْتَفْتِحُونَ) يستنصرون (عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا) قبل أن يُبعث مُحَمَّد صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يقولون:اللهم انصرنا بحق نبيك الذى تبعثه، فلما لم يجئهم على هواهم ومرادهم كفروا به، فلعنة الله على الكافرين ''ترجمہ: یہودی محمد مصطفیٰ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بعثت سے پہلے آپ کے وسیلہ سے کفار پر فتح طلب کرتے ہوئے یوں کہتے تھے: اے اللہ اس نبی کا وسیلہ جس کو تو مبعوث فرمائے گا ہماری مدد فرما،مگر جب نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ان کی خواہشات اور امیدوں کے مطابق نہ آئے توانہوں نے آپ کے ساتھ کفر کیا،پس اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کفر کرنے والوں پر۔
(تفسیر الماتریدی(تاویلاتِ اہل السنۃ)،ج1،ص501،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی911ھ) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:((وَأخرج أَبُو نعيم فِي الدَّلَائِل من طَرِيق الْكَلْبِيّ عَن أبي صَالح عَن ابْن عَبَّاس قَالَ :كَانَ يهود أهل الْمَدِينَة قبل قدوم النَّبِي صلی اللہ علیہ وسلم إِذا قَاتلُوا من يليهم من مُشْركي الْعَرَب من أَسد وغَطَفَان وجهينة وعذرة يستفتحون عَلَيْهِم ويستنصرون يدعونَ عَلَيْهِم باسم نَبِي الله فَيَقُولُونَ :اللَّهُمَّ رَبنَا انصرنا عَلَيْهِم باسم نبيك وبكتابك الَّذِي تنزل عَلَيْهِ الَّذِي وعدتنا إِنَّك باعثه فِي آخر الزَّمَان)) ترجمہ: امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے دلائل میں کلبی عن ابی الصالح کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے،فرماتے ہیں: حضور صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی آمد سے پہلے مدینہ منورہ کے یہودی جب مشرکین عرب کے قبیلوں اسد،غطفان،جہینہ،عذرہ سے لڑائی کرتے تو ان پر فتح اور ان کے خلاف مدد کے لیے نبی پاک صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے نام کے وسیلہ سے دعائیں کرتے اور یوں کہتے: اے اللہ،اے ہمارے رب! اپنے نبی کے نام کے وسیلہ سے اور اپنی اس کتاب کے وسیلہ سے جو تو ان پر نازل فرمائے ہماری ان مشرکوں کے

خلاف مدد فرما، یہ وہ نبی ہیں کہ جن کے بارے میں تو نے ہم سے وعدہ فرمایا ہے کہ تو انہیں آخری زمانے میں مبعوث فرمائے گا۔

(الدرالمنثور،فی التفسیر،سورة البقرة،سورت2،آیت89،ج1،ص215،دارالفکر،بیروت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آجاؤ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ ترجمہ: اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں گے۔ (پ5سورة النساء آیت64)

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی671ھ) نے اس آیت پاک کے تحت یہ روایت نقل کی ہے ((عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :قَدِمَ علینا أعرابی بعد ما دَفَنَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ مِنْ تُرَابِهِ، فَقَالَ :قُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللَّهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾، وَقَدْ ظَلَمْتُ نفسی وجئتك تَسْتَغْفِرُ لِي .فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ إِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد کیا اور ہم نے آپ سے یاد کیا، اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ

ظَلَمُوا﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی،تحت الآیة﴿ولو انهم اذ ظلموا انفسهم---﴾،ج5، ص265,266، دارالکتب المصریہ،القاہرہ)

اس روایت کو امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی911ھ) نے بھی ''الحاوی للفتاوی'' میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی،تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی صلی الله علیه وسلم والملك،ج2،ص315، دارالفکر للطباعة والنشر،بیروت)

اس آیت کے تحت صدر الافاضل سید نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ''اس سے معلوم ہوا کہ بارگاہ الٰہی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کاربرآری کا ذریعہ ہے، سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد ایک اعرابی روضہ اقدس پر حاضر ہوا اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے گناہوں کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔ اس سے چند مسائل معلوم ہوئے، **مسئلہ:** اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرضِ حاجت کے لئے اس کے مقبولوں کو وسیلہ بنانا ذریعۂ کامیابی ہے، **مسئلہ:** قبر پر حاجت کیلئے جانا بھی جاء وک میں داخل اور خیر القرون کا معمول ہے۔''

(خزائن العرفان، ص159،مطبوعہ ضیاء القرآن،لاہور)

حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ کی قبولیت کا سبب

قرآن پاک میں ہے ﴿فَتَلَقّٰى آدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ﴾ ترجمہ کنزالایمان: پھر سیکھ لیے آدم نے اپنے رب سے کچھ کلمے تو اللہ نے اس کی توبہ قبول کی بیشک وہی ہے بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان۔

(سورۃ البقرہ، سورت2، آیت37)

اس آیت کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں فرماتے ہیں((وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان آدم قال بحق محمد ان تغفر لی قال وكيف عرفت محمدا قال لما خلقتني ونفخت في الروح فتحت عيني فرأيت على ساق العرش لا اله الا الله محمد رسول الله فعلمت انه اكرم الخلق عليك حتى قرنت اسمه باسمك فقال نعم وغفر له بشفاعته)) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کی: میری محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے مغفرت فرما۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: تو نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جانا؟ عرض کی جب تو نے مجھے پیدا کیا اور مجھ میں روح پھونکی۔ جب میری آنکھیں کھلیں تو میں نے دیکھا عرش پر لکھا تھا ''لا الله الا الله محمد رسول الله'' تو میں جان گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق میں تیرے محبوب بندے ہیں اس لئے تو نے ان کا نام اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا: ہاں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ان کی بخشش کر دی گئی۔

(روح البیان، فی التفسیر، سورۃ البقرہ، سورت2، آیت37، ج1، ص113، دار الفکر، بیروت)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توسل کرنا

صحیح البخاری میں ہے((أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ إِذَا قَحَطُوا اسْتَسْقَى بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَسْقِينَا، وَإِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا قَالَ: فَيُسْقَوْنَ)) ترجمہ: بے شک حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قحط کے زمانہ میں حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا مانگتے اور عرض کرتے ہم تیری طرف اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ بناتے تھے تو تو سیراب فرماتا تھا۔ اب ہم تیری بارگاہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا (حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو وسیلہ بناتے ہیں تو ہمیں سیراب فرمادے۔ تو راوی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں سیراب (بارش نازل) فرمادیتا تھا۔

(صحیح البخاری، ج1، ص137، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خود وسیلہ سکھانا

حدیث پاک میں ہے((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ: إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ: ادْعُهْ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ)) ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ایک نابینا آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باگارہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت دے۔ فرمایا: اگر تو چاہے تو میں تمہارے لیے دعا کو مؤخر کردوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر چاہے تو دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: دعا فردیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس طرح دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ

مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(سنن ابن ماجه،باب ماجاء فی صلوة الحاجة،ج 1،ص441،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت☆ جامع ترمذی، کتاب الدعوات،باب فی دعاء الضیف،ج5،ص461،دارالغرب الاسلامی، بیروت☆ مسند احمدبن حنبل،حدیث عثمان بن حنیف،ج 28،ص478،مؤسسة الرساله،بیروت☆ صحیح ابن خزیمه،باب صلوة الترغیب والترهیب ،ج 2،ص225،المکتب الاسلامی،بیروت☆ المستدرك ، کتاب صلوة التطوع،باب دعاء ردالبصر،ج 1،ص458،دارالکتب العلمیه،بیروت☆ دلائل النبوة،باب مافی تعلیمه الضریرما کان فیه،ج6،ص166،دارالکتب العلمیه،بیروت)

سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے "قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ " ترجمہ: امام ابواسحٰق نے کہا: یہ صحیح حدیث ہے۔

(سنن ابن ماجه،باب ماجاء فی صلوة الحاجة،ج1،ص441،داراحیاء الکتب العربیه،بیروت)

امام حاکم نے اس حدیث کے بارے میں لکھا "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ " ترجمہ: یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(المستدرك ، کتاب صلوة التطوع،باب دعاء ردالبصر،ج1،ص458،دارالکتب العلمیه،بیروت)

امام بیہقی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں "وَرَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الدَّعَوَاتِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ، فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ " ترجمہ: اور ہم نے اس کو کتاب الدعوات میں اسنادِ صحیح کے ساتھ روح بن عبادہ عن شعبہ سے روایت کیا، پس اس شخص نے ایسا کیا تو اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

(دلائل النبوة،باب مافی تعلیمه الضریرما کان فیه،ج6،ص167،دارالکتب العلمیه،بیروت)

امام ترمذی نے اس کے بارے میں کہا "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ " ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات،باب فی دعاء الضیف،ج5،ص461،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

وصال ظاهری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیله

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِي لِي حَاجَتِي وَتُذْكُرُ حَاجَتَكَ وَرُحْ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ، فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ، وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْذْكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِيَّ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: وَاللهِ مَا كَلَّمْتُهُ، وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَصَبَّرْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ، لَيْسَ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ قَالَ ابْنُ حُنَيْفٍ: فَوَاللهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضُرٌّ قَطّ)) ترجمہ: ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المومنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے

مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ: الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائیے۔ اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا کبار تابعین میں سے تھے۔) یوں ہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا: جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ما اسند عثمان بن حنیف، ج9، ص30، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

امام منذری اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "قَالَ الطَّبَرَانِیّ بعد ذکر طرقہ والْحَدِیث صَحِیح" ترجمہ: امام طبرانی نے اس کے طرق ذکر کرنے کے بعد کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل الترغیب فی المحافظۃ، ج1، ص273، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مجھے تمام جہان سے پیارا ہے

امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((لَمَّا اقْتَرَفَ آدَمُ الْخَطِيئَةَ قَالَ: يَا رَبِّ أَسْأَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ لَمَا غَفَرْتَ لِي، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: يَا آدَمُ! وَكَيْفَ عَرَفْتَ مُحَمَّدًا وَلَمْ أَخْلُقْهُ؟ قَالَ: لِأَنَّكَ يَا رَبِّ لَمَّا خَلَقْتَنِي بِيَدِكَ وَنَفَخْتَ فِيَّ مِنْ رُوحِكَ رَفَعْتُ رَأْسِي فَرَأَيْتُ عَلَى قَوَائِمِ الْعَرْشِ مَكْتُوبًا لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ، فَعَلِمْتُ أَنَّكَ لَمْ تُضِفْ إِلَى اسْمِكَ إِلَّا أَحَبَّ الْخَلْقِ إِلَيْكَ، فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ: صَدَقْتَ يَا آدَمُ إِنَّهُ لَأُحِبُّ الْخَلْقِ إِلَيَّ وَإِذْ سَأَلْتَنِي بِحَقِّهِ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكَ، وَلَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُكَ)) ترجمہ: آدم علیہ الصلوۃ والسلام نے خطا کا ارتکاب کیا تو انہوں نے اپنے رب سے عرض کی، اے رب میرے! صدقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا میری مغفرت فرما۔ رب العٰلمین نے فرمایا: تو نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو کیونکر پہچانا؟ عرض کی: جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے بنایا اور مجھ میں اپنی روح ڈالی میں نے سر اٹھایا تو عرش کے پایوں پر لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا پایا۔ جانا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ اسی کا نام ملایا ہے جو تجھے تمام مخلوق سے زیادہ پیارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے آدم! تو نے سچ کہا بے شک وہ مجھے تمام جہان سے زیادہ پیارا ہے۔ اب کہ تو نے اس کے حق کا وسیلہ کرکے مجھ سے مانگا تو میں تیری مغفرت کرتا ہوں، اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتا تو میں تیری مغفرت نہ کرتا، نہ تجھے بناتا۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی، باب ماجاء فی تحدث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بنعمۃ ربہ، ج5، ص489، دارالکتب العلمیۃ بیروت ☆ تاریخ دمشق الکبیر، ترجمہ علیہ السلام، ج7، ص309، داراحیاء التراث العربی، بیروت ☆ المستدرک للحاکم، کتاب التاریخ، استغفار آدم

بحق محمد صلی الله علیه وسلم،ج 2،ص615، دارالفکر بیروت ☆مواہب اللدنیه،تشریف الله تعالیٰ لـه صلی الله علیه وسلم،ج 1،ص54,55،المکتبة التوفیقیه،القاہره☆ کنزالعمال، ج11،ص415،موسسة الرساله ،بیروت)

امام اہلسنت مجدددین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **اس حدیث پاک کی سند کے بارے میں فرماتے ہیں**''وقال صحیح الاسناد واقرہ علیہ العلامۃ ابن امیر الحاج فی الحلیۃ والسبکی فی شفاء السقام اقول والذی تحرر عندی انہ لاینزل عن درجۃ الحسن، واللہ تعالی اعلم منہ '' ترجمہ:اور کہا کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔علامہ ابن امیر الحاج نے حلیۃ میں اور سبکی نے شفاء السقام میں اس کو برقرار رکھا۔میں کہتا ہوں جو میرے ہاں ثابت ہے وہ یہ کہ وہ درجہ حسن سے کم نہیں،اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(فتاوی رضویہ،جلد30،صفحہ185،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

انبیاء کے وصال ظاہری کے بعد ان کا وسیلہ

المعجم الکبیر للطبرانی میں حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ جب حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ محترمہ حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فوت ہوئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ غسل میں ان پر تین مرتبہ پانی بہایا جائے ،جب آخر میں کافور ملا پانی ڈال دیا۔تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص مبارک اتار کر انہیں پہنا دی اور اس پر کفن پہنانے کا کہا۔پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید،ابوایوب انصاری،عمر بن خطاب اور اسود غلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا۔ان کے لئے قبر کھودی گئی ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک ہاتھوں سے انہیں قبر میں اتارا،پھر ان پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈالی۔پھر جب دفنانے سے فارغ ہوئے تو یوں دعا کی ((اللہُ الَّذِی یُحْیِی وَیُمِیتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوتُ، اغْفِرْ

لِأُمِّی فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدٍ، ولَقِّنْهَا حُجَّتَهَا، وَوَسِّعْ عَلَيْهَا مُدْخَلَهَا، بِحَقِّ نَبِيِّكَ وَالْأَنْبِيَاءِ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِي فَإِنَّكَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ)) ترجمہ:اللہ عزوجل جو زندگی اور موت دیتا ہے،وہ زندہ ہے اسے موت نہیں،اے اللہ!میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما،اسکی حجت اسے سکھا دے،اس کی قبر وسیع فرما اپنے نبی کے توسل سے اور مجھ سے پہلے جو انبیاء علیہم السلام آئے ہیں انکے توسل سے،بے شک تو ارحم الراحمین ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی ،جلد24،صفحہ351،مکتبة العلوم والحکم،الموصل)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !بارش

حدیث پاک ہے((عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ :وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَ عَلَى الطَّعَامِ، قَالَ:أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ:ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ)) ترجمہ:حضرت مالک سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا اسلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی۔

(مصنف ابن شیبہ،کتاب الفضائل ،ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی الله تعالیٰ عنه، جلد12،صفحہ32،الدار السلفیة، الهندیة)

اس حدیث کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے''قرۃ العینین ''میں نقل کیا۔ابن عساکر رحمۃ اللہ علیہ نے''تاریخ دمشق''میں نقل کیا،علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے''الاستیعاب فی معرفة الأصحاب ''میں نقل کیا اور امام ابن حجر رحمۃ اللہ

علیہ (متوفی 852ھ) نے فتح الباری میں اس حدیث پاک کے بارے میں فرمایا''رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ''ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(فتح الباری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء، ج2، ص495، دارالمعرفۃ، بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) نے بھی اس روایت کے بارے یہی فرمایا''رَوَى ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ''ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

(مواہب اللدنیہ، الفصل الرابع، ج3، ص374، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

چہرہ انور کے وسیلہ سے بارش

حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن دینار اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَتَمَثَّلُ بِشِعْرِ أَبِي طَالِبٍ:

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهِ   ثِمَالُ اليَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

ترجمہ: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ابوطالب کا یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا: وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے ماویٰ ہیں۔

(صحیح بخاری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء، ج2، ص27، دارطوق النجاۃ)

صحیح بخاری میں اسی مقام پر ہے: سَالِمٌ، عَنْ أَبِيهِ، رُبَّمَا ذَكَرْتُ قَوْلَ الشَّاعِرِ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى وَجْهِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم يَسْتَسْقِي، فَمَا يَنْزِلُ حَتَّى يَجِيشَ كُلُّ مِيزَابٍ،

وَأَبْيَضَ يُسْتَسْقَى الغَمَامُ بِوَجْهِهِ   ثِمَالُ اليَتَامَى عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ

ترجمہ: سالم نے اپنے والد سے روایت کیا کہ کبھی میں شاعر کی اس بات کو یاد کرتا حال

یہ ہوتا کہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور کو دیکھ رہا ہوتا کہ اس چہرۂ انور کے ذریعہ بارش طلب کی جاتی تو آپ اترنے بھی نہ پاتے کہ سارے پرنالے بہنے لگتے (اور پھر مذکورہ شعر پڑھا، جس کا ترجمہ یہ ہے:) وہ روشن چہرے والے کہ جن کے چہرۂ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے، جو یتیموں کے ملجا اور بیواؤں کے ماویٰ ہیں۔ (صحیح بخاری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء، ج2، ص27، دارطوق النجاۃ)

عہدِ نوح اور عہدِ سلیمان کا وسیلہ

جامع ترمذی کی حدیث پاک ہے ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ " :إِذَا ظَهَرَتِ الحَيَّةُ فِي المَسْكَنِ فَقُولُوا لَهَا :إِنَّا نَسْأَلُكِ بِعَهْدِ نُوحٍ وَبِعَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ، أَنْ لَا تُؤْذِيَنَا، فَإِنْ عَادَتْ فَاقْتُلُوهَا هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ)) ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب گھر میں کوئی سانپ دکھائی دے تو اس سے یوں کہو کہ ہم تجھ سے عہد نوح اور عہد سلیمان بن داؤد کے وسیلہ سے یہ سوال کرتے ہیں کہ ہمیں ایذا نہ پہنچاؤ۔ اگر وہ یہ عہد نہ مانیں اور دوبارہ گھر میں ظاہر ہوں تو انہیں مار ڈالو۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(جامع الترمذي ، كتاب الأحكام والفوائد ، باب ما جاء في قتل الحيات ، جلد4، صفحه78، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اعداء پر فتح

ابن عساکر نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ((لم يزل الله تَعَالَى يتقدم فِي النَّبِي إِلَى آدم فَمن بعده وَلم تزل الْأُمَم تتباشر بِهِ وتستفتح بِهِ حَتَّى أخرجه الله فِي خير أمة وَفِي خير قرن وَفِي خير أَصْحَاب وَفِي خير بلد)) ترجمہ: ہمیشہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آدم اور ان کے بعد سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے پیشگوئی

فرماتا رہا، اورقدیم سے سب امتیں حضور کی تشریف آوری کی خوشیاں مناتیں اورحضور کے توسل سے اپنے اعداء پرفتح مانگتی آئیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو بہترین امم (امتوں) وبہترین قرون (زمانوں) وبہترین اصحاب وبہترین بلاد (شہروں) میں ظاہر فرمایا۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالہ ابن عساکر، باب خصوصیت باخذ المیثاق، ج 1، ص8،9، مرکز اہلسنت، گجرات، ہند)

روضہ انور کے وسیلہ سے بارش

حضرت ابو الجوزاء اوس بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((قُحِطَ أَهْلُ الْمَدِينَةِ قَحْطًا شَدِيدًا، فَشَكَوْا إِلَى عَائِشَةَ فَقَالَتْ: انْظُرُوا قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوا مِنْهُ كِوًى إِلَى السَّمَاءِ حَتَّى لَا يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ سَقْفٌ. قَالَ: فَفَعَلُوا، فَمُطِرْنَا مَطَرًا حَتَّى نَبَتَ الْعُشْبُ، وَسَمِنَتِ الْإِبِلُ)) ترجمہ: جب اہل مدینہ شدید قحط میں مبتلا ہوئے تو انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی، تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قبر انور کی طرف نظر کرو اور مزارِ پرانوار (کے حجرے) میں ایک سوراخ ایسا بناؤ کہ قبرِ انور اور آسمان کے درمیان کوئی حجاب نہ رہے، راوی فرماتے ہیں کہ لوگوں نے ایسا کردیا تو خوب بارش برسی یہاں تک کہ سبزہ اگا اور اونٹ موٹے ہوگئے۔

(سنن دارمی، باب ماأکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص227، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب شریف ☆ مشکوۃ المصابیح، باب الکرامات، الفصل الثانی، ج 3، ص1676، المکتب الاسلامی، بیروت)

وسیلہ سے سوال کرو

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ إِلَى الصَّلَاةِ فَقَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيْكَ، وَأَسْأَلُكَ بِحَقِّ مَمْشَايَ هَذَا)) ترجمہ: جو گھر سے نماز کے لیے نکلے، وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے: اے اللہ! میں تجھ پر جو سائلین کا حق ہے میں اس کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں اور میں اس چلنے کے حق کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔

(سنن ابن ماجہ، باب المشی الی الصلوۃ، ج1، ص256، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

ابدال وسیلۂ بارش ونصرت ودفعِ عذاب

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((الْأَبْدَالُ يَكُونُونَ بِالشَّامِ، وَهُمْ أَرْبَعُونَ رَجُلًا، كُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللَّهُ مَكَانَهُ رَجُلًا، يُسْقَى بِهِمُ الْغَيْثُ، وَيُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَيُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمِ الْعَذَابُ)) ترجمہ: ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس ہیں، جب بھی ان میں سے ایک فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرے شخص کو ابدال بنادیتا ہے، ان کے وسیلہ سے بارش دی جاتی ہے، ان کی وجہ سے مدد کی جاتی ہے اور ان کے سبب اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔

(مسند امام احمد، مسند علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ، ج 2، ص231، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وسیلہ

امام اعظم امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرورِ دوعالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

انت الذی لما توسل بك آدم

من زلۃ فاز وھو ابوکا

ترجمہ:حضور(صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)! آپ وہ ہیں کہ جن کوآدم علیہ السلام نے اپنی لغزش میں وسیلہ بنایا تو انہیں کامیابی حاصل ہوئی حالانکہ وہ آپ کے والد ہیں۔

(قصیدة نعمان مع خیرات الحسان،ص200،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

امام مالک رضی اللہ عنہ اور وسیلہ

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک روایت بیان کی ہے"وقد روى أن مالكا لما سأله أبو جعفر المنصور العباسي:يا أبا عبد الله أستقبل رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وأدعو، أم أستقبل القبلة وأدعو؟ فقال له مالك:ولم تصرف وجهك عنه، وهو وسيلتك ووسيلة أبيك آدم علیہ السلام إلى الله عزوجل يوم القيامة "ترجمہ:جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابوجعفر منصور عباسی نے سوال کیا کہ اے ابوعبداللہ! میں روضہ مبارک کی طرف منہ کرکے اورقبلہ کی طرف پیٹھ کرکے دعا کروں یا قبلہ کی طرف منہ کرکے؟ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے منہ کیوں کر پھیرے گا کہ وہ تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے قیامت والے دن رب تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں۔

(مواہب اللدنیہ،الفصل الثانی فی زیارة قبره الشریف،ج3،ص594،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور وسیلہ

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544ھ) نے اس روایت کوان الفاظ کےساتھ بیان کیا ہے"وَقَالَ:يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ أَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَأَدْعُو أَمْ أَسْتَقْبِلُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :وَلِمَ تَصْرِفُ وَجْهَكَ عَنْهُ وَهُوَ وَسِيلَتُكَ وَوَسِيلَةُ أَبِيكَ آدَمَ علیہ السلام إِلَى اللَّهِ تَعَالَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ،بل استقبله واستشفع بِهِ فَيُشَفِّعَهُ اللَّهُ .قَالَ اللَّهُ تَعَالَى ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ

فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾الآية"

ترجمہ:جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے ابوجعفر منصور عباسی نے سوال کیا کہ اے ابو عبداللہ! میں روضہ مبارک کی طرف منہ کرکے اورقبلہ کی طرف پیٹھ کرکے دعا کروں یا قبلہ کی طرف منہ کرکے؟ امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تو حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے منہ کیوں کر پھیرے گا کہ وہ تیرے اور تیرے باپ حضرت آدم علیہ السلام کے لئے قیامت والے دن رب تعالیٰ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں، بلکہ تو نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طرف منہ کرکے دعا کراوران کی شفاعت طلب کراللہ ان کی سفارش قبول فرمائے گا۔اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے:اگر وہ اپنی جانوں پرظلم کربیٹھیں تو اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں اوراللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اوررسول بھی ان کے لیے استغفارکریں تواللہ تعالیٰ کوبخشنے والامہربان پائیں گے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ،الفصل الثالث حرمته وتوقيره صلى الله عليه وسلم،ج2،ص92، دارالفیحاء،عمان)

الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ میں یہ روایت نقل کرنے کے بعدلکھا ہے"وَقَدْ رَوَى هَذِهِ الْقِصَّةَ أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ فِهْرٍ فِي كِتَابِهِ "فَضَائِلِ مَالِكٍ" بِإِسْنَادٍ لَا بَأْسَ بِهِ وَأَخْرَجَهَا الْقَاضِي عِيَاضٌ فِي الشِّفَاءِ مِنْ طَرِيقِهِ عَنْ شُيُوخٍ عِدَّةٍ مِنْ ثِقَاتِ مَشَايِخِهِ "ترجمہ:یہ واقعہ ابوالحسن علی بن فہر نے اپنی کتاب فضائل مالک میں ایسی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے۔اس واقعہ کوقاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفا شریف میں اپنے متعدد ثقہ شیوخ سے نقل کیا۔

(الموسوعة الفقهیه الکویته،جلد14،صفحہ157،دارالسلاسل ،الکویت)

امام شافعی رضی اللہ عنہ اور وسیلہ

خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) نے اپنی "تاریخ" میں نقل کیا

کہ علی بن میمون رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ”سمعت الشافعی یقول:إنی لأتبرك بأبی حنیفة وأجیء إلی قبره فی کل یوم یعنی زائرا فإذا عرضت لی حاجة صلیت رکعتین وجئت إلی قبره وسألت الله تعالی الحاجة عنده، فما تبعد عنی حتی تقضی“ ترجمہ: میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرما رہے تھے: میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے برکت لیتا ہوں (اس طرح کہ) روزانہ ان کی قبر انور کے پاس حاضر ہوتا ہوں، جب مجھے کوئی حاجت پیش آتی ہے، دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر پر آتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے ان کی قبر کے پاس سوال کرتا ہوں تو زیادہ دیر نہیں گزرتی کہ میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

(تاریخ بغداد، ماذکر فی مقابر بغدادالمخصوصة، ج1، ص135، دارالکتب العلمیه، بیروت)

حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

مشہور محدث حافظ ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 354ھ) مزار پر اپنی حاضری کے متعلق اپنی مشہور کتاب ”الثقات“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”وقبره بسنا باذ خارج النوقان مشهور یزار بجنب قبر الرشید قد زرته مرارا کثیرة وما حلت بی شدة فی وقت مقامی بطوس فزرت قبر علی بن موسی الرضا صلوات الله علی جده وعلیه ودعوت الله إزالتها عنی إلا أستجیب لی وزالت عنی تلك الشدة وهذا شیء جربته مرارا فوجدته كذلك أماتنا الله علی محبة المصطفی وأهل بيته صلی الله علیه وسلم الله علیه وعلیهم أجمعین“ ترجمہ: علی بن موسی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر انور نوقان کے باہر سناباذ میں ہارون الرشید کے قبر کے پہلو میں مشہور ہے اس کی زیارت کی جاتی ہے، میں نے بہت دفعہ اس کی زیارت کی ہے، اور جن دنوں میں مقام طوس میں رہائش پذیر تھا ان دنوں مجھ پر جب بھی کوئی مصیبت آتی تو میں علی بن موسی رضا (اللہ تعالی ان کے نانا جان

اوران پر درود بھیجے) کی قبر پر آتا، اللہ تعالی سے اس مصیبت کو دور کرنے کی دعا کرتا تو میری دعا ضرور قبول ہوتی اور وہ سختی مجھ سے دور ہو جاتی، اور اس چیز کا میں نے کئی مرتبہ تجربہ کیا تو اسے ایسے ہی پایا، اللہ تعالی ہمیں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت کی محبت پر موت نصیب فرمائے۔ (آمین)

(الثقات لابن حبان، ج8، ص457، دائرة المعارف العثمانية، حیدرآباد دکن، ہند)

علامہ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 463ھ) فرماتے ہیں ”وقبر أبی أیوب قرب سورها معلوم إلی الیوم معظم یستسقون به فیسقون“ ترجمہ: حضرت ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر انور قلعہ کے قریب معروف ہے اور آج تک لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور اس کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں اور انہیں بارش دی جاتی ہے۔

(الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، باب خالد بن البکیربن عبد یالیل، ج2، ص426، دارالجیل، بیروت)

امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 465ھ) حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں ”ومنهم أبو محفوظ معروف بن فیروز الکرخی کان من المشایخ الکبار مجاب الدعوة یستشفی بقبره، یقول البغدادیون: قبر معروف تریاق مجرب“ ترجمہ: ان میں سے ایک ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی رحمۃ اللہ علیہ ہیں، آپ بڑے مشائخ کبار میں سے تھے، آپ کی دعا قبول ہوتی تھی، آپ کی قبر کے وسیلہ سے شفا طلب کی جاتی ہے، اہل بغداد کہتے ہیں: حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مجرب تریاق ہے۔

(رسالۂ قشیریه، باب مافی ذکرمشائخ هذه الطریقة، ج1، ص42، دارالمعارف، القاهره)

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور وسیلہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا ''اذا سئلتم اللہ حاجۃً فاسئلوہ بی'' ترجمہ: جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی حاجت کا سوال کرو تو میرے وسیلے سے طلب کرو۔ (بہجۃ الاسرار، ص54، مؤسسۃ الشرف، لاہور)

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

مشہور محدث علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) فرماتے ہیں ''ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى مَوْقِفِهِ الْأَوَّلِ قُبَالَةَ وَجْهِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَيَتَوَسَّلُ بِهِ فِي حَقِّ نَفْسِهِ وَيَسْتَشْفِعُ بِهِ إِلَى رَبِّهِ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى وَمِنْ أَحْسَنِ مَا يَقُولُ مَا حَكَاهُ الْمَاوَرْدِيُّ وَالْقَاضِي أَبُو الطَّيِّبِ وَسَائِرُ أَصْحَابِنَا عَنِ الْعُتْبِيِّ مُسْتَحْسِنِينَ لَهُ قَالَ (كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُ اللَّهَ يَقُولُ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما﴾ وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا مِنْ ذَنْبِي، مُسْتَشْفِعًا بِكَ إِلَى رَبِّي ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُولُ*

يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُه ۔۔۔ فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَمُ
نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُه ۔۔۔ فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ
يَا خَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ أَعْظُمُهُ ۔۔۔ *فَطَابَ مِنْ طِيبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْأَكَم
'نَفْسِي الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ أَنْتَ سَاكِنُهُ ۔۔۔ فِيهِ الْعَفَافُ وَفِيهِ الْجُودُ وَالْكَرَمُ

ثُمَّ انْصَرَفَ فَحَمَلَتْنِي عَيْنَايَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِي النَّوْمِ فَقَالَ يَا عُتْبِيُّ الْحَقْ الْأَعْرَابِيَّ فَبَشِّرْهُ بِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ غَفَرَ لَهُ'' ترجمہ: پھر

موقفِ اول میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ اقدس کے سامنے آئے اور اپنے حق میں ان سے توسل کرے اور ان سے رب کے حضور شفاعت طلب کرے، بہترین بات وہ ہے جس کی تحسین کرتے ہوئے ماوردی اور قاضی ابوالطیب اور ہمارے تمام اصحاب نے عتبی سے نقل کیا، عتبی فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی حاضر ہوا اور یوں عرض گزار ہوا: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّه، میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾ (اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو اے محبوب آپ کی بارگاہ میں آجائیں اور اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ کو بخشنے والا مہربان پائیں گے۔) حضور! میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی معافی مانگتا ہوا اور آپ کو اپنے رب کی بارگاہ میں شفیع بناتا ہوا حاضر ہوا ہوں پھر اس نے یوں کہا: اے بہترین ذات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جہاں آپ دفن کیے گئے، وہ جگہ عظیم اور خوشبو سے معطر ہوگئی میری جان آپ کی قبر انور پر قربان جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، کیونکہ اس میں پاکیزگی، سخاوت اور سراپا کرم ہے، اور پھر جذبہ محبت کے پھول نچھاور کرکے چلا گیا۔

(امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں نے خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے عتبی جا کر اس اعرابی کو خوشخبری دے دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔

(المجموع شرح المهذب، مذاهب العلماء في مسائل تتعلق بالوقوف، ج 8، ص274، دارالفكر، بيروت)

علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

علامہ محمد بن محمد بن علی بن یوسف جزری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 751ھ) دعا کے آداب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں" ویتوسل إلی اللہ بأنبیائہ وَالصَّالِحِینَ" ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (دعا کرتے ہوئے) انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے۔

(حصن حصین ،وجہ التوسل بالانبیاء والصالحین،ج1،ص55،دارالقلم،بیروت)

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

امام کمال ابن ہمام حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 861ھ) فرماتے ہیں "وَيَسْأَلُ اللَّهَ تَعَالَى حَاجَتَهُ مُتَوَسِّلًا إلَى اللَّهِ بِحَضْرَةِ نَبِيِّهِ -عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ -. وَأَعْظَمُ الْمَسَائِلِ وَأَهَمُّهَا سُؤَالُ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ، ثُمَّ يَسْأَلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّفَاعَةَ فَيَقُولُ .يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُك الشَّفَاعَةَ، يَا رَسُولَ اللَّهِ أَسْأَلُك الشَّفَاعَةَ وَأَتَوَسَّلُ بِك إلَى اللَّهِ فِي أَنْ أَمُوتَ مُسْلِمًا عَلَى مِلَّتِك وَسُنَّتِك" ترجمہ: اللہ عزوجل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اپنی حاجت کا سوال کرے۔ زیادہ اہم ترین دعا حسن خاتمہ، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مغفرت کی دعا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شفاعت کا سوال کرے۔ کہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے شفاعت کا سوال کرتا ہوں۔ آپ کو اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بناتا ہوں کہ میں اسلام کی حالت میں آپ کے دین اور سنت پر مروں۔

(فتح القدیر، کتاب الحج، فی زیارۃ قبرالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جلد3، صفحہ169، مکتبہ، کوئٹہ)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

مشہور محدث امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 923ھ) روایت نقل کرتے

ہیں ((وروی أنہ لما خرج آدم من الجنۃ رأی مکتوبا علی ساق العرش وعلی کل موضع فی الجنۃ اسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم مقرونا باسم اللہ تعالی، فقال یا رب ھذا محمد من ھو؟ فقال اللہ:ھذا ولدك الذی لولاہ ما خلقتك. فقال:یا رب بحرمۃ ھذا الولد ارحم ھذا الوالد، فنودی:یا آدم، لو تشفعت إلینا بمحمد فی أھل السماوات والأرض لشفعناك)) ترجمہ: مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تو انہوں نے ساق عرش اور ہر مقام بہشت میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نام الٰہی سے ملا ہوا لکھا دیکھا۔ عرض کی الٰہی عزوجل! یہ محمد کون ہے؟ فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے، یہ اگر نہ ہوتا میں تجھے نہ بناتا۔ عرض کی: الٰہی عزوجل! اس بیٹے کی حرمت کے وسیلہ سے اس والد پر رحم فرما۔ ارشاد ہوا: اے آدم! اگر تو محمد کے وسیلہ سے تمام اہل آسمان وزمین کی شفاعت کرتا میں قبول فرماتا۔

(مواہب اللدنیہ،تشریف اللہ تعالیٰ لہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج1،ص54،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

محدث وفقیہ علامہ عارف باللہ امام ابن حجر مکی قدس سرہ العزیز کتاب افادت نصاب جوہر منظم میں احادیث سے ثابت کرنے کے بعد استعانت اور وسیلہ کے متعلق فرماتے ہیں "فالتوجہ والاستغاثۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وبغیرہ لیس لھما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلك ولا یقصد بھما احد منھم سواہ فمن لم یشرح صدرہ لذلك فلیبك علی نفسہ نسأل اللہ العافیۃ والمستغاث بہ فی الحقیقۃ ھو اللہ والنبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطۃ بینہ وبین المستغیث فھو سبحنہ مستغاث بہ والغوث منہ خلقا وایجادا والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مستغاث والغوث منہ سببا وکسبا "ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی

مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنیٰ نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالیٰ سے عافیت مانگتے ہیں۔ حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ وواسطہ ہیں۔ تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو خلق وایجاد کرے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روا ہو۔

(الجوہر المنظم،الفصل السابع ،فیما ینبغی للزائر الخ ،صفحہ62، المطبعة الخیریہ، مصر)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

محدث وفقیہ حضرت علامہ علی بن سلطان القاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1014)

حضور غوثِ پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ارشاد پاک نقل کرتے ہیں "من استغاث بی فی کربة کشفت عنه و من نادانی باسمی فی شدة خرجت عنه و من توسل بی الی الله فی حاجته قضیت "ترجمہ: جو کوئی رنج وغم میں مجھ سے مدد مانگے تو اسکا رنج وغم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اسکی حاجت پوری ہوگی۔

(نزہة الخاطر الفاتر ، ص 61،سنی دارالاشاعت،فیصل آباد)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

علامہ احمد بن محمد شہاب خفاجی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں "اتفق الناس علی زیارة مشاهد السلف والتوسل بهم الی الله وان انکره بعض الملاحدة فی عصرنا والمشتکی الیه هو الله "ترجمہ: مزارات سلف صالحین کی زیارت اور انہیں اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ بنانے پر مسلمانوں کا اتفاق

ہے اگرچہ ہمارے زمانے میں بعض ملحد بے دین لوگ اس کے منکر ہوئے اور خدا ہی کی طرف ان کے فساد کی فریاد ہے۔

(عنایة القاضی وکفایة الراضی (حاشیة الشهاب علی البیضاوی) ،باب النازعات، جلد 9، صفحہ399،دارالکتب العلمیة، بیروت)

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور وسیلہ

محقق علی الاطلاق شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وتوسل بوے موجب قضائے حاجت وسبب نجاح مرام است "ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیلہ چاہنا حاجت پوری ہونے کا باعث اور مقصد پورا ہونے کا سبب ہے۔ (جذب القلوب،ص 220)

مزید فرماتے ہیں "دیگر صلوات اللہ علیہم بعد از وفات جائز است سید الانبیاء بطریق اولیٰ جائز باشد "ترجمہ: جب دیگر انبیاء علیہم السلام سے بعدِ وفات توسل جائز ہے تو سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سے بدرجۂ اولیٰ جائز ہے۔

(جذب القلوب،ص 221)

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے "اخبار الاخیار" میں حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے: "جو شخص دو رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ ﴿قل هو الله احد﴾ (یعنی سورۃ اخلاص پوری) پڑھے اور سلام کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اور میرا نام لے کر (یعنی میرا وسیلہ دے کر) اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے تو اللہ تعالیٰ اپنے لطف وکرم سے اس کی حاجت کو پورا کرے گا۔" ایک روایت میں آتا ہے کہ گیارہ قدم عراق کی طرف چلے اور میرا نام لے کر دعا مانگے۔"

(اخبار الاخیار ،صفحہ 50،ممتاز اکیڈمی ،لاہور)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ اور وسیلہ

علامہ امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ) فرماتے ہیں

’’قَدُ يُقَالُ إِنَّهُ لَا حَقَّ لَهُمُ وُجُوبًا عَلَى اللَّهِ تَعَالَى، لَكِنَّ اللَّهَ سُبُحَانَهُ وَتَعَالَى جَعَلَ لَهُمُ حَقًّا مِنُ فَضُلِهِ أَوُ يُرَادُ بِالُحَقِّ الُحُرُمَةُ وَالُعَظَمَةُ، فَيَكُونُ مِنُ بَابِ الُوَسِيلَةِ وَقَدُ قَالَ تَعَالَى: ﴿**وَابُتَغُوا إِلَيُهِ الُوَسِيلَةَ**﴾وَقَدُ عَدَّ مِنُ آدَابِ الدُّعَاءِ التَّوَسُّلَ عَلَى مَا فِي الُحِصُنِ، وَجَاءَ فِي رِوَايَةٍ :(**اللَّهُمَّ إِنِّي أَسُأَلُك بِحَقِّ السَّائِلِينَ عَلَيُك، وَبِحَقِّ مَمُشَايَ إِلَيُك، فَإِنِّي لَمُ أَخُرُجُ أَشَرًا وَلَا بَطَرًا**) الُحَدِيثَ اهــ ط عَنُ شَرُحِ النُّقَايَةِ لِمُنُلَا عَلِيٍّ الُقَارِي وَيُحُتَمَلُ أَنُ يُرَادَ بِحَقِّهِمُ عَلَيُنَا مِنُ وُجُوبِ الُإِيمَانِ بِهِمُ وَتَعُظِيمِهِمُ، وَفِي الُيَعُقُوبِيَّةِ يُحُتَمَلُ أَنُ يَكُونَ الُحَقُّ مَصُدَرًا لَا صِفَةً مُشَبَّهَةً فَالُمَعُنَى بِحَقِّيَّةِ رُسُلِك فَلَا مَنُعَ فَلُيُتَأَمَّلُ اهــ أَيُ الُمَعُنَى بِكَوُنِهِمُ حَقًّا لَا بِكَوُنِهِمُ مُسُتَحَقِّينَ.وَقَالَ السُّبُكِيُّ :يَحُسُنُ التَّوَسُّلُ بِالنَّبِيِّ إِلَى رَبِّهِ وَلَمُ يُنُكِرُهُ أَحَدٌ مِنُ السَّلَفِ وَلَا الُخَلَفِ إِلَّا ابُنَ تَيُمِيَّةَ فَابُتَدَعَ مَا لَمُ يَقُلُهُ عَالِمٌ قَبُلَهُ ‘‘ترجمہ: کہا جاتا ہے کہ مخلوق کا کوئی حق اللہ تعالی پر واجب نہیں ہے، لیکن اس اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے فضل وکرم سے ان کے لئے حق بنایا ہے یا حق سے مراد حرمت وعظمت ہے، پس دعا کرنے والوں کا قول ’’بحق رسلك‘‘ وسیلہ کی قسم سے ہوگا اور تحقیق باری تعالی نے فرمایا﴿اور اس (اللہ تعالی) کی طرف وسیلہ تلاش کرو﴾ اور توسل کو آداب دعا میں شمار کیا جاتا ہے جیسا کہ حصن حصین میں ہے۔اور رسول کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مروی ہے (اے اللہ عزوجل! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس حق کے وسیلے سے جو سائلین کا تجھ پر ہے اور جو میرا تیری طرف چل کر آنے کا ہے، پس بے شک میں تکبر اور ریا کے لئے نہیں نکلا) الحدیث اھ، طحطاوی میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ کی شرح النقایہ کے حوالے سے ہے‘‘ اور یہ بھی احتمال ہے کہ دعا کرنے والوں کے قول ’’بحق رسلك‘‘ میں حق سے مراد وہ حق ہو جو

ہم پر ان رُسل کرام کا ہے یعنی ان پر ایمان لانے کا وجوب اور ان کی تعظیم کرنا، اور یعقوبیہ میں ہے کہ یہ احتمال بھی ہے کہ (مذکورہ قول میں) لفظ ’’حق‘‘ مصدر ہو نہ کہ صفت مشبہ، تو معنی یہ ہوگا کہ تیرے رسولوں کے حق ہونے کے وسیلے سے، تو اس پر کوئی اعتراض نہیں، پس غور کرو کہ مطلب یہ ہے کہ ان کے حق ہونے کے وسیلے سے نہ کہ ان کے مستحق ہونے کے وسیلے سے۔۔۔۔اور امام سبکی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: رب العزت جل جلالہ کی بارگاہ میں نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا وسیلہ پکڑنا مستحسن ہے اور ابن تیمیہ کے سوا سلف وخلف میں سے کسی نے اس کا انکار نہیں کیا پس اس نے وہ بات گڑھی جو اس سے پہلے کسی عالم نے نہیں کہی۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحت، فصل فی البیع، جلد6، صفحہ397، دارالفکر، بیروت)

علامہ آلوسی اور وسیلہ

علامہ محمود آلوسی (متوفی1270ھ) فرماتے ہیں ’’لاأری بأسا فی التوسل إلی اللہ تعالی بجاہ النبی صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عند اللہ تعالی حیا ومیتا‘‘ ترجمہ: میں اللہ عزوجل کے بارگاہ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کی وجاہت کے توسل میں کوئی حرج نہیں دیکھتا، چاہے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ کے ظاہری حیات کے ساتھ جلوہ فرما ہونے کے وقت ہو یا پردہ فرمانے کے بعد۔

(تفسیر روح المعانی، فی التفسیر، سورۃ المائدہ، آیت35، ج3، ص297، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شاہ عبد العزیز اور وسیلہ

شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی لکھتے ہیں ’’توسل وطلب دعا از صالحان ودوستان خدا در حالت حیات کنند وآں جائز ست باتفاق پس آنچہ را جائز نباشد وفرقے نیست در ارواح کاملاں در حسین حیات وبعد از ممات مگر بہ ترقی

کمال" ترجمہ: نیک لوگوں اوراللہ تعالیٰ کے دوستوں کوظاہری حیات میں وسیلہ بنایا جاتا ہے یہ بالاتفاق جائز ہے تو وفات کے بعد یہ بات جائز کیوں نہ ہوگی؟ کاملین کی ارواح میں ظاہری حیات اور بعد وفات صرف اتنا فرق ہوتا ہے کہ انہیں اورزیادہ کمال حاصل ہوجاتا ہے۔ (فتاوی عزیزی،ج2،ص108)

حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، حنابلہ

مذاہب اربعہ پر مشتمل کتاب الموسوعۃ الفقہیہ میں ہے"ذَهَبَ جُمْهُورُ الْفُقَهَاءِ (الْمَالِكِيَّةُ وَالشَّافِعِيَّةُ وَمُتَأَخِّرُو الْحَنَفِيَّةِ وَهُوَ الْمَذْهَبُ عِنْدَ الْحَنَابِلَةِ) إِلَى جَوَازِ هَذَا النَّوْعِ مِنَ التَّوَسُّل سَوَاءٌ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ بَعْدَ وَفَاتِهِ "ترجمہ: جمہور فقہاء(مالکیہ،شافعیہ،متاخرین حنفیہ،حنابلہ)اس طرف گئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے دعا کرنا ان کی حیات اوروفات دونوں صورتوں میں جائز ہے۔

(الموسوعة الفقهيه الكويته،جلد14،صفحه149،دارالسلاسل ،الكويت)

قاضی شوکانی اور وسیلہ

وہابیہ کے امام شوکانی (متوفی 1250ھ) نے لکھا"(قَولہ ويتوسل إِلَى الله سُبْحَانَهُ بأنبيائه وَالصَّالِحِينَ) أَقُول وَمن التوسل بالأنبياء مَا أخرجه التِّرْمِذِيّ وَقَالَ حسن صَحِيح غَرِيب وَالنَّسَائِيّ وَابْن ماجة وَابْن خُزَيْمَة فِي صَحِيحه وَالْحَاكِم وَقَالَ صَحِيح على شَرط البُخَارِيّ وَمُسلم من حَدِيث عُثْمَان بن حنيف رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَن أعمى أَتَى النَّبِي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُول الله ادْع الله أَن يكْشف لي عَن بَصرِي قَالَ أَو أدعك فَقَالَ يَا رَسُول الله أَنِّي قد شقّ عَليّ ذهَاب بَصرِي قَالَ فَانْطَلق فَتَوَضَّأ فصل رَكْعَتَيْنِ ثمَّ قل اللَّهُمَّ أَنِّي أَسأَلك وأتوجه إِلَيْك بِمُحَمد نَبِي الرَّحْمَة ــ الحَدِيث وَسَيَأْتِي

هَذَا الحَدِيث فِي هَذَا الْكتاب عِنْد ذكر صَلَاة الْحَاجة وَأما التوسل بالصالحين فَمِنْهُ مَا ثَبت فِي الصَّحِيح أَن الصَّحَابَة استسقوا بِالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَم رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اللَّهُمَّ إِنَّا نتوسل إِلَيْك بعم نَبينَا "ترجمہ: اللہ سبحانہ کی بارگاہ میں انبیاء اورصالحین کا وسیلہ پیش کرے، میں (شوکانی) کہتا ہوں: انبیاء علیہم السلام کے توسل پر دلیل وہ حدیث پاک ہے جسے امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح غریب کہا، اورنسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور امام حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح ہے، یعنی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث، کہ: ایک نابینا آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اورعرض کی: میرے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میری آنکھیں درست فرمادے۔ فرمایا: اورکیا میں تیرے لیے دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: مجھ پر نظر کا چلے جانا بہت مشقت کا باعث ہے۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھو اور اس طرح دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ عنقریب یہ حدیث اس کتاب میں صلاۃ الحاجۃ کے بیان میں آئے گی۔ توسل بالصالحین کی دلیل وہ حدیث ہے جو صحیح (بخاری) میں ثابت ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (کے وسیلہ) سے بارش طلب کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یوں عرض کیا: اے اللہ! ہم تیری بارگاہ میں اپنے نبی کے چچا کا وسیلہ پیش کرتے ہیں۔

(تحفة الذاكرين بعدة الحصن الحصين،وجه التوسل بالانبياء والصالحين،ج1،ص60،دارالقلم،بیروت)

وحید الزمان اور وسیلہ

غیر مقلد وحید الزمان لکھتا ہے "اذثبت التوسل بغیر اللہ فای دلیل یخصہ بالاحیاء ولیس فی اثر عمر مایئول علی منع التوسل بالنبی وھو انمایتوسل بالعباس لاشرکہ فی الدعاء مع الناس والانبیاء احیاء فی قبورھم وکذا الشھداء والصالحون "ترجمہ: جب غیر اللہ کا وسیلہ ثابت ہے تو پھر اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کون سی دلیل ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ایسی کوئی بات نہیں جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ کو منع کرتی ہو، انہوں نے تو صرف اس وجہ سے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توسل کیا تھا تا کہ وہ لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک ہو جائیں، انبیاء، شہداء اور صالحین اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ (ہدایۃ المہدی، ص47تا49)

اشرف علی تھانوی اور وسیلہ

اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتا ہے "توسل بالحی اور بالمیت (زندہ اور فوت شدگان کو وسیلہ بنانا) دونوں جائز ہیں۔" (امداد الفتاوی، ج5، ص89)

خلیل احمد سہارن پوری اور وسیلہ

خلیل احمد سہارن پوری دیوبندی نے لکھا "ہمارے نزدیک اور مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء واولیاء وشہداء وصدیقین کا توسل جائز ہے، ان کی حیات میں یا بعدِ وفات بایں طور کہے: یا اللہ میں فلاں بزرگ کے توسل سے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت کی برآوری چاہتا ہوں۔" (المہند، ص31)

مشرکین کا عقیدۂ وسیلہ

سوال: مشرکین کا "عقیدہ وسیلہ" اور "اسلام کے عقیدہ وسیلہ" کے درمیان

کیا فرق ہے؟

جواب: مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کے مقرب بندوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حاجت روا، شفیع اور وسیلہ بنایا اس لئے ہمارا ایسا کرنا حق اور درست ہے (تفصیلی دلائل ماقبل میں گزرے) اور مشرکین نے اللہ تعالیٰ کے دشمنوں یعنی بتوں کو اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر حاجت روا، شفیع اور وسیلہ بنایا اس لئے ان کا ایسا کرنا باطل وغلط ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ فَاللَّهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتَى﴾ ترجمہ: یا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لئے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور مردے جلائے (زندہ کرے) گا۔ (پ25، سورۃ الشوریٰ، آیت 9)

اس کے تحت مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں "اس سے معلوم ہوا کہ خدا کے دشمنوں کو ولی بنانا مشرک وکافر کا کام ہے، جیسے اللہ کے دوستوں کو ولی بنانا مومن کا عمل، کعبہ کو قبلہ بنانا عین ایمان ہے، کسی بت کو قبلہ بنانا کفر ہے، ولی اللہ اور ولی من دون اللہ میں فرق ہے۔" (نور العرفان، ص581، نعیمی کتب خانہ، کراچی)

حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب قوم کے سامنے تعلیم رسالت پیش کی تو ان سے کہا ﴿وَأُبْرِئُ الْأَكْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْيِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ ترجمہ: اور میں اچھا کرتا ہوں اندھے اور کوڑھی کو اور مردے زندہ کرتا ہوں۔ (پ3، سورہ آل عمران، 49)

اب دیکھئے شفا دینا اور مردے کو زندہ کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے، اس لحاظ سے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے کاموں کا دعویٰ کیا لیکن آپ آگے فرماتے ہیں ﴿بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ یعنی میں جو کچھ کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے اذن سے کرتا ہوں، پس جہاں اذن الٰہی آجائے تو شرک چلا جاتا ہے اور اذن آ گیا توحید بھی آ گئی

یہی اذن الٰہی ہونا یا نہ ہونا توحید اور شرک کا بنیادی نکتہ ہے۔۔۔مشرکین تو دونوں طرف سے پٹ گئے کہ ایک تو اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر بتوں کو حاجت روا مانا، دوسرا یہ کہ اگر وہ اذن کے ساتھ حاجت روا مانتے تب بھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اذن نہ دیا تھا تو اس طرح بھی پٹ گئے، ایک تو یہ کہ وہ حاجت روائی کے اہل نہ تھے اور ان کو حاجت روا مانا، دوسرا یہ کہ اذن الٰہی کا محتاج بھی نہ مانا، پس وہ کفر میں بھی مبتلا ہوئے اور شرک میں بھی ۔اب آیئے مومنین کی طرف کہ وہ شرک سے پاک ہیں کہ ان کے پاس ﴿**باذن الله**﴾ کا ثبوت ہے۔'' (توحید وشرک ص2,3،مکتبہ المدینہ، کراچی)

سوال: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کفار کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے ﴿**مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ**﴾ ترجمہ: ہم نہیں پوجتے ان کو مگر اس لیے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں۔ (سورۃ الزمر، آیت3)

اس سے معلوم ہوا کہ کفار بتوں کو خدا نہیں مانتے تھے بلکہ خدا تک پہنچنے کا وسیلہ سمجھتے تھے جسے شرک کہا گیا، اس کا کیا جواب ہے؟

جواب: اس کے دو جواب ہیں:

(1) وسیلہ ماننے کو رب نے کفر نہیں فرمایا بلکہ ان کے پوجنے کو شرک کہا، فرمایا ﴿**نَعْبُدُهُمْ**﴾ ہم اس لیے انہیں پوجتے ہیں۔ کسی کو پوجنا واقعی شرک ہے، اگر کوئی عیسیٰ علیہ السلام یا کسی ولی کی عبادت کرے وہ مشرک ہے، الحمدللہ مسلمان کسی وسیلہ کو نہیں پوجتے۔

(2) مشرکین نے بتوں کو وسیلہ بنایا جو خدا کے دشمن ہیں مسلمان اللہ کے پیاروں کو وسیلہ سمجھتا ہے وہ (مشرکین کا فعل) کفر اور یہ (مسلمان کا فعل) ایمان، دیکھو مشرک گنگا کا پانی لاتا ہے تو مشرک اور مسلمان آب زم زم لاتے ہیں وہ مومن

ہیں کیونکہ مسلمان آب زمزم کی اس لیے تعظیم کرتا ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ پانی حضرت اسماعیل علیہ السلام کا معجزہ ہے اور پیغمبر کی تعظیم ایمان ہے، اسی طرح مشرک ایک پتھر کے آگے سر جھکاتا ہے وہ مشرک ہے، آپ بھی کعبہ کے سامنے سجدہ کرتے ہیں بلکہ (حج یا عمرہ کے لیے جائیں تو) مقام ابراہیم کو سامنے لے کر نماز پڑھتے ہیں، آپ مومن کیوں؟ اس لیے کہ کافر کے پتھر کو بت سے نسبت ہے اسی لیے وہ اس تعظیم سے کافر ہے اور ان چیزوں کو نبیوں سے نسبت ہے ان کی تعظیم عین ایمان ہے۔ دیوالی کی تعظیم شرک ہے مگر رمضان کی تعظیم ایمان ہے۔ (جاء الحق، ص515، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

تنبیہ: بدمذہبوں کی آج کل عام عادت ہے کہ مسلمانوں کے ان افعال کو جن پر قرآن وحدیث، صحابہ کرام اور اسلاف سے دلائل موجود ہیں ہندوؤں کے افعال سے تشبیہ دے کر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں کہ مسلمان مزارات اولیاء پر جاتے ہیں ہندو بتوں کے پاس جاتے، مسلمان یہ کرتے ہیں، ہندو وہ کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ، بعید نہیں کہ انہیں بدمذہبوں میں سے کل کوئی یہ کہہ کر حج سے منع کرنا شروع ہو جائے کہ ہندو بتوں کے پاس جاتے ہیں مسلمان کعبہ کے پاس، ہندو بتوں کو سامنے رکھ کر عبادت کرتے ہیں مسلمان مقام ابراہیم کو سامنے رکھ کر، ہندو گنگا کے پانی کا احترام کرتے ہیں مسلمان زم زم کے پانی کا احترام کرتے ہیں، ہندو بتوں پر چادریں چڑھاتے ہیں مسلمان کعبہ پر غلاف چڑھاتے ہیں، ہندو سر گنجا کروا کے ایک چٹیا رکھتے ہیں مسلمان بھی احرام سے باہر آنے کے لیے حلق کرواتے ہیں، ہندو دھوتی باندھتے ہیں مسلمان بھی حج میں احرام کی ایک چادر سے تہبند باندھتا ہے، ہندو مل کر بھجن گاتے ہیں مسلمان مل کر تلبیہ پڑھتے ہیں العیاذ باللہ۔

اللہ تعالیٰ عقل سلیم عطا فرمائے اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں عقل کے

گھوڑے دوڑانے سے بچائے، آمین۔

وسیلہ کے ساتھ دعا مانگنا افضل ھے

سوال: وسیلہ سے دعا مانگنا افضل ہے یا بغیر وسیلہ کے؟

جواب: وسیلہ سے دعا مانگنا افضل ہے کیونکہ بغیر وسیلہ کے دعا مانگیں گے تو ایک حکمِ قرآنی پرعمل ہوگا (یعنی مجھ سے دعا مانگو) جبکہ وسیلہ سے دعا مانگیں گے تو قرآن کے دوحکموں پرعمل ہوگا (ایک مجھ سے دعا مانگو دوسرا وسیلہ تلاش کرو)۔قرآن مجید میں ہے﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ترجمہ: اورتمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (سورۃ غافر،سورۃ40،آیت 60)

دوسری آیت میں ہے﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾ترجمہ کنزالایمان: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اوراس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔ (سورۃ المائدہ،سورۃ5،آیت35)

حصن حصین کی ابتداء میں دعاء کے آداب بیان کرتے ہوئے وسیلہ کے ساتھ دعا کرنے کا فرمایا ہے''ويتوسل إلى الله بأنبيائه وَالصَّالِحِينَ''ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں (دعا کرتے ہوئے) انبیاء اورصالحین کا وسیلہ پیش کرے۔

(حصن حصين ،وجه التوسل بالانبياء والصالحين،ج1،ص55،دارالقلم،بيروت)

اس کے تحت علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح الحرز الواصلین میں لکھا ہے''وهو من المندوبات''ترجمہ: وسیلہ کے ساتھ دعا کرنا مستحب ہے۔

چھٹا باب

ندائے یا رسول اللہ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حیات ظاہری میں "یا" کے ساتھ پکارنا

صحیح مسلم میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ پاک میں داخل ہوئے تو: ((فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ، وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ، يُنَادُونَ :يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللهِ)) ترجمہ: عورتیں اور مرد چھتوں پر چڑھ گئے، بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ۔ (صحیح مسلم، ج2، ص419، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ایک اور حدیث پاک میں ہے ((عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ، أَنَّ رَجُلًا ضَرِيرَ الْبَصَرِ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ:ادْعُ اللَّهَ لِي أَنْ يُعَافِيَنِي فَقَالَ:إِنْ شِئْتَ أَخَّرْتُ لَكَ وَهُوَ خَيْرٌ، وَإِنْ شِئْتَ دَعَوْتُ فَقَالَ :ادْعُهْ، فَأَمَرَهُ أَنْ يَتَوَضَّأَ فَيُحْسِنَ وُضُوءَهُ وَيُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ، وَيَدْعُوَ بِهَذَا الدُّعَاءِ:اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ، وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِمُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِتُقْضَى، اللَّهُمَّ فَشَفِّعْهُ فِيَّ)) ترجمہ: حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے، ایک نابینا آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کی: میرے لیے اللہ تعالی سے دعا کریں کہ وہ مجھے عافیت دے۔ فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہارے لیے دعا کو مؤخر کر دوں اور یہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر چاہو تو دعا کروں۔ اس نے عرض کیا: دعا فرما دیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو اور اس طرح دعا کرو: اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ

مہربانی کے نبی ہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہو کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ، ج1، ص441، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت☆جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء الضیف، ج5، ص461، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆مسند احمد بن حنبل، حدیث عثمان بن حنیف، ج28، ص478، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت☆صحیح ابن خزیمہ، باب صلوۃ الترغیب والترہیب، ج2، ص225، المکتب الاسلامی، بیروت☆المستدرک، کتاب صلوۃ التطوع، باب دعاء ردالبصر، ج1، ص458، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆دلائل النبوۃ، باب مافی تعلیمہ الضریر ما کان فیہ، ج6، ص166، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سنن ابن ماجہ میں اس حدیث کے بارے میں لکھا ہے "قَالَ أَبُو إِسْحَاقَ: هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ" ترجمہ: امام ابو اسحٰق نے کہا: یہ صحیح حدیث ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ماجاء فی صلوۃ الحاجۃ، ج1، ص441، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

امام حاکم نے اس حدیث کے بارے میں لکھا "هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ" ترجمہ: یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

(المستدرک، کتاب صلوۃ التطوع، باب دعاء ردالبصر، ج1، ص458، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام بیہقی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں "وَرَوَيْنَاهُ فِي كِتَابِ الدَّعَوَاتِ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ عُبَادَةَ عَنْ شُعْبَةَ، فَفَعَلَ الرَّجُلُ فَبَرَأَ" ترجمہ: اور ہم نے اس کو کتاب الدعوات میں اسنادِ صحیح کے ساتھ روح بن عبادہ عن شعبہ سے روایت کیا، پس اس شخص نے ایسا کیا تو اس کی آنکھیں ٹھیک ہو گئیں۔

(دلائل النبوۃ، باب مافی تعلیمہ الضریر ما کان فیہ، ج6، ص167، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام ترمذی نے اس کے بارے میں کہا "هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ" ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح غریب ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی دعاء الضیف، ج5، ص461، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

وصالِ ظاہری کے بعد پکارنا

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَنَّ رَجُلًا، كَانَ يَخْتَلِفُ إِلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي حَاجَةٍ لَهُ، فَكَانَ عُثْمَانُ لَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَلَا يَنْظُرُ فِي حَاجَتِهِ، فَلَقِيَ ابْنَ حُنَيْفٍ فَشَكَى ذَلِكَ إِلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ ائْتِ الْمَسْجِدَ فَصَلِّ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ قُلْ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِي لِي حَاجَتِي وَتَذْكُرُ حَاجَتَكَ وَرُحْ حَتَّى أَرُوحَ مَعَكَ، فَانْطَلَقَ الرَّجُلُ فَصَنَعَ مَا قَالَ لَهُ، ثُمَّ أَتَى بَابَ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَجَاءَ الْبَوَّابُ حَتَّى أَخَذَ بِيَدِهِ فَأَدْخَلَهُ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَجْلَسَهُ مَعَهُ عَلَى الطِّنْفِسَةِ، فَقَالَ: حَاجَتُكَ؟ فَذَكَرَ حَاجَتَهُ وَقَضَاهَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ لَهُ: مَا ذَكَرْتُ حَاجَتَكَ حَتَّى كَانَ السَّاعَةُ، وَقَالَ: مَا كَانَتْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ فَأْذْكُرْهَا، ثُمَّ إِنَّ الرَّجُلَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهِ فَلَقِيَ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ، فَقَالَ لَهُ: جَزَاكَ اللهُ خَيْرًا مَا كَانَ يَنْظُرُ فِي حَاجَتِي وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيَّ حَتَّى كَلَّمْتَهُ فِيَّ، فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ: وَاللهِ مَا كَلَّمْتُهُ وَلَكِنِّي شَهِدْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَتَاهُ ضَرِيرٌ فَشَكَى إِلَيْهِ ذَهَابَ بَصَرِهِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: فَتَصَبَّرْ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ لَيْسَ لِي قَائِدٌ وَقَدْ شَقَّ عَلَيَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ائْتِ الْمِيضَأَةَ فَتَوَضَّأْ، ثُمَّ صَلِّ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ ادْعُ بِهَذِهِ الدَّعَوَاتِ قَالَ ابْنُ حُنَيْفٍ: فَوَاللهِ مَا تَفَرَّقْنَا وَطَالَ بِنَا الْحَدِيثُ حَتَّى دَخَلَ عَلَيْنَا الرَّجُلُ كَأَنَّهُ لَمْ يَكُنْ بِهِ ضُرٌّ قَطُّ)) ترجمہ: ایک حاجتمند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر

المومنین نہ اس کی طرف التفات فرماتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی، انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ پھر دعا مانگ: الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں، یارسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روائی فرمائے۔ اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجتمند نے (کہ وہ بھی صحابی یا کبار تابعین میں سے تھے۔) یوں ہی کیا، پھر آستانِ خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المومنین کے حضور لے گیا، امیر المومنین نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھالیا، مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا، اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت اپنا مطلب بیان کیا، پھر فرمایا: جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔ یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المومنین میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی، عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے تو تمہارے معاملے میں امیر المومنین سے کچھ بھی نہ کہا مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا حضور کی خدمتِ اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی حضور نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اُٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی وہ اندھا نہ تھا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ما اسند عثمان بن حنیف، ج9، ص30، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

امام منذری اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ''قَالَ الطَّبَرَانِيّ بعد ذكر طرقه والْحَدِيث صَحِيح'' ترجمہ: امام طبرانی نے اس کے طرق ذکر کرنے

کے بعد کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(الترغیب والترہیب، کتاب النوافل الترغیب فی المحافظة، ج1، ص273، دارالکتب العلمیه، بیروت)

یانبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں ((أَقْبَلَ أَبُو بَكْرٍ رضی اللہ عنہ عَلَى فَرَسِهِ مِنْ مَسْكَنِهِ بِالسُّنْحِ حَتَّى نَزَلَ، فَدَخَلَ المَسْجِدَ، فَلَمْ يُكَلِّمِ النَّاسَ حَتَّى دَخَلَ عَلَى عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا، فَتَيَمَّمَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُسَجًّى بِبُرْدِ حِبَرَةٍ، فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ، لاَ يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ، أَمَّا المَوْتَةُ الَّتِي كُتِبَتْ عَلَيْكَ فَقَدْ مُتَّهَا)) ترجمہ: (جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو) حضرت ابوبکر اپنے گھر سے جو کہ سنح نامی محلّہ میں تھا گھوڑے پر سوار ہوکر آئے، یہاں تک کہ آپ مسجدِ نبوی میں داخل ہوئے اور لوگوں سے بات چیت نہیں کی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس پہنچے پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ حبرہ چادر میں ڈھکا ہوا تھا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے سے چادر کو ہٹایا اور اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گرادیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چوما اور روتے ہوئے کہا: یا نبی اللہ! میرے والد آپ پر فدا ہوں، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا (بلکہ آپ کو ابھی آن واحد کے لیے ایک ہی موت آنی تھی) اور جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے لکھی تھی وہ ہوچکی۔

(صحیح بخاری، باب الدخول علی المیت بعد الموت، ج2، ص71، مطبوعه دارطوق النجاة)

اے نبی آپ پر سلام ہو

صحیح بخاری میں ہے ((قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صلی اللہ

علیہ وسلم، قُلْنَا: السَّلاَمُ عَلَى جِبْرِيلَ وَمِيكَائِيلَ السَّلاَمُ عَلَى فُلاَنٍ وَفُلاَنٍ، فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ هُوَ السَّلاَمُ، فَإِذَا صَلَّى أَحَدُكُمْ، فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، فَإِنَّكُمْ إِذَا قُلْتُمُوهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلَّهِ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے تو (قعدہ میں) کہتے کہ حضرت جبریل ومیکائیل پر سلام ہو، فلاں اور فلاں پر سلام ہو۔ نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: بے شک اللہ ہی سلام ہے، جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو اس طرح کہے: التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ، جب تم اس طرح کہو گے تو تمہارا سلام زمین وآسمان میں موجود اللہ کے ہر نیک بندے کو پہنچ جائے گا (پھر کہو) أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔

(صحیح بخاری، باب التشهد فی الآخیرہ، ج1، ص166، مطبوعه دارطوق النجاة)

اس حدیث پاک سے چند فائدے حاصل ہوئے:

(1) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی بارگاہ میں ندا کر کے سلام کرنے کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے۔

(2) اس حدیث پاک کی رو سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ ظاہری میں، وصالِ ظاہری کے بعد، قریب سے، دور سے، ہر طرح ندا کی جاسکتی ہے۔

(3) ''السلام علیک ایها النبی'' اور'' الصلوۃ والسلام علیک

یــارسـول اللـه ''خطاب کرکے حرفِ ندا کے ساتھ حضور کی بارگاہ میں سلام بھیجنے میں یکساں ہیں، جب پہلا درست ہے تو دوسرا بھی صحیح ہے۔

(4) امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''حضور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو نداء کرنے کے عمدہ دلائل سے'' التحیات '' ہے جسے ہر نمازی ہر نماز کی دو رکعت پر پڑھتا ہے اور اپنے نبی کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم سے عرض کرتا ہے: السـلام عـليك ايهـاالنبی و رحمة اللّٰہ و بر کاته ۔سلام آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

اگر ندا معاذ اللہ شرک ہے، تو یہ عجب شرک ہے کہ عین نماز میں شریک و داخل ہے۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ (فتاوی رضویه،ج29،ص566،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

(5) اس حدیث پاک سے ان لوگوں کی غلط فہمی دور ہوگئی کہ جو یہ کہتے ہیں کہ التحیات میں حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو سلام کرنے کی نیت نہیں کریں گے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ''السـلام عليك ايهاالنبی ''فرمایا تھا، اس لیے سلام کے الفاظ بطورِ حکایت زبان سے دہرائیں گے، کیونکہ صحیح بخاری کی اس حدیث پاک میں موجود ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان علیحدہ علیحدہ فرشتوں کو سلام پہنچانے کی نیت سے سلام کہتے تھے تو حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے انہیں جامع کلمات سکھا دیئے ''السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ '' کہ یوں کہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا سلام زمین و آسمان میں موجود اللہ تعالیٰ کے ہر نیک بندے تک پہنچا دے گا۔ اس سے پتا چلا کہ یہاں صرف سلام دہرانا مقصود نہیں۔

امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''یہ جاہلانہ خیال محض باطل کہ التحیات زمانہ اقدس سے ویسے ہی چلی آتی ہے تو مقصود ان

لفظوں کی ادا ہے نہ کہ نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی نداء حاشا وکلا شریعتِ مطہرہ نے نماز میں کوئی ایسا ذکر نہیں رکھا ہے جس میں صرف زبان سے لفظ نکالے جائیں اور معنی مراد نہ ہوں، نہیں نہیں بلکہ قطعاً یہی درکار ہے۔ التحیـاتُ للّٰہ و الصلوات سے حمدِ الٰہی کا قصد رکھے اور السـلام عليك ايهاالنبی و رحمة اللّٰہ و بر کاته ، سے یہ ارادہ کرے کہ اس وقت میں اپنے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو سلام کرتا اور حضور سے بالقصد عرض کررہا ہوں کہ سلام حضور اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

فتاوائے عالمگیری میں شرح قدوری سے ہے ''وَلَا بُـدَّ مِـنُ أَنْ يَـقْـصِـدَ بِـأَلْـفَـاظِ التَّشَهُّدِ مَعَانِيَهَا الَّتِي وُضِعَتُ لَهَا مِنُ عِنُدِهِ كَأَنَّهُ يُحَيِّي اللَّهَ وَيُسَلِّمُ عَـلَـى الـنَّبِـيِّ وَعَـلَى نَفُسِهِ وَأَوُلِيَاءِ اللَّهِ تَعَالَى '' تشہد کے الفاظ سے ان معانی کا قصد کرنا ضروری ہے جن کے لیے ان الفاظ کو وضع کیا گیا ہے اور جو نمازی کی طرف سے مقصود ہوں، گویا کہ نمازی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نذرانہ عبادت پیش کررہا ہے، اور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر، خود اپنی ذات پر اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے۔

(الفتاوی الهندية، كتاب الصلوة ،الفصل الثانی،ج1،ص72،نورانی كتب خانه ،پشاور)

تنویر الابصار اور اس کی شرح دُرمختار میں ہے ''(وَيَـقْـصِـدُ بِأَلْفَاظِ التَّشَهُّدِ) مَـعَـانِيَهَا مُرَادَةً لَهُ عَلَى وَجْهِ (الْإِنْشَاءِ) كَـأَنَّـهُ يُحَيِّي اللَّهَ تَعَالَى وَيُسَلِّمُ عَلَى نَبِيِّـهِ وَعَـلَـى نَـفُسِـهِ وَأَوُلِيَائِهِ (لَا الْإِخْبَارَ) عَـنُ ذَلِكَ ذَكَـرَهُ فِي الْمُجْتَبَى ''

ترجمہ: الفاظِ تشہد سے اُن کے معانی مقصودہ کا بطور انشآء قصد کرے، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اظہارِ بندگی کررہا ہے اور اس کے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، خود اپنی ذات اور اولیاء اللہ پر سلام بھیج رہا ہے، ان الفاظ سے حکایت وخبر کا قصد نہ کرے اس کو مجتبی میں ذکر کیا ہے۔

(الـدرالـمـختـار شـرح تـنوير الابصار، كتاب الصلوة،باب صفة الصلوة،ج1،ص77،مـطبع مجتبائی،

دہلی)

علامہ حسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں فرماتے ہیں'' یقصد معانیه ، مرادةً له، علی انّه، یُنشِئُھَا تَحِیَّةً وَسَلَاماً مِنه ''ترجمہ: قصد کرے معنیٰ مقصودہ کا بایں طور کہ نمازی اپنی طرف سے تحیہ اورسلام پیش کررہا ہے۔

(مراقی الفلاح علی ھامش حاشیة الطحطاوی، کتاب الصلوۃ،ص155،نور محمد کارخانہ تجارت کتب ،کراچی)

اسی طرح بہت علماء نے تصریح فرمائی۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص68-567،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

روضہ اقدس پر یارسول اللہ کہہ کرپکارنا

حضرت مالک الدار سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِی زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَی قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:**یَا رَسُولَ اللَّهِ!** اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ:ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ:عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ:يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ:حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قبر مبارک پر آیا اور کہا **یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہورہے ہیں۔رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی،اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے،اس شخص نے حاضر ہوکر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا:اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ،کتاب الفضائل ،ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ،

جلد12،صفحہ32،الدار السلفیة، الھندیة)

چند باتیں قابلِ توجہ ھیں:

(1)اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح کہا ہے،الفاظ یہ ہیں''وروی ابن أَبِی شَیْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِیحٍ ''ترجمہ:ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری،باب سوال الناس الامام الاستسقاء،ج2،ص495،دارالمعرفہ،بیروت)

(2)حافظ ابن کثیر نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ والی سند کے ساتھ روایت بیان کرکے لکھا ہے''وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ''ترجمہ: یہ سند صحیح ہے۔

(البدایة النھایة،ج7،ص105،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(3)حافظ ابن حجر عسقلانی نے ایک اور سند کے ساتھ یہ بیان کیا ہے کہ یہ پکارنے والے صحابی رسول تھے جن کا نام ہلال بن حارث تھا۔الفاظ یہ ہیں((وَقَدْ رَوَى سَيْفٌ فِي الْفُتُوحِ أَنَّ الَّذِي رَأَى الْمَنَامَ الْمَذْكُورَ هُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ الْمُزَنِيُّ أَحَدُ الصَّحَابَةِ)) ترجمہ:سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے کہ جس نے خواب دیکھا تھا وہ ہلال بن حارث مزنی صحابی تھے۔

(فتح الباری،باب سوال الناس الامام الاستسقاء،ج2،ص496،دارالمعرفہ،بیروت)

(4)اس سے پتا چلا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے وصالِ ظاہری کے بعد ایک صحابی رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے پریشانی کے حل کے لیے روضہ انور پر جاکر رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ''یارسول اللہ'' کہہ کر پکارا اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے مدد بھی فرمائی۔

(5)حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں یہ واقعہ پیش آیا،جس دور میں کثیر صحابہ کرام موجود ہیں،اگر مزار اقدس پر جاکر پریشانی کے حل کے لیے''

یارسول الله ‘‘ کہہ کر پکارنا شرک ہوتا تو کیا عمر فاروق اعظم اور دیگر صحابہ کرام خاموش رہتے، یقیناً فتوی صادر کرتے کہ تم مشرک ہو چکے ہو، ابھی توبہ کرو ورنہ تمہیں مرتدین والی سزا دی جائے گی۔ مگر ایسا کچھ بھی نہ ہوا۔

بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ:يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ))وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِكَ ۔ترجمہ: جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو گم کر دے یا اسے مدد کی حاجت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے چاہیے یوں پکارے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے ۔یہ پکار مجرب (تجربہ شدہ) ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی،مااسند عتبه بن غزوان،ج17،ص117،مكتبه ابن تيميه،القاہرہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا:((إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ:يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلَّهِ عزّوجلّ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ)) ترجمہ: جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو، اے اللہ کے بندو! روک دو، زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں، وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

(مسند ابویعلی الموصلی،مسند عبد الله بن مسعود،ج 9،ص177،دارالمأمون للتراث، دمشق☆عمل اليوم والليلة لابن سنی ،باب مايقول اذا انفلت الدابة،ج 1،ص455،دارالقبلة للثقافة

الاسلامية ومؤسسة علوم القرآن،بيروت)

حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا((إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَى بِهَا أَحَدًا، فَلْيَقُلْ:أَعِينُونِي عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ سَيُعَانُ)) ترجمہ: جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے، وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبه،مايقول الرجل اذا ندت به دابته او بعيره فی سفر،ج 6،ص103،مكتبة الرشد،الرياض)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تین احادیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ’’یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔‘‘

(فتاوی رضویه،ج21،ص318،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

یارسول الله علیہ السلام! میری شفاعت کیجئے

حضرت ابوحرب ہلالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((حَجَّ أَعْرَابِيٌّ فَلَمَّا جَاءَ إِلَى بَابِ مَسْجِدِ رَسُولِ اللهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَعَقَلَهَا ثُمَّ دَخَلَ الْمَسْجِدَ حَتَّى أَتَى الْقَبْرَ وَوَقَفَ بِحِذَاءِ وَجْهِ رَسُولِ اللهِ صلّی اللہ علیہ وسلّم، فَقَالَ:بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللهِ جِئْتُكَ مُثْقَلاً بِالذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا مُسْتَشْفِعًا بِكَ عَلَى رَبِّكَ لِأَنَّهُ قَالَ فِي مُحْكَمِ كِتَابِهِ (وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللهَ تَوَّابًا رَحِيمًا)، وَقَدْ جِئْتُكَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي مُثْقَلاً بِالذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا أَسْتَشْفِعُ بِكَ عَلَى رَبِّكَ أَنْ يَغْفِرَ لِي ذُنُوبِي وَأَنْ تَشْفَعَ فِيَّ)) ترجمہ: ایک اعرابی نے حج کیا پس

جب وہ مسجد نبوی کے دروازے پر آیا تو اس نے اپنی سواری کو بٹھا کر باندھ دیا پھر وہ مسجد میں داخل ہوا یہاں تک کہ قبرانور کے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ فدا میں گناہوں اور خطاؤں کے بوجھ سے لتھڑا آپ کی بارگاہ میں آپ کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کا امیدوار بن کر حاضر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنی واضح کتاب میں ارشاد فرمایا: ﴿اور اگر مومنین اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھیں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اللہ سے استغفار کریں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لئے استغفار کریں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے﴾ آپ پر میرے ماں باپ فدا تحقیق میں آپ کی بارگاہ میں گناہوں سے لتھڑا اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ کے وسیلہ سے اللہ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت کی شفاعت طلب کروں، اور آپ میری شفاعت فرمائیں۔

(شعب الایمان، فضل الحج والعمرة، ج6، ص60، مکتبة الرشد للنشر والتوزیع، ریاض)

اس طرح کی روایت امام قرطبی نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے، اس کے آخر میں ہے ((فَنُودِیَ مِنَ الْقَبْرِ إِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَكَ)) ترجمہ: قبرانور سے آواز آئی کہ تمہاری بخشش کردی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی، تحت الآیة ﴿ولو انھم اذ ظلموا انفسھم---﴾، ج 5، ص265,266، دارالکتب المصریه، القاہرہ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور نداء

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 256ھ) نے ''الادب المفرد'' میں روایت نقل کی ہے ((خَدِرَتْ رِجْلُ ابْنِ عُمَرَ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: اذْكُرْ أَحَبَّ النَّاسِ إِلَيْكَ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدْ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا، ایک

آدمی نے ان سے کہا: انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے کہا: یا محمد (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)!۔

(الادب المفرد، باب مایقول الرجل اذا خدرت رجله، ج1، ص335، دار البشائر الاسلامیه، بیروت)

امام ابن سنی رحمۃ اللہ علیہ (364ھ) نے بھی اسی طرح کی روایت نقل کی، اس کے آخر کے الفاظ یہ ہیں ((فَقَالَ: يَا مُحَمَّدَاهُ فَقَامَ فَمَشَى)) ترجمہ: جب ''یامحمداہ'' کہا تو (پاؤں ٹھیک ہو گیا) اٹھے اور چل پڑے۔

(عمل الیوم واللیلة، باب مایقول الرجل اذا خدرت رجله، ج1، ص141، دارالقبلة للثقافة الاسلامیه، بیروت)

اہلِ مدینہ میں قدیم سے اس یا محمداہ کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفاء امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ''ھذا مما تعاھده اھل المدینة'' ترجمہ: یہ اہل مدینہ کے معمولات میں سے ہے۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء، فصل فیماروی عن السلف، ص271، مرکز اہلسنت برکاتِ رضا، گجرات)

دور سے نداء

حلب جو کہ مدینۂ منورہ زادھا اللہ شرفا وتعظیما سے دور ہے ملک شام کا ایک شہر ہے، جب اس کو فتح کرنے کے لئے صحابۂ کرام علیہم الرضوان نے وہاں جہاد کیا تو ایک موقعہ پر گھمسان کا رن پڑا اور مسلمانوں کو سخت آزمائش ہوئی، ایسے میں صحابی رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوطرز عمل تھا اسے مشہور مؤرخ محمد بن عمر واقدی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 207ھ) نے اپنی مشہور کتاب فتوح الشام میں یوں تحریر کیا ہے ''کعب بن ضمرة قلق علی المسلمین فجاھد عنھم وھو یجول بالرایة وینادی یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل معاشر

المسلمین اثبتوا انما ھی ساعة ویأتی النصر وأنتم الأعلون فاجتمع المسلمون علیه ''ترجمہ:حضرت کعب بن ضمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کے متعلق بے قرار اور بے چین ہوگئے، پس آپ نے ان کی طرف سے جہاد کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حالت یہ تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جھنڈا اہلاتے جاتے اور یوں پکارتے جاتے: ''اے محمد، اے محمد، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم، اے اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہو، اے مسلمانوں کے گروہو! تم ثابت قدم رہو بس یہ ایک گھڑی ہے اور مدد آئے گی اور تم ہی غالب آؤ گے، پس مسلمان ان کے گرد جمع ہوگئے۔

(فتوح الشام، ج1، ص240، دارالکتب العلمیة، بیروت)

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نداء

حضرت بلال بن الحارث مُزنی سے قحطِ عام الرمادہ میں کہ بعد خلافتِ فاروقی 18ھ میں واقع ہوا، ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نِری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی۔یا محمداہ، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔علامہ ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ(630ھ) نے یہ روایت الکامل فی التاریخ میں تفصیلاً نقل کی ہے، جس کا کچھ حصہ یہ ہے((فَقَالَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ مُزَيْنَةَ لِصَاحِبِهِمْ، وَهُوَ بِلَالُ بْنُ الْحَارِثِ :قَدْ هَلَكْنَا فَاذْبَحْ لَنَا شَاةً.قَالَ:لَيْسَ فِيهِنَّ شَيْءٌ. لَمْ يَزَالُوا بِهِ حَتَّى ذَبَحَ فَسَلَخَ عَنْ عَظْمٍ أَحْمَرَ، فَنَادَى:يَا مُحَمَّدَاهُ !فَأُرِيَ فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَتَاهُ)) ترجمہ:بنی مزینہ نے اپنے صاحب حضرت بلال بن حارث سے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح

کیجئے فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے، انہوں نے اصرار کیا، آخر ذبح کی، کھال کھینچی تو نِری سرخ ہڈی نکلی، یہ دیکھ کر بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی:یا محمداہ، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لاکر بشارت دی۔

(الکامل فی التاریخ، ثم دخلت سنة ثمان عشرة، ج2، ص375، دارالکتاب العربی، بیروت)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پوتے اور نداء

امام مجتہد فقیہ اجل عبدالرحمٰن ہذلی کوفی مسعودی کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے اور اجلہ تبع تابعین و اکابر ائمہ مجتہدین سے ہیں سر پر بلند ٹوپی رکھتے جس میں لکھا تھا:محمد یا منصور۔چنانچہ ہیثم بن جمیل انطاکی کہ ثقات علمائے محدثین سے ہیں، انہیں امام اجل کی نسبت فرماتے ہیں''رأیته وعلی رأسه قلنسوته اطول من ذراع مکتوب فیها مُحَمد یا منصورُ ''ترجمہ: میں نے اُن کو دیکھا ان کے سر پر ہاتھ بھر سے لمبی ٹوپی تھی جس میں لکھا ہوا تھا:محمد یا منصور۔

(میزان الاعتدال فی نقدالرجل، ج2، ص574دارالمعرفة للطباعة، بیروت)

محدثین اور نداء

عظیم محدث امام ذہبی تذکرة الحفاظ میں لکھتے ہیں''وروی عن أبی بکر بن أبی علی قال کان ابن المقرء یقول کنت أنا والطبرانی وأبوالشیخ بالمدینة فضاق بنا الوقت فواصلنا ذلك الیوم فلما کان وقت العشاء حضرت القبر وقلت یا رسول الله الجوع؛ فقال لی الطبرانی اجلس فإما أن یکون الرزق أو الموت، فقمت أنا وأبو الشیخ فحضر الباب علوی ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتین فیهما شیء کثیر وقال شکوتمونی إلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأیته فی النوم فأمرنی بحمل شیء إلیکم'' ترجمہ:حضرت ابی بکر بن علی فرماتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابوشیخ رحمہم اللہ مدینہ میں رہا

کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہو گیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہو گئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آجائے گی۔میں اور ابوشیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکرے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔علوی بولا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آکر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ، جلد3، صفحہ122، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

امام شہاب رملی اور نداء

امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰی میں ہے "(سُئِلَ) عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَّةِ مِنْ قَوْلِهِمْ عِنْدَ الشَّدَائِدِ يَا شَيْخُ فُلَانٌ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الِاسْتِغَاثَةِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَهَلْ ذَلِكَ جَائِزٌ أَمْ لَا وَهَلْ لِلرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَالْمَشَايِخِ إِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ وَمَاذَا يُرَجِّحُ ذَلِكَ؟(فَأَجَابَ) بِأَنَّ الِاسْتِغَاثَةَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ جَائِزَةٌ وَلِلرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ إِغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ "ترجمہ: ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین و اولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں (یارسول اللّٰہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اور ان کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین و اولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد

انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔

(فتاوی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی، مسائل شتّٰی، ج4، ص733، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ خیر الدین رملی اور نداء

علامہ خیر الدین رملی حنفی (اُستاذ صاحبِ دُرمختار) فتاوٰی خیریہ میں فرماتے ہیں "قولھم یا شیخ عبدالقادر فھو نداء فما الموجب لحرمتہ "ترجمہ: لوگوں کا کہنا کہ: یا شیخ عبدالقادر، یہ ایک ندا ہے پھر اُس کی حرمت کا سبب کیا ہے۔

(فتاوی خیریہ، کتاب الکراھیۃ والاستحسان، ج2، ص182، دارالمعرفۃ للطباعۃ، بیروت)

امام ابن جوزی اور نداء

امام ابن جوزی نے کتاب عیون الحکایات میں تین اولیائے عظام کا عظیم الشان واقعہ بسندِ مسلسل روایت کیا کہ وہ تین بھائی سواران دلاور ساکنانِ شام تھے کہ ہمیشہ راہِ خدا میں جہاد کرتے "فاسرہ الروم مرّۃ قال لھم الملک انی اجعل فیکم الملک وازوّجکم بناتی و تدخلون فی النصرانیّۃ فابَوا وقالوا یا مُحَمَّدَاہُ "
ترجمہ: ایک بار نصاری روم انہیں قید کر کے لے گئے بادشاہ نے کہا میں تمہیں سلطنت دوں گا اور اپنی بیٹیاں تمہیں بیاہ دوں گا تم نصرانی ہو جاؤ۔انہوں نے نہ مانا اور ندا کی یا محمداہُ۔

بادشاہ نے دیگوں میں تیل گرم کرا کر دو صاحبوں کو اس میں ڈال دیا، تیسرے کو اللہ تعالیٰ نے ایک سبب پیدا فرما کر بچالیا۔ وہ دونوں چھ مہینے کے بعد مع ایک جماعت ملائکہ کے بیداری میں ان کے پاس آئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری شادی میں شریک ہونے کو بھیجا ہے انہوں نے حال پوچھا فرمایا: ما کانت الّا الغطسۃ التی رأیت حتّٰی خرجنا فی الفردوس ترجمہ: بس وہی تیل کا ایک غوطہ تھا جو تم نے دیکھا اس کے بعد ہم جنت اعلی میں تھے۔

امام فرماتے ہیں: کانا مشھورین بذلك معروفین بالشام فی الزمن الاوّل **ترجمہ: یہ حضرات زمانہ سلف میں مشہور تھے اوران کا یہ واقعہ معروف۔**

پھر فرمایا: شعراء نے ان کی منقبت میں قصیدے لکھے۔

(شرح الصدور بحوالہ عیون الحکایات ،باب زیادۃ القبور و علم الموتی ،ص90،خلافت اکیڈمی منگورہ ،سوات)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ **اس واقعہ کونقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''یہ واقعہ عجیب، نفس و روح پرور ہے، میں بخیالِ تطویل اسے مختصر کر گیا، تمام وکمال امام جلال الدین سیوطی کی شرح الصدور میں ہے:** من شاء فلیرجع الیہ **(جوتفصیل چاہتا ہے اس کی طرف رجوع کرے) یہاں مقصود اس قدر ہے کہ مصیبت میں ''یارسول اللہ'' کہنا اگر شرک ہے تو مشرک کی مغفرت و شہادت کیسی، اور جنت الفردوس میں جگہ پائی کے کیا معنے، اوران کی شادی میں فرشتوں کو بھیجنا کیونکر معقول؟ اوران ائمہ دین نے یہ روایت کیونکر مقبول اوران کی شہادت وولایت کس وجہ سے مسلم رکھی۔ اور وہ مردانِ خدا خود بھی سلفِ صالح میں تھے کہ واقعہ شہر طرطوس کی آبادی سے پہلے کا ہے اور طرطوس ایک ثغر ہے یعنی دارالاسلام کی سرحد کا شہر جسے خلیفہ ہارون رشید نے آباد کیا۔** (شرح الصدور ،باب زیارۃ القبور ،ص89،مصطفٰی البابی ،مصر)

ہارون رشید کا زمانہ زمانہ تابعین و تبع تابعین تھا تو یہ تینوں شہدائے کرام اگر تابعی نہ تھے لااقل تبع تابعین سے تھے واللہ الھادی۔

(فتاوی رضویہ،ج29،ص554تا556،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور نداء

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ **ارشاد فرماتے ہیں ''** من استغاث بی فی کربۃٍ کشفت عنه و من نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنه من توسّل بی الی اللّٰہ عزوجل فی حاجۃٍ قضیت له ومن صلّی رکعتین یقرأفی

کل رکعۃٍ بعد الفاتحۃ سورۃ اخلاص اِحدٰی عشرۃ مرّۃً ثم یصلّی علی رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیه ویذکرنی ثم یخطوالیٰ جھۃ العراق احدٰی عشرۃ خطوۃ یذکرھا اسمی ویذکر حاجته فانھا تقضٰی باذن اللّٰہ **''ترجمہ: جوکسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہواور جوکسی سختی میں میرا نام لے کرندا کرے وہ سختی دور ہواور جوکسی حاجت میں اللہ تعالٰی کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ** صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم **اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اوراپنی حاجت یاد کرے تو اس کی وہ حاجت اللہ کے اذن سے روا ہو۔**

(بہجۃ الاسرار ،ذکر فضل اصحابه وبشراہم ،ص 102،مصطفٰی البابی، مصر ☆زبدۃ الاسرار،ذکر فضل اصحابه ومریدیه ومحبیه،ص101،بکسلنگ کمپنی، بمبئی)

اعلٰی حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ **اس فرمانِ غوث اعظم کونقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل (1) امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی (2) وامام عبداللہ بن اسد یافعی مکّی (3) مولانا علی قاری مکی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوۃ (4) مولینا ابوالمعالی محمد سلمی قادری و(5) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی وغیرہم** رحمۃ اللہ علیہم **اپنی تصانیف جلیلہ (1) بہجۃ الاسرار (2) وخلاصۃ المفاخر (3) ونزہۃ الخاطر (4) وتحفہ قادریہ (5) وزبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوثِ اعظم** رضی اللہ تعالٰی عنہ **سے نقل وروایت فرماتے ہیں۔**

(فتاوی رضویہ،ج29،ص557،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

امام عبد الوهاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نداء

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ربانی کتاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں فرماتے ہیں "سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، با آواز پکارا یا سیدی محمد یا غمری، ادھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سُنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یا سیدی یا غمری لاحِظنی، اے میرے سردار اے محمد غمری! مجھ پر نظر عنایت کرو، ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت سیّدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ الشیخ محمد الغمری، ج2، ص88، مصطفیٰ البابی، مصر)

اسی میں ہے "سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرمارہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کے غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دی جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا: یاسیدی محمد یا حنفی، اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا اور مجھے یہ برکتِ حضرت شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجات بخشی۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی، ج2، ص95، مصطفیٰ

البابی، مصر)

اسی میں ہے "ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں: یاسیدی احمد یا بدوی خاطرك معی، اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ: یا سیدی محمد یا حنفی، کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔

ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ سیدنا ومولٰنا شمس الدین الحنفی، ج2، ص96، مصطفیٰ البابی، مصر)

شیخ بهاء الحق اور شیخ عبد الحق محدث دهلوی رحمہما اللہ

حضرت شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی اخبار الاخیار شریف میں ذکر مبارک حضرت سید اجل شیخ بہاء الحق والدین بن ابراہیم عطاء اللہ الانصاری القادری الشطاری الحسینی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حضرت ممدوح کے رسالہ مبارکہ شطاریہ سے نقل فرماتے ہیں "ذکرِ کشفِ ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق ست، یك طریق آنست یا احمد را در راستا بگوید و یا محمد را درچپا بگوید و دردل ضرب کند یا رسول اللّٰہ طریق دوم آنست کہ یا احمد را در راستا گوید وچپا یا محمد و در دل وهم کند یا مصطفٰی دیگر ذکر یا احمد یا محمد یا علی یا

حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرفی ذکر کند کشف جمیع ارواح شود دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند یا جبریل، یا میکائیل یا اسرافیل یا عزرائیل چہار ضربی دیگر ذکر اسم شیخ یعنی بگوید یا شیخ یا شیخ ہزار بار بگوید کہ حرفِ نداء را از دل بکشد طرف راستابرد و لفظ شیخ را در دل ضرب کند ''ترجمہ: کشف ارواح کے ذکر یا احمد و یا محمد میں دو طریقے ہیں پہلا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل پر یارسول اللہ کی ضرب لگائے دوسرا طریقہ یہ ہے کہ یا احمد دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف سے کہتے ہوئے دل میں یا مصطفی کا خیال جمائے۔اس کے علاوہ دیگر اذکار یا محمد، یا احمد، یا علی، یا حسن، یا حسین، یا فاطمہ کا چھ طرفی ذکر کرنے سے تمام ارواح کا کشف حاصل ہو جاتا ہے۔مقرب فرشتوں کے ناموں کا ذکر بھی تاثیر رکھتا ہے،یا جبرائیل،یا میکائیل ،یا اسرافیل ،یا عزرائیل کا چار ضربی ذکر کرے، نیز اسم شیخ کا ذکر کرتے ہوئے یا شیخ یا شیخ ہزار بار اس طرح کرے کہ حرفِ ندا کو دل سے کھینچتے ہوئے دائیں طرف لے جائے اور لفظِ شیخ سے دل پر ضرب لگائے۔

(اخبار الاخبار ترجمہ شیخ بہاؤ الدین ابراہیم عطاء اللہ انصاری ،ص 199،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

شاہ ولی اللہ اور نداء

شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم **میں لکھتے ہیں:**

وصلّی علیك اللّٰہ یا خیر خلقه   ویاخیر مامول ویاخیرَ واهب
ویاخیر من یرجی لکشف رَزِیّة   ومن جوده، قد فاق جودالسحائب

وانت مجیری من هجوم مُلمّة   اذا انشبت فی القلب شرّ المخالب

ترجمہ: اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے، اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اور اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے، اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔ آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم،فصل یازدہم ،ص22،مطبع مجتبائی ،دہلی)

یہی شاہ صاحب قصیدہ ''مدحیہ حمزیہ'' میں لکھتے ہیں:

ینادی ضارعاً لخضوع قلب   وذلّ وابتهال والتجاء
رسول اللّٰہ یا خیر البرایا   نوالك ابتغی یوم القضاء
اذا ما حلّ خطب مدلهم   فانت الحصن من کل البلاء
الیك توجهی وبك استنادی   وفیك مطامعی وبك ارتجائی

اورخود ہی اس کی شرح وترجمہ میں لکھتے ہیں ''فصل ششم در مخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات والتسلیمات ندا کند زار و خوار شدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود بہ اخلاص در مناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا اے بہترین مخلوقات عطائے مے خواہم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کار عظیم در غایت تاریکی پس توئی پناہ از ہر بلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتن من اھ ملخصاً ''**ترجمہ: چھٹی فصل عالی مرتبت سرور عالم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کو پکارنے کے بیان میں۔آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ذلیل و**

خوار شخص شکستہ دل، ذلت ورسوائی عجز وانکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں پکارتا ہے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول، اے بہترین خلق! میں فیصلے کے دن آپ کی عطا کا طلبگار ہوں، جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلا سے پناہ گاہ تو ہی ہے۔ میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طمع وامید رکھتا ہوں۔

(اطیب النغم فی مدح سیدالعرب والعجم، فصل ششم ،33,34،مطبع مجتبائی، دہلی)

ملا جامی اور نداء

روح البیان میں ہے:''قال المولی الجامی قدس سره: یا نبی الله السلام علیك ...انما الفوز والفلاح لدیك''ترجمہ:مولیٰ جامی قدس سرہ نے فرمایا: یا نبی اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ پر سلام ہو کامیابی وکامرانی آپ ہی کی بارگاہ سے ملتی ہے۔ (روح البیان،فی التفسیر، سورۃ البقرہ،آیت62)

شیخ بوصیری اور نداء

شیخ شرف الدین بوصیری رحمۃ اللہ علیہ یوں فریاد کرتے ہیں:

یا اکرم الخلق مالی من الوز به
سواك عند حلول الحادث العمم

ترجمہ: اے بہترین مخلوق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ آفت ومصیبت کے وقت میں جس کی پناہ لوں اس لئے کرم فرمائیے۔

(قصیدہ بردہ شریف)

ساتواں باب
حاضر وناظر

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حاضر وناظر

اہلسنت کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حاضر وناظر ہیں۔

حاضر وناظر کا مطلب:

حاضر وناظر کا مطلب یہ ہے کہ نبی رحمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر انور میں موجود ہیں اور تمام عالم کو اس طرح دیکھ رہے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز اور جس جگہ چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حاضر وناظر کا معنی بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ”جہاں تک ہماری نظر کام کرتی ہے وہاں تک ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس ہو کہ تصرف کرلیں وہاں ہم حاضر ہیں۔۔۔عالم میں حاضر وناظر کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوتِ قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کفِ دست (ہاتھ کی ہتھیلی) کی طرح دیکھے اور۔۔۔ایک ہی آن میں تمام عالم کی سیر کرے اور صدہا کوس پر حاجتمندوں کی حاجت روائی کرے۔“

(جاء الحق ،ص349،مکتبہ غوثیہ،کراچی)

معلوم ہوا کہ حاضر وناظر کی دو شقیں ہیں:

(1) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم روضہ انور میں رہ کر تمام عالم کو دیکھ رہے ہیں۔

(2) جہاں چاہیں، جب چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

نوٹ :اہل سنت کا یہ عقیدہ نہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جسم اقدس کے ساتھ ہر جگہ تشریف فرما ہیں، ہاں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔

پہلی شق پر دلائل

حاضر وناظر بنا کر بھیجا

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿یَا أَیُّهَا النَّبِیُّ إِنَّا أَرْسَلْنٰکَ

شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِیرًا o وَدَاعِیًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِیرًا ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی)! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔ (پ22،سورۃ الاحزاب،آیت45,46)

علامہ ابو سعود العمادی (متوفی 982ھ) نے تفسیر ابو سعود میں،علامہ محمود آلوسی (متوفی 1270) نے تفسیر روح المعانی میں شاہد کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھا ہے ”(شاهداً) علی مَن بُعثتَ إلیهم تُراقبُ أحوالهم وتُشاهدُ أعمالَهم وتتحمَّلُ منهم الشَّهادةَ بما صدرَ عنهُم منَ التَّصدیقِ والتَّکذیبِ وسائرِ ما هُم علیهِ من الهدى والضَّلالِ وتُؤدِّیها یومَ القیامةِ أداءً مقبولاً فیما لهم وما علیهم“ ترجمہ: آپ جن کی طرف بھیجے گئے ہیں ان پر شاہد ہیں (کہ) ان کے احوال کو دیکھتے اور اعمال کا مشاہدہ فرماتے ہیں، اور جو بھی ان سے تصدیق یا تکذیب صادر ہوتی ہے آپ اس پر گواہ بن رہے ہیں، اسی طرح وہ ہدایت اور گمراہی جس پر وہ ہیں آپ اس کے (بھی) گواہ بن رہے ہیں، اور آپ یہ گواہی قیامت کے دن ادا فرمائیں گے جو کہ ان کے حق میں بھی قبول ہوگی اور ان کے خلاف بھی۔

(روح المعانی، تحتِ آیتِ مذکورہ، ج 11، ص222، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ تفسیر ابی سعود، تحتِ آیتِ مذکورہ، ج 7، ص107، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تمہارے گواہ

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿وَکَذَلِکَ جَعَلْنَاکُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَکُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَیَکُونَ الرَّسُولُ عَلَیْکُمْ شَهِیدًا ﴾ ترجمۂ کنز الایمان: اور بات یونہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔ (پ2،سورۃ البقرہ،آیت143)

قیامت کے دن دیگر انبیاء کرام کی امتیں عرض کریں گی کہ ہم تک تیرے پیغمبروں نے تیرے احکام نہ پہنچائے تھے، انبیائے کرام عرض کریں گے کہ ہم نے احکام پہنچا دیے تھے، اور اپنی گواہی کے لیے امتِ مصطفیٰ علیہ السلام کو پیش کریں گے، ان کی گواہی پر اعتراض ہوگا کہ تم نے ان پیغمبروں کا زمانہ نہ پایا، تم بغیر دیکھے کیسے گواہی دے رہے ہو۔ یہ عرض کریں گے کہ ہم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، تب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی لی جائے گی۔ آپ علیہ السلام دو گواہیاں دیں گے، ایک تو یہ کہ نبیوں نے تبلیغ کی، دوسری یہ کہ میری امت والے قابلِ گواہی ہیں، چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی دیکھ کر ہوگی اس لیے قبول کرلی جائے گی، بس مقدمہ ختم، انبیاء علیہم السلام کے حق میں ڈگری دے دی جائے گی۔ چنانچہ اس آیت پاک کے تحت تفسیر خازن میں ہے ”یقول لکفار الأمم: ألم یأتکم نذیر فینکرون ویقولون ما جاء نا من نذیر فیسأل الله الأنبیاء عن ذلك فیقولون: کذبوا قد بلغناهم فیسألهم البینة وهو أعلم بهم إقامة الحجة فیقولون أمة محمد تشهد لنا فیؤتی بأمة محمد علیه الصلاة والسلام، فیشهدون لهم بأنهم قد بلغوا فتقول الأمم الماضیة من أین علموا وإنما أتوا بعدنا؟ فیسأل هذه الأمة. فیقولون: أرسلت إلینا رسولا وأنزلت علیه کتابا أخبرتنا فیه بتبلیغ الرسل وأنت صادق فیما أخبرت ثم یؤتی بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم فیسأل عن حال أمته فیزکیهم ویشهد بصدقهم ”ترجمہ: اللہ تعالیٰ پچھلی امتوں کے کفار سے فرمائے گا: کیا تمہارے پاس نذیر (ڈرسنانے والا) نہ آیا تو وہ انکار کر دیں گے اور کہیں گے: ہمارے پاس تو کوئی نذیر نہ آیا، اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام سے پوچھے گا تو وہ کہیں گے: یہ جھوٹ بول رہے ہیں ہم نے ان تک تیرا پیغام پہنچا دیا تھا، اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم

السلام سے گواہیاں مانگے گا حالانکہ وہ ان کی اقامتِ حجت کو اچھی طرح جانتا ہے، تو انبیاء علیہم السلام کہیں گے کہ امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری گواہی دے گی، امت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بلایا جائے گا، وہ گواہی دیں گے کہ انبیاء علیہم السلام نے ان کو توحید کا پیغام پہنچا دیا ہے، پچھلی امتیں کہیں گی: انہوں نے کہاں سے جانا یہ تو ہم سے بعد میں آئے ہیں، اللہ تعالیٰ اس امت سے پوچھے گا تو یہ امت کہے گی: اے مالک ومولیٰ! تو نے اپنا رسول ہماری طرف بھیجا، ان پر تو نے کتاب اتاری، اس کتاب میں تو نے ہمیں رسولوں کی تبلیغ کے بارے میں خبر دی اور تو سچا ہے اس میں جو تو نے خبر دی ہے، پھر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان سے ان کی امت کے معاملہ میں سوال فرمائے گا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم امت کا تزکیہ فرمائیں گے اور ان کے سچے ہونے کی گواہی دیں گے۔

(تفسیر خازن، سورۃ البقرۃ، آیت143، ج1، ص87، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ”وَیَكُونَ الرَّسُولُ عَلَیْكُمْ شَهِیدًا بما عملتم او فعلتم ”ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہارے ہر ہر فعل اور ہر ہر عمل پر گواہ ہوں گے۔ (تفسیر ابن جریر، ج2، ص6)

زمین وآسمان کی بادشاہی

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ﴿وَكَذَلِكَ نُرِی إِبْرَاهِیمَ مَلَكُوتَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ ترجمہ: اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی۔ (پ7، سورۃ الانعام، آیت75)

جب ابراہیم علیہ السلام کی نگاہ کا عالم یہ ہے تو سید الانبیاء امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

اعلیٰ حضرت کیا خوب فرماتے ہیں:

سرعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

مشرق ومغرب سامنے

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((إِنَّ اللہَ زَوَى لِي الْأَرْضَ، فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا)) ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کواٹھا دیا تو میں نے اس کے مشارق ومغارب کو دیکھ لیا۔

(صحیح مسلم،باب ہلاک ھذہ الامة بعضھم ببعض،ج 4،ص2215، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ساری دنیا ایسے جیسے ہتھیلی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((إِنَّ اللہَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفِّي هَذِهِ)) ترجمہ: بےشک اللہ تعالیٰ نے میری لیے زمین کواٹھا دیا،تو میں اس کواوراس میں موجود ہر چیز کو قیامت تک دیکھ رہاہوں،جیسا کہ اپنی اس ہتھیلی کودیکھ رہاہوں۔

(حلیة الاولیاء لابی نعیم،حدیث حدیر بن کریب،ج 6،ص101،دارالکتاب العربی،بیروت☆کنز العمال بحوالہ طبرانی ،ج 11،ص559،مؤسسة الرسالہ،بیروت☆مواہب اللدنیہ،الفصل الثالث فی انباءہ،ج3،ص129،المکتبة التوفیقیہ،القاہرہ)

مدینہ منورہ سے مقام موتہ

مدینہ منورہ سے بہت دورمقام موتہ میں جنگ ہورہی تھی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنگ کی باتیں مدینہ منورہ میں اپنے صحابہ کو بتارہے ہیں،حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:((انَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم نَعَى زَيْدًا، وَجَعْفَرًا،

وَابْنَ رَوَاحَةَ لِلنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبَرُهُمْ، فَقَالَ :أَخَذَ الرَّايَةَ زَيْدٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ فَأُصِيبَ، ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأُصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ:حَتَّى أَخَذَ الرَّايَةَ سَيْفٌ مِنْ سُيُوفِ اللَّهِ، حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جنگ کرنے والے لشکر کے سپہ سالاروں حضرت زید،حضرت جعفر، حضرت ابن رواحہ کی شہادت کی خبرآنے سے پہلے ہی ان کی شہادت کی خبر اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو(مدینہ منورہ ہی میں)دے دی،فرمایا:اب زید نے جھنڈا پکڑااور وہ شہید ہوگئے ،پھر جھنڈا جعفر نے پکڑ لیااور وہ شہید ہوگئے ،پھر جھنڈاابن رواحہ نے پکڑلیااوروہ شہید ہوگئے،حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ بتا بھی رہے ہیں اورآنکھوں سے آنسو بھی جاری ہیں،(پھرفرمایا:)یہاں تک کہ جھنڈا اللہ کی تلوار خالدابن ولید نے پکڑ لیا اوراللہ تعالیٰ نے ان کوفتح عطافرمادی۔

(صحیح بخاری،باب غزوہ موتة من ارض الشام،ج5،ص143،مطبوعہ دارطوق النجاة)

دنیا سے حوض کوثر کو دیکھنا

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((إِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الآنَ)) ترجمہ:اللہ کی قسم میں اپنے حوض کواس وقت دیکھ رہاہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز،باب الصلوة علی الشہید،ج2،ص91،مطبوعہ دارطوق النجاة)

صحیح بخاری کی ایک اورحدیث کے الفاظ اس طرح ہیں((إِنَّ مَوْعِدَكُمُ الحَوْضُ، وَإِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَيْهِ مِنْ مَقَامِي هَذَا، وَإِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا، وَلَكِنِّي أَخْشَى عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوهَا)) ترجمہ:میرے تمہارے وعدے(ملاقات) کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اسی جگہ سے اسے دیکھ رہا ہوں ،اور مجھے تم پر یہ خوف نہیں کہ تم شرک کروگے لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم دنیا کے مال کو

ایک دوسرے سے حاصل کرنے کی لالچ کروگے۔

(صحیح بخاری،باب غزوۂ احد،ج5،ص94،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

جنتی خوشہ کو دیکھااورپکڑا

صحیح بخاری میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں((خَسَفَتِ الشَّمْسُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَصَلَّى، قَالُوا :يَا رَسُولَ اللَّهِ، رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ، ثُمَّ رَأَيْنَاكَ تَكَعْكَعْتَ، قَالَ:إِنِّي أُرِيتُ الجَنَّةَ، فَتَنَاوَلْتُ مِنْهَا عُنْقُودًا، وَلَوْ أَخَذْتُهُ لَأَكَلْتُمْ مِنْهُ مَا بَقِيَتِ الدُّنْيَا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں سورج گرہن ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا فرمائی ،صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم !ہم نے آپ کو دیکھا کہ آپ اپنے مقام پر کھڑے کھڑے کوئی چیز توڑ رہے ہیں،فرمایا: بے شک میں نے جنت کو ملاحظہ فرمایا اوراس میں سے ایک خوشہ پکڑا،اگر میں یہ خوشہ لے آتا تو تم رہتی دنیا تک اسے کھاتے رہتے۔

(صحیح بخاری،باب رفع البصر الی الامام فی الصلوۃ،ج1،ص150،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

آگے پیچھے سے یکساں دیکھنا

صحیح بخاری میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَائِي كَمَا أَرَاكُمْ)) ترجمہ:میں تمہیں پیچھے سے بھی اسی طرح دیکھتا ہوں جیسے سامنے سے تمہیں دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری،کتاب الصلوۃ،باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوۃ وذکر القبلۃ،ج 1،ص91، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

دل کا خشوع بھی پوشیدہ نہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا، فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلاَ رُكُوعُكُمْ، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي)) ترجمہ:تم کیا یہی دیکھتے ہو کہ میرا منہ ادھر ہے؟ اللہ کی قسم نہ مجھ پر تمہارا خشوع پوشیدہ ہے اور نہ ہی تمہارا رکوع، میں تمہیں پیٹھ کے پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(صحیح بخاری،کتاب الصلوۃ،باب عظۃ الامام الناس فی اتمام الصلوۃ وذکر القبلۃ،ج 1،ص91، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

مستقبل کے فتنے دیکھنا

حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کی ایک پہاڑی پر کھڑے ہوکر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے پوچھا:((هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى، إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلاَلَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ القَطْرِ)) ترجمہ: کیاتم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں تمہارے گھروں میں بارش کی طرح فتنے گرتے دیکھ رہا ہوں۔

(صحیح بخاری،باب آطام المدینہ،ج3،ص21،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

یہ شان ہے خدمتگاروں کی

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((انَّ عُمَرَ بَعَثَ جَيْشًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ رَجُلًا يُدْعَى سَارِيَةَ.قَالَ :فَقَامَ عُمَرُ يَخْطُبُ النَّاسَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَأَقْبَلَ يَصِيحُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ:يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَقَدِمَ رَسُولُ الْجَيْشِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ:يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لَقِينَا عَدُوَّنَا فَهَزَمُونَا فَإِذَا صَائِحٌ يَصِيحُ:يَا سَارِيَةُ الْجَبَلَ فَاسْتَنَدْنَا بِأَظْهُرِنَا إِلَى الْجَبَلِ فَهَزَمَهُمُ اللَّهُ))

ترجمہ:حضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر(ایک مہینہ کی مسافت پرنہاوند) بھیجا، اس پرحضرت ساریہ کوامیر بنایا،حضرت عمررضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دورانِ خطبہ منبر پر حضرت ساریہ کو پکارا:اے ساریہ پہاڑ کولو،اے ساریہ پہاڑ کولو۔پھر جب اس لشکر سے قاصد آیا،اس سے سوال کیا تو اس نے جواب دیا:اے امیر المؤمنین!دشمن کی ہم سے لڑائی ہوئی،وہ ہمیں شکست دینے لگا کہ اچانک ہم نے آواز سنی:اے ساریہ پہاڑ کولو،ہم نے اپنی پشتوں کو پہاڑ کی طرف کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی۔

(دلائل النبوۃلابی نعیم،ماظہر علی یدعمر،ج 1،ص579،دارالنفائس،بیروت☆دلائل النبوۃ للبیہقی،باب ماجاء فی اخبار النبی صلی اللہ علیہ وسلم،ج 6،ص370،دارالکتب العلمیہ، بیروت☆مشکوۃ المصابیح،باب الکرامات،الفصل الثالث،ج 3،ص1678،المکتب الاسلامی، بیروت)

اولیاء کی شان

حدیثِ قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشادفرماتا ہے:((فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ:كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا)) ترجمہ:جب میں بندے کواپنےمحبوب بنالیتاہوں تواس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے،اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے،اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جن سے وہ پکڑتا ہے،اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔

(صحیح بخاری،باب التواضع،ج8،ص105،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''فَإِذَا صَارَ نُورُ جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصَرًا لَهُ رَأَى الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي الصَّعْبِ وَالسَّهْلِ وَالْبَعِيدِ وَالْقَرِيبِ''ترجمہ:جب اللہ تعالیٰ کے جلال کا نور بندے کے کان بن جاتا

ہے تو وہ قریب وبعید سے سن لیتا ہے اور جب یہ نور اس کی آنکھیں بن جاتا ہے تو بندہ قریب اور بعید کو دیکھتا ہے اور جب یہ نور اس کے ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسانی میں دور اور قریب میں تصرف پر قادر ہوجاتا ہے۔

(تفسیر کبیر،سورۃ الکہف،آیت9تا12،ج21،ص436،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں''وعزۃ ربی ان السعداء والاشقیاء لیعرضون علی عینی فی اللوح المحفوظ''ترجمہ:عزت الٰہی کی قسم بے شک سب سعید وشقی میرے سامنے پیش کیے جاتے ہیں میری آنکھ لوح محفوظ میں ہے۔

(بہجۃ الاسرار،ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمۃ ربہ،ص 50،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

مزید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں''لولالجام الشریعۃ علی لسانی لاخبرتکم بما تاکلون و ماتدخرون فی بیوتکم انتم بین یدی کالقواریری مافی بواطنکم وظواھر کم''ترجمہ:اگرمیری زبان پرشریعت کی روک نہ ہوتی تو میں تمہیں خبر دیتا جو کچھ تم کھاتے اور جو کچھ اپنے گھروں میں اندوختہ کرکے رکھتے ہو تم میرے سامنے شیشہ کی مانند ہو، میں تمہارا ظاہر و باطن سب دیکھ رہا ہوں۔

(بہجۃ الاسرار،ذکر کلمات اخبر بہا عن نفسہ محدثابنعمۃ ربہ،ص55،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((لَمَّا كَلَّمَ اللّٰهُ مُوسَى كَانَ يُبْصِرُ دَبِيبَ النَّمْلِ عَلَى الصَّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظَّلْمَاءِ مِنْ مَسِيرَةِ عَشَرَةِ فَرَاسِخَ)) ترجمہ: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب اللہ تعالیٰ سے کلام کیا (اور تجلی دیکھی) تو وہ اندھیری رات میں سیاہ چیونٹی کو دس فرسخ (تیس میل) کے فاصلہ سے صفا پر دیکھ لیتے۔

(المعجم الصغير للطبرانی، من اسمه احمد، ج1، ص65، المكتب الاسلامی، بیروت ☆الشفاء بتعريف حقوق المصطفى صلى الله عليه وسلم، الفصل الرابع وفور عقله وفصاحة لسانه، ج1، ص165، دار الفيحاء، عمان ☆تفسير ابن كثير، سورة الاعراف، آيت 143، ج3، ص425، دار الكتب العلميه، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کو نہ دیکھا، بلکہ صرف کلام کیا اور تجلی دیکھی، وہ بھی پہاڑ پر پڑی، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوگیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہوگئے، قرآن مجید میں ہے﴿وَلَمَّا جَاءَ مُوسَى لِمِيقَاتِنَا وَكَلَّمَهُ رَبُّهُ قَالَ رَبِّ أَرِنِي أَنْظُرْ إِلَيْكَ قَالَ لَنْ تَرَانِي وَلَكِنِ انْظُرْ إِلَى الْجَبَلِ فَإِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهُ فَسَوْفَ تَرَانِي فَلَمَّا تَجَلَّى رَبُّهُ لِلْجَبَلِ جَعَلَهُ دَكًّا وَخَرَّ مُوسَى صَعِقًا﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جب موسیٰ ہمارے وعدے پر حاضر ہوا اور اس سے اس کے رب نے کلام فرمایا عرض کی: اے رب میرے مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھوں فرمایا تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا، ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھ یہ اگر اپنی جگہ پر ٹھہرا رہا تو عنقریب تو مجھے دیکھ لے گا، پھر جب اس کے رب نے پہاڑ پر اپنا نور چمکایا اسے پاش پاش کردیا اور موسیٰ گرا بے ہوش۔ (سورۃ الاعراف، آیت143)

اس کلام اور تجلی دیکھنے کی وجہ سے بصارت میں اتنا اضافہ ہوگیا کہ تیس میل

کے فاصلے پر سیاہ چیونٹی سیاہ رات میں سیاہ زمین پر چل رہی ہو تو اسے اس طرح دیکھتے ہیں جیسے ہتھیلی میں کوئی چیز، تو ان کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جنھوں نے اپنے رب کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَى﴾ ترجمہ: آنکھ نہ کسی طرف پھری، نہ حد سے بڑھی۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت17)

فرق طالب ومطلوب میں دیکھے کوئی — قصۂ طور ومعراج سمجھے کوئی
کوئی بے ہوش، جلووں میں گم ہے — کوئی کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) فرماتے ہیں: ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: إِنَّ مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِبَصَرِهِ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سر کی آنکھوں سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھوں سے۔

(مجمع الزوائد، باب منه فی الاسراء، ج1، ص79، مكتبة القدسی، القاہرہ)

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں "ولما كانت هذه القوة حصلت للكليم بالتجلی فحصولها للنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد الاسراء" ترجمہ: جب تجلی کی وجہ سے حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو اتنی قوت بصارت حاصل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بصارت کا معراج کے بعد کیا حال ہوگا۔

(نسیم الریاض شرح شفاء، ج1، ص381، دار الکتاب العربی، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں

کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

شیخ محقق اور ان سے پہلے کے علماء کا مؤقف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''با چندیں اختلاف وکثرت مذاہب کہ در علماء امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است وبر اعمال امت حاضر وناظر است ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت را مفیض ومربی است'' ترجمہ: اس اختلاف ومذاہب کے باوجود جو علمائے امت میں ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ حضور علیہ السلام حقیقی زندگی کے ساتھ بغیر تاویل ومجاز کے احتمال کے باقی ودائم ہیں اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگاروں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔ (مکتوبات برحاشیہ اخبار الاخیار،ص155مطبوعہ مکتبہ نوریہ،سکھر)

امام ابن حاج مکی اور امام قسطلانی

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی737ھ) ''مدخل'' میں اور امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی923ھ) ''مواہب اللدنیہ'' میں لکھتے ہیں: ''لَا فَرْقَ بَیْنَ مَوْتِهِ وَحَیَاتِهِ أَعْنِی فِی مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِیَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِیٌّ لَا خَفَاءَ فِیهِ'' نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا روشن ہے کہ جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔

(مدخل لابن حاج،فصل زیارۃ سید الاولین وآخرین،ج1،ص259،دارالتراث،بیروت☆مواہب اللدنیہ،الفصل الثانی فی زیارۃ قبرہ الشریف،ج5،ص595،المکتبۃ التوفیقیہ،القاہرہ)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مؤقف

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی911ھ) امام ابومنصور عبد القاہر بن طاہر کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں ''قَالَ: الْمُتَكَلِّمُونَ الْمُحَقِّقُونَ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّ نَبِيَّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ، وَأَنَّهُ يُسَرُّ بِطَاعَاتِ أُمَّتِهِ وَيَحْزَنُ بِمَعَاصِي الْعُصَاةِ مِنْهُمْ'' ترجمہ: ہمارے اصحاب میں سے محققین متکلمین فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد بھی زندہ ہیں، اپنی امت کی نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور امت کے گناہگاروں کے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص180،دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

علامہ اسماعیل حقی

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں'' فشاهد خلقه وما جرى عليه من الإكرام والإخراج من الجنة بسبب المخالفة وما تاب الله عليه الى آخر ما جرى عليه وشاهد خلق إبليس وما جرى عليه من امتناع السجود لآدم'' ترجمہ: حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش اور جوان کا اکرام کیا گیا، پھر لغزش کے سبب جنت سے اخراج ہوا، پھر ان کی توبہ قبول

کی گئی اور آخر تک تمام واقعات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مشاہدہ فرمائے، ابلیس کی پیدائش اور آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے جو اس پر گزری اس سب پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاہد تھے۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ فتح، آیت8,9، ج9، ص18، دارالفکر، بیروت)

قاضی شوکانی

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے لکھا ”وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُحَقِّقِينَ إِلَى أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَيٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ، وَأَنَّهُ يُسَرُّ بِطَاعَاتِ أُمَّتِهِ“ ترجمہ: محققین کی ایک جماعت کا یہ موقف ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے وصال کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں۔

(نیل الاوطار، باب انعقاد الجمعة باربعین، ج3، ص295، دارالحدیث، مصر)

شاہ عبد العزیز دہلوی

شاہ عبدالعزیز دہلوی لکھتے ہیں ”یعنی وباشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ وحقیقت ایمان او چیست وحجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او میشناسد گناہان شمارا ودرجات ایمان شمارا واعمال نیک وبد شمارا واخلاص ونفاق شمارا“ ترجمہ: یعنی تمہارے رسول تم پر گواہ ہوں گے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نورِ نبوت کی وجہ سے ہر دین دار کے اس رتبہ پر مطلع ہیں کہ جس تک وہ پہنچا ہوا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور اس حجاب سے بھی واقف ہیں جس کی وجہ سے وہ ترقی سے رکا ہوا ہے، پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے گناہوں

کو، تمہارے ایمان کے درجات کو، تمہارے اچھے برے اعمال کو اور تمہارے خلوص ومنافقت کو پہچانتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی، ج1، ص518)

دوسری شق پر دلائل

حاضر وناظر کی دوسری شق یہ ہے کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم جہاں چاہیں جب چاہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

مجھے بیداری میں دیکھے گا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِي فِي الْيَقَظَةِ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا، شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا۔

(صحیح بخاری، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، ج9، ص33، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

اولاً تو اس حدیث پاک سے یہ پتا چلا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا کے مختلف کونوں میں بسنے والے لوگوں کو خواب میں تشریف لا کر دیدار کراتے ہیں، کیونکہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اس نے یقیناً آپ ہی کو دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((مَنْ رَآنِي فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِي، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لَا يَتَخَيَّلُ بِي)) ترجمہ: جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو اس نے مجھ ہی کو دیکھا کہ شیطان میری مشابہت اختیار نہیں کرسکتا۔

(صحیح بخاری، باب من رأى النبي صلى الله عليه وسلم في المنام، ج9، ص33، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

ثانیاً یہ کہ جسے خواب میں زیارت کراتے ہیں اس کے لیے بشارت ہے

کہ اسے بیداری میں بھی زیارت کرائیں گے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت بعض بزرگوں کے بارے میں نقل کرتے ہیں: "کَانُوا رَأَوْهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي النَّوْمِ وَكَانُوا مِمَّنْ يُصَدِّقُونَ بِهَذَا الْحَدِيثِ فَرَأَوْهُ بَعْدَ ذَلِكَ فِي الْيَقَظَةِ وَ سَأَلُوهُ عَنْ أَشْيَاءَ كَانُوا مِنْهَا مُتَشَوِّشِينَ فَأَخْبَرَهُمْ بِتَفْرِيجِهَا وَنَصَّ لَهُمْ عَلَى الْوُجُوهِ الَّتِي مِنْهَا يَكُونُ فَرْجُهَا، فَجَاءَ الْأَمْرُ كَذَلِكَ بِلَا زِيَادَةٍ وَلَا نَقْصٍ "ترجمہ: انہوں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی، اور وہ اس حدیث پاک کی تصدیق کرنے والے تھے، پھر اس کے بعد انہوں نے بیداری میں بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی اور اُن اشیاء کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سوال کیا جن وہ تشویش کا شکار تھے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی مشکلات کو دور فرمایا اور ان کو مشکلات سے نجات کے طریقے بتائے، تو بغیر کمی بیشی کے ویسا ہی ہوا (جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا)۔

(الحاوی للفتاوی، تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی صلی الله علیه وسلم، ج 2، ص308، دارالفکر للطباعة والنشر، بیروت)

موسیٰ علیہ السلام کھاں سے کھاں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، شفیع امت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم حدیثِ معراج میں ارشاد فرماتے ہیں ((مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم، باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام، ج 4، ص1845، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

پھر جب مسجد اقصیٰ پہنچے تو وہاں دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ موسیٰ علیہ السلام بھی موجود تھے، جن کی حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے امامت فرمائی۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ((وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ، فَإِذَا مُوسَى قَائِمٌ يُصَلِّي۔۔إِذَا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي۔۔إِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي۔۔فَحَانَتِ الصَّلَاةُ فَأَمَمْتُهُمْ)) ترجمہ: میں نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی جماعت میں دیکھا، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور حضرت ابراہیم علیہم السلام کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، جب نماز (کی جماعت) کا وقت ہوا تو میں نے ان کی امامت کروائی۔

(صحیح مسلم، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال، ج1، ص156، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

پھر جب آسمانوں پر تشریف لے کر گئے تو موسیٰ علیہ السلام وہاں پر بھی موجود تھے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا (ثُمَّ انْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ، فَأَتَيْتُ عَلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ :مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ)) ترجمہ: پھر ہم چلے یہاں تک کہ چھٹے آسمان تک پہنچ گئے، میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا، انہوں نے عرض کیا: صالح بھائی اور صالح نبی کو خوش آمدید۔

(صحیح مسلم، باب الاسراء برسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم، ج 1، ص149، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

سنن نسائی میں ہے ((ثُمَّ صُعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَإِذَا فِيهَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ)) ترجمہ: پھر میں چھٹے آسمان پر چڑھا تو اس میں موسیٰ علیہ السلام تھے۔

(سنن نسائی، فرض الصلوة وذکر اختلاف الناقلین، ج1، ص221)

جب موسیٰ علیہ السلام جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں تو جو سید

الانبیاء ہیں، نبی الانبیاء ہیں ،امام الانبیاء ہیں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس یہ طاقت نہ ہو، یقیناً وہ بھی جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاسکتے ہیں۔

نکتہ: ہوسکتا ہے کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ موسیٰ علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے مسجد اقصیٰ پہنچ گئے ،اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے آسمان پر پہنچ گئے ۔اس کے جواب میں علماء فرماتے ہیں کہ دراصل موسیٰ علیہ السلام رفتارِ نبوت سے گئے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم براق پرسوار تھے،اور رفتارِ نبوت کے سامنے براق کی رفتار کچھ بھی نہیں۔اگر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رفتار سے تشریف لے جاتے تو یقیناً موسیٰ علیہ السلام سے پہلے تشریف لے جاتے۔

ہر شخص کی قبر میں

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((انَّ العَبْدَ إذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ، أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ، فَيَقُولاَنِ:مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَمَّا المُؤْمِنُ، فَيَقُولُ:أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ)) ترجمہ: بے شک بندے کو جب قبر میں رکھا جاتا ہے،اس کے ساتھی لوٹتے ہیں اور وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے، پھر دوفرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں: تو ان صاحب یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ اگر وہ مؤمن ہے تو کہتا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء فی عذاب القبر،ج2،ص98،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

اشعۃ اللمعات میں ہے''یا باحضار ذات شریف دے دو عیانے بہ ایں طریق کہ در قبر مثالے دے علیہ السلام حاضر ساختہ باشد

دور دریں جابشارتے است عظیم مرمشتاقان غمزدہ راہ کہ برامید ایں شادی جاں دہنڈہ وزندہ در گور روند جائے دارد'' ترجمہ: یا قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم **بذاتِ خود** تشریف لاتے ہیں اس طرح کہ قبر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم وجودِ مثالی کے ساتھ تشریف لاتے ہیں،اس جگہ عاشقانِ غمزدہ کے لیے بڑی بشارت ہے کہ اگر اس شادی کی امید پر جان دے دیں اور زندہ قبروں میں چلے جائیں تو اس کا موقعہ ہے۔

(اشعۃ اللمعات،ج1،ص115،مطبوعہ لکھنؤ ہند)

قبر میں سرکار آئیں تو میں قدموں پر گروں
گر فرشتے بھی اٹھائیں تو میں ان سے یوں کہوں
اب تو پائے ناز سے میں اے فرشتو کیوں اٹھوں
مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

مدینہ سے کربلا

حضرت سلمٰی (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام حضرت **ابورافع** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ) فرماتی ہیں:((دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، وَهِيَ تَبْكِي، فَقُلْتُ :مَا يُبْكِيكِ؟ قَالَتْ :رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم، تَعْنِي فِي الْمَنَامِ، وَعَلَى رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ التُّرَابُ، فَقُلْتُ :مَا لَكَ يَا رَسُولَ اللهِ، قَالَ :شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا)) ترجمہ: میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو وہ رو رہی تھیں، میں نے عرض کیا: آپ کیوں رو رہی ہیں؟ جواب دیا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی شریف پر گرد وغبار لگی ہوئی تھی، میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کا کیا حال ہے یعنی آپ اتنے پریشان کیوں ہیں؟ ارشاد فرمایا: میں ابھی ابھی

حسین کی شہادت گاہ میں تشریف لے گیا تھا۔

(جامع الترمذی،باب مناقب ابو محمد الحسن بن علی،ج6،ص120،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیمَا یَرَی النَّائِمُ بِنِصْفِ النَّہَارِ وَہُوَ قَائِمٌ أَشْعَثَ أَغْبَرَ، بِیَدِہِ قَارُورَۃٌ فِیہَا دَمٌ، فَقُلْتُ:بِأَبِی أَنْتَ وَأُمِّی یَا رَسُولَ اللَّہِ، مَا ہَذَا؟ قَالَ:ہَذَا دَمُ الْحُسَیْنِ وَأَصْحَابِہِ، لَمْ أَزَلْ أَلْتَقِطُہُ مُنْذُ الْیَوْمِ فَأَحْصَیْنَا ذَلِكَ الْیَوْمَ فَوَجَدُوہُ قُتِلَ فِی ذَلِكَ الْیَوْمِ)) ترجمہ: میں نے نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو دوپہر کے وقت خواب میں دیکھا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اس حال میں کھڑے تھے کہ آپ کے بال بکھرے ہوئے تھے اور گردآلود تھے اور آپ کے دست اقدس میں بوتل تھی جس میں خون تھا، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کیا چیز ہے، فرمایا: یہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے، میں آج اسے اٹھاتا رہا ہوں، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: میں نے وہ دن یاد رکھا، تو اسی دن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا گیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل،مسند عبد اللہ بن عباس،ج4،ص336،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

شہادت کے وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ''الحاوی للفتاوی'' میں ایک روایت نقل کرتے ہیں((قَالَ عَبْدُ اللَّہِ بْنُ سَلَامٍ:ثُمَّ أَتَیْتُ عثمان لِأُسَلِّمَ عَلَیْہِ وَہُوَ مَحْصُورٌ فَقَالَ:مَرْحَبًا بِأَخِی، رَأَیْتُ رَسُولَ اللَّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ -فِی ہَذِہِ الْخُوخَۃِ فَقَالَ:یَا عثمان حَصَرُوكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، قَالَ: عَطَّشُوكَ؟ قُلْتُ:نَعَمْ، فَأَدْلَی لِی دَلْوًا فِیہِ مَاءٌ فَشَرِبْتُ حَتَّی رَوِیتُ حَتَّی إِنِّی لَأَجِدُ بَرْدَہُ بَیْنَ ثَدْیَیَّ وَبَیْنَ كَتِفَیَّ، فَقَالَ:إِنْ شِئْتَ نُصِرْتَ عَلَیْہِمْ، وَإِنْ شِئْتَ أَفْطَرْتَ عِنْدَنَا، فَاخْتَرْتُ

أَنْ أُفْطِرَ عِنْدَہُ فَقُتِلَ ذَلِكَ الْیَوْمَ .انْتَہَی.وَہَذِہِ الْقِصَّۃُ مَشْہُورَۃٌ عَنْ عثمان مُخَرَّجَۃٌ فِی كُتُبِ الْحَدِیثِ بِالْإِسْنَادِ أَخْرَجَہَا الحارث بن أبی أسامۃ فِی مُسْنَدِہِ وَغَیْرُہُ)) ترجمہ: صحابی رسول حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: جس وقت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے میں آپ کے پاس سلام کے لیے حاضر ہوا، عثمان غنی رضی اللہ عنہ مجھے فرمانے لگے: مرحبا اے بھائی! میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اس گلی میں دیکھا ہے، مجھے حضور نے فرمایا: اے عثمان! لوگوں نے تمہارا محاصرہ کررکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں، پھر فرمایا: انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہوا ہے، میں نے عرض کی: جی ہاں، تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میرے لیے ایک ڈول لٹکا دیا، جس میں پانی تھا، میں نے پیا، یہاں تک کہ سیراب ہوگیا اور میں نے اس کی ٹھنڈک سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کی، پھر فرمایا: اگر تم چاہو تو میں تمہاری مدد کروں اور اگر چاہو تو افطار ہمارے پاس کرنا، میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس افطار کرنے کو اختیار کرلیا، (حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں) پھر حضرت عثمان اسی دن شہید کردیے گئے۔(امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ قصہ مشہور ہے اور کتب احادیث میں سند کے ساتھ موجود ہے، اسے حارث بن ابی اسامہ وغیرہ نے اپنے مسند میں روایت کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی،ج2،ص315، دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

ملک الموت کے لیے دنیا مثل طشت

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے﴿اِذَا جَآءَ اَحَدَکُمُ الْمَوْتُ تَوَفَّتْہُ رُسُلُنَا﴾ ترجمہ: جب تم میں سے کسی کو موت آئے تو اس کو ہمارے بھیجے ہوئے وفات دیتے ہیں۔

(پ7،سورۃ الانعام،آیت61)

روح ملک الموت علیہ السلام نکالتے ہیں، ایک وقت میں بعض اوقات

ہزاروں لوگ وفات پاتے ہیں، ان سب کی روح دیگر ماتحت فرشتوں کے ساتھ ملک الموت علیہ السلام نکالتے ہیں، اس آیت پاک کے تحت تفسیر خازن میں لکھا ہے ''قولہ توفته رسلنا ملك الموت وحده وإنما ذكر بلفظ الجمع تعظيما له. وقال مجاهد: جعلت الأرض لملك الموت مثل الطشت يتناول من حيث شاء''
ترجمہ: آیت مبارکہ میں رسل سے مراد صرف ملک الموت ہیں، جمع کا لفظ صرف تعظیم کے لیے استعمال کیا گیا ہے، حضرت مجاہد فرماتے ہیں: زمین ملک الموت علیہ السلام کے لیے طشت کی مثل کردی گئی ہے وہ جہاں سے چاہتے ہیں (روح) اٹھا لیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، تحت آیتِ مذکورہ، ج2، ص120، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اللہ تعالیٰ نے مخلوق میں جس کسی کو کوئی خوبی عطا فرمائی ہے تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی مثل یا اس سے بڑھ کر عطا فرمائی ہے، جب ملک الموت علیہ السلام کے ہر جگہ تصرف کرنے کا یہ عالم ہے تو سید الانبیاء والرسل صلی اللہ علیہ وسلم میں اس صفت وخوبی کا عالم کیا ہوگا۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مؤقف

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں ''وَلَا يَمْتَنِعُ رُؤْيَةُ ذَاتِهِ الشَّرِيفَةِ بِجَسَدِهِ وَرُوحِهِ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم وَسَائِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءٌ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوا وَأُذِنَ لَهُمْ بِالْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ، وَقَدْ أَلَّفَ الْبَيْهَقِيُّ جُزْءًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ'' ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت جسم وروح کے ساتھ ممتنع نہیں، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں، ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد ان کے اجسام میں لوٹا دی جاتی ہیں اور انہیں اجازت ہوتی

ہے کہ وہ قبروں سے نکلیں اور عالم علوی اور سفلی میں تصرف کریں، اور تحقیق امام بیہقی نے حیاتِ انبیاء کے بارے میں ایک جزء تالیف کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی، ج2، ص317، دارالفکر للطباعۃ النشر، بیروت)

مزید فرماتے ہیں ''النَّظَرِ فِي أَعْمَالِ أُمَّتِهِ وَالِاسْتِغْفَارِ لَهُمْ مِنَ السَّيِّئَاتِ، وَالدُّعَاءِ بِكَشْفِ الْبَلَاءِ عَنْهُمْ، وَالتَّرَدُّدِ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ لِحُلُولِ الْبَرَكَةِ فِيهَا، وَحُضُورِ جَنَازَةِ مَنْ مَاتَ مِنْ صَالِحِ أُمَّتِهِ، فَإِنَّ هَذِهِ الْأُمُورَ مِنْ جُمْلَةِ أَشْغَالِهِ فِي الْبَرْزَخِ كَمَا وَرَدَتْ بِذَلِكَ الْأَحَادِيثُ وَالْآثَار'' ترجمہ: اپنی امت کے اعمال پر نظر رکھنا، ان کے لیے گناہوں سے استغفار کرنا، ان سے بلاؤں کے دور ہونے کی دعا کرنا، اطرافِ زمین میں برکت دینے کے لیے آنا جانا اور کوئی نیک امتی فوت ہوجائے تو اس کے جنازہ میں تشریف لانا، یہ تمام امور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالمِ برزخ میں اشغال ہیں جیسا کہ اس کے بارے میں احادیث وآثار وارد ہوئے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی، انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، ج2، ص184,185، دارالفکر للطباعۃ النشر، بیروت)

امام غزالی اور علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہما

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں ''قال الامام الغزالی رحمہ اللہ تعالیٰ والرسول علیہ السلام له الخيار فى طواف العوالم مع أرواح الصحابة رضی اللہ عنہم لقد رآه كثير من الأولياء'' ترجمہ: امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارواحِ صحابہ کے ساتھ عالم میں سیر فرمانے کا اختیار حاصل ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کثیر اولیاء رحمہم اللہ نے بھی دیکھا ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ ملك، آیت29,30، ج10، ص99، دارالفکر، بیروت)

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی کا عقیدہ

خلیل احمد سہارنپوری دیوبندی نے لکھا: ''اس بات کو خوب یاد کر لینا ضروری ہے کہ یہ عقیدہ سب کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور عالم غیب میں اور جنت میں جہاں چاہیں باذنہ چلتے پھرتے ہیں اور اس عالم میں بھی حکم ہوتو آسکتے ہیں اور صلاۃ وسلام ملائکہ پہنچاتے ہیں اور اعمالِ امت آپ پر پیش ہوتے ہیں اور جس وقت حق تعالیٰ چاہے دنیا کے احوال کشف ہو جاتے ہیں، اس میں کوئی مخالف نہیں۔''

(براہیں قاطعہ، ص203,204)

شاہ عبد العزیز محدث دھلوی

مجموعہ کمالات حالاتِ عزیزی میں ہے''جناب مولانا (عبد العزیز) صاحب نے اول سال جو کلام مجید حفظ کر کے سنایا تھا، نمازِ تراویح ہو چکی تھی، اس عرصہ میں ایک سوار بہت خوب زرہ بکتر وغیرہ لگائے ہوئے برچھا ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ جو وہاں تھے سب نے دوڑ کر ان کو گھیر لیا اور پوچھا کہ حضرت یہ کیا تقریر ہے اور آپ کا نام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میرا نام ابو ہریرہ ہے، جناب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم عبد العزیز کا کلام مجید سننے چلیں گے، پھر مجھ کو ایک کام کے واسطے بھیج دیا، اس سبب سے دیر میں آیا، یہ بات کہہ کر غائب ہو گئے۔'' (مجموعہ کمالات حالاتِ عزیزی، ص19)

آٹھواں باب

علمِ غیب

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

علمِ غیب

سوال: کیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیارے نبی محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو علمِ غیب عطا فرمایا ہے؟

جواب: قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو کثیر علم غیب عطا فرمایا ہے، تفصیل دیکھنی ہو تو امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رسائل (1) خالص الاعتقاد (2) انباء المصطفیٰ (3) ازاحۃ العیب (4) الدولۃ المکیہ وغیرھا اور حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب ''جاء الحق'' سے علم غیب کے باب کا مطالعہ کریں، کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

پسندیدہ رسولوں کو غیب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِي مِنْ رُّسُلِهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ ترجمہ: اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ عام لوگوں تمہیں غیب کا علم دے ہاں اللہ چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(پ4، سورہ آل عمران، آیت 179)

اور سورۃ جن میں ارشاد ہوتا ہے ﴿عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖۤ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ﴾ ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے (پ29، سورہ جن، آیت 26)

پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ اپنے پسندیدہ رسولوں کو غیبوں پر مطلع فرماتا ہے اور کوئی مسلمان اس بات میں شک نہیں کرسکتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول اور حبیب ہیں۔

سب کچھ سکھا دیا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ وَكَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا﴾ ترجمہ: اور تمھیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ (پ5، سورۃ النساء، آیت 113)

اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے ''ای من الأحكام والغيب'' ترجمہ: یعنی احکام اور غیب کی جو باتیں نہ جانتے تھے سب سکھا دیں۔

(تفسیر جلالین، ج1، ص122، دار الحدیث، القاہرہ)

اس آیت کے تحت تفسیر حسینی میں ہے ''آں علم ماکان ومایکون ہست کہ حق سبحانہ در شب اسرا بداں حضرت عطا فرمود، چنانچہ در حدیث معراج ہست کہ من در زیر عرش بودم قطرہ در حلق من ریختند فعلت ماکان ومایکون'' ترجمہ: یہ ماکان ومایکون کا علم ہے کہ حق تعالیٰ نے شب معراج میں حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو عطا فرمایا، چنانچہ حدیثِ معراج میں ہے کہ ہم عرش کے نیچے تھے، ایک قطرہ ہمارے حلق میں ڈالا گیا، پس ہم نے سارے گزشتہ اور آئندہ کے واقعات معلوم کر لیے۔

(تفسیر قادری اردو ترجمہ تفسیر حسینی، سورۃ النساء، آیت113، ج1، ص192)

غیب بتانے میں بخیل نہیں

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ﴾ ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (پ30، سورۃ التکویر، آیت24)

تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے ''اَنَّهٗ يَأْتِيْهِ عِلْمُ الْغَيْبِ فَلَا يبخل به عليهم بَلْ يُعَلِّمُكُمْ وَيُخْبِرُكُمْ بِهٖ'' ترجمہ: نبی کریم صَلّٰی

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس علم غیب آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں سکھاتے ہیں اوراس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن،ج 4،ص399،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تفسیر بغوی،ج6،ص1006،دارالسلام للنشر والتوزیع،ریاض)

علمِ ماکان ومایکون

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے﴿خَلَقَ الْإِنْسَانَ o عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: انسانیت کی جان محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کو پیدا کیا، ماکان وما یکون کا بیان انہیں سکھایا۔ (سورۂ رحمن،آیت3،4)

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) اس آیت کے تحت فرماتے ہیں''أنه محمّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، علّمه بيان كلّ شيء ما كان وما يكون، قاله ابن كيسان''ترجمہ: اس آیت میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو علمِ ماکان ومایکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) ہر چیز کا بیان سکھا دیا ہے، یہ قول ابن کیسان کا ہے۔

(تفسیرزادالمسیر،تحت آیتِ مذکورہ،ج4،ص206،دارالکتاب العربی،بیروت)

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل (تفسیر بغوی) میں اس کے تحت لکھا ہے واللفظ للبغوی ''وَقَالَ ابن كيسان:(خَلَقَ الْإِنْسَانَ) يَعْنِي مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (عَلَّمَهُ الْبَيَانَ) يَعْنِي بَيَانَ مَا كَانَ وَمَا يَكُونُ؛ لِأَنَّهُ كَانَ يُبِينُ عَنِ الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ وَعَنْ يَوْمِ الدِّينِ''ترجمہ: ابن کیسان کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں انسان سے مراد محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہیں اور بیان سے مراد علمِ ماکان ومایکون (جو کچھ ہو چکا اور جو ہوگا) ہے، اس لیے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اولین وآخرین اور قیامت کے دن کی خبریں دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن،تحت مذکورہ آیات،ج4،ص225،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تفسیر معالم التنزیل،تحت مذکورہ آیات،ج6،ص916،دارالسلام للنشر والتوزیع،ریاض)

یہ غیب کی خبریں ہیں

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے﴿ذٰلِكَ مِنْ أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ﴾ترجمۂ کنزالایمان: یہ غیب کی خبریں ہیں کہ ہم خفیہ طور پر تمہیں بتاتے ہیں۔

(پ3،سورۂ عمران،آیت44)

علمِ غیب پر منافقین کا اعتراض

کسی شخص کی اونٹنی گم ہوگئی، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غیب کی خبر دیتے ہوئے بتادیا کہ وہ کس جگہ پر ہے، تو منافقین آپس میں ہنسنے لگے کہ غیب کی خبریں دے رہے ہیں اور ہمارے بارے میں معلوم ہی نہیں ہے تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، ﴿وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ o لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ﴾ ترجمہ: اے محبوب! اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل کررہے تھے، تم فرماؤ کیا اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنستے ہو، بہانے نہ بناؤ، تم کافر ہو چکے مسلمان ہو کر۔ (پ10،سورۃ التوبۃ،آیت65،66)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) نے درمنثور میں نقل کیا''وأخرج ابن أبي شيبة وابن المنذر وابن أبي حاتم وأبو الشيخ عن مجاهد في قوله (وَلَئِن سَأَلتهمْ ليقولن إِنَّمَا كُنَّا نَخُوض وَنَلْعَب) قَالَ: قَالَ رجل من الْمُنَافِقين يحدثنا مُحَمَّد: أَن نَاقَة فلَان بوادي كَذَا وَكَذَا فِي يَوْم كَذَا وَكَذَا وَمَا يدريه بِالْغَيْبِ''ترجمہ: امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے شان نزول میں روایت کیا، حضرت مجاہد فرماتے ہیں (کسی کا ناقہ گم ہوگیا تھا رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: وہ فلاں جنگل میں ہے)۔ ایک منافق بولا: محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) ہمیں

بیان کرتے ہیں کہ فلاں کا ناقہ فلاں دن فلاں وادی میں ہے، محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) غیب کیا جانیں۔ اسی پر اللہ عزوجل نے یہ آیتِ کریمہ اتاری کہ ان سے فرمادیجئے کہ: اللہ اور اس کے رسول اور اس کی آیتوں سے ٹھٹھا کرتے ہو، بہانے نہ بناؤ تم کافر ہوچکے ایمان کے بعد۔

(تفسیر درمنثور، سورۃ التوبہ، آیت65,66، ج4، ص230، دارالفکر، بیروت)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 311) نے بھی اس آیت کے تحت ایسا ہی لکھا ہے۔ (تفسیر طبری، ج14، ص335، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

ہر شے کا روشن بیان

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتَابَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ﴾ ترجمہ: اتاری ہم نے تم پر کتاب جو ہر چیز کا روشن بیان ہے۔ (سورۃ النحل، آیت89)

جب فرقان مجید میں ہر شے کا بیان ہے اور بیان بھی کیسا؟ روشن بیان، اور اہلسنت کے مذہب میں شے ہر موجود کو کہتے ہیں، تو عرش تا فرش تمام کائنات جملہ موجودات اس بیان کے احاطے میں داخل ہوئے اور ان موجودات میں کتابت لوحِ محفوظ بھی ہے، اور لوحِ محفوظ میں کیا لکھا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَکُلُّ صَغِیْرٍ وَّکَبِیْرٍ مُّسْتَطَرٌ﴾ ترجمہ: ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔ (سورۃ القمر، آیت53)

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا حَبَّۃٍ فِیْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ کِتٰبٍ مُّبِیْنٍ﴾ ترجمہ: کوئی دانہ نہیں زمین کی اندھیریوں میں اور نہ کوئی تر اور نہ کوئی خشک مگر یہ کہ سب ایک روشن کتاب میں لکھا ہے۔ (سورۃ الانعام، آیت59)

جب قرآن مجید میں ہر چیز حتی کہ لوح محفوظ کے مکتوب کا بھی روشن بیان

موجود ہے اور قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر اتارا تو پتا چلا آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمام موجودات اور لوح محفوظ کے مندرجات کا علم اللہ تعالیٰ نے عطا فرمادیا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ دلیل دینے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں "تو بحمد اللہ تعالیٰ کیسے نص صحیح قطعی سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحبِ قرآن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان ومایکون الیٰ یوم القیمۃ، جمیع مندرجاتِ لوحِ محفوظ کا علم دیا اور شرق وغرب وسماء وارض وعرش وفرش میں کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص488، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غیب کی خبریں دینا

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول موجود ہے ﴿وَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا تَاْکُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ﴾ ترجمہ: اور میں تمہیں بتاتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور اپنے گھروں میں جمع کرکے رکھتے ہو۔ (سورۂ ال عمران، آیت49)

جب اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علم کا یہ عالم ہے تو ہمارے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جو کہ سید الانبیاء ہیں ان کے علم کی شان کیا ہوگی۔ ابونعیم اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 430ھ) فرماتے ہیں "فان قیل فَإِنَّ عِیسَی کَانَ یُخْبِرُ بِالْغُیُوبِ، وَیُنْبِیءُ بِمَا یَأْکُلُونَ فِی بُیُوتِھِمْ وَبِمَا یَدَّخِرُونَ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُخْبِرُ مِنْ ذَلِکَ بِأَعَاجِیبَ؛ لِأَنَّ عِیسَی کَانَ یُخْبِرُ بِمَا یَأْکُلُونَ مِنْ وَرَاءِ جِدَارٍ فِی مَبِیتِھِمْ وَتَصَرُّفِھِمْ فِی آکِلِھِمْ، ومحمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أخبر بِمَا کَانَ مِنْہُ مَسِیرَۃَ شَھْرٍ وَأَکْثَرَ، کَإِخْبَارِہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِوَفَاۃِ النَّجَاشِیِّ، وَمَنِ اسْتُشْھِدَ فِی الْغَزَاۃِ، زَیْدٌ، وَجَعْفَرٌ، وَعَبْدُ اللَّہِ بْنُ رَوَاحَۃَ، وَکَانَ یَأْتِیہِ السَّائِلُ یَسْأَلُہُ فَیَقُولُ: إنْ شِئْتَ

أَخْبَرْتُكَ عَمَّا جِئتَ تَسْأَلُ عَنْهُ وَأَشْبَاهُ ذَلِك ''ترجمہ: اگر کہا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیب کی خبریں دیتے تھے اور وہ کچھ بتا دیتے تھے جو لوگ گھروں میں کھا کر آتے تھے اور جو کچھ گھروں میں چھوڑ کر آتے تھے تو (اس کا جواب یہ ہے کہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے بھی عجیب تر خبریں دی ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو یہی بتاتے تھے کہ لوگ دیوار کے پیچھے کیا کھاتے اور چھوڑ کر آتے ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ماہ یا اس سے بھی زائد مسافت پر واقع ہونے والے حوادث کی خبر دے دیتے تھے، جیسا کہ آپ نے نجاشی کے وصال، اور غزوۂ موتہ میں حضرت زید، جعفر اور عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہم کی شہادت کی خبر دی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سائل آتا کہ وہ سوال کرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے فرماتے: اگر تم چاہو تو جو سوال کرنے تم آئے ہو میں تمہیں بتادوں، وغیرہ وغیرہ۔

(دلائل النبوۃلابی نعیم،القول فیمااوتی عیسی علیه السلام،ج1،ص617،دارالنفائس،بیروت)

ابتداءِ خلق سے دخول جنت ونار تک

صحیح بخاری شریف میں حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ((قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مَقَامًا، فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الخَلْقِ، حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ، وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ، حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ، وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ)) ترجمہ: ایک بار سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہوکر ابتدائے آفرینش سے لے کر جنتیوں کے جنت اور دوزخیوں کے دوزخ میں جانے تک کا حال ہم سے بیان فرمادیا، یاد رکھا جس نے یاد رکھا اور بھول گیا جو بھول گیا۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ وَہُوَ أَہْوَنُ عَلَیْهِ﴾، ج4،ص106،مطبوعه دارطوق النجاة)

ایک مجلس میں ہر چیز کا بیان معجزہ ہے

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ''وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَى أَنَّهُ أَخْبَرَ فِي الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِيعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مُنْذُ ابْتُدِئَتْ إِلَى أَنْ تَفْنَى إِلَى أَنْ تُبْعَثَ فَشَمِلَ ذَلِكَ الْإِخْبَارَ عَنِ الْمَبْدَإِ وَالْمَعَاشِ وَالْمَعَادِ وَفِي تَيْسِيرِ إِيرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِيمٌ'' ترجمہ: یہ حدیث پاک اس کی دلیل ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں تمام مخلوق کے احوال جب سے خلقت شروع ہوئی اور جب تک فنا ہوگی اور جب اٹھائی جائے گی سب بیان فرمادیا اور یہ بیان مبدأ (مخلوق کے آغازِ پیدائش)، معاش (رہنے سہنے) اور معاد (قیامت کے دن اٹھنے) سب کو محیط تھا، ان سب کو خرقِ عادت ایک ہی مجلس میں بیان کردینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(فتح الباری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ .... ﴾،ج6، ص291،دارالمعرفة،بیروت)

علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 855ھ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں ''وَفِيهِ: دَلَالَة على أَنه أخبر فِي الْمجْلس الْوَاحِد بِجَمِيع أَحْوَال الْمَخْلُوقَات من ابتدائها إِلَى انتهائها، وَفِي إِيرَاد ذَلِك كُله فِي مجْلِس وَاحِد أَمر عَظِيم من خوارق الْعَادة'' ترجمہ: یہ حدیث پاک دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مجلس میں اول سے آخر تک تمام مخلوقات کے تمام حالات بیان فرمادیئے اور ان سب کا ایک ہی مجلس میں بیان فرمادینا نہایت عظیم معجزہ ہے۔

(عمدة القاری،باب ماجاء فی قوله تعالیٰ﴿وَہُوَ الَّذِی یَبْدَأُ الخَلْقَ ثُمَّ یُعِیدُهُ وَہُوَ أَہْوَنُ عَلَیْهِ﴾،ج15، ص110،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1014ھ) فرماتے ہیں ''وَقَالَ

الْعَسْقَلَانِیُّ:أَیْ أَخْبَرَنَا عَنِ الْمَبْدَأِ شَیْئًا بَعْدَ شَیْءٍ إِلَی أَنِ انْتَهَی الْإِخْبَارُ عَنْ حَالِ الِاسْتِقْرَارِ فِی الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، وَدَلَّ ذَلِكَ عَلَی أَنَّهُ أَخْبَرَ فِی الْمَجْلِسِ الْوَاحِدِ بِجَمِیعِ أَحْوَالِ الْمَخْلُوقَاتِ مِنَ الْمَبْدَأِ وَالْمَعَادِ وَالْمَعَاشِ، وَتَیْسِیرُ إِیرَادِ ذَلِكَ كُلِّهِ فِی مَجْلِسٍ وَاحِدٍ مِنْ خَوَارِقِ الْعَادَةِ أَمْرٌ عَظِیمٌ" ترجمہ: ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ابتداء خلق سے یکے بعد دیگرے چیزوں کی خبریں دیتے گئے یہاں تک جنت اور جہنم میں ٹھہرنے تک سب کچھ بتا دیا، اور یہ حدیث پاک اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مخلوقات کے جمیع احوال یعنی ابتداء وانتہا اور معاشرت کی خبریں ایک مجلس میں دیں، ایک مجلس میں خلافِ عادت ان تمام چیزوں کو بیان کرنا عظیم معجزہ ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب بدأ الخلق وذکر الانبیاء علیہم السلام، ج9، ص3436، دارالفکر، بیروت)

ان عبارات سے پتا چلا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ بدرالدین عینی، علامہ قسطلانی اور ملاعلی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر محدثین کا یہی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتداء خلق سے لے کر دخولِ جنت ونار تک سب علم عطا فرمایا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنے صحابہ کے سامنے بیان بھی فرمایا ہے۔

علمِ ماکان ومایکون

صحیح مسلم میں ہے ((أَبُو زَیْدٍ یَعْنِی عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ، قَالَ:صَلَّی بِنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْفَجْرَ، وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّی حَضَرَتِ الظُّهْرُ، فَنَزَلَ فَصَلَّی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّی حَضَرَتِ الْعَصْرُ، ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّی، ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَخَطَبَنَا حَتَّی غَرَبَتِ الشَّمْسُ، فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ

كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا)) ترجمہ: حضرت ابوزید یعنی عمرو بن اخطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہوکر ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ ظہر کا وقت ہوگیا، اتر کر نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہمیں خطبہ دیتے رہے یہاں تک کہ عصر کا وقت ہوگیا، اتر کر عصر کی نماز پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوئے، تو غروبِ آفتاب تک ہمیں خطبہ دیتے رہے، اس خطبہ (بیان) میں ہمیں علمِ ماکان ومایکون (یعنی جو ہو چکا اور جو ہونا ہے) کی خبر دے دی، ہم میں سے زیادہ علم والا وہ ہے جس نے اس خطبے کو سب سے زیادہ یاد رکھا۔

(صحیح مسلم، باب اخبار النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 4، ص2217، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

کوئی پرندہ پر مارنے والا نہیں

امام احمد نے مسند اور طبرانی نے معجم میں بسند صحیح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا، فرماتے ہیں: ((لَقَدْ تَرَكَنَا رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا یَتَقَلَّبُ فِی السَّمَاءِ طَائِرٌ إِلَّا ذَكَّرَنَا مِنْهُ عِلْمًا)) ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پَر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور نے ہمارے سامنے بیان نہ فرما دیا ہو۔

(مسند احمد بن حنبل، عن ابی ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج5، ص153، المکتب الاسلامی، بیروت ☆ المعجم الکبیر للطبرانی، باب من غرائب مسند ابی ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 2، ص155، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض وشرح زرقانی للمواہب میں ہے "ھذا تمثیل لبیان کل شیء تفصیلاً تارۃً واجمالاً اُخریٰ" ترجمہ: یہ ایک مثال دی

ہےاس کی کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہر چیز بیان فرمادی،کوئی تفصیلاً کوئی اجمالاً۔

(نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل و من ذٰلك مااطلع ،ج3،ص153،مرکز اہلسنت برکایت رضا ،گجرات☆شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیه ،المقصدالثامن، الفصل الثالث ،القسم الثانی،ج7،ص206، دارالمعرفة ،بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''ولا شك ان اللّٰه تعالٰی قد اطلعه علی اَزْیَدَمن ذٰلك والقی علیه علم الاوّلین والاخرین '' ترجمہ:اور کچھ شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کواس سے زیادہ علم دیا اور تمام اگلے پچھلوں کا علم حضور پر القاء کیا، صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

(المواہب اللدنیه ،المقصدالثامن ،الفصل مااخبربه صلی الله علیه وسلم من الغیب،ج3، ص560،المکتب الاسلامی، بیروت)

جو چاہو پوچھو

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ أَبِي مُوسَى، قَالَ:سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ أَشْيَاءَ كَرِهَهَا، فَلَمَّا أُكْثِرَ عَلَيْهِ غَضِبَ، ثُمَّ قَالَ لِلنَّاسِ :سَلُونِي عَمَّا شِئْتُمْ قَالَ رَجُلٌ:مَنْ أَبِي؟ قَالَ:أَبُوكَ حُذَافَةُ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ:مَنْ أَبِي يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ :أَبُوكَ سَالِمٌ مَوْلَى شَيْبَةَ فَلَمَّا رَأَى عُمَرُ مَا فِي وَجْهِهِ قَالَ :يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّا نَتُوبُ إِلَى اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ)) ترجمہ:حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے ایسے سوالات کیے گئے جو آپ کو ناپسند تھے،جب سوالات زیادہ ہونے لگے تو آپ ناراض ہوگئے، پھر لوگوں سے فرمایا: جو چاہو مجھ سے پوچھ لو۔ایک شخص عرض گزار ہوا: میرا باپ کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ حذافہ ہے،ایک دوسرا آدمی کھڑا ہوکر عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! میرا والد کون ہے؟ فرمایا:تمہارا والد سالم شیبہ کا آزاد کردہ غلام ہے ،جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے چہرۂ اقدس پر غضب کے آثار دیکھے تو

عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ہم اللہ عزوجل کی طرف توبہ کرتے ہیں۔

(صحیح بخاری،باب الغضب فی الموعظة والتعلیم،ج1،ص30،مطبوعه دارطوق النجاة)

ہر چیز کا علم

جامع ترمذی شریف وغیرہ کتب کثیرہ ائمہ حدیث میں باسانید عدیدہ وطرق متنوعہ دس صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا،اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں ''هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ.سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، فَقَالَ:هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيح '' ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا،تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

زمین وآسمان کا علم

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں((فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ)) ترجمہ: میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ''پس دانستم هر چه در آسمانها و هرچه در زمین ها بود عبارت

است از حصولِ تمامہ علوم جزوی و کلّی واحاطہ آں

''ترجمہ: چنانچہ میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے یہ تعبیر ہے تمام علوم کے حصول اوران کے احاطہ سے چاہے وہ علوم جزوی ہوں یا کلّی ۔

(اشعة اللمعات، کتاب الصلوة،باب المساجد و مواضع الصلوة ،ج 1،ص333،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

مشرق ومغرب کا علم

ایک روایت کے الفاظ اس طرح ہیں((فَعَلِمْتُ مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ)) ترجمہ: میں نے جان لیا جو کچھ مشرق ومغرب کے درمیان ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بیروت)

عذاب کیوں ہورہا ہے؟

صحیح بخاری میں ہے((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ:مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِقَبْرَیْنِ، فَقَالَ:إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لاَ يَسْتَتِرُ مِنَ البَوْلِ، وَأَمَّا الآخَرُ فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ ثُمَّ أَخَذَ جَرِيدَةً رَطْبَةً فَشَقَّهَا نِصْفَيْنِ، فَغَرَزَ فِي كُلِّ قَبْرٍ وَاحِدَةً، قَالُوا:يَا رَسُولَ اللَّهِ! لِمَ فَعَلْتَ هَذَا؟ قَالَ:لَعَلَّهُ يُخَفِّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دوقبروں کے پاس سے گزرے توفرمایا: ان دونوں کو عذاب ہورہا ہے اور کسی بڑے معاملہ کے سبب عذاب نہیں ہورہا،ان میں سے ایک تو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغلیاں کھاتا پھرتا تھا، پھر ایک سبز شاخ لی اوراس کے دو حصے کیے، پھر ہر قبر پر ایک حصہ گاڑ دیا۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ایسا کیوں کیا؟ فرمایا: جب تک یہ خشک نہ ہوں تو ان کے عذاب میں تخفیف رہے گی۔

(صحیح بخاری،باب ماجاء غسل البول،ج1،ص53،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث پاک کی شرح میں فرماتے ہیں''حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غیب جانتے ہیں کہ یہ بھی جان لیا کہ ان پر عذاب ہورہا ہے اور یہ بھی جان لیا کہ کس بناء پر ہورہا ہے نیز یہ جان لیا کہ ان شاخوں کے رکھنے سے تخفیف ہوگی اور یہ بھی جان لیا کہ کب تک ہوگی۔اس حدیث میں اکٹھے چار علمِ غیب کی خبر ہے۔ (نزھۃ القاری،ج2،ص109،برکاتی پبلشرز،کراچی)

کل کیا ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے،حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ:لَأُعْطِيَنَّ هَذِهِ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يَفْتَحُ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ، قَالَ :فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوكُونَ لَيْلَتَهُمْ أَيُّهُمْ يُعْطَاهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ يُعْطَاهَا، فَقَالَ:أَيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ .فَقِيلَ :هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَشْتَكِي عَيْنَيْهِ، قَالَ :فَأَرْسَلُوا إِلَيْهِ .فَأُتِيَ بِهِ فَبَصَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِي عَيْنَيْهِ وَدَعَا لَهُ، فَبَرَأَ حَتَّى كَأَنْ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ، فَأَعْطَاهُ الرَّايَةَ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے غزوۂ خیبر کے روز فرمایا: یہ جھنڈا کل میں ایسے شخص کو دوں گا کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں فتح عطا فرمائے گا، جو اللہ اوراس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے رات بے چینی سے گزاری کہ دیکھتے ہیں کل جھنڈا کسے ملتا ہے، جب صبح ہوئی تو لوگ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، ہر ایک کی خواہش تھی کہ جھنڈا اسے دیا جائے۔رسول پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کی گئی: یارسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان

کی آنکھیں دکھتی ہیں،فرمایا: انہوں بلاؤ،انہیں بلایا گیا تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن لگایا اوران کے لیے دعا فرمائی، وہ ایسے شفایاب ہو گئے گویا انہیں تکلیف ہوئی ہی نہ ہو، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں جھنڈا عطا فرما دیا۔

(صحیح بخاری،باب غزوۃ خیبر،ج5،ص134،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

دوسری روایت ہے ((فَأَعْطَاهُ فَفُتِحَ عَلَيْهِ)) ترجمہ: حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا اورانہیں کے ہاتھ پر فتح حاصل ہوئی۔

(صحیح بخاری،باب غزوۃ خیبر،ج5،ص134،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

کون کہاں مرے گا؟

سرور کائنات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے غزوۂ بدر شروع ہونے سے پہلے ہی مرنے والے کافروں کی جگہوں کی نشاندہی فرما دی تھی، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے ((فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم: هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ، قَالَ: وَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الْأَرْضِ هَاهُنَا، هَاهُنَا، قَالَ :فَمَا مَاطَ أَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضِعِ يَدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے (راوی کہتے ہیں) اورآپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنا ہاتھ زمین پر رکھتے تھے کہ یہاں یہاں (فلاں کافر مرے گے)،راوی (یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ) کہتے ہیں: ان میں سے کوئی رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ کی جگہ سے نہ ہٹا (یعنی جس کے بارے میں جہاں فرمایا تھا وہیں مرا)۔

(صحیح مسلم،باب غزوۂ بدر،ج3،ص1403،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

وصال کب ہوگا؟

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَعَا النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَاطِمَةَ ابْنَتَهُ فِي شَكْوَاهُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ دَعَاهَا

فَسَارَّهَا فَضَحِكَتْ، قَالَتْ :فَسَأَلْتُهَا عَنْ ذَلِكَ،فَقَالَتْ:سَارَّنِي النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم فَأَخْبَرَنِي أَنَّهُ يُقْبَضُ فِي وَجَعِهِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ، فَبَكَيْتُ ثُمَّ سَارَّنِي فَأَخْبَرَنِي أَنِّي أَوَّلُ أَهْلِ بَيْتِهِ أَتْبَعُهُ فَضَحِكْتُ)) ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں: نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کو اپنے اس مرض میں بلایا جس میں آپ کا وصال ہوا،ان کو سرگوشی میں کوئی بات بتائی تو وہ رونے لگیں، پھر بلا کر سرگوشی کی تو وہ ہنس پڑیں،حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے اس بارے میں ان سے دریافت کیا تو انہوں نے بتایا کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ اسی مرض میں ان کا وصال ہوجائے گا تو میں رونے لگی، پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے سرگوشی میں مجھے بتایا کہ ان کے گھر والوں میں سے سب سے پہلی میں ہوں جو ان کے پیچھے دنیا سے جاؤں گی، تو میں ہنس پڑی۔

(صحیح بخاری،باب علامات النبوۃ فی الاسلام،ج4،ص204،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

کون قتل کرے گا؟

حضرت سیدنا عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے اینٹیں اٹھا کر لا رہے تھے، نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے انہیں دیکھا تو ارشاد فرمایا ((وَيْحَ عَمَّارٍ، تَقْتُلُهُ الفِئَةُ البَاغِيَةُ، يَدْعُوهُمْ إِلَى الجَنَّةِ، وَيَدْعُونَهُ إِلَى النَّارِ قَالَ: يَقُولُ عَمَّارٌ: أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الفِتَنِ)) ترجمہ: وائے عمار! اسے باغی گروہ قتل کرے گا، یہ انہیں جنت کی طرف بلائیں گے اور وہ انہیں جہنم کی طرف بلائیں گے، راوی کا بیان ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ تعالٰی عنہ کہا کرتے: میں فتنوں سے اللہ تعالٰی کی پناہ مانگتا ہوں۔ (صحیح بخاری،باب التعاون فی بناء المساجد،ج1،ص97،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

محدث شہیر مفتی احمد یا خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں ''اس فرمانِ عالی میں تین غیبی خبریں ہیں: ایک یہ کہ حضرت عمار شہید ہوں

گے، دوسرے یہ کہ مظلوم ہوں گے، تیسرے یہ کہ ان کے قاتل باغی ہوں گے یعنی امام برحق پر بغاوت کرنے والے۔ یہ تینوں خبریں مِن وعَن اسی طرح ظاہر ہوئیں۔

(مرأة المناجیح، کتاب الفضائل، باب فی المعجزات، ج8، ص179، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

تو ان میں سے ہے

صحیح بخاری میں ہے ((قَالَ عُمَيْرٌ، فَحَدَّثَتْنَا أُمُّ حَرَامٍ: أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ البَحْرَ قَدْ أَوْجَبُوا، قَالَتْ أُمُّ حَرَامٍ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَا فِيهِمْ؟ قَالَ: أَنْتِ فِيهِمْ، ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوَّلُ جَيْشٍ مِنْ أُمَّتِي يَغْزُونَ مَدِينَةَ قَيْصَرَ مَغْفُورٌ لَهُمْ، فَقُلْتُ: أَنَا فِيهِمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: لاَ)) ترجمہ: حضرت عمیر کہتے ہیں کہ ہمیں ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بتایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری امت میں پہلا لشکر جو سمندر کے راستے جہاد کرے گا، وہ (اپنے لیے جنت) واجب کرلے گا، ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا میں ان میں ہوں؟ ارشاد فرمایا: ہاں تم ان میں سے ہو۔ پھر نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کا جو پہلا لشکر قیصر کے شہر میں جہاد کرے گا، وہ مغفور (بخشا ہوا) ہے۔ میں نے عرض کیا: کیا میں ان میں ہوں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب ماقیل فی قتال الروم، ج4، ص42، مطبوعه دارطوق النجاة)

صحیح بخاری کی ایک دوسری روایت میں یہ کلمات بھی ہیں ((فَرَكِبَتِ البَحْرَ فِي زَمَانِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِينَ خَرَجَتْ مِنَ البَحْرِ، فَهَلَكَتْ)) ترجمہ: حضرت ام حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی

اللہ تعالیٰ عنہما کے زمانے میں سمندر کے راستے جہاد میں گئیں، سمندر پار کر کے جب خشکی پر اتر کر چوپائے پر سوار ہوئیں تو اس سے گر کر وفات پاگئیں۔

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ج4، ص16، مطبوعه دارطوق النجاة)

ایک صدیق، دو شہید

صحیح بخاری میں ہے ((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى أُحُدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ، وَعُمَرُ، وَعُثْمَانُ، فَرَجَفَ بِهِمْ، فَضَرَبَهُ بِرِجْلِهِ، قَالَ: اثْبُتْ أُحُدُ فَمَا عَلَيْكَ إِلَّا نَبِيٌّ، أَوْ صِدِّيقٌ، أَوْ شَهِيدَانِ)) ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر چڑھے، ان کے ساتھ ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین بھی احد پہاڑ پر چڑھے، پہاڑ لرزنے لگا، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں سے ٹھوکر مار کر ارشاد فرمایا: اے احد! ٹھہر جا، تجھ پر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید موجود ہیں۔

(صحیح بخاری، باب مناقب عمر بن خطاب، ج5، ص11، مطبوعه دارطوق النجاة)

چلتا پھرتا شہید

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((انَّ طَلْحَةَ مَرَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: شَهِيدٌ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ)) ترجمہ: بے شک حضرت طلحہ نبی مکرم نور مجسم شاہ بنی آدم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شہید ہے جو زمین پر چل رہا ہے۔

(ابن ماجه، فصل طلحه بن عبید الله رضی الله تعالیٰ عنه، ج1، ص46، داراحیاء الکتب العربیه، بیروت)

البانی نے اس حدیث کو صحیح لکھا ہے۔

(ابن ماجہ،فصل طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ،ج 1،ص46،داراحیاء الکتب العربیہ ،بیروت)

جامع ترمذی میں حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں((مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَنْظُرَ إِلَى شَهِيدٍ يَمْشِي عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ فَلْيَنْظُرْ إِلَى طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ)) ترجمہ: جسے یہ بات خوش کرے (یعنی جسے یہ بات پسند ہو) کہ وہ زمین پر چلتا پھرتا شہید دیکھے تو وہ طلحہ بن عبیداللہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کو دیکھ لے۔

(جامع الترمذی،مناقب ابی محمد طلحہ بن عبید اللہ،ج6،ص96،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

حبشہ کی خبر مدینہ میں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((نَعَى لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ النَّجَاشِيَّ صَاحِبَ الْحَبَشَةِ، فِي الْيَوْمِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ، فَقَالَ:اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ہمیں حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے وصال کی خبر اسی دن دی جس دن ان کا انتقال ہوا، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔

(صحیح مسلم،باب فی التکبیر علی الجنازہ،ج2،ص657،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

تمہارے پاس قالین ہوں گے

صحیح بخاری میں ہے((عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ:قَالَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:هَلْ لَكُمْ مِنْ أَنْمَاطٍ قُلْتُ :وَأَنَّى يَكُونُ لَنَا الْأَنْمَاطُ؟ قَالَ: أَمَا إِنَّهُ سَيَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَنَا أَقُولُ لَهَا يَعْنِي امْرَأَتَهُ أَخِّرِي عَنِّي أَنْمَاطَكِ، فَتَقُولُ:أَلَمْ يَقُلِ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ:إِنَّهَا سَتَكُونُ لَكُمُ الْأَنْمَاطُ فَأَدَعُهَا)) ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ نے (مجھ سے) فرمایا: کیا تمہارے پاس قالین ہے؟ میں نے عرض کیا: ہمارے پاس قالین کہاں سے آئیں گے؟ ارشاد فرمایا: یاد رکھو عنقریب تمہارے پاس قالین ہوں گے۔ (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اب واقعی وہ وقت آ گیا ہے کہ ہمارے گھر میں قالین ہیں) جب میں اپنی بیوی سے کہتا ہوں کہ اپنا قالین مجھ سے دور رکھو تو وہ کہتی ہے: کیا نبی پاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ تمہارے پاس عنقریب قالین ہوں گے؟ اس پر میں اسے چھوڑ دیتا ہوں یعنی خاموش ہو جاتا ہوں۔

(صحیح بخاری،باب علامات النبوۃ فی الاسلام،ج4،ص205،مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

جنت میں داخل ہونے والا آخری

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:((إِنِّي لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُولًا، رَجُلٌ يَخْرُجُ مِنَ النَّارِ كَبْوًا، فَيَقُولُ اللَّهُ:اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا، فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ:يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَيَأْتِيهَا فَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهَا مَلْأَى، فَيَرْجِعُ فَيَقُولُ:يَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَى، فَيَقُولُ:اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَكَ مِثْلَ الدُّنْيَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا أَوْ:إِنَّ لَكَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْيَا فَيَقُولُ:تَسْخَرُ مِنِّي أَوْ:تَضْحَكُ مِنِّي وَأَنْتَ الْمَلِكُ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ وَكَانَ يَقُولُ:ذَاكَ أَدْنَى أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً)) ترجمہ: جہنم سے نکلنے والوں میں سے آخری نکلنے والے کو اور جنت میں آخری داخل ہونے والے کو میں اچھی طرح جانتا ہوں، ایک آدمی آگ سے گھسیٹتا ہوا نکلے گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ وہاں سے لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا: اے میرے رب میں نے جنت بھری ہوئی پائی، اللہ

تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، وہ وہاں جائے گا، اسے خیال آئے
گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ (دوبارہ) وہاں سے لوٹ آئے گا اور عرض کرے گا
: اے میرے رب میں نے جنت بھری ہوئی پائی، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا: جاؤ جنت
میں داخل ہو جاؤ، جنت میں تمہارے لیے دنیا کے برابر بلکہ اس سے بھی دس گنا ہے، وہ
عرض کرے گا: کیا تو مجھ سے تمسخر کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے، (راوی کہتے ہیں کہ)
میں نے رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھا کہ حضور ہنسے حتی کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے
دندانِ مبارکہ ظاہر ہو گئے، فرمایا کرتے کہ یہ جنت والوں میں سے ادنی درجہ کا ہوگا۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج8، ص117، مطبوعه دارطوق النجاة)

مستقبل میں آنے والے بدمذہبوں کی نشانیاں

صحیح بخاری میں ہے ((انَّ أَبَا سَعِيدٍ الخُدْرِيَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْسِمُ قِسْمًا، أَتَاهُ ذُو الخُوَيْصِرَةِ، وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ اعْدِلْ، فَقَالَ: وَيْلَكَ، وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ، قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ. فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟ فَقَالَ: دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَقْرَءُونَ القُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلَى نَصْلِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى رِصَافِهِ فَمَا يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى نَضِيِّهِ، - وَهُوَ قِدْحُهُ، فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلَى قُذَذِهِ فَلاَ يُوجَدُ فِيهِ شَيْءٌ، قَدْ سَبَقَ الفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ أَسْوَدُ، إِحْدَى عَضُدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ المَرْأَةِ أَوْ مِثْلُ البَضْعَةِ تَدَرْدَرُ، وَيَخْرُجُونَ عَلَى حِينِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَأَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ هَذَا الحَدِيثَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيَّ

بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَاتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، فَأَمَرَ بِذَلِكَ الرَّجُلِ فَالْتُمِسَ فَأُتِيَ بِهِ، حَتَّى نَظَرْتُ إِلَيْهِ عَلَى نَعْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي نَعَتَهُ)) ترجمہ: ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ کچھ تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ کے پاس چھوٹی کوکھ والا ایک شخص آیا جو بنی تمیم سے تھا کہنے لگا یا رسول اللہ انصاف کیجیے، حضور نے فرمایا: تیری خرابی ہو اگر میں انصاف نہ کروں تو اور کون انصاف کرے گا، اگر میں عدل وانصاف نہ کروں تو تو خائب وخاسر ہو جائے، اس کی اس گستاخی پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن مار دوں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو کہ اس کے کچھ ساتھی ہوں گے کہ تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلے میں اور اپنے روزوں کو ان کے روزوں کے مقابلے میں حقیر جانو گے، یہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا یہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے شکار (ہونے والے جانور) سے تیر نکل جاتا ہے، اگر اس (تیر) کے پھل (یعنی نوکدار حصے) کو دیکھا جائے تو (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہیں پایا جائیگا، پھر اس کی بندش کو دیکھا جائے تب بھی کچھ نہیں پایا جائیگا، اور پھر اس کی لکڑی کو دیکھا جائے تب بھی (خون اور گندگی وغیرہ سے) کچھ نہ پایا جائے، اسی طرح اگر تیر کے پر کو دیکھا جائے تو اس پر بھی کچھ نہیں ہوگا حالانکہ وہ لید اور خون سے گزرا ہے، ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا بازو عورت کے پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا جب لوگوں میں اختلافات پیدا ہو جائینگے تو اس وقت یہ لوگ نکلیں گے، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ حدیث میں نے خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سنی تھی اور میں یہ گواہی

دیتا ہوں کہ حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کے ساتھ جنگ کی ہے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آدمی کو تلاش کرنے کا حکم دیا جب اسے لایا گیا تو میں نے خود اس میں وہ تمام نشانیاں دیکھیں جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں تھیں۔

(صحیح بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوۃ فی الاسلام، ج 4، ص 200، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

صحیح بخاری کی ایک اور روایت میں اس شخص کی علامات ان الفاظ سے بیان فرمائیں ((فَقَامَ رَجُلٌ غَائِرُ العَيْنَيْنِ، مُشْرِفُ الوَجْنَتَيْنِ، نَاشِزُ الجَبْهَةِ، كَثُّ اللِّحْيَةِ، مَحْلُوقُ الرَّأْسِ، مُشَمَّرُ الإِزَارِ)) ترجمہ: پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کی آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئیں تھیں اور گال ابھرے ہوئے تھے، پیشانی آگے کو ابھری ہوئی تھی، داڑھی گھنی، سر منڈا اور شلوار چڑھی ہوئی تھی۔

(صحیح بخاری، باب بعث علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 5، ص 163، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

خوارج کا تعارف

علماء فرماتے ہیں: یہ خارجی لوگ اولا حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے سپاہی تھے اور جان و مال قربان کرتے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کی تو یہ لوگ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض و عداوت میں اتنے بڑھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متنفر ہو گئے، جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کے لئے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا تو ان خارجی لوگوں نے کہا کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں مشرک ہو گئے

کیونکہ ان حضرات نے اللہ عزوجل کے سوا کسی کو اپنا حکم بنایا، ذاتی وعطائی کا فرق مٹاتے ہوئے، صحابہ کو مشرک ٹھہرانے کے لئے یہ آیت پڑھتے تھے، ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ ترجمہ: حکم تو سب اللہ ہی کا ہے۔ لیکن قرآن شریف کی اس آیت سے منکر ہو گئے جس میں بندوں کو حکم بنانے کی اجازت دی گئی ہے، اللہ عزوجل فرماتا ہے، ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾ ترجمہ: تو ایک پنچ (حکم) مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے۔

جس طرح آج بھی کچھ لوگ ذاتی وعطائی کا فرق کیے بغیر مسلمانوں کو مشرک بنانے کے لئے قرآن شریف کی بعض آیتیں پڑھتے ہیں اور بعض آیتوں سے انکار کر دیتے ہیں، اللہ عزوجل کی عطا سے بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے علم غیب کے ماننے والوں کو مشرک سمجھتے ہوئے اپنے باطل عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے انہیں یہ آیت تو یاد رہتی ہے ﴿فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلَّهِ﴾ ترجمہ: تم فرماؤ غیب تو اللہ کے لئے ہے۔ لیکن قرآن عظیم کی وہ آیت جس میں اس بات کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا ہے وہ یاد نہیں رہتی ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ﴾

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنا غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔ ایسے لوگ اگر ذاتی وعطائی کا فرق مان لیتے تو ہرگز قرآن کی آیتوں کا انہیں انکار نہ کرنا پڑتا اور مسلمانوں کو مشرک کہنے سے محفوظ رہتے، الحمد للہ اہلسنت وجماعت ذاتی وعطائی کا فرق مانتے ہوئے دونوں آیتوں پر ایمان لائے، بے شک ذاتی علم غیب اللہ عزوجل کے سوائے کسی کو نہیں اور اسکی عطا سے اسکے پسندیدہ رسولوں کو بھی علم غیب ہے۔

خوارج کی تعداد دس ہزار تھی اولاً عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما خوارج کے درمیان تشریف لے گئے اور انہیں ذاتی وعطائی کا فرق سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ بے شک حقیقی حکم تو اللہ ہی ہے لیکن اس کی عطا سے اس کے بندے بھی حکم ہیں اور دلیل میں مذکورہ آیت ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا﴾ پیش فرمائی، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سمجھانے پر پانچ ہزار خارجیوں نے توبہ کر لی باقی پانچ ہزار حضرت مولا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار ذوالفقار سے مارے گئے، حضرت مولا علی جب اس جہاد سے فارغ ہوئے تو خارجیوں کی لاشیں بکھری پڑی تھیں بظاہر یہ لوگ قرآن پڑھنے والے تھے، حضرت علی نے اپنے ساتھیوں کو اس بات کا یقین دلانے کے لئے کہ ہم نے ان لوگوں کو قتل کیا ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار ہونے والے جانور سے نکل جاتا ہے، (اور جن کے بارے میں فرمایا تھا) ان کی نشانی یہ ہے کہ ان میں ایک کالا آدمی ہوگا جس کا ایک بازو پستان کی طرح یا گوشت کے لوتھڑے کی طرح ہوگا، اس شخص کی لاش تلاش کرنے کا حکم دیا، تلاش بسیار کے بعد وہ لاش ملی جو کہ بہت سی لاشوں کے درمیان دبی ہوئی تھی بالکل وہی علامات موجود تھیں جو کہ حضور انور نے ارشاد فرمائی تھی اس سے بڑھ کر رسول اللہ کے علم غیب کا ثبوت کیا ہوگا۔ (ملخصا، مرآۃ المناجیح، ج8، ص199، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

یہ نکلتے رہیں گے

سنن نسائی میں ہے، حضرت ابو برزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ((سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأُذُنِي، وَرَأَيْتُهُ بِعَيْنِي، أُتِيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَالٍ فَقَسَمَهُ، فَأَعْطَى مَنْ عَنْ يَمِينِهِ، وَمَنْ عَنْ شِمَالِهِ، وَلَمْ يُعْطِ مَنْ وَرَاءَهُ

شَيْئًا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ وَرَائِهِ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ، مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ، رَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومُ الشَّعْرِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَضَبًا شَدِيدًا وَقَالَ: وَاللَّهِ لَا تَجِدُونَ بَعْدِي رَجُلًا هُوَ أَعْدَلُ مِنِّي، ثُمَّ قَالَ: يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ، يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُونَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، لَا يَزَالُونَ يَخْرُجُونَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيتُمُوهُمْ فَاقْتُلُوهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ، وَالْخَلِيقَةِ)) ترجمہ: میں نے اپنی آنکھوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا ہے، اور اپنے دونوں کانوں سے یہ سنا ہے کہ: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مال غنیمت لایا گیا آپ نے اسے تقسیم کر دیا، جو آپ کے دائیں تھے اور جو بائیں تھے انہیں دیا اور جو پیچھے تھے انہیں نہیں دیا چنانچہ پیچھے سے ایک شخص کھڑا ہوا اس نے کہا کہ اے محمد تو نے تقسیم میں عدل نہیں کیا، وہ شخص کالا تھا اور اس کا سر منڈھا ہوا تھا اور دو سفید چادریں اس پر تھیں اس کے اس گستاخانہ جملے پر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شدید غضبناک ہوئے اور فرمایا میرے بعد مجھ سے بڑھ کر تم عادل نہ پاؤ گے، پھر فرمایا: آخری زمانے میں ایک قوم نکلے گی گویا یہ بھی ان میں سے ہے، جو قرآن بہت پڑھیں گے لیکن ان کے گلے سے نیچے نہیں اترے گا اسلام سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے، ان کی علامت سر منڈانا ہے، یہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ مسیح دجال کے ساتھ نکلے گا تو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو اور جان لو کہ یہ بدترین مخلوق ہے۔

(سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ج7، ص119، مكتب المطبوعات الاسلاميه، حلب)

نجد سے شیطان کا سینگ نکلے گا

صحیح بخاری میں ہے((عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ:قَالَ:اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا، وَفِي يَمَنِنَا قَالَ:قَالُوا:وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ:قَالَ:اللَّهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي شَامِنَا وَفِي يَمَنِنَا قَالَ:قَالُوا:وَفِي نَجْدِنَا؟ قَالَ:قَالَ:هُنَاكَ الزَّلاَزِلُ وَالفِتَنُ، وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ پھر دعا فرمائی: اے اللہ! ہمارے لیے ہمارے شام اور ہمارے یمن میں برکت عطا فرما، راوی کہتے ہیں: لوگوں نے عرض کیا: اور ہمارے نجد میں؟ راوی کہتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہاں زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:الفتنة من قبل المشرق، ج2، ص33، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''وبنجد يطلع قرن الشَّيْطَان، أي:أمته وحزبه'' ترجمہ: نجد میں شیطان کا سینگ نکلے گا یعنی شیطانی گروہ اور شیطانی جماعت نکلے گی۔ (عمدۃ القاری، ج7، ص59، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صلح کروائے گا

صحیح بخاری میں حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں((سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى المِنْبَرِ وَالحَسَنُ إِلَى جَنْبِهِ، يَنْظُرُ إِلَى النَّاسِ مَرَّةً وَإِلَيْهِ مَرَّةً، وَيَقُولُ :ابْنِي هَذَا سَيِّدٌ، وَلَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يُصْلِحَ بِهِ بَيْنَ فِئَتَيْنِ مِنَ المُسْلِمِينَ)) ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر فرماتے سنا

اور امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پہلو میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی لوگوں کی طرف دیکھتے اور کبھی امام حسن کی طرف اور فرما رہے تھے: میرا یہ بیٹا سردار ہے اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروا دے گا۔

(صحیح بخاری، باب مناقب الحسن والحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج5، ص26، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

اس صلح کا بیان ہے جو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے زمانے میں پیش آئی، جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ چالیس ہزار جانثار تھے، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کی تیاری تھی کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صلح کرتے ہوئے آپ کے حق میں سلطنت سے دست برداری کر لی۔ اس حدیث پاک سے جہاں یہ پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم علمِ غیب جانتے ہیں وہاں یہ بات بھی پتا چلی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس صلح سے راضی اور خوش ہیں۔

صحابہ کرام اور علمِ غیب

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 923ھ) فرماتے ہیں ''قد اشتهر وانتشر امره صلی اللہ علیہ وسلم بين اصحابه بالاطلاع على الغيوب'' ترجمہ: بے شک صحابہ کرام میں مشہور و معروف تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غیبوں کا علم ہے۔

(المواہب اللدنیۃ، المقصد الثامن، الفصل الثالث، ج3، ص125، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ (1122ھ) فرماتے ہیں ''اصحابه صلی اللہ علیہ وسلم جازمون باطلاعه على الغيب'' ترجمہ: صحابہ کرام یقین کے ساتھ حکم لگاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب کا علم ہے۔

(شرح الزرقانی علی المواہب الدنیۃ، الفصل الثالث، ج10، ص113، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

امام ابن حاج مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 737ھ) ''مدخل'' میں لکھتے ہیں:
''لَا فَرْقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ أَعْنِي فِي مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خَفَاءَ فِيهِ'' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ووفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی حالتوں، نیتوں، ارادوں اور دل کے خطرات کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسا روشن ہے کہ جس میں کچھ پوشیدگی نہیں۔ (مدخل لابن حاج، فصل زیارۃ سید الاولین وآخرین، ج1، ص259، دارالتراث، بیروت)

علامہ نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ نظام الدین نیشاپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 850ھ) فرماتے ہیں
''وَيَعْلَمُ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ما بَيْنَ أَيْدِيهِمْ من أوليات الأمور قبل خلق الخلائق۔۔وما خَلْفَهُمْ من أحوال القيامة'' ترجمہ: حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مخلوق کے پیدا ہونے سے پہلے کے حالات جانتے ہیں اور بعد کے یعنی قیامت کے احوال بھی جانتے ہیں۔

(تفسیر نیشاپوری، سورہ بقرہ، آیت255، ج2، ص19، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علم غیب

مواہب اللدنیہ میں امام قسطلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 923ھ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک ''نبی'' کے بیان میں فرمایا ''النبوۃ ماخوذۃ من النباء وھو الخبر ای ان اللّٰہ تعالیٰ اطلعه علیٰ غیبه'' ترجمہ: نبوت ماخوذ ہے نباء سے اور اس کا مطلب ہے خبر دینا یعنی حضور کو نبی اس لیے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو اپنے غیب کا علم دیا۔

(المواہب اللدنیہ، المقصد الثانی، الفصل الاول، ج، ص، ج1، ص468، المکتبۃ التوفیقیہ، القاہرہ)

امام ابن حجر مکی اور علامہ شامی

امام ابن حجر مکّی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 974ھ) ''کتاب الاعلام'' اور علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1252ھ) ''سل الحسام'' میں فرماتے ہیں ''الخواص یجوزان یعلموا الغیب فی قضیة او قضایا کما وقع لکثیر منھم و اشتھر'' ترجمہ: جائز ہے کہ اولیاء کو کسی واقعے یا وقائع میں علم غیب ملے جیسا کہ ان میں بہت کے لیے واقع ہو کر مشہور ہوا۔

(الاعلام بقواطع الاسلام، ص359، مکتبۃ الحقیقۃ بشارع دارالشفقۃ، استنبول ترکی ☆سل الحسام، رسالہ من رسائل ابن عابدین، ج2، ص311، سہیل اکیڈیمی، لاہور)

علامہ دمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ کمال الدین دمیری رحمۃ اللہ علیہ (808ھ) فرماتے ہیں ''و کتاب الجفر جلد کتب فیه الإمام جعفر بن محمد الصادق لآل البیت کل ما یحتاجون إلی علمه و کل ما یکون إلی یوم القیامة'' ترجمہ: جفر ایک جلد ہے کہ امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھی اور اس میں اہل بیت کرام کے لیے جس چیز کے علم کی انہیں حاجت پڑے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے سب تحریر فرمادیا۔ (حیوۃ الحیوان الکبریٰ، تحت لفظ الجفرۃ، ج1، ص283، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (1014ھ) فرماتے ہیں ''علمه صلی اللہ علیہ وسلم حاو لفنون العلم (الیٰ ان قال) ومنها علمه بالامور الغیبیة'' ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقسام علم کو حاوی ہے غیبوں کا علم بھی علمِ حضور کی شاخوں سے ایک شاخ ہے۔

(الزبدۃ العمدۃ شرح البردۃ تحت شعرو واقفون لدیه عندحدّھم، ص 57، جمعیة علماء، سکندریه

خیر پور)

ایک مقام پرفرماتے ہیں ''کون علمهما من علومه صلی اللہ علیہ وسلم ان علومه تتنوع الى الكليات والجزئيات و حقائق و دقائق وعوارف ومعارف تتعلق بالذات والصفات وعلمهما يكون سطرامن سطور علمه ونهراً من بحور علمه ثم مع هذا هو من بركة وجوده صلی اللہ علیہ وسلم''
ترجمہ: لوح وقلم کا علم علومِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ٹکڑا اس لیے ہے کہ حضور کے علم متعدد انواع ہیں کلیات، جزئیات، حقائق دقائق، عوارف اور معارف کہ ذاتِ و صفاتِ الٰہی سے متعلق ہیں اور لوح وقلم کا علم تو حضور کے مکتوب علم سے ایک سطر اور اس کے سمندروں سے ایک نہر ہے، پھر بایں ہمہ وہ حضور ہی کی برکت وجود سے تو ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔(الزبدة العمدة فی شرح البردة، ص18،ناشر جمعية علماء سكندريه ،خير پور سنده)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 1031ھ) فرماتے ہیں ''النفوس القدسية إذا تجردت عَن العلائق الْبَدَنِيَّة اتَّصَلت بالملأ الْأَعْلَى وَلم يبْق لَهَا حجاب فترى وَتسمع الْكل كالمشاهد'' ترجمہ: پاک جانیں جب بدن کے علاقوں سے جدا ہوتی ہیں، ملاءِ اعلیٰ سے مل جاتی ہیں اور ان کے لیے کچھ پردہ نہیں رہتا تو سب کچھ ایسا دیکھتی سنتی ہیں جیسے یہاں موجود ہیں۔

(التيسير شرح جامع صغير،حرف الحاء،ج1،ص502،مكتبة الامام الشافعي،رياض)

علامہ شہاب الدین خفاجی اور علمِ غیب

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں ''ذكر العراقى فى شرح المهذب انه صلی اللہ علیہ وسلم عرضت عليه الخلائق من لدن ادم علیہ الصلوۃ والسلام الىٰ قيام الساعة فعرفهم كلّهم كما علم ادم

الاسماء'' ترجمہ: امام عراقی شرح مہذب میں فرماتے ہیں کہ آدم علیہ الصلوۃ والسلام سے لے کر قیامت تک کی تمام مخلوقاتِ الٰہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر عرض کی گئیں تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان سب کو پہچان لیا جس طرح آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو تمام نام تعلیم ہوئے تھے۔

(نسيم الرياض، الباب الثالث، فصل فيما وردمن ذكر مكانته،ج 2،ص208 ،مركز اہلسنت بركاتِ رضا ،گجرات الهند)

امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علم غیب

امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ ''مدحیہ ہمزیہ'' میں عرض کرتے ہیں:

لك ذات العلوم من عالم الغيب   ومنها لادم الاسماء

ترجمہ: عالم غیب سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے علوم کی ذات ہے اور آدم علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے نام۔

(مجموع المتون، متن قصيدة الهمزيه الشئون الدينية،ص11، دولة قطر)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ ''قصیدہ بردہ'' شریف میں عرض کرتے ہیں:

فانّ من جودك الدّنيا وضرّتها   ومن علومك علم اللّوح والقلم

ترجمہ: یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا و آخرت دونوں حضور کے خوانِ جود و کرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ما کان و ما یکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلک وصحبک وبارک وسلم۔''

(مجموع المتون ،متن قصيدة البردة ،ص10،الشئون الدينية، دولة قطر)

شیخ محقق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

محقق علی الاطلاق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ھــــر

چہ در دنیا است از زمانِ آدم تا اوان نفخہ اولیٰ بروے صلی اللہ علیہ وسلم منکشف ساختند تا ہمہ احوال اورا از اول تا آخر معلوم کرد ویارانِ خود رانیز از بعضے ازاں احوال خبر داد'' ترجمہ: جو کچھ دنیا میں ہے آدم علیہ السلام کے زمانے سے نفخہ اُولیٰ تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر منکشف کر دیا ہے یہاں تک کہ تمام احوال آپ کو اول سے آخر تک معلوم ہو گئے ان میں سے کچھ اپنے دوستوں کو بھی بتا دیئے۔

(مدارج النبوۃ،باب پنجم، وصل خصائص آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 1،ص144، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

نیز فرماتے ہیں'' ﴿وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ و وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا ست برہمہ چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام صفات حق و اسماء وافعال وآثار بجمیع علوم ظاہر وباطن اول و آخر احاطہ نمودہ ومصداق ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ شدہ علیہ من الصلوات افضلہا ومن التحیات اتمّہا واکملہا'' ترجمہ: وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے اور حضور سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم تمام چیزوں کو جانتے ہیں، اللہ کی شانوں اور اس کے احکام اور صفات کے احکام اور اسماء وافعال و آثار ہیں، اور تمام علوم ظاہر وباطن، اول وآخر کا احاطہ کر لیا اور ﴿وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ﴾ (ترجمہ: ہر ذی علم سے بڑھ کر علم والا ہے) کا مصداق ہو گئے، ان پر اللہ کی بہترین رحمتیں اور اتم واکمل تحیات ہوں۔

(مدارج النبوۃ،مقدمۃ الکتاب ،ج1،ص2,3،مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

شاہ ولی اللہ صاحب فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں'' افاض علیّ من جنابہ

المقدس صلی اللہ علیہ وسلم کیفیۃ ترقی العبد من حیّزہ الیٰ حیّز القدس فیتجلّی لہ حینئذٍ کل شیء کما اخبرعن ھذاا لمشھد فی قصۃ المعراج المنامی'' ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے علم عطا ہوا کہ بندہ کیونکر اپنی جگہ سے مقامِ مقدس تک ترقی کرتا ہے کہ ہر شے اس پر روشن ہو جاتی ہے جیسا کہ قصّہ معراج کے واقعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام سے خبر دی۔

(فیوض الحرمین، ص169،محمد سعید اینڈ سنز ،کراچی)

نیز اسی میں ہے'' العارف ینجذب الیٰ حیّز الحق فیصیر عبداللّٰہ فتجلّی لہ کل شیء'' ترجمہ: عارف مقامِ حق تک کھنچ کر بارگاہِ قرب میں ہوتا ہے تو وہ اللہ کا سچا بندہ ہو جاتا ہے پس ہر چیز اس پر روشن ہو جاتی ہے۔

(فیوض الحرمین، مشہد قدم صدقٍ عندربھم کی تفسیر ،ص 175،محمد سعید اینڈ سنز ، کراچی)

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور علمِ غیب

علامہ علاء الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں'' (فُرِضَ) سَنَةَ تِسْعٍ وَإِنَّمَا أَخَّرَهُ صلی اللہ علیہ وسلم لِعَشْرٍ لِعُذْرٍ مَعَ عِلْمِهِ بِبَقَاءِ حَيَاتِهِ لِيُكْمِلَ التَّبْلِيغَ'' ترجمہ: حج 9ھ میں فرض ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے 10ھ تک کسی عذر سے مؤخر فرمایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حیات مبارکہ کے باقی رہنے کا علم تھا تاکہ تبلیغ مکمل ہو جائے۔

(درمختار مع ردالمحتار، کتاب الحج،ج2،ص455،دارالفکر،بیروت)

امداد اللہ مہاجر مکی اور علمِ غیب

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں'' لوگ کہتے ہیں کہ علمِ غیب انبیاء واولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت وادراک مغیبات کا ان کو ہوتا ہے، اصل میں یہ علمِ حق ہے، آنحضرت علیہ السلام کو حدیبیہ اور

حضرت عائشہ کے معاملات کی خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعوی کی سمجھتے ہیں، یہ غلط ہے کیونکہ علم کے واسطے توجہ ضروری ہے۔ (شمائم امدادیہ، ص110)

اشرف علی تھانوی اور علمِ غیب

اشرف علی تھانوی دیوبندی نے لکھا ''شریعت میں وارد ہوا کہ رسل واولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں۔''

(تکمیل الیقین، ص135، مطبوعہ ہندستان پرنٹنگ پریس)

قاسم نانوتوی اور علمِ غیب

قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا ''علوم اولین مثلاً اور ہیں اور علوم آخرین اور، لیکن وہ سب علمِ رسول میں مجتمع ہیں، اس طرح سے عالم حقیقی رسول اللہ ہیں اور انبیاء باقی اور اولیاء بالعرض ہیں۔'' (تحذیر الناس، ص4)

علمِ غیب اور عقیدۂ اہل سنت

غیر خدا کے لیے علم ذاتی

سوال: جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے لیے ذاتی علم مانے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''بلاشبہہ جو غیرِ خدا کو بے عطائے الٰہی خود بخود علم مانے قطعاً کافر ہے اور جو اس کے کفر میں تردد کرے وہ بھی کافر ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج29، ص408، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ''بلاشبہ غیر خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں اس قدر خود ضروریات دین سے اور منکر کافر۔''

(فتاوی رضویہ، ج29، ص450، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''العلم الذاتی مختص بالمولیٰ سبحنه وتعالیٰ لایمکن لغیره ومن اثبت شیئامنه ولوادنیٰ من اَدنیٰ من ادنیٰ من ذرة لاحد من العٰلمین فقد کفر واشرك'' ترجمہ: علمِ ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے، جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرّہ سے کمتر سے کمتر غیر خدا کے لیے مانے وہ یقیناً کافر و مشرک ہے۔

(الدولة المکیه، النظر الاول، ص6، مطبعہ اہل سنت، بریلی)

مطلقاً علم غیب کا انکار

سوال: جو شخص یہ کہے کہ ''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا یہ کہے کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بالکل غیب پر اطلاع نہ دی گئی، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: ایسا کہنے والا کافر ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ''انکار علم غیب کہ اگر نہ صرف لفظ بلکہ معنیٰ کا انکار

ہواورعلی الاطلاق ہو کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اصلاً غیب پر اطلاع نہ دی گئی تو یہ انکار بذاتِ خود کفر ہے کہ آیاتِ قرآنیہ ونصوصِ قاطعہ کے علاوہ خود نفس نبوتِ حضور کا انکار کیا ہے۔'' (فتاوی رضویہ شریف، جلد29، صفحہ242، رضافاؤنڈیشن، مرکزالاؤلیاء، لاہور)

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: ''اللہ عزوجل نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو تمام اولین وآخرین وشرق وغرب وعرش وفرش وماتحت الثری و جملہ ماکان ومایکون الیٰ آخر الایام کے ذرے ذرے کا علم تفصیلی عطا فرمایا اس کا بیان ہمارے رسالہ ''انباء المصطفٰی'' و''خالص الاعتقاد'' و''الدولۃ المکیہ'' وغیرہا میں ہے۔ جو کہے حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو علم غیب مطلقاً نہ تھا یا حضور کا علم اور سب آدمیوں کے برابر ہے وہ کافر ہے، امام حجۃ الاسلام غزالی وغیرہ اکابر فرماتے ہیں: ''النبوۃ ھی الاطلاع علی الغیب'' ترجمہ: نبوت کا معنی غیب پر مطلع ہونا ہے۔''

(فتاوی رضویہ شریف، جلد29، صفحہ283، رضافاؤنڈیشن، مرکزالاؤلیاء، لاہور)

مخلوق میں سب سے زیادہ علم

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اس پر بھی اجماع ہے کہ اس فضل جلیل میں محمد رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا حصہ تمام انبیاء وتمام جہان سے اتم واعظم ہے، اللہ عزوجل کی عطا سے حبیب اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اتنے غیبوں کا علم ہے جن کا شمار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے، مسلمانوں کا یہاں تک اجماع تھا۔''

(فتاوی رضویہ، ج29، ص451، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''(1) اللہ تعالیٰ عالم بالذات ہے، اس کے بغیر بتائے کوئی ایک حرف بھی نہیں جان سکتا (2) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اور دیگر انبیائے کرام کو رب تعالیٰ نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا ہے (3) حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا علم ساری خلقت سے زیادہ ہے، حضرت آدم وخلیل علیہما السلام اور ملک

الموت وشیطان بھی خلقت ہیں، یہ تین باتیں ضروریاتِ دین میں سے ہیں، ان کا انکار کفر ہے۔'' (جاء الحق، ص80، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

کثیر علمِ غیب عطائی اور علم ماکان ومایکون کا انکار

سوال: جو اس بات کا منکر ہو کہ ''اللہ تعالیٰ نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو کثیر علمِ غیب عطا فرمایا ہے'' اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اور جو شخص علم ماکان ومایکون میں کلام کرے، اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: کثیر علم غیب عطائی کا منکر ہے تو گمراہ بددین ہے۔ اور جو کثیر علم غیب کا منکر نہ ہو صرف ماکان ومایکون میں اختلاف کرے اور ادب کے دائرے میں رہے تو وہ گمراہ ہے نہ بددین، صرف خطا پر ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ''اگر علم غیب بعطائے الٰہی کثیر ووافر اشیاء وصفات واحکام وبرزخ ومعاد واشراط ساعت وگزشتہ وآئندہ کا منکر ہے تو صریح گمراہ بددین ومنکر قرآن عظیم واحادیث متواترہ ہے اور ان میں ہزاروں غیب وہ ہیں جن کا علم حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو ملنا ضروریات دین سے ہے اور ضروریات دین کا منکر یقیناً کافر، ہاں اگر تمام خباثتوں سے پاک ہو اور علم غیب کثیر ووافر بقدر مذکور پر ایمان رکھے اور عظمت کے ساتھ اس کا اقرار کرے صرف احاطہ جمیع ماکان ومایکون میں کلام کرے اور ان میں ادب وحرمت ملحوظ رکھے تو گمراہ نہیں صرف خطا پر ہے۔

(فتاوی رضویہ شریف، جلد06، صفحہ541، رضافاؤنڈیشن، مرکزالاؤلیاء، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوۃ والسلام کو پانچ غیبوں میں سے بہت سے جزئیات کا علم دیا ہے، جو اس قسم دوم کا منکر ہے وہ گمراہ وبدمذہب ہے کہ صدہا احادیث کا انکار کرتا ہے۔''

(جاء الحق مع سعید الحق، ص80، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم

سوال: اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنا علم عطا فرمایا ہے؟

جواب: اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "بے شک حضرت عزت (عزت عظمۃ) نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی اولین و آخرین کا علم عطا فرمایا۔ شرق تا غرب، عرش تا فرش سب انہیں دکھایا۔ ملکوت السموت والارض (زمین وآسمان کی بادشاہی) کا شاہد بنایا، روزِ اول سے روزِ آخر تک سب ماکان ومایکون (جو ہو چکا اور جو ہوگا) انہیں بتایا، اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ صغیر وکبیر، ہر رطب و یابس، جو پتّہ گرتا ہے زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا، للّٰہ الحمد کثیراً۔

بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہرگز ہرگز محمد رسول اللہ کا پورا علم نہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین وکرم، بلکہ علم حضور سے ایک چھوٹا حصہ ہے، ہنوز (ابھی تک) احاطہ علم محمدی میں وہ ہزار دو ہزار بے حد و کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت کو وہ خود جانیں یا ان کا عطا کرنے والا ان کا مالک ومولیٰ۔"

(فتاوی رضویہ، ج29، ص486، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ایک مقام پر فرماتے ہیں "یہ شرق تا غرب، سماوات وارض، عرش تا فرش، ماکان ومایکون من اوّل یوم الیٰ آخرالایام سب کے ذرے ذرّے کا حال تفصیل سے جاننا وہ بالجملہ جملہ مکتوبات لوح ومکنونات قلم کو تفصیلاً محیط ہونا علوم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک چھوٹا سا ٹکڑا ہے۔۔۔ اللہ عزوجل کی بے شمار رحمتیں امام اجل محمد بوصیری شرف الحق والدین رحمۃ اللہ علیہ پر قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

فانّ من جودك الدّنيا وضرّتها   ومن علومك علم اللّوح والقلم

ترجمہ: یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوانِ جود وکرم سے ایک ٹکڑا ہیں اور لوح وقلم کا تمام علم جن میں ماکان ومایکون مندرج ہے حضور کے علوم سے ایک حصہ۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلک وصحبک وبارک وسلم۔"

(مجموع المتون، متن قصيدة البردة، ص10، الشئون الدينية، دولة قطر)(فتاوی رضویہ، ج29، ص501، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اختلافی علوم غیبیہ

سوال: کیا کچھ علوم غیبیہ ایسے ہیں جن میں علماءِ اہل سنت ہی کا اختلاف ہو؟

جواب: جمہور علماء باطن اور ان کی اتباع میں کثیر علماءِ ظاہر کا عقیدہ یہی ہے کہ روزِ اول سے روزِ آخر تک ہر چیز کا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمایا ہے اور لوح محفوظ میں مندرج تمام علم عطا فرمایا ہے جیسا کہ آیات اور احادیث (جو ماقبل میں گزریں) کے عموم کا تقاضا ہے، علماء ظاہر کی ایک تعداد نے درج ذیل علوم میں اختلاف کیا ہے: (1) کسی نے متشابہات کے علم میں اختلاف کیا (2) کسی نے علوم خمسہ (قیامت کب ہوگی، بارش کب ہوگی، ماں کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا، کون کہاں مرے گا) کے ہر ہر واقعہ کے علم ہونے میں اختلاف کیا (3) کسی نے تعیینِ وقتِ قیامت کے علم میں اختلاف کیا۔

یہ علوم ایسے ہیں کہ ان کے انکار کرنے والے پر کفر، گمراہی یا فسق کا حکم نہیں لگے گا کہ یہ علوم علماءِ اہل سنت ہی میں مختلف فیہ ہیں۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ہمارے علماء میں اختلاف ہوا کہ بے شمار علوم غیب جو مولیٰ عزوجل نے اپنے محبوب اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے آیا وہ روزِ اوّل سے یومِ آخر تک تمام کائنات کو شامل ہیں جیسا کہ عموم آیات واحادیث کا مفاد ہے یا ان میں

تخصیص ہے۔ بہت اہلِ ظاہر جانبِ خصوص گئے ہیں، کسی نے کہا متشابہات کا، کسی نے کہا خمس کا، کسی نے کہا ساعت کا، اور عام علماء باطن اور ان کے اتباع سے بکثرت علماء ظاہر نے آیات واحادیث کو ان کے عموم پر رکھا۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص453، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

خالق اور مخلوق کے علم میں فرق

سوال: بدمذہب کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ ما کان وما یکون ثابت کرنا شرک ہے؟

جواب: (اس بات کا جواب سمجھاتے ہوئے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ خالق اور مخلوق کے علم کے درمیان فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:) افسوس کہ ان شرک فروش اندھوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ

(1) علمِ الٰہی ذاتی ہے اور علمِ خلق عطائی۔

(2) وہ واجب یہ ممکن۔

(3) وہ قدیم یہ حادث۔

(4) وہ نامخلوق یہ مخلوق۔

(5) وہ نامقدور یہ مقدور۔

(6) وہ ضروری البقا یہ جائز الفنا۔

(7) وہ ممتنع التغیر یہ ممکن التبدّل۔

ان عظیم تفرقوں کے بعد احتمالِ شرک نہ ہوگا مگر کسی مجنون (پاگل) کو۔

(فتاوی رضویہ، ج29، ص500، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اللہ تعالی کا جمیع علم ماننا کیسا؟

سوال: اگر کوئی شخص یہ گمان کرے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا سارا علم عطا فرمایا ہے یعنی علم نبی جمیع معلومات الٰہیہ کو محیط ہے، تو یہ کیسا ہے؟

جواب: یہ گمان باطل اور خطا پر مبنی ہے۔ امام اہلسنت مجدد دین وملت حضور سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "فلو فرضنا ان زاعما یزعم باحاطة علومه صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع المعلومات الالهیة فمع بطلان زعمه وخطا وهمه لم تکن فیه مساواة لعلم الله تعالی لما ذکرنا من الفروق الهائله"

ترجمہ: اگر ہم فرض کریں کہ کوئی گمان کرنے والا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع معلومات الہیہ کا محیط جانے تو اتنا تو ضرور ہے کہ اس کا گمان باطل اور اس کا وہم خطا مگر علم الٰہی سے برابری اب بھی نہ ہوئی ان بڑے فرقوں کے سبب جو ہم اوپر ذکر کر آئے۔

(الدولة المكية بالمادة الغيبية، ص46، مکتبہ رضویہ، کراچی)

ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں "بلاشبہ غیر خدا کا علم معلومات الہیہ کو حاوی نہیں ہوسکتا، مساوی درکنار تمام اولین وآخرین وانبیاء ومرسلین وملائکہ ومقربین سب کے علوم مل کر علوم الہیہ سے وہ نسبت نہیں رکھ سکتے جو کروڑ ہا کروڑ سمندروں سے ایک ذرا سی بوند کے کروڑویں حصے کو کہ وہ تمام سمندر اور یہ بوند کا کروڑواں حصہ دونوں متناہی ہیں، اور متناہی کو متناہی سے نسبت ضرور ہے بخلاف علوم الہیہ کو غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہیں۔ اور مخلوق کے علوم اگر چہ عرش وفرش شرق وغرب وجملہ کائنات از روزِ اول تا روزِ آخر کو محیط ہو جائیں آخر متناہی ہیں کہ عرش وفرش دو حدیں ہیں۔ روزِ اول وروزِ آخر دو حدیں ہیں۔ اور جو کچھ دو حدوں کے اندر ہو سب متناہی ہے۔

بالفعل غیر متناہی کا علم تفصیلی مخلوق کو مل ہی نہیں سکتا تو جملہ علوم خلق کو علم الٰہی

سے اصلاً نسبت ہونی ہی محال قطعی ہے نہ کہ معاذ اللہ توہم مساوات۔

(فتاوی رضویہ،ج29،ص450،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

عالم الغیب کا اطلاق

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''عالم الغیب'' کہنا کیسا؟

جواب: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً اللہ تعالیٰ نے کثیر علمِ غیب عطا فرمایا ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ''عالم الغیب'' کہنے سے علماء منع فرماتے ہیں کہ اس سے ''علمِ ذاتی'' متبادر ہوتا ہے اور علمِ ذاتی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔ فتاوی رضویہ میں ہے ''ہماری تحقیق میں لفظ ''عالم الغیب'' کا اطلاق حضرت عزت عزجلالہ کے ساتھ خاص ہے کہ اُس سے عرفاً علم بالذات متبادر ہے۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً بے شمار غیوب و ما کان ما یکون کے عالم ہیں مگر عالم الغیب صرف اللہ عزوجل کو کہا جائے گا جس طرح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قطعاً عزت جلالت والے ہیں تمام عالم میں ان کے برابر کوئی عزیز وجلیل ہے نہ ہوسکتا ہے مگر محمد (عزوجل) کہنا جائز نہیں بلکہ اللہ عزوجل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص405،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

ذھن سے اترنا علم کی نفی نھیں کرتا

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''علم تھا لیکن کسی وقت ذہنِ اقدس سے اتر گیا، اس لیے کہ قلبِ مبارک کسی اور اہم اور اعظم کام میں مشغول تھا، ذہن سے اترنا علم کی نفی نہیں کرتا، بلکہ پہلے علم ہونے کو چاہتا ہے۔''

(الدولۃ المکیہ مترجم،ص 110)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں ''امر اہم و اعظم و اجل و اعلیٰ میں اشتغال بارہا امر سہل سے ذہول کا باعث ہوتا ہے۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص518،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

علم اور غیب کا اکٹھا استعمال

سوال: کیا اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیے علماء نے علم اور غیب دونوں کا اکٹھا استعمال کیا ہے؟ مثلاً فلاں کو اللہ تعالیٰ نے علمِ غیب عطا فرمایا ہے۔

جواب: جی ہاں! تفسیر بیضاوی اس آیتِ کریمہ ﴿وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْمًا﴾ کے تحت ہے ''وَعَلَّمْنَاهُ مِنْ لَدُنَّا عِلْماً مما یختص بنا ولا یعلم إلا بتوفیقنا وهو **علم الغیوب**'' ترجمہ: اللہ عزوجل فرماتا ہے وہ علم کہ ہمارے ساتھ خاص ہے اور بے ہمارے بتائے ہوئے معلوم نہیں ہوتا وہ **علمِ غیب** ہم نے خضر کو عطا فرمایا ہے۔

(تفسیر بیضاوی،سورۃ الکہف،آیت65،ج3،ص287،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 310ھ) نے حضرت سیّدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے ((﴿قَالَ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا﴾ وکان رجلا یعلم **علم الغیب** قد علّم ذلك)) ترجمہ: حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا: آپ میرے ساتھ نہ ٹھہر سکیں گے۔ خضر **علمِ غیب** جانتے تھے انہیں علمِ غیب دیا گیا تھا۔

(تفسیر الطبری،ج18،ص66،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر طبری ہی میں ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا: ((ولم تُحط من علم الغیب بما أعلم)) ترجمہ: جو **علمِ غیب** میں جانتا ہوں آپ کا علم اُسے محیط نہیں۔

(تفسیر الطبری،ج18،ص67،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِينٍ﴾ ترجمہ: اور یہ نبی غیب بتانے میں بخیل نہیں۔ (پ30،سورۃ التکویر،آیت24)

تفسیر خازن اور تفسیر بغوی میں اس آیت کریمہ کے تحت لکھا ہے ''اَنَّـہُ یَأْتِیـہِ **عِلْمُ الْغَیْبِ** فَلَا یبـخل به علیهم بَلْ یُعَلِّمُکُمْ وَیُخْبِرُکُمْ بِہٖ ''ترجمہ: نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس **علم غیب** آتا ہے، پس وہ اس میں بخل نہیں کرتے بلکہ تمہیں سکھاتے ہیں اور اس کی خبر دیتے ہیں۔

(تفسیر خازن، ج 4، ص 399، دارالکتب العلمیه، بیروت ☆ تفسیر بغوی، ج 6، ص 1006، دارالسلام للنشر والتوزیع، ریاض)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوۃ شریف میں کتاب عقائد تالیف حضرت شیخ ابوعبداللہ شیرازی سے نقل فرماتے ہیں ''وَنَعْتَقِدُ أَنَّ الْعَبْدَ یُنْقَلُ فِی الْأَحْوَالِ حَتَّی یَصِیرَ إِلَی نَعْتِ الرُّوحَانِیَّةِ **فَیَعْلَمَ الْغَیْبَ**، وَتُطْوَی لَهُ الْأَرْضُ، وَیَمْشِی عَلَی الْمَاءِ ''ہمارا عقیدہ ہے کہ بندہ ترقیِ مقامات پا کر صفتِ روحانی تک پہنچتا ہے اس وقت اسے **علمِ غیب** حاصل ہوتا ہے، زمین کو اس کے لیے لپیٹ دیا جاتا ہے اور وہ پانی پر چلتا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الایمان، الفصل الاول، ج1، ص62، دارالفکر، بیروت)

امام شعرانی کتاب الیواقیت والجواہر میں حضرت شیخ اکبر سے نقل فرماتے ہیں ''للمجتهدین القدم الراسخ فی **علوم الغیب** ''ترجمہ: علوم غیبیہ میں ائمہ مجتہدین کے لیے مضبوط قدم ہے۔

(الیواقیت والجواهر، البحث التاسع والاربعون، ج2، ص480، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

علم غیب ذاتی اور عطائی کی تقسیم

سوال: جن آیات، احادیث یا اقوالِ علماء میں علمِ غیب کے اثبات کی نفی کی گئی ہے، ان کا کیا جواب ہے؟

جواب: اہل سنت حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لیے عطائی اور غیر محیط علم مانتے

ہیں، جس جگہ علمِ غیب کی نفی کی گئی ہے اس سے مراد ذاتی اور محیط حقیقی (غیر محدود، غیر متناہی) علم ہے اور علمِ ذاتی اور محیط حقیقی اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جبکہ علمِ عطائی اور غیر محیط مخلوق کے لیے ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس بات کو دلائل کے ساتھ سمجھاتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''مخالفین کو تو محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے فضائل کریمہ کی دشمنی نے اندھا بہرا کر دیا، انہیں حق نہیں سوجھتا مگر تھوڑی سی عقل والا سمجھ سکتا ہے کہ یہاں کچھ بھی دشواری نہیں۔ علم یقیناً اُن صفات میں سے ہے کہ غیر خدا کو بعطائے خدا مل سکتا ہے، تو ذاتی وعطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یونہی محیط وغیر محیط کی تقسیم بدیہی (واضح ہے)، ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم اول ہے یعنی علم ذاتی وعلم محیط حقیقی۔

تو آیاتِ واحادیث واقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثباتِ علم غیب سے انکار ہے ان میں قطعاً یہی قسمیں مراد ہیں۔ فقہا کہ حکمِ تکفیر کرتے ہیں انہیں قسموں پر حکم لگاتے ہیں کہ آخر بنائے تکفیر یہی تو ہے کہ خدا کی صفتِ خاصہ دُوسرے کے لیے ثابت کی۔ اب یہ دیکھ لیجئے کہ خدا کے لیے علم ذاتی خاص ہے یا عطائی، حاشا للہ علم عطائی خدا کے ساتھ ہونا درکنار خدا کے لیے محال قطعی ہے کہ دوسرے کے دیئے سے اسے علم حاصل ہو پھر خدا کے لیے علم محیط حقیقی خاص ہے یا غیر محیط، حاشا للہ علم غیر محیط خدا کے لیے محال قطعی ہے جس میں بعض معلومات مجہول رہیں، تو علمِ عطائی غیر محیط حقیقی غیر خدا کے لیے ثابت کرنا خدا کی صفتِ خاصہ ثابت کرنا کیونکر ہوا۔ تکفیر فقہاء اگر اس طرف ناظر ہو تو معنی یہ ٹھہریں گے کہ دیکھو تم غیر خدا کے لیے وہ صفت ثابت کرتے ہو جو زنہار خدا کی صفت نہیں ہو سکتی لہذا کافر ہو یعنی وہ صفت غیر کے لیے ثابت کرنی چاہیے تھی جو خاص خدا کی صفت ہے، کیا کوئی احمق ایسا اخبث جنون گوارا کر سکتا

ہے۔ولکن النجدیة قوم لا یعقلون،ترجمہ:**لیکن نجدی بے عقل قوم ہے۔**

امام ابن حجر مکی فتاوٰی حدیثیہ میں فرماتے ہیں''وَمَا ذَكَرْنَاهُ فِی الْآيَة صرح بِهِ النَّوَوِیّ رَحمَه الله فِی فَتَاوِيهِ فَقَالَ مَعْنَاهَا لَا یعلم ذٰلِك اسْتِقْلَالًا وَعلم إحاطة بِكُل المعلومات إِلَّا الله ''ترجمہ:**ہم نے جو آیاتِ کی تفسیر کی امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اپنے فتاوٰی میں اس کی تصریح کی،فرماتے ہیں آیت کے معنٰی یہ ہیں کہ غیب کا ایسا علم صرف خدا کو ہے جو بذاتِ خود ہو اور جمیع معلومات کو محیط ہو۔**

(فتاوی حدیثیہ،مطلب فی حکم مااذا قال فلان یعلم الغیب،ص228،مصطفٰی البابی، مصر)

نیز شرح ہمزیہ میں فرماتے ہیں''انه تعالیٰ اختص به لکن من حیث الاحاطة فلا ینافی ذلك اطلاع الله تعالیٰ لبعض خواصه علی کثیر من المغیبات حتی من الخمس التی قال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فیهن خمس لا یعلمهن الا الله ''ترجمہ:**غیب اللہ کے لیے خاص ہے مگر بمعنی احاطہ تو اس کے منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض خاصوں کو بہت سے غیبوں کا علم دیا یہاں تک کہ ان پانچ میں سے جن کو نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔**

(افضل القراء لقراء ام القری،تحت شعرلك ذات العلوم،ص44-143،مجمع الثقافی، ابوظبی)

تفسیر کبیر میں ہے''وَلا أَعْلَمُ الْغَيْبَ يَدُلُّ عَلَى اعْتِرَافِهِ بِأَنَّهُ غَيْرُ عَالِمٍ بِكُلِّ الْمَعْلُومَاتِ ''**یعنی آیت میں جو نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو ارشاد ہوا تم فرمادو میں غیب نہیں جانتا،اس کے یہ معنی ہیں کہ میرا علم جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو حاوی نہیں۔**

امام قاضی عیاض شفا شریف اور علامہ شہاب الدین خفاجی اس کی شرح نسیم الریاض میں فرماتے ہیں''(هٰذِهِ الْمُعْجِزَةُ)فی اطلاعه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علی الغیب (الْمَعْلُومَةِ عَلَى الْقَطْعِ) بحیث لا یمکن انکارها او التردد فیها لا حدٍ من العقلاء (لِكَثْرَةِ رُوَاتِهَا واتفاق معانیها علی الاطلاع علی الغیب)

وهذا لا ینافی الآیات الدالة علی انه لا یعلم الغیب الا الله وقوله **وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ** فان المنفی علمه من غیر واسطة واما اطلاعه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ علیه باعلام الله تعالیٰ له فامر متحقق بقوله تعالیٰ **فَلَا يُظْهِرُ عَلَى غَيْبِهِ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضَى مِنْ رَسُولٍ** ''ترجمہ:**رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار یا تردّد کی گنجائش نہیں کہ اس میں احادیث بکثرت آئیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اس کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا، اس لیے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتائے سے نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے، کہ اللہ اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوا اپنے پسندیدہ رسول کے۔**

(نسیم الریاض شرح الشفا للقاضی عیاض ،ومن ذلك ما اطلع علیه من الغیوب ،ج 3، ص150، مرکز اہلسنت برکات رضا)

تفسیر نیشاپوری میں ہے''لا اعلم الغیب فیه دلالة علی ان الغیب بالاستقلال لا یعلمه الّا الله ''ترجمہ:**آیت کے یہ معنی ہیں کہ علم غیب جو بذاتِ خود ہو وہ خدا کے ساتھ خاص ہے۔**

(غرائب القرآن (تفسیرالنیسابوری)،ج6،ص110،مصطفٰی البابی ،مصر)

تفسیر انموذج جلیل میں ہے''معناه لا یعلم الغیب بلا دلیل الا الله او بلا تعلیم الا الله او جمیع الغیب الا الله ''ترجمہ:**آیت کے یہ معنی ہیں کہ غیب کو بلا دلیل و بلا تعلیم جاننا یا جمیع غیب کو محیط ہونا یہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔**

جامع الفصولین میں ہے''یجاب بانه یمکن التوفیق بان المنفی هو

العلم بالاستقلال لا العلم بالاعلام اوالمنفی هو المجزوم به لا المظنون ویؤیده،قوله تعالیٰ **اتجعل فیها من یفسد فیها** الاٰیة لانّه غیب اخبر به الملٰئکة ظنا منهم اوبا علام الحق فینبغی ان یکفر لوادعاه مستقلاً لا لو اخبربه باعلام فی نومه اویقظته بنوع من الکشف اذلامنافاة بینه وبین الاٰیة لما مرّمن التوفیق ''ترجمہ: (یعنی فقہا نے دعویٰ علم غیب پرحکمِ کفرکیا اورحدیثوں اورائمہ ثقات کی کتابوں میں بہت غیب کی خبریں موجود ہیں جن کا انکارنہیں ہوسکتا) اس کا جواب یہ ہے کہ ان میں تطبیق یوں ہوسکتی ہے کہ فقہاء نے اس کی نفی کی ہے کہ کسی کے لیے بذاتِ خود علم غیب مانا جائے، خدا کے بتائے سے علمِ غیب کی نفی نہ کی، یا نفی قطعی کی ہے نہ ظنی کی، اوراس کی تائید یہ آیت کریمہ کرتی ہے، فرشتوں نے عرض کیا تُو زمین میں ایسوں کوخلیفہ کرے گا جواس میں فساد وخونریزی کریں گے۔ ملائکہ غیب کی خبر بولے مگر ظناً یا خدا کے بتائے سے،توتکفیراس پر چاہیے کہ کوئی بے خدا کے بتائے علمِ غیب ملنے کا دعوٰی کرے نہ یوں کہ براہِ کشف جاگتے یا سوتے میں خدا کے بتائے سے،ایسا علمِ غیب آیت کے کچھ منافی نہیں۔

(جامع الفصولین ،الفصل الثامن والثلاثون،ج2،ص302،اسلامی کتب خانہ ،کراچی)

ردالمحتار میں امام صاحبِ ہدایہ کی مختارات النوازل سے ہے''لوادَّعَی عِلُمَ الُغَیُبِ بِنَفُسِهِ یَکُفُرُ ''ترجمہ:اگر بذاتِ خود علم غیب حاصل کر لینے کا دعوٰی کرے تو کافر ہے۔ (ردالمحتار، کتاب الجہاد ،باب المرتد،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

اسی میں ہے''قَالَ فِی التَّتَارُخَانِیَّة :وَفِی الُحُجَّةِ ذَکَرَ فِی الُمُلُتَقَطِ أَنَّهُ لَا یَکُفُرُ لِأَنَّ الُأَشُیَاءَ تُعُرَضُ عَلَی رَوُحِ النَّبِیِّ -صَلَّی اللَّهُ عَلَیُهِ وَسَلَّمَ -وَأَنَّ الرُّسُلَ یَعُرِفُونَ بَعُضَ الُغَیُبِ قَالَ تَعَالَی ﴿**عَالِمُ الُغَیُبِ فَلَا یُظُهِرُ عَلَی غَیُبِهِ أَحَدًاإِلَّا مَنِ ارُتَضَی مِنُ رَسُولٍ**﴾ اه قُلُت :بَلُ ذَکَرُوا فِی کُتُبِ الُعَقَائِدِ أَنَّ

مِنُ جُمُلَةِ کَرَامَاتِ الُأَوُلِیَاءِ الِاطِّلَاعَ عَلَی بَعُضِ الُمُغَیَّبَاتِ وَرَدُّوا عَلَی الُمُعُتَزِلَةِ الُمُسُتَدِلِّینَ بِهَذِهِ الُآیَةِ عَلَی نَفُیِهَا ''ترجمہ:تاتارخانیہ میں ہے کہ فتاوی حجہ میں ہے،ملتقط میں فرمایا: جس نے اللہ ورسول کوگواہ کرکے نکاح کیا کافر نہ ہوگا۔ اس لیے کہ اشیاء نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی روحِ مبارک پرعرض کی جاتی ہیں اور بےشک رسولوں کوبعض علم غیب ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے غیب کا جاننے والاتو اپنے غیب پرکسی کومسلط نہیں کرتا۔مگر اپنے پسندیدہ رسولوں کو، میں (علامہ شامی) کہتا ہوں: بلکہ ائمہ اہلسنت نے کتبِ عقائد میں فرمایا کہ بعض غیبوں کا علم ہونا اولیاء کی کرامت سے ہے اورمعتزلہ نے اس آیت کواولیاءکرام سے اس کی نفی پر دلیل قراردیا۔ ہمارے ائمہ نے اس کا رَدکیا یعنی ثابت فرمایا کہ آیہ کریمہ اولیاء سے بھی مطلقاً علم غیب کی نفی نہیں فرماتی۔

(ردالمحتار، کتاب النکاح ،قبیل فصل فی المحرمات،ج3،ص297،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تفسیر غرائب القرآن ورغائب الفرقان میں ہے''لم ینف الاالدرایة من قبل نفسه وما نفی الدرایة من جهة الوحی ''ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی ذات سے جاننے کی نفی فرمائی ہے خدا کے بتائے سے جاننے کی نفی نہیں فرمائی۔ (غرائب القرآن (تفسیر النیساپوری)،ج26،ص8،مصطفٰی البابی، مصر)

تفسیر جمل شرح جلالین وتفسیر خازن میں ہے''المعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللّٰہ تعالیٰ علیه ''ترجمہ: آیت میں جوارشاد ہوا کہ میں غیب نہیں جانتا۔ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ میں بے خدا کے بتائے نہیں جانتا۔

(تفسیرالجمل،ج3،ص158☆تفسیر الخازن،پارہ 7،سورۃ الاعراف ،آیت 188،تحت قولہ ﴿ولو کنت اعلم الغیب ;...﴾ ،ج2،ص280،دار الکتب العلمیہ ،بیروت)

تفسیر البیضاوی میں ہے''﴿لا أَعْلَمُ الْغَيْبَ﴾ مالم يوح الى ولم ينصب عليه دليل ''ترجمہ: آیت کے یہ معنی ہیں کہ جب تک کوئی وحی یا کوئی دلیل قائم نہ ہو مجھے بذاتِ خود غیب کا علم نہیں ہوتا۔

(انوارالتنزیل (تفسیر البیضاوی)،ج2،ص410،دارالفکر بیروت)

تفسیر عنایۃ القاضی میں ہے''﴿وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ﴾ وجه اختصاصها به تعالىٰ انه لايعلمها كما هى ابتداءً الّا هو ''ترجمہ: یہ جو آیت میں فرمایا کہ غیب کی کنجیاں اللہ ہی کے پاس ہیں اُس کے سوا انہیں کوئی نہیں جانتا اس خصوصیت کے یہ معنی ہیں کہ ابتداءً بغیر بتائے ان کی حقیقت دوسرے پر نہیں کھلتی۔

(عناية القاضى على تفسير البيضاوى،ج4،ص73،دارصادر،بيروت)

تفسیر علامہ نیشاپوری میں ہے''(قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ) لم يقل ليس عندى خزائن الله ليعلم ان خزائن الله وهى العلم بحقائق الاشياء وما هياتها عنده صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم باستجابة دعاء ه صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم فى قوله ارنا الا شياء كما هى ولكنه يكلم الناس على قدر عقولهم (ولا أَعْلَمُ الْغَيْبَ) اى لا اقول لكم هذا مع انه قال صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم علمت ماكان وما سيكون اھ مختصراً ''ترجمہ: ارشاد ہوا کہ اے نبی! فرمادو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں، یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں۔ بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں، تاکہ معلوم ہوجائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے پاس ہیں مگر حضور لوگوں سے انکی سمجھ کے قابل باتیں فرماتے ہیں، اور وہ خزانے کیا ہیں، تمام اشیاء کی حقیقت و ماہیت کا علم حضور نے اسی کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا: میں نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے، ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ماکان وما یکون کا علم

ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے انتہی۔

(غرائب القرآن (تفسیر النیسابوری)،ج7،ص112،مصطفٰی البابی، مصر)

الحمدللہ اس آیۂ کریمہ کی ''فرمادو میں غیب نہیں جانتا'' ایک تفسیر وہ تھی جو تفسیر کبیر سے گزری کہ احاطہ جمیع غیوب کی نفی ہے، نہ کہ غیب کا علم ہی نہیں۔

دوسری وہ تھی جو بہت کتب سے گزری کہ بے خدا کے بتائے جاننے کی نفی ہے نہ یہ کہ بتائے سے بھی مجھے علم غیب نہیں۔

اب بحمد للہ تعالیٰ سب سے لطیف تر یہ تیسری تفسیر ہے کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ مجھے علم غیب ہے، اس لیے کہ اے کافرو! تم ان باتوں کے اہل نہیں ہو ورنہ واقع میں مجھے ماکان وما یکون کا علم ملا ہے۔ والحمدللہ رب العلمین۔''

(فتاوی رضویہ،ج29،ص444تا450،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

مسائلِ علمِ غیب سے متعلق حاصل کلام

فتاوی رضویہ میں ہے''مسلمانو! مسائل تین قسم کے ہوتے ہیں:

ایک ''ضروریات دین'' اُن کا منکر بلکہ اُن میں ادنٰی شک کرنے والا بالیقین کافر ہوتا ہے ایسا کہ جو اس کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر۔

دوم ''ضروریات عقائد اہلسنت'' ان کا منکر بدمذہب گمراہ ہوتا ہے۔

سوم وہ مسائل کہ علمائے اہلسنت میں مختلف فیہ ہوں اُن میں کسی طرف تکفیر و تضلیل ممکن نہیں۔۔۔۔

بعینہ یہی حالت مسئلہ علم غیب کی ہے۔ اس میں بھی تینوں قسم کے مسائل موجود ہیں:

قسم اول:

(1) اللہ عزوجل ہی عالم بالذات ہے اُس کے بتائے بغیر ایک حرف کوئی نہیں

جان سکتا۔

(2)رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام علیہم الصلوۃ والسلام کو اللہ عزوجل نے اپنے بعض غیوب کا علم دیا۔

(3)رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم اوروں سے زائد ہے ابلیس کا علم معاذ اللہ علم اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں۔

(4)جو علم اللہ عزوجل کی صفت خاصہ ہے جس میں اُس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شریک کرنا بھی شرک ہو وہ ہرگز ابلیس کے لیے نہیں ہوسکتا جو ایسا مانے قطعاً مشرک کافر ملعون بندہ ابلیس ہے۔

(5)زید وعمرو ہر بچے پاگل، چوپائے کو علمِ غیب میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مماثل کہنا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صریح توہین اور کھلا کفر ہے، یہ سب مسائل ضروریاتِ دین سے ہیں اور ان کا منکر، ان میں ادنیٰ شک لانے والا قطعاً کافر، یہ قسمِ اول ہوئی۔

قسمِ دوم:

(6)اولیاء کرام نفعنا اللہ تعالیٰ ببرکاتہم فی الدارین کو بھی کچھ علومِ غیب ملتے ہیں مگر بوساطت رسل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ معتزلہ خذلہم اللہ تعالیٰ کہ صرف رسولوں کے لیے اطلاع غیب مانتے اور اولیاء کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا علومِ غیب کا اصلاً حصہ نہیں مانتے گمراہ ومبتدع ہیں۔

(7)اللہ عزوجل نے اپنے محبوبوں خصوصاً سید المحبوبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم کو غیوب خمسہ سے بہت جزئیات کا علم بخشا جو یہ کہے کہ خمس میں سے کسی فرد کا علم کسی کو نہ دیا گیا ہزار ہا احادیث متواترۃ المعنیٰ کا منکر اور بدمذہب خاسر ہے، یہ قسم دوم ہوئی۔

قسمِ سوم:

(8)رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تعیینِ وقتِ قیامت کا بھی علم ملا۔

(9)حضور کو بلا استثناء جمیع جزئیات خمس کا علم ہے۔

(10)جملہ مکنونات قلم ومکتوبات لوح بالجملہ روزِ اول سے روزِ آخر تک تمام ما کان وما یکون مندرجہ لوحِ محفوظ اور اس سے بہت زائد کا عالم ہے جس میں ماورائے قیامت تو جملہ افراد خمس داخل اور دربارہ قیامت اگر ثابت ہو کہ اس کی تعیین وقت بھی درج لوح ہے تو اسے بھی شامل، ورنہ دونوں احتمال حاصل۔

(11)حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حقیقتِ روح کا بھی علم ہے۔

(12)جملہ متشابہات قرآنیہ کا بھی علم ہے۔

یہ پانچوں مسائل قسم سوم سے ہیں کہ ان میں خود علماء وآئمہ اہل سنت مختلف رہے ہیں۔۔۔ان میں مثبت ونافی کسی پر معاذ اللہ کفر کیا معنی ضلال یا فسق کا بھی حکم نہیں ہوسکتا جب کہ پہلے سات مسئلوں پر ایمان رکھتا ہو اور ان پانچ کا انکار اُس مرض قلب کی بنا پر نہ ہو جو وہابیہ قاتلہم اللہ تعالیٰ کے نجس دلوں کو ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل سے جلتے اور جہاں تک بنے تنقیص وکمی کی راہ چلتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، تمہید خالص الاعتقاد، ج29، ص413تا416، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

نواں باب

تو زندہ ہے واللہ

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اهل سنت کا مؤقف

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور تمام انبیاء کرام حیات حقیقی دنیاوی روحانی جسمانی سے زندہ ہیں، اپنے مزارات طیبہ میں نمازیں پڑھتے ہیں، روزی دیئے جاتے ہیں، جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، زمین وآسمان کی سلطنت میں تصرف فرماتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون)) حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اپنے مزارات میں زندہ ہیں اور نماز ادا فرماتے ہیں۔''

(فتاوی رضویہ،ج14،ص685،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اُسی طرح بحیاتِ حقیقی زندہ ہیں، جیسے دنیا میں تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہیں آتے جاتے ہیں،تصدیقِ وعدہ الٰہیہ کے لیے ایک آن کواُن پر موت طاری ہوئی، پھر بدستور زندہ ہوگئے،اُن کی حیات،حیاتِ شہدا سے بہت ارفع واعلیٰ ہے،فلھذا شہید کا ترکہ تقسیم ہوگا،اُس کی بی بی بعدِ عدت نکاح کرسکتی ہے بخلاف انبیا کے، کہ وہاں یہ جائز نہیں۔''

(بہار شریعت،حصہ1،ص58تا60،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

غزالی زماں علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام بالخصوص رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حیاتِ حقیقی اور جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں،اپنی نورانی قبروں میں اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا رزق کھاتے ہیں، سنتے ہیں، دیکھتے ہیں، جانتے ہیں،کلام فرماتے ہیں اور سلام کرنے والوں کا جواب دیتے ہیں، چلتے پھرتے اور آتے جاتے ہیں،جس طرف چاہتے ہیں

تصرفات فرماتے ہیں اوراپنی امتوں کےاحوال واعمال کامشاہدہ فرماتے ہیں۔''

(مقالات کاظمی،ج2،ص2)

حیاتِ انبیاء پر کچھ دلائل

مردہ نہ کہو

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشادفرماتا ہے﴿وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلَكِنْ لَا تَشْعُرُونَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(پ2،سورۃالبقرۃ،آیت154)

مردہ خیال بھی نہ کرو

ایک دوسرے مقام پرارشادفرماتا ہے﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔ (پ4،سورہ اٰلِ عمران،آیت169)

مذکورہ آیات سے وجہِ استدلال

مذکورہ آیات سے فقہاء ومحدثین نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات پردوطریقوں سے استدلال کیا ہے:

(1)جب شہیدزندہ ہیں تو انبیاء علیہم السلام تو بدرجۂ اولیٰ زندہ ہیں۔

(2)اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی شہادت سے سرفراز فرمایا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال زہرآلودہ بکری کھانے کی وجہ سے ہوا،لہذا آپ بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں:((كَانَ

النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ:يَا عَائِشَةُ مَا أَزَالُ أَجِدُ أَلَمَ الطَّعَامِ الَّذِي أَكَلْتُ بِخَيْبَرَ، فَهَذَا أَوَانُ وَجَدْتُ انْقِطَاعَ أَبْهَرِي مِنْ ذَلِكَ السُّمِّ)) ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے مرضِ وفات میں فرمایا کرتے تھے: اے عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا! میں نے خیبر میں جوزہرآلودکھانا کھایا تھااس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا ہوں،اوراس وقت میں محسوس کررہا ہوں کہ اس زہر سے میری رگِ جان منقطع ہورہی ہے۔

(صحیح بخاری،باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته،ج6،ص9،دارطوق النجاۃ)

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((لَأَنْ أَحْلِفَ تِسْعًا أَنَّ رَسُولَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم قُتِلَ قَتْلًا، أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحْلِفَ وَاحِدَةً أَنَّهُ لَمْ يُقْتَلْ، وَذَلِكَ بِأَنَّ اللهَ جَعَلَهُ نَبِيًّا، وَاتَّخَذَهُ شَهِيدًا)) ترجمہ: نومرتبہ اس بات پر حلف اٹھانا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید کیے گئے میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں ایک مرتبہ اس بات پر حلف اٹھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید نہیں ہوئے،کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبوت اورشہادت دونوں سے سرفراز فرمایا ہے۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند عبد الله ابن مسعود رضی الله تعالیٰ عنه،ج6،ص115،مؤسسة الرساله،بیروت ☆المستدرك للحاكم،كتاب المغازی والسرايا،ج3، ص60،دارالکتب العلمیه، بیروت ☆المعجم الكبير للطبرانی،باب من روى عن ابن مسعود انه لم يكن مع الخ،ج10، ص109، مکتبه ابن تیمیه،القاهره ☆مسند ابی یعلی الموصلی،مسند عبد الله ابن مسعود رضی الله عنه، ج9،ص132،دارالمأمون للتراث،دمشق)

امام حاکم اورامام ذہبی نے اس روایت کو بخاری ومسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔ (المستدرك للحاكم،كتاب المغازی والسرايا،ج3،ص60،دارالکتب العلمیه،بیروت)

فقیہ ومحدث علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں''فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ فِي

حَقِّ الشُّهَدَاءِ مِنُ أُمَّتِهِ ﴿ بَلُ أَحْيَاءٌ عِنُدَ رَبِّهِمُ يُرُزَقُونَ ﴾ فَكَيُفَ سَيِّدُهُمُ بَلُ رَئِيسُهُمُ :لِأَنَّهُ حَصَلَ لَهُ أَيُضًا مَرُتَبَةُ الشَّهَادَةِ مَعَ مَزِيدِ السَّعَادَةِ بِأَكُلِ الشَّاةِ الْمَسُمُومَةِ وَعُودِ سُمِّهَا الْمَغُمُومَةِ ''ترجمہ:امت محمدی کے شہداء کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:(بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں،روزی پاتے ہیں)توان کے سردار بلکہ ان کے رئیس کے لیے کیا مرتبہ ہوگا کیونکہ انہیں دیگر فضیلتوں کے ساتھ ساتھ شہادت کا مرتبہ بھی حاصل ہوا ہے کہ ایک دفعہ زہر آلود بکری کا گوشت تناول فرمالیا تھا جس کا زہر آخری عمر میں لوٹ آیا تھا۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب الجمعة ،ج 3،ص 1020،دارالفکر،بیروت)

عظیم محدث امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کو لکھ کرفرماتے ہیں''وَالْأَنْبِيَاءُ أَوْلَى بِذَلِكَ، فَهُمُ أَجَلُّ وَأَعْظَمُ، وَمَا نَبِيٌّ إِلَّا وَقَدُ جَمَعَ مَعَ النُّبُوَّةِ وَصُفَ الشَّهَادَةِ، فَيَدُخُلُونَ فِي عُمُومِ لَفُظِ الْآيَةِ'' ترجمہ:انبیاء بدرجۂ اولی زندہ ہیں کہ وہ مرتبے میں ان سے بڑھ کر ہیں،(بلکہ)کوئی ایسا نبی نہیں جس کے وصفِ نبوت کے ساتھ شہادت جمع نہ ہوئی ہو پس انبیاء بھی اس آیت کے عموم میں داخل ہوں گے۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص180،دارالفکر،بیروت)

اللہ کا نبی زندہ ہے

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا((إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرُضِ أَنُ تَأْكُلَ أَجُسَادَ الْأَنُبِيَاءِ، فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرُزَقُ))ترجمہ:بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پرانبیاء علیہم السلام کے اجسام کھانے کوحرام کردیاہے،پس اللہ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

(سنن ابن ماجه،باب ذکر وفاته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص524،داراحیاء الکتب العربیه، بیروت)

قبر میں نماز

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((مَرَرُتُ عَلَى مُوسَى وَهُوَ يُصَلِّي فِي قَبُرِهِ))ترجمہ:(معراج کی رات)میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

(صحیح مسلم،باب من فضائل موسیٰ علیه السلام،ج 4،ص1845،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

تمام انبیاء مسجدِ اقصیٰ میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ارشادفرماتے ہیں:((ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ))ترجمہ:پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا،پس میرے لیے انبیاء علیہم السلام کو جمع کیا گیا،تو مجھے جبریل علیہ السلام نے آگے کیا یہاں تک کہ میں نے سب کی امامت کروائی۔

(سنن نسائی،فرض الصلوۃ وذکر الاختلاف،ج1،ص221،مکتب المطبوعات الاسلامیه،حلب)

انبیاء زندہ ہیں

امام بزار''مسند بزار''میں،امام ابویعلیٰ موصلی''مسند ابی یعلیٰ''میں اورامام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب''حیاۃ الانبیاء فی قبورہم''میں روایت نقل کرتے ہیں:((الْأَنْبِيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ أَحْيَاءٌ يُصَلُّونَ))ترجمہ:انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

(مسند بزار،مسند ابی حمزہ انس،ج 13،ص62،مکتبة العلوم والحکم،المدینة المنورہ☆مسند ابی یعلیٰ،ثابت البنانی عن انس رضی الله عنه،ج 6،ص147،دارالمأمون للتراث،دمشق☆حیاۃ الانبیاء فی قبورہم للبیہقی،باب الانبیاء فی قبورہم احیاء یصلون،ج 1،ص74،مکتبة العلوم والحکم،المدینة المنورہ)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ نے ''مجمع الزوائد'' میں یہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد اس کے بارے میں لکھا: ''رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى وَالْبَزَّارُ، وَرِجَالُ أَبِي يَعْلَى ثِقَاتٌ'' ترجمہ: اسے امام ابویعلی، امام بزار نے روایت کیا ہے اور ابویعلیٰ کے راوی ثقہ ہیں۔ (مجمع الزوائد، باب ماجاء فی الخضر، ج8، ص211، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: ''وَقَدْ جَمَعَ الْبَيْهَقِيُّ كِتَابًا لَطِيفًا فِي حَيَاةِ الْأَنْبِيَاءِ فِي قُبُورِهِمْ أَوْرَدَ فِيهِ حَدِيثَ أَنَسٍ الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ'' ترجمہ: امام بیہقی نے انبیاء علیہم السلام کے قبروں میں زندہ ہونے پر ایک لطیف کتاب لکھی ہے اور اس میں حدیث انس وارد کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج6، ص487، دارالمعرفہ، بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی نے اس مقام پر اس حدیث پاک کے تمام راویوں کی ثقاہت بیان کی ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج6، ص487، دارالمعرفہ، بیروت)

مزید فرماتے ہیں: ''صَحَّحَهُ الْبَيْهَقِيّ'' ترجمہ: امام بیہقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری، ج6، ص487، دارالمعرفہ، بیروت)

امام جلال الدین شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس روایت کو صحیح قرار دیا، فرماتے ہیں: ((وَصَحَّ أَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ يُصَلُّونَ)) ترجمہ: یہ حدیث پاک صحیح ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: انبیاء علیہم السلام زندہ ہے، نمازیں پڑھتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی، کتاب الاعلام بحکم عیسیٰ علیہ السلام، ج2، ص197، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت)

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) اس حدیث پاک کو نقل کرنے

کے بعد فرماتے ہیں: ''ورواه أبو يعلى برجال ثقات، ورواه البيهقي وصححه'' ترجمہ: اس کو امام ابویعلی نے ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے اور اس کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ، الفصل الثانی فی بقیۃ ادلۃ الزیارۃ، ج4، ص179، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس کو صحیح قرار دیا ہے، فرماتے ہیں ''وَصَحَّ خَبَرُ: الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ'' ترجمہ: یہ حدیث صحیح ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الجمعۃ، ج3، ص1020، دارالفکر، بیروت)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون)) انبیاء اپنے مزارات طیبہ میں زندہ ہیں نمازیں پڑھتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (فتاوی رضویہ، ج14، ص648، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات مثل سابق وہی جسمانی ہے

موسیٰ اور یونس علیہما السلام کا حج کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِوَادِي الْأَزْرَقِ، فَقَالَ: أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا وَادِي الْأَزْرَقِ، قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ هَابِطًا مِنَ الثَّنِيَّةِ، وَلَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللهِ بِالتَّلْبِيَةِ، ثُمَّ أَتَى عَلَى ثَنِيَّةِ هَرْشَى، فَقَالَ: أَيُّ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ؟ قَالُوا: ثَنِيَّةُ

هَرْشَى، قَالَ:كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ بْنِ مَتَّى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ جَعْدَةٍ عَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ، خِطَامُ نَاقَتِهِ خُلْبَةٌ وَهُوَ يُلَبِّي)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وادی ارزق سے گزرے تو فرمایا: یہ کون سی وادی ہے، لوگوں نے عرض کیا: یہ وادیٔ ارزق ہے، فرمایا: گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ گھاٹی میں اتر رہے ہیں، آپ کو اللہ سے قرب ہے، تلبیہ میں مشغول ہیں ، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہرشی کی گھاٹی پر تشریف لائے، فرمایا: یہ کون سے گھاٹی ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ ہرشی کی پہاڑی ہے، فرمایا کہ گویا میں یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں جو سرخ اونٹنی پر ہیں آپ پر اونی جبہ ہے آپ کے ناقہ کی مہار کھجور کی کھال کی ہے، تلبیہ کہہ رہے ہیں۔

(صحیح مسلم، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص152، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث پاک کے تحت شارح صحیح مسلم علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سوال قائم کیا کہ انبیاء علیہم السلام تو وصال فرما چکے ہیں تو وہ حج کیسے کرتے ہیں اور تلبیہ کیسے پڑھتے ہیں؟ اس کا جواب دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''اَنَّهُمْ كَالشُّهَدَاءِ بَلْ هُمْ أَفْضَلُ مِنْهُمْ وَالشُّهَدَاءُ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ فَلَا يَبْعُدُ أَنْ يَحُجُّوا وَيُصَلُّوا كَمَا وَرَدَ فِي الْحَدِيثِ الْآخَرِ'' ترجمہ: انبیاء علیہم السلام شہداء کی طرح ہیں بلکہ وہ شہداء سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں، (جب انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں) تو ان کا حج کرنا اور نمازیں پڑھنا بعید نہیں، جیسا کہ دوسری حدیث میں (نمازوں کے بارے میں) وارد ہے۔

(شرح النووی علی مسلم، باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص228، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

قبر سے جواب دوں گا

امام ابویعلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں اور امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ الحاوی للفتاوی میں فرماتے ہیں والـلـفظ للآخر ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَنْزِلَنَّ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ، ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلَى قَبْرِي، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ لَأُجِيبَنَّهُ)) ترجمہ: ابویعلی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو فرماتے سنا: اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ضرور بالضرور عیسیٰ بن مریم آئیں گے پھر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے یا محمد کہہ کر خطاب کریں گے تو میں ضرور انہیں جواب دوں گا۔

(مسند ابی یعلیٰ، شہع بن حوشب عن ابی ہریرہ، ج11، ص462، دارالمأمون للتراث، دمشق☆ الحاوی للفتاوی، الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، ج2، ص179، دارالفکر، بیروت)

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

امت کے لیے بارش طلب کریں

حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: **يَا رَسُولَ اللَّهِ!** اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَيْكَ الْكَيْسُ، عَلَيْكَ الْكَيْسُ "، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: يَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قبر مبارک پر آیا اور کہا **یا رسول اللہ** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ!

اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہورہے ہیں۔ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہوکر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر روئے، پھر کہا: اے میرے رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد12، صفحہ32، الدار السلفیۃ، الہندیۃ)

اس روایت کی سند کو حافظ ابن حجر عسقلانی نے صحیح کہا ہے، الفاظ یہ ہیں" وروی ابن أَبِی شَيْبَةَ بِإِسْنَادٍ صَحِيحٍ " ترجمہ: ابن ابی شیبہ نے اسنادِ صحیح کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔

(فتح الباری، باب سوال الناس الامام الاستسقاء، ج2، ص495، دارالمعرفہ، بیروت)

حافظ ابن کثیر نے بھی مصنف ابن ابی شیبہ والی سند کے ساتھ روایت بیان کرکے لکھا ہے" وَهَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ " ترجمہ: یہ سند صحیح ہے۔

(البدایۃ النہایۃ، ج7، ص105، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

قبر سے اذان کی آواز

دلائل النبوۃ لابی نعیم اور الحاوی للفتاوی میں ہے ((عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: لَقَدْ رَأَيْتُنِي لَيَالِيَ الْحَرَّةِ وَمَا فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَيْرِي وَمَا يَأْتِي وَقْتُ صَلَاةٍ إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ)) ترجمہ: ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے واقعۂ حرہ کی راتوں میں اپنے آپ کو دیکھا حال یہ ہوتا تھا کہ میرے سوا مسجد میں کوئی نہیں ہوتا تھا، جب بھی نماز کا وقت آتا میں نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی قبرِ انور سے اذان کی

آواز سنتا۔

(دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل الثامن والعشرون، ج1، ص567، دارالنفائس، بیروت☆الحاوی للفتاوی، الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء، ج2، ص179، دارالفکر، بیروت)

تھوڑے سے الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہ روایت سنن دارمی میں بھی موجود ہے۔

(سنن دارمی، باب اکرم اللہ تعالیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص227، دارالمغنی للنشر والتوزیع، عرب)

وفات کے بعد زندگی

صحیح بخاری میں ہے: جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے وصال کی خبر پہنچی تو آپ خبر ملتے ہی جسدِ اطہر کے پاس پہنچے، ((فَكَشَفَ عَنْ وَجْهِهِ، ثُمَّ أَكَبَّ عَلَيْهِ، فَقَبَّلَهُ، ثُمَّ بَكَى، فَقَالَ: بِأَبِي أَنْتَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ لاَ يَجْمَعُ اللَّهُ عَلَيْكَ مَوْتَتَيْنِ)) ترجمہ: پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا، پھر آپ پر جھکے اور آپ کو بوسہ دیا پھر رو پڑے اور کہا: یا نبی اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میرے والد آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ آپ پر دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا۔

(صحیح بخاری، باب الدخول علی المیت، ج2، ص71، دارطوق النجاۃ)

امام قسطلانی اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:"لأنه يحيا في قبره ثم لا يموت " ترجمہ: کیونکہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنی قبر میں زندہ ہیں پھر (دوبارہ) آپ پر وفات طاری نہیں ہوگی۔

(ارشاد الساری للقسطلانی، ج2، ص376، المطبعۃ الکبری الامیریہ، مصر)

گھر سے گھر تک

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَلَكِنْ يُنْقَلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ)) ترجمہ: اللہ کے اولیاء مرتے نہیں، وہ تو ایک گھر

سے دوسرے گھر کی طرف منتقل ہوتے ہیں۔

(تفسیر کبیر،سورۂ اٰل عمران،ج9،ص427،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

اگر اجازت ملے تو

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہوجائے تو میری میت کو اس حجرۂ اقدس کے دروازے کے سامنے رکھ دینا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار پرانوار ہے، پھر دروازے پر دستک دینا، اگر اجازت ملے تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ نہیں((لَمَّا حُمِلَتْ جنَازَتُهُ إِلَى بَابِ قَبْرِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَنُودِيَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِهَاتِفٍ يَهْتِفُ مِنَ الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ)) ترجمہ: جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کو مزار انور کے پاس رکھ دیا گیا اور (قربان جاؤں صحابہ کے عقیدہ پر) عرض کی گئی: السلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ابوبکر صدیق (حاضر) ہیں، تو دروزہ کھلا اور قبر انور سے کسی پکارنے والا نے پکارا: حبیب کو حبیب کے پاس پہنچادو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر،عبد الله ويقال عتيق الخ،ج30،ص436،دارالفکر للطباعة والنشر، بیروت☆تفسیر کبیر،سورۃ الکہف، ج21،ص 433،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆نفحات الانس،ص 152☆الخصائص الکبری ،ذکر آیات وقعت علی اثر الخ،ج2،ص492،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

میں پتھر کے پاس نہیں آیا

ابوداؤد بن ابی صالح سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((أَقْبَلَ مَرْوَانُ يَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ:تَدْرِي مَا تَصْنَعُ؟ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ فَإِذَا هُوَ أَبُو أَيُّوبَ فَقَالَ:نَعَمْ جِئْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَلَمْ آتِ الْحَجَرَ))

ترجمہ: ایک دن مروان روضہ انور پر حاضر ہوا، اس نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنا چہرہ قبرِ انور پر رکھا ہوا ہے، مروان نے اس شخص سے کہا: تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کررہے ہو؟ اس شخص نے جب مروان کی طرف چہرہ کیا تو وہ صحابی رسول حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشادفرمایا: ہاں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں، میں پتھر کے پاس نہیں آیا۔

(مسند امام احمد بن حنبل،حديث ابی ايوب انصاری،ج38،ص558،مؤسسة الرسالہ،بیروت☆ مجمع الزوائد،باب وضع الوجه على قبر سيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم ،ج 4،ص2،مكتبة القدسی،القاہرہ)

تیری بخشش کردی گئی

امام قرطبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (متوفی 671ھ) ایک روایت نقل کرتے ہیں ((عَنْ عَلِيٍّ قَالَ :قَدِمَ علينا أعرابی بعد ما دَفَنَّا رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِثَلَاثَةِ أَيَّامٍ، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَحَثَا عَلَى رَأْسِهِ مِنْ تُرَابِهِ، فَقَالَ :قُلْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ، وَوَعَيْتَ عَنِ اللَّهِ فَوَعَيْنَا عَنْكَ، وَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا﴾، وَقَدْ ظَلَمْتُ نفسي وجئتك تَسْتَغْفِرُ لِي .فَنُودِيَ مِنَ الْقَبْرِ إِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دفن کرنے کے تین دن بعد ایک اعرابی ہمارے پاس آیا، اور روضہ شریفہ کی خاک پاک اپنے سر پر ڈالی اور عرض کرنے لگا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ نے فرمایا ہم نے سنا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یاد کیا اور ہم نے آپ سے یاد کیا، اور جو آپ پر نازل ہوا اس میں یہ آیت بھی ہے ﴿ولو انهم اذ ظلموا﴾ میں نے بے شک اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ کے حضور میں اللہ سے اپنے

گناہوں کی بخشش چاہنے حاضر ہوا تو میرے رب سے میرے گناہ کی بخشش کرائیے، اس پر قبر شریف سے ندا آئی کہ تیری بخشش کی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن لقرطبی،تحت الآیۃ﴿ولو انہم اذ ظلموا انفسہم---﴾ ،ج5، ص265,266، دارالکتب المصریہ،القاہرہ)

اس روایت کو امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) نے بھی ''الحاوی للفتاوی'' میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی،تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم والملک،ج2،ص315، دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

یہ میرے شوہر اور وہ والد ہیں

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں: ((كُنْتُ أَدْخُلُ بَيْتِي الَّذِي دُفِنَ فِيهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَبِي فَأَضَعُ ثَوْبِي، وَأَقُولُ إِنَّمَا هُوَ زَوْجِي وَأَبِي، فَلَمَّا دُفِنَ عُمَرُ مَعَهُمْ فَوَاللهِ مَا دَخَلْتُهُ إِلَّا وَأَنَا مَشْدُودَةٌ عَلَيَّ ثِيَابِي، حَيَاءً مِنْ عُمَرَ)) ترجمہ: جس حجرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار اقدس اور میرے والد کا مزار مبارک تھا میں داخل ہوتی تھی تو صرف کپڑا (سر پر) رکھ لیتی تھی (یعنی پردے کا خاص اہتمام نہیں کرتی تھی) اور کہتی کہ یہ میرے شوہر اور وہ میرے والد ہیں، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ دفن ہوئے تو خدا کی قسم میں جب بھی داخل ہوتی تو حضرت عمر سے حیاء کرتے ہوئے اچھی طرح کپڑے کو لپیٹ کر داخل ہوتی۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند الصدیقہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا،ج42،ص441،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆مشکوۃ المصابیح،باب زیارۃ القبور،الفصل الثالث، ج1، ص554،المکتب الاسلامی،بیروت)

حضور غوث اعظم کا مصافحہ کرنا

کتاب تفریح الخاطر مناقب الشیخ عبدالقادر میں ہے''ذکروا ان الغوث

الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاء مرۃ الی المدینۃ المنورہ وقرأبقرب الحجرۃ الشریفہ ھذین البیتین (فذکرھما کما مر وقال)فظھرت یدہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فصافحھا ووضعھا علی رأسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' ترجمہ: راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک بار حاضر سرکار مدینہ نور بار ہو کر روضہ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا۔

(تفریح الخاطر مترجم معہ اصل عربی متن،المنقبۃ الثانیۃ والعشرون،ص 56,57، سنی دارالاشاعت،فیصل آباد)

شیخ احمد رفاعی نے دست مبارک چوما

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:''لما وقف سید احمد الرفاعی تجاہ الحجرۃ الشریفۃ قال:

فی حالۃ البعد روحی کنت ارسلھا   تقبل الارض عنی وھی نائبتی

وھذہ دولۃ الاشباح قدحضرت   فامددیمینك کی تحظی بھا شفتی

فخرجت الیہ الید الشریفۃ فقبلھا''

ترجمہ: جب میرے سردار احمد رفاعی حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو یوں کہا: جب میں دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی، یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تا کہ میرے ہونٹ دست بوسی کی سعادت پائیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک آپ کی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔

(الحاوی للفتاوی، تنویر الحلک فی امکان رؤیۃ النبی والملک، ج 2،ص261،دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابراھیم بن شیبان کاسلام سننا

القول البدیع میں ہے:"وقال إبراهيم بن شيبان حججت فجئت المدينة فتقدمت إلى القبر الشريف فسلمت على رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فسمعت من داخل الحجرة يقول وعليك السلام "**ترجمہ:حضرت ابراہیم شیبان** رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں کہ میں حج کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں حاضر ہوا،قبر انور کے پاس حاضر ہوکر حضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی بارگاہ میں سلام عرض کیا تو میں نے حجرے کے اندر سے علیک السلام کی آواز سنی۔**

(القول البديع،الباب الرابع فی تبليغه،ج1،ص165،دارالريان للتراث،بيروت)

امام بیہقی کا مؤقف

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:**"وَالْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ بَعْدَمَا قُبِضُوا رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ فَهُمْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ كَالشُّهَدَاءِ، وَقَدْ رَأَى نَبِيُّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَاعَةً مِنْهُمْ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ---وَأَخْبَرَ -وَخَبَرُهُ صِدْقٌ -أَنَّ صَلَاتَنَا مَعْرُوضَةٌ عَلَيْهِ وَأَنَّ سَلَامَنَا يَبْلُغُهُ ,وَأَنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ، وَقَدْ أَفْرَدْنَا لِإِثْبَاتِ حَيَاتِهِمْ كِتَابًا "**انبیاء** علیہم السلام **کی ارواح قبض کرنے کے بعد لوٹا دی گئی ہیں،وہ اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں جیسا کہ شہداء،ہمارے نبی** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے معراج کی رات انبیاء** علیہم السلام **کی جماعت کو دیکھا،(نیز) نبی کریم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **نے خبر دی ہے اور ان کی خبر سچی ہے کہ ہمارا درود اور سلام حضور کی بارگاہ میں پہنچتا ہے،اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا کہ وہ انبیاء** علیہم السلام **کے اجسام کو کھائے۔انبیاء** علیہم السلام **کی حیات پر ہماری ایک منفرد کتاب ہے۔**

(الاعتقاد للبیہقی،فصل الانبیاء بعد ماقبضواردت الیہم ارواحہم،ج1،ص305،دارالآفاق الجدیدہ ،بیروت)

امام غزالی کا مؤقف

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ **"التحیات" میں حضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کا طریقہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:**"وَأَحْضِرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ و شخصه الكريم وَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ وَلْيَصْدُقْ أَمَلُكَ فِي أَنَّهُ يَبْلُغُهُ وَيَرُدُّ عَلَيْكَ مَا هُوَ أَوْفَى مِنْه "**ترجمہ:اپنے دل میں نبی کریم** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **کو حاضر جان کر یوں عرض کرو:**السلام علیك ایها النبی و رحمة اللہ و برکاتہ ،**اور یقین جانو کہ میرا یہ سلام حضور** صلی اللہ علیہ وسلم **کی بارگاہ میں پہنچتا اور حضور اس سے بہتر جواب عطا فرماتے ہیں۔**

(احیاء العلوم،ج1،ص169،دارالمعرفہ،بیروت)

قاضی ابوبکر بن عربی کا مؤقف

قاضی ابوبکر ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:**"وَلَا يَمْتَنِعُ رُؤْيَةُ ذَاتِهِ الشَّرِيفَةِ بِجَسَدِهِ وَرُوحِهِ، وَذَلِكَ لِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَائِرَ الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءٌ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ أَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوا وَأُذِنَ لَهُمْ بِالْخُرُوجِ مِنْ قُبُورِهِمْ وَ التَّصَرُّفِ فِي الْمَلَكُوتِ الْعُلْوِيِّ وَالسُّفْلِيِّ "**ترجمہ:نبی کریم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کی زیارت جسم وروح کے ساتھ ممتنع نہیں ہے اور یہ اس لیے کہ حضور** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اور دیگر انبیاء** علیہم السلام **زندہ ہیں،ان کی ارواح قبض کرنے کے بعد لوٹا دی گئی ہیں اور انہیں اپنی قبور سے نکلنے اور عالم علوی اور سفلی میں تصرف کی اجازت دی گئی ہے۔**

(الحاوی للفتاوی،تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ، ج 2،ص317، دارالفکر،بیروت)

علامہ قرطبی اور ان کے شیخ کا مؤقف

علامہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی 671ھ) اپنے شیخ کے حوالے سے لکھتے ہیں**

:''ان الموت ليس بعدم محض، وإنما هو انتقال من حال إلى حال،و يدل على ذلك:أن الشهداء بعد قتلهم وموتهم أحياء عند ربهم يرزقون، فرحين مستبشرين، وهذه صفة الأحياء في الدنيا وإذا كان هذاالشهداء ، كان الأنبياء بذلك أحق وأولى، مع أنه قد صح عن النبي صلى الله عليه وسلم أن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء وأن النبي صلى الله عليه وسلم قد اجتمع بالأنبياء ليلة الإسراء في بيت المقدس، وفي السماء وخصوصاً بموسى وقد أخبرنا النبي صلى الله عليه وسلم بما يقتضي ان الله تبارك و تعالى يرد عليه روحه حتى يرد السلام على كل من يسلم عليه إلى غير ذلك مما يحصل من جملته القطع بأن موت الأنبياء إنما هو راجع إلى أن غيبوا عنا بحيث لا تدركهم، وإن كانوا موجودين أحياء ، وذلك كالحال في الملائكة فإنهم موجودون أحياء ولا يراهم أحد من نوعنا إلا من خصه الله بكرامة من أوليائه ''ترجمہ:موت محض نابود ہونے کا نام نہیں بلکہ ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے اوراس پر دلیل یہ ہے کہ شہداء اپنے قتل کے بعداور اپنی موت کے بعد زندہ ہوتے ہیں،اپنے رب کے پاس رزق پاتے ہیں، شادومسرور ہوتے ہیں اور یہی دنیا میں زندوں کی صفت ہے اور جب شہداء کا یہ حال ہے تو انبیاء علیہم السلام زندہ ہونے میں ان سے بڑھ کر ہیں،اوراس کے ساتھ ساتھ حدیث صحیح میں ہے:بے شک زمین انبیاء علیہم السلام کے اجساد کو نہیں کھاتی،اور بے شک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بیت المقدس اورآسمانوں پر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جمع ہوئے بالخصوص حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ (اوران کو قبر میں نماز پڑھتے بھی دیکھا)،اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبر دی ہے جس کا مقتضی یہ ہے کہ جب کوئی

مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی توجہ اس طرف فرما دیتا ہے اور حضور اس کا جواب دیتے ہیں۔اس کے علاوہ بھی دلائل ہیں جن سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہوتی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی وفات کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے غیب ہو گئے ہیں ہم ان کا ادراک نہیں کر سکتے اگرچہ وہ زندہ اور موجود ہیں ،ان کا حال ملائکہ جیسا ہے کہ وہ موجود اور زندہ ہیں ہم سے کوئی ان کو نہیں دیکھتا مگر اللہ تعالیٰ جسے اپنے فضل وکرم سے خاص فرمائے اپنے اولیاء میں سے۔

(التذكرة باحوال الموتى وامور الاخرة،ج1،ص459,460 مكتبه دارالمنهاج للنشر و التوزيع،رياض)

امام قسطلانی کا مؤقف

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں''ومنها:أنه حي في قبره،ويصلي فيه بأذان وإقامة و كذلك الأنبياء ''ترجمہ:حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضائل و خصائص میں سے یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اوراس میں اذان واقامت کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اور ایسے ہی (دیگر) انبیاء علیہم السلام ہیں۔

(مواہب اللدنیہ،ومنہا انہ حی فی قبرہ،ج2،ص392،المکتبۃ التوفیقیہ،مصر)

مزید فرماتے ہیں''وقد ثبت أن الأنبياء يحجون ويلبون''ترجمہ:تحقیق یہ بات ثابت شدہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام حج کرتے ہیں اور تلبیہ پڑھتے ہیں۔

(مواہب اللدنیہ،ومنہا انہ حی فی قبرہ،ج2،ص392،المکتبۃ التوفیقیہ،مصر)

علامہ ابن حجر مکی کا مؤقف

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''انه صلى الله تعالىٰ عليه وسلم حي في قبره يعلم بزائره''ترجمہ:نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں،اپنی زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں۔ (الجواہر المنظم،ص46)

ایک اورمقام پرفرماتے ہیں:''قد ثَبَتَ حیاۃُ الانبیاءِ و لاشك اَنَّھا اکمَلُ حیاۃِ الشھداءِ ''ترجمہ:تحقیق انبیاءکرام علیہم السلام کی حیات ثابت ہےاور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ان کی حیات شہداءکی حیات سے زیادہ کامل ہے۔

(الجواہر المنظم،ص26)

شیخ تقی الدین کا مؤقف

الحاوی للفتاوی میں ہے''قَالَ الشیخ تقی الدین السبکی:حَیَاۃُ الْأَنْبِیَاءِ وَ الشُّھَدَاءِ فِی الْقَبْرِ کَحَیَاتِھِمْ فِی الدُّنْیَا، وَیَشْھَدُ لَہُ صَلَاۃُ مُوسَی فِی قَبْرِہِ، فَإِنَّ الصَّلَاۃَ تَسْتَدْعِی جَسَدًا حَیًّا، وَکَذَلِكَ الصِّفَاتُ الْمَذْکُورَۃُ فِی الْأَنْبِیَاءِ لَیْلَةَ الْإِسْرَاءِ کُلُّھَا صِفَاتُ الْأَجْسَامِ ''ترجمہ:شیخ تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:انبیاءاور شہداء کی زندگی قبر میں ایسی ہے جیسا کہ دنیوی زندگی،اس پر دلیل موسیٰ علیہ السلام کا قبر میں نماز پڑھنا ہے کہ بے شک نماز پڑھنا زندہ جسم کا تقاضا کرتا ہےاور ایسے ہی معراج کی رات انبیاءعلیہم السلام کی ذکرکردہ صفات تمام کی تمام اجسام کی صفات ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص184،دارالفکر،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی کا مؤقف

جلال الملۃ والدین علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ)فرماتے ہیں:''فَأَقُولُ:حَیَاۃُ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی قَبْرِہِ ھُوَ وَسَائِرِ الْأَنْبِیَاءِ مَعْلُومَۃٌ عِنْدَنَا عِلْمًا قَطْعِیًّا لِمَا قَامَ عِنْدَنَا مِنَ الْأَدِلَّۃِ فِی ذَلِكَ وَتَوَاتَرَتْ بِہِ الْأَخْبَارُ ''ترجمہ:میں کہتا ہوں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اپنی قبرانور میں حیات اورتمام انبیاءعلیہم السلام کی حیات ہمارے نزدیک قطعی علم کا ساتھ معلوم ہے کہ اس پر ہمارے نزدیک دلائل قائم ہیں اوراس بارے میں روایات متواتر ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص178،دارالفکر،بیروت)

آپ رحمۃ اللہ علیہ انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلائل دینے کے بعد فرماتے ہیں''فَھَذِہِ الْأَخْبَارُ دَالَّۃٌ عَلَی حَیَاۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَسَائِرِ الْأَنْبِیَاءِ ''ترجمہ:پس یہ احادیث حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور دیگر انبیاءعلیہم السلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص179،دارالفکر،بیروت)

انبیاءعلیہم السلام کی حیات پر علماء کے اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:
''وَنُصُوصُ الْعُلَمَاءِ فِی حَیَاۃِ الْأَنْبِیَاءِ کَثِیرَۃٌ فَلْنَکْتَفِ بِھَذَا الْقَدْرِ''
ترجمہ:انبیاءکی حیات کے بارے میں علماءکی نصوص کثیر ہیں،ہم انہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،الانبیاء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص181،دارالفکر،بیروت)

شیخ الشافعیہ کا مؤقف

استاد ابومنصور عبدالقاہر بن طاہر البغدادی الفقیہ الاصولی شیخ الشافعیہ رحمۃ اللہ علیہ''اجوبۃ مسائل الجاجرمیین''میں فرماتے ہیں:''قال الْمُتَکَلِّمُونَ الْمُحَقِّقُونَ مِنْ أَصْحَابِنَا أَنَّ نَبِیَّنَا صَلَّی اللَّهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بَعْدَ وَفَاتِهِ، وَأَنَّهُ یُسَرُّ بِطَاعَاتِ أُمَّتِهِ وَیَحْزَنُ بِمَعَاصِی الْعُصَاةِ مِنْهُمْ''ترجمہ:ہمارے اصحاب میں سے متکلمین محققین نے فرمایا:بے شک ہمارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں،وہ اپنی امت کی نیکیوں پرخوش ہوتے ہیں اوراس امت کے نافرمانوں کی نافرمانیوں پرغمگین ہوتے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی،انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء،ج2،ص180،دارالفکر،بیروت)

علامہ سمہوری کا مؤقف

علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی911ھ)اپنی کتاب''وفاء الوفاء''میں

ابراہیم بن بشار رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: میں نے مدینہ منورہ حاضر ہوا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضر ہوکر سلام عرض کیا تو حجرے کے اندر سے آواز آئی: **وعلیک السلام۔**

اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وقد نقل مثل ذلك عن جماعة من الأولياء والصالحين .ولا شك فى حياته صلى الله تعالى عليه وسلم بعد وفاته، وكذا سائر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام أحياء فى قبورهم حياة أكمل من حياة الشهداء التى أخبر الله تعالى بها فى كتابه العزيز، ونبيّنا صلى الله تعالى عليه وسلم سيد الشهداء، وأعمال الشهداء فى ميزانه، وقد قال صلى الله تعالى عليه وسلم علمى بعد وفاتى كعلمى فى حياتى رواه الحافظ المنذرى ''ترجمہ: اس کی مثل واقعات اولیاء اور صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد بلاشک وشبہ حیات ہیں اور ایسے ہی تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ایسی حیات کے ساتھ زندہ ہیں جو شہداء کی حیات سے اکمل ہے جس کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں دی ہے اور ہمارے نبی تمام شہداء کے سردار ہیں اور تمام شہداء کے اعمال آپ کی میزان میں ہیں، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا کہ میرا علم میری حیات میں ہے، اس حدیث پاک کو حافظ منذری نے روایت کیا ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ، الفصل الثانی فی بقیة ادلة الزیارة، ج 4، ص179، دارالکتب العلمیه، بیروت)

اس کے بعد علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات انبیاء پر متعدد دلائل لکھے ہیں۔

علامہ سخاوی کا مؤقف

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''السادسة: رسول الله حی علی الدوام ''ترجمہ: (چوتھے باب کا) چھٹا فائدہ اس بارے میں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائمی طور پر زندہ ہیں۔

(القول البدیع، فوائد نختم بها الباب الرابع، ج1، ص171، دارالریان للتراث، بیروت)

علامہ سخاوی مزید فرماتے ہیں: ''ونحن نؤمن ونصدق بأنه صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حی یرزق فی قبره وأن جسده الشریف لا تأکله الأرض، والإجماع علی هذا ''ترجمہ: ہم ایمان رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور ان کو رزق دیا جاتا ہے، اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جسم شریف کو زمین نہیں کھاتی اور اس پر اجماع ہے۔

(القول البدیع، فوائد نختم بها الباب الرابع، ج1، ص171، دارالریان للتراث، بیروت)

علامہ زرقانی کا مؤقف

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وفی الفتاوی الرملیة: الأنبیاء والشهداء والعلماء لا یبلون، والأنبیاء والشهداء یأکلون فی قبورهم، ویشربون، ویصلون، ویصومون ویحجون ''ترجمہ: فتاوی رملیہ میں ہے کہ انبیاء، شہداء اور علماء قبور میں بوسیدہ نہیں ہوتے، انبیاء اور شہداء اپنی قبور میں کھاتے پیتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، روزے رکھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب، الفصل الرابع، ج7، ص369، دارالکتب العلمیه، بیروت)

مزید فرماتے ہیں: ''لأنه حی فی قبره ,یعلم بمن یزوره ویرد سلامه ''ترجمہ: کیونکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں، اپنی زیارت کرنے والوں کو جانتے ہیں اور ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب، الفصل الثانی، ج12، ص181، دارالکتب العلمیه، بیروت)

علامہ علی قاری کا مؤقف

عظیم محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ **لکھتے ہیں** "لان الْأَنْبِيَاءَ أَحْيَاءٌ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ" ترجمہ: کیونکہ انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، باب الایمان بالقدر، ج1، ص149، دارالفکر، بیروت)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: "لِأَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ وَيُسْتَمَدُّ مِنْهُ الْمَدَدُ الْمُطْلَقُ" ترجمہ: کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں رزق دیئے جاتے ہیں اور آپ سے ہر طرح کی مدد طلب کی جاتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب حرم المدینہ، ج5، ص1886، دارالفکر، بیروت)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں "(اَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ) فَلَا فَرْقَ لَهُمْ فِي الْحَالَيْنِ، وَلِذَا قِيلَ: أَوْلِيَاءُ اللَّهِ لَا يَمُوتُونَ وَلَكِنْ يَنْتَقِلُونَ مِنْ دَارٍ إِلَى دَارٍ" ترجمہ: (اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کیا کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے جسموں کو کھائے) پس انبیاء علیہم السلام کی دنیا وآخرت کی دونوں حالتوں میں کوئی فرق نہیں، اور اسی وجہ سے کہا گیا: اللہ کے اولیاء مرتے نہیں، وہ تو ایک گھر سے دوسرے گھر منتقل ہوتے ہیں۔ (مرقاۃ المفاتیح، باب الجمعہ، ج3، ص1020، دارالفکر، بیروت)

علامہ شرنبلالی کا مؤقف

مراقی الفلاح میں ہے "هو مقرر عند المحققين أنه صلى الله عليه وسلم حي يرزق ممتع بجميع الأعمال والعبادات غير أنه حجب عن أبصار القاصرين عن شريف المقامات" ترجمہ: محققین کے نزدیک یہ بات ثابت شدہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے، تمام اعمال اور عبادات سے لذت حاصل کرتے ہیں، ہاں ان لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہیں جو ان بلند مقامات تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔

(مراقی الفلاح، فی زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص283، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

آنکھ والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

شیخ محقق اور ان سے پہلے کے علماء کا مؤقف

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ **فرماتے ہیں** "با چندیں اختلاف و کثرت مذاہب کہ در علماء امت است یك کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت علیہ السلام بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است وبر اعمال امت حاضر وناظر است ومر طالبان حقیقت را ومتوجہان آنحضرت را مفیض ومربی است" ترجمہ: اس اختلاف ومذاہب کے باوجود جو علمائے امت میں ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ **حضور علیہ السلام حقیقی حیات کے ساتھ بغیر تاویل ومجاز کے احتمال کے باقی ودائم ہیں** اور امت کے اعمال پر حاضر وناظر ہیں اور حقیقت کے طلبگاروں اور حاضرین بارگاہ کو فیض پہنچاتے اور ان کی تربیت فرماتے ہیں۔ (مکتوبات برحاشیہ اخبار الاخیار، ص155، مطبوعہ مکتبہ نوریہ، سکھر)

شیخ محقق "مدارج النبوۃ" میں فرماتے ہیں: انبیاء علیہم السلام کی حیات وزندگی کا ثبوت علماءِ امت کا اجماعی مسئلہ ہے، اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں، اس لیے کہ انبیاء کی زندگی شہداء اور مجاہدین کی زندگی سے زیادہ کامل اور قوی تر ہے، شہداء کی زندگی تو معنوی اور اخروی ہے مگر انبیاء کی زندگی حسی اور دنیاوی زندگی ہے، اس بارے میں احادیث وآثار وارد ہیں۔" (مدارج النبوہ مترجم، ج2، ص747)

علامہ آلوسی کا مؤقف

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "حياة نبينا صلى الله عليه وسلم أكمل

وأتـم مـن حياة سائرهم علیہم السلام ''ترجمہ: ہمارے **نبی پاک** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات دیگرانبیاء علیہم السلام کی حیات سے **اکمل واتم** ہے۔

(تفسیر روح المعانی، سورة الاحزاب، ج11، ص216، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اعلیٰ حضرت کا مؤقف

امام اہل سنت اعلی حضرت امام **احمد رضا خان** رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:**''

فانهم صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم طيبون طاهرون احياء واموانا بل لا موت لهم الا آنيا تـصـديـقـا لـلـوعد ثم هم احياء ابدا بحياة حقيقة دنياوية روحانية جسـمـانية كـمـا هـو مـعتقد اهل السنة والجماعة ولذا لايورثون و يمتنع تزوج نسائهم صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم بـخلاف الشهداء الذين نص الكتاب الـعـزيـز انهم احياء ونهى ان يقال لهم اموات ''ترجمہ: **حضرات انبیاء** صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم **حیات وممات ہر حالت میں طیب وطاہر ہیں بلکہ ان کیلئے موت محض آنی تصدیق وعدہ، الٰہیہ کے لئے ہے پھر وہ ہمیشہ حیات حقیقی ودنیاوی روحانی وجسمانی کے ساتھ زندہ ہیں جیسا کہ اہل السنّت والجماعت کا عقیدہ ہے اسی لئے کوئی ان کا وارث نہیں ہوتا اور ان کی عورتوں کا کسی سے نکاح کرنا ممتنع ہے** صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہم **بخلاف شہداء کے جن کے بارے میں کتاب مجید نے صراحت فرمائی ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اس سے نہی فرمائی ہے کہ انہیں مردہ کہا جائے (مگران کی میراث تقسیم ہوگی، ان کی ازواج کا دوسرا نکاح ہوسکتا ہے)۔**

(فتاوی رضویہ، ج3، ص403تا407، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اعلیٰ حضرت ایک مقام پرفرماتے ہیں'' رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **اورتمام انبیاءِ کرام** علیہم الصلوٰۃ والسلام **حیقیقۃً ایسے ہی زندہ ہیں جیسے رونق افروزی دنیا کے زمانہ میں تھے، ان کی موت ایک آن کے لئے تصدیق وعدہ الٰہیہ ﴿كل نفس ذائقة**

الموت ﴾(ہر جاندار نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے) کے واسطے ہوتی ہے، پھر وہ ہمیشہ ہمیشہ بحیات حقیقی جسمانی دنیاوی زندہ ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، حج کرتے ہیں، مجالس خیر میں تشریف لے جاتے ہیں، کھانا پینا سب کچھ دنیا کی طرح بے کسی آلائش کے جاری ہیں کـمـا نـطقت به الاحاديث وائمة القديم والحديث **(جیسا کہ اس بارے میں احادیث اور زمانہ قدیم وجدید کے ائمہ کے ارشادات موجود ہیں)۔**

(فتاوی رضویہ، ج9، ص12، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ابن قیم کا مؤقف

ابن قیم نے لکھا:''وَإِذا كَـانَ هَـذَا فِـى الشُّهَـدَاء كَـانَ الْأَنْبِيَاء بذلك أَحَـق وَأولـى مَـعَ أَنـه قـد صَحَّ عَن النَّبِى أَن الْأَرْض لَا تَأْكُل أجساد الْأَنْبِيَاء وَأَنـه اجْتمع بالأنبياء لَيْلَة الْإِسْرَاء فِى بَيت الْمُقَدّس وَفِى السَّمَاء وخصوصا بِـمُـوسَـى۔۔۔بِـأَن الموت لأنبياء إِنَّمَا هُوَ رَاجع إِلَى أَن غَيَّبُوا عَنَّا بِحَيْثُ لَا نـدركهـم وَإِن كَـانُـوا موجودين جَاءُوا ذَلِك كالحال فِى الْمَلَائِكَة فَإِنَّهُم أَحيَـاء مـوجـودون وَلَا تراهـم ''ترجمہ: جب **شہداء زندہ ہیں تو انبیاء** علیہم السلام **بدرجہ اولیٰ زندہ ہیں، اس کے ساتھ ساتھ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ زمین انبیاء** علیہم السلام **کے اجسام کونہیں کھاتی، اور معراج کی رات تمام انبیاء** علیہم السلام **بیت المقدس میں جمع ہوئے اور آسمانوں میں جمع ہوئے خصوصاً موسیٰ** علیہ السلام، **انبیاء** علیہم السلام **کی وفات کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہم سے غائب ہوگئے ہیں اور ہم انہیں نہیں دیکھ سکتے اگرچہ وہ موجود ہیں، انبیاء** علیہم السلام **کا حال ملائکہ کی طرح ہے کہ وہ بھی زندہ اور موجود ہیں مگر ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے۔**

(الروح، المسئلة الرابع، ج1، ص36، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی کا مؤقف

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:''اِنَّ الانبيـاءَ علیہم السلام لا يـمُتُو ن

انھم یصلون ویحجون ''ترجمہ: بے شک انبیاء علیہم السلام فوت نہیں ہوتے، وہ نمازیں پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔ (فیوض الحرمین، ص84)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی کا مؤقف

قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں: ''بل حیوۃ الأنبیاء أقوی منھم وأشد ظھورا اثارھا فی الخارج حتی لا یجوز النکاح بأزواج النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بعد وفاته بخلاف الشھید ''ترجمہ: بلکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی ہے اوراس کے آثار خارج میں زیادہ ظاہر ہیں یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعدان کی ازواج سے نکاح جائز نہیں ہے جبکہ شہید کی بیوی کے ساتھ نکاح جائز ہے۔

(تفسیر مظہری، سورۂ بقرہ، ج1، ص152، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ)

قاضی شوکانی کا مؤقف

غیر مقلدین کے امام قاضی شوکانی نے لکھا: ''لِأَنَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ فِي قَبره وروحه لَا تُفَارِقهُ لما صَحَّ أَن الْأَنْبِيَاء أَحيَاء فِي قُبُورهم ''ترجمہ: کیونکہ حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی قبر میں زندہ ہیں اور ان کی روح مبارک ان سے جدا نہیں ہوتی کہ حدیثِ صحیح میں ہے کہ انبیاء صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔

(تحفة الذاكرين، فضل الصلاة على النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم، ج1، ص46، دارالقلم، بيروت)

شبیر احمد عثمانی کا مؤقف

شبیر احمد عثمانی دیوبندی نے لکھا: ''دَلَّت النصوصُ الصحيحةُ على حياة الانبياءِ عليهم الصلوة ''ترجمہ: نصوص صحیحہ انبیاء علیہم السلام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح الملهم، ج1، ص325,326)

قاسم نانوتوی کا مؤقف

قاسم نانوتوی دیوبندی نے لکھا: ''حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دائمی ہے،

یہ ممکن نہیں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات زائل ہوجائے اور حیات مومنین عارضی ہے۔'' (آب حیات، ص120)

خلیل احمد انبیٹھوی کا مؤقف

خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی نے لکھا: ''عندنا وعند مشائخنا حضرة الرسالة حي في قبره الشريف كحياة الدنيوية من غير مكلف وهي مختصة به وبجميع الانبياء صلوات الله عليهم اجمعين ''ترجمہ: ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبرانور کے اندر دنیوی زندگی کی طرح زندہ ہیں مگر مکلّف نہیں ہیں اور یہ حیات آپ کے ساتھ اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ (المہند، ص13)

مزید لکھا: ''فهو صلى الله عليه وسلم حي في قبره الشريف يتصرف في الكون باذن الله تعالیٰ كيف شاء ''ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں اور جہاں چاہتے ہیں باذن اللہ تصرف فرماتے ہیں۔

(المہند، ص68)

احمد علی سہارنپوری کا مؤقف

احمد علی سہارنپوری نے لکھا: ''والاحسن ان يقال ان حياته لايتصق بها بل يستمر حيا ،الانبياء احياء في قبورهم ''ترجمہ: سب سے بہتر یہ ہے کہ یوں کہا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات ختم نہیں ہوئی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم استمرار کے ساتھ زندہ ہیں، (کیونکہ) انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ (حاشیہ بخاری، ج10، ص517)

دسواں باب

امدادِ محبوبان خدا

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

محبوبانِ خدا سے مدد طلب کرنا

سوال: اولیاء سے مدد طلب کرنا کیسا ہے؟

جواب :ان سے استمدادواستعانت(مدد طلب کرنا)محبوب ہے، یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں چاہے وہ کسی جائز لفظ کے ساتھ ہو۔ان کو دور ونزدیک سے پکارنا سلف صالح کا طریقہ ہے۔رہا ان کو فاعل مستقل جاننا یہ وہابیہ کا فریب ہے مسلمان کبھی ایسا خیال نہیں کرتا مسلمان کے فعل کو خواہ مخواہ قبیح پر ڈھالنا وہابیت کا خاصہ ہے۔ (بہار شریعت،حصہ1،ص271تا274،مکتبۃ المدینہ،کراچی)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''اولیاء اللہ اور انبیائے کرام سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے، یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہی عقیدہ ہوتا ہے،کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔'' (جاء الحق،ص464،مکتبۂ غوثیہ،کراچی)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''اہل استعانت سے پوچھو تو کہ تم انبیاء واولیاء(علیہم افضل الصلوۃ والسلام والثناء)کو عیاذاً باللہ خدا یا خدا کا ہمسر یا قادر بالذات یا معین مستقل جانتے ہو یا اللہ عزوجل کے مقبول بندے اس کی سرکار میں عزت ووجاہت والے اس کے حکم سے اس کی نعمتیں بانٹنے والے مانتے ہو، دیکھو تو تمھیں کیا جواب ملتا ہے۔

امام علامہ خاتمۃ المجتہدین تقی الملۃ والدین فقیہ محدث ناصر السنۃ ابوالحسن علی بن عبدالکافی سبکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کتاب''شفاء السقام''میں استمداد واستعانت کو بہت احادیث صریحہ سے ثابت کرکے ارشاد فرماتے ہیں:''لیس المراد نسبۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی الخلق والاستقلال بالأفعال ھذا لا یقصدہ مسلم فصرف

الکلام إلیه ومنعه من باب التلبیس فی الدین والتشویش علی عوام الموحدین ''ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کا یہ مطلب نہیں کہ حضور انور کو خالق اور فاعل مستقل ٹھہراتے ہوں یہ تو اس معنی پر کلام کو ڈھال کر استعانت سے منع کرنا دین میں مغالطہ دینا اور عوام مسلمانوں کو پریشانی میں ڈالنا ہے۔

(شفاء السقام فی زیارۃ خیر الأنام، الباب الثامن فی التوسل ، ص175،نوریہ رضویہ،فیصل آباد)

صدقت یا سیدی جزاك اللّٰہعن الإسلام والمسلمین خیراً، امین !

(اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا اللہ تعالی آپ کو اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔)

فقیہ محدث علامہ محقق عارف باللہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''جوہر منظم'' میں حدیثوں سے استعانت کا ثبوت دے کر فرماتے ہیں: ''فالتوجه والاستغاثة به صلی اللہ علیہ وسلم او بغیره لیس لهما معنی فی قلوب المسلمین غیر ذلك ولا یقصد بهما أحد منهم سواه فمن لم ینشرح صدره لذلك فلیبكِ علی نفسه نسأل اللّٰه العافیة والمستغاث به فی الحقیقة هو اللّٰه، والنبی صلی اللہ علیہ وسلم واسطة بینه وبین المستغیث فهو سبحانه مستغاث به والغوث منه خلقاً وإیجاداً والنبی صلی اللہ علیہ وسلم مستغاث والغوث منه سبباً وکسباً'' ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا حضور اقدس کے سوا اور انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلاۃ والثناء کی طرف توجہ اور ان سے فریاد کے یہی معنی مسلمانوں کے دل میں ہیں اس کے سوا کوئی مسلمان اور معنی نہیں سمجھتا ہے نہ قصد کرتا ہے تو جس کا دل اسے قبول نہ کرے وہ آپ اپنے حال پر روئے، ہم اللہ تبارک وتعالی سے عافیت مانگتے ہیں حقیقتاً فریاد اللہ عزوجل کے حضور ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اور اس فریادی کے بیچ میں وسیلہ وواسطہ ہیں، تو اللہ عزوجل کے حضور فریاد ہے اور اس کی فریاد رسی یوں ہے کہ مراد کو

خلق وایجاد کرے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور فریاد ہے اور حضور کی فریاد رسی یوں ہے کہ حاجت روائی کے سبب ہوں اور اپنی رحمت سے وہ کام کریں جس کے باعث اس کی حاجت روائی ہو۔

(الجوہر المنظم، الفصل السابع، فیما ینبغی للزائر، ص 62،المطبعة الخیریه،مصر☆فتاوی رضویه ملخصاً، ج21، ص331,332،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

سوال: محبوبانِ خدا سے استعانت پر کچھ دلائل بیان فرمادیں۔

جواب: محبوبانِ خدا سے استعانت کے جواز پر قرآن وسنت اور اقوال ائمہ وفقہاء واولیاء سے کچھ دلائل درج ذیل ہیں:

قرآن مجید سے دلائل

نیک مسلمان اور فرشتے مددگار ھیں

(1) قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالی کا ارشاد پاک ہے ﴿فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ مَوْلَاهُ وَجِبْرِيلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلَائِكَةُ بَعْدَ ذَلِكَ ظَهِيرٌ﴾ ترجمہ: بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔ (پ28،سورۂ تحریم،آیت نمبر4)

ایمان والے مددگارھیں

(2) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ﴾ ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے اور زکاۃ دیتے اور وہ رکوع کرنے والے ہیں۔ (پ6،سورۃ المائدہ،آیت نمبر55)

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عطافرمانے والے ھیں

(3) ایک اور مقام پر فرماتا ہے ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوا مَا آتَاهُمُ اللَّهُ

وَرَسُولُهُ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِينَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللّٰهِ رَاغِبُونَ﴾ ترجمہ: اور کیا خوب تھا اگر وہ راضی ہوتے خدا اور رسول کے دیئے پر اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے، اب دے گا اللہ ہمیں اپنے فضل سے اور اس کا رسول، بے شک ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں۔ (پ10، سورہ نمبر9، آیت 59)

اس آیت میں اللہ رب العزت نے اپنے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دینے والا فرمایا ہے۔

کاروبارِ دنیا کی تدبیر کرنے والے

(4) قرآن مجید میں ہے ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ ترجمہ: قسم ہے ان فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے۔ (پ30، سورۃ النازعات، آیت نمبر5)

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں تفسیر خازن اور معالم التنزیل میں ہے کہ " قال ابن عباس هم الملائكة وكلوا بامور عرفهم الله تعالى العمل بها " ترجمہ: :عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں ان کاموں پر مقرر کئے گئے جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی۔

(تفسیر خازن، سورۃ النازعات، ج4، ص391، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس کی دوسری تفسیر جسے بیضاوی شریف میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ "او صفات النفوس الفاضلة حال المفارقة فانها تنزع عن الابدان ان غرقا ای نزعا شدیدا من اغراق النازع فی القوس وتنشط الی عالم الملکوت وتسبح فیه فتسبق الی حظائر القدس فتصیر لشرفها و قوتها من المدبرات "ترجمہ: یا ان آیات میں اللہ تبارک وتعالیٰ ارواح اولیاء کا ذکر فرماتا ہے جب وہ اپنے پاک مبارک بدنوں سے انتقال فرماتیں کہ جسم سے بقوت تمام جدا ہوکر

عالم بالا کی طرف سبک خرامی اور دریائے ملکوت میں شناوری کرتی حظیرہائے حضرت قدس تک جلد رسائی پاتی ہیں پس اپنی بزرگی وطاقت کے باعث کاروبار عالم کے تدبیر کرے والوں میں سے ہوجاتی ہیں۔

(تفسیر بیضاوی، ج5، ص282، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مددطلب کرنا

(5) قرآن مجید میں ہے: ﴿قَالَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ﴾ ترجمہ: (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) بولے کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف، حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔

(پ 3، سورۂ آل عمران، آیت 52)

انبیاء کو مددکرنے کا حکم

(6) اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا حکم دیا: ﴿لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ﴾ ترجمہ: تم ضرور ضرور ان (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لانا اور ضرور ضرور ان کی مدد کرنا۔ (پ3، سورۂ آل عمران، آیت81)

اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت انبیاء علیہم السلام پردہ ظاہری فرما چکے ہوں گے، پھر بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مدد کرنے کا حکم دیا جارہا ہے، معلوم ہوا محبوبانِ خدا بعدِ وصال بھی مدد فرماتے ہیں۔

جبریل بیٹا دینے والے

(7) قرآن مجید میں ہے ﴿قَالَ إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ رَبِّكِ لِأَهَبَ لَكِ غُلَامًا زَكِيًّا﴾ ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم سے کہا: اے مریم! میں تمہارے رب کا قاصد ہوں آیا ہوں تا کہ تمہیں پاکیزہ فرزند دوں۔

(پ16، سورۂ مریم، آیت19)

بے جان کو جان اور اندھوں کو آنکھیں دینا

(8) قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول موجود ہے: ﴿أَنِّی أَخْلُقُ لَکُمْ مِنَ الطِّینِ کَهَیْئَةِ الطَّیْرِ فَأَنْفُخُ فِیهِ فَیَکُونُ طَیْرًا بِإِذْنِ اللَّهِ وَأُبْرِئُ الْأَکْمَهَ وَالْأَبْرَصَ وَأُحْیِ الْمَوْتَى بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ ترجمہ: میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتی ہے۔ میں مادرزاد اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو شفا دیتا ہوں اور مردوں کو زندہ کرتا ہوں اللہ کے حکم سے۔ (پ3،سورۂ آلِ عمران،آیت49)

معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی عطا سے بے جان کو جان بخشنے والے، اندھوں کو آنکھیں عطا فرمانے والے اور کوڑھی کے مریضوں کو شفا دینے والے ہیں۔

اپنے فضل سے غنی کردیا

(9) قرآن مجید میں ہے ﴿أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ﴾ ترجمہ: ان کو اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے غنی کر دیا۔

(پ10،سورۃ التوبہ،آیت74)

احادیث سے دلائل

روشن چہرے والوں سے مدد مانگو

(9) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ((اُطْلُبُوا الْخَیْرَ وَالْحَوَائِجَ مِنْ حِسَانِ الْوُجُوهِ)) ترجمہ: بھلائی اور اپنی حاجتیں ان لوگوں سے مانگو جن کے چہرے عبادت الٰہی سے روشن ہیں۔

(المعجم الکبیر،مجاہدعن ابن عباس،ج11،ص81،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

لوگ ان کے پاس حاجتیں لاتے ہیں

(10) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ((ان لله تعالی عباد ااختصهم لحوائج الناس یفزع الناس الیهم فی حوائجهم اولئك الآمنون من عذاب الله)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حاجت روائی خلق کے لئے خاص فرمایا ہے، لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں، یہ بندے عذاب الٰہی سے امان میں ہیں۔

(کنز العمال بحوالہ طب عن ابن عمر،حدیث 16007، جلد 6،صفحہ350، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

بارش ہوگی

(11) حضرت مالک الدار سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((اَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِی زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: یَا رَسُولَ اللَّهِ! اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَى الرَّجُلَ فِی الْمَنَامِ فَقِیلَ لَهُ: ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِیمُونَ وَقُلْ لَهُ: عَلَیْكَ الْكَیْسُ، عَلَیْكَ الْكَیْسُ، فَأَتَى عُمَرَ فَأَخْبَرَهُ فَبَكَى عُمَرُ ثُمَّ قَالَ: یَا رَبِّ لَا آلُو إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ)) ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا عمر کو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی، اور یہ بھی کہنا کہ نرمی اختیار کرے، اس شخص نے حاضر ہو کر خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر رو ئے، پھر کہا: اے میرے

رب! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر اس چیز میں جس سے میں عاجز ہوں۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل، ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد12، صفحہ32، الدار السلفیۃ، الہندیۃ)

مانگ کیا مانگتا ہے

(12) سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ فَقَالَ لِي سَلْ (ولفظ الطبرانی فقال یوماً یا ربیعة سلنی فاعطیك رجعنا الی لفظ مسلم) فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذَلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) ترجمہ: میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ ضروریات لایا (رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا) ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔ میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔ فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔ فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ، باب فضل السجود، ج1، ص193، قدیمی کتب خانہ، کراچی ☆ سنن ابی داؤد، کتاب الصلوۃ، باب وقت قیام النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من اللیل، ج1، ص187، آفتاب عالم پریس، لاہور ☆ المعجم الکبیر، ج5، ص57,58، المکتبۃ الفیصلیہ، بیروت)

آج لے اُن کی پناہ آج مدد مانگ اُن سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

شیخ شیوخ علماء الہند سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں "از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم

میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد وکرا خواہد باذن پروردگار خود دہد"

ترجمہ: مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا: مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دست اقدس میں ہے، جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرمادیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوۃ، باب السجود وفضلہ، الفصل الاول، ج1، ص396، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں "الحمدللہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔ حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید وبلا تخصیص ارشاد فرمانا: سَل، مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

اگر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری
بدرگاہش بیا وہرچہ میخواہی تمنا کن

ترجمہ: اگر تو دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو چاہتا ہے مانگ لے۔

یہ شعر حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدہ نعتیہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے۔

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہا((أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ!)) میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرمارہے ہیں۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً،ج30،ص494,495,496،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ''یؤخذ من اطلاقه صلی اللہ علیہ وسلم الامر بسؤال ان اللہ تعالیٰ مكنه من اعطاء كل ما اراده من خزائن الحق ''یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتب الصلوٰۃ، باب السجود وفضلہ، الفصل الاول،ج2،ص615، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)

حاکم حکیم دادودوا دیں یہ کچھ نہ دیں
مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے

بیابان جنگل میں اکیلے مدد کے لئے پکارنا

(13) حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا((إِذَا أَضَلَّ أَحَدُكُمْ شَيْئًا أَوْ أَرَادَ أَحَدُكُمْ عَوْنًا وَهُوَ بِأَرْضٍ لَيْسَ بِهَا أَنِيسٌ، فَلْيَقُلْ:يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، يَا عِبَادَ اللهِ أَغِيثُونِي، فَإِنَّ لِلَّهِ عِبَادًا لَا نَرَاهُمْ))وَقَدْ جُرِّبَ ذَلِك۔ترجمہ:جب تم میں سے کوئی شخص کسی چیز کو گم کردے یا اسے مدد کی حاجت ہو اور وہ ایسی جگہ ہو جہاں کوئی ہمدم نہیں تو اسے

چاہئے یوں پکارے:اے اللہ کے بندو میری مدد کرو،اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ کہ اللہ کے کچھ بندے ہیں جنھیں یہ نہیں دیکھتا وہ اس کی مدد کرینگے۔یہ پکار مجرب (تجربہ شدہ) ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی،مااسند عتبہ بن غزوان،ج17،ص117،مکتبہ ابن تیمیہ،القاہرہ)

(14) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((إِذَا انْفَلَتَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَلْيُنَادِ:يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، يَا عِبَادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فَإِنَّ لِلَّهِ عَزَّوَجَلَّ فِي الْأَرْضِ حَاضِرًا سَيَحْبِسُهُ))ترجمہ:جب جنگل میں جانور چھوٹ جائے تو یوں ندا کرے اے اللہ کے بندو! روک دو،اے اللہ کے بندو! روک دو،زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے حاضر رہتے ہیں،وہ اس جانور کو روک دیں گے۔

(مسند ابویعلی الموصلی،مسند عبد اللہ بن مسعود،ج9،ص177،دارالمأمون للتراث، دمشق☆عمل الیوم واللیلۃ لابن سنی،باب مایقول اذا انفلت الدابۃ،ج1،ص455،دارالقبلۃ للثقافۃ الاسلامیۃ ومؤسسۃ علوم القرآن،بیروت)

(15) حضرت ابان بن صالح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((إِذَا نَفَرَتْ دَابَّةُ أَحَدِكُمْ أَوْ بَعِيرُهُ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ لَا يَرَى بِهَا أَحَدًا، فَلْيَقُلْ:أَعِينُونِي عِبَادَ اللَّهِ، فَإِنَّهُ سَيُعَانُ))ترجمہ:جنگل بیابان میں جب تم میں سے کسی کا جانور بھاگ جائے،وہاں وہ کسی مددگار کو نہ دیکھے تو کہے:اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو،تو اس کی مدد کی جائے گی۔

(المصنف لابن ابی شیبہ،مایقول الرجل اذا ندت بہ دابتہ او بعیرہ فی سفر،ج6،ص103،مکتبۃ الرشد،الریاض)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان تین احادیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''یہ حدیثیں کہ تین صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے روایت فرمائیں

قدیم سے اکابر علمائے دین رحمہم اللہ تعالیٰ کی مقبول و معمول و مجرب ہیں۔"

(فتاوی رضویہ،ج21،ص318،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

واللہ وہ سن لیں گے

(16)ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے،فرماتی ہیں:((انَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بَاتَ عِنْدَھَا فِی لَیْلَتِھَا ,فَقَامَ یَتَوَضَّأُ لِلصَّلَاۃِ ,فَسَمِعَتْہُ یَقُوْلُ فِی مُتَوَضَّئِہِ:لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ ثَلَاثًا ,نُصِرْتَ نُصِرْتَ، ثَلَاثًا ,فَلَمَّا خَرَجَ قُلْتُ:یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ,سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِی مُتَوَضَّئِكَ:لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ ثَلَاثًا, نُصِرْتَ نُصِرْتَ، ثَلَاثًا ,كَأَنَّكَ تُكَلِّمُ إِنْسَانًا ,فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ :هَذَا رَاجِزُ بَنِی كَعْبٍ یَسْتَصْرِخُنِی ,وَیَزْعُمُ أَنَّ قُرَیْشًا أَعَانَتْ عَلَیْھِمْ بَنِی بَكْرٍ)) ترجمہ:ایک رات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے قیام فرمایا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اٹھے تاکہ نماز کے لیے وضو فرمائیں، میں نے سنا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دورانِ وضو تین مرتبہ فرمایا:لبیک لبیک لبیک،اور تین مرتبہ فرمایا: تمہاری مدد کی گئی ،تمہاری مدد کی گئی،تمہاری مدد کی گئی،جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو میں نے عرض کیا:یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! آپ دورانِ وضو فرمارہے تھے:لبیک لبیک لبیک،تمہاری مدد کی گئی،تمہاری مدد کی گئی،تمہاری مدد کی گئی،گویا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کسی انسان سے کلام فرمارہے تھے،کیا آپ کے ساتھ کوئی تھا؟ فرمایا:بنی کعب کا راجز مجھے مدد کے لیے پکار رہا تھا،اس کا گمان تھا کہ قریش نے ان کے خلاف بنی بکر کی مدد کی ہے۔

(المعجم الصغیر،من اسمہ احمد،ج 2،ص167،المکتب الاسلامی،بیروت☆دلائل النبوۃ لاسماعیل الاصبہانی،ص73,74،دارطیبہ،ریاض)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میلوں دور موجود

راجز کی آواز بھی سن رہے ہیں اور نصرت نصرت فرما کر ان کی مدد بھی فرمارہے ہیں۔

فریاد امتی جو کرے حالِ زار میں ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو
واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

جو چاہے مانگ

(17)امیر المؤمنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا،اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے،کسی چیز کو لا یعنی "نہ" نہ فرماتے۔

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہوکر سوال کیا حضور خاموش رہے،پھر سوال کیا سکوت فرمایا،پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا((سَلْ مَا شِئْتَ یَا أَعْرَابِیّ !)) ترجمہ:اے اعرابی!جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں((فَغَبَطْنَاہُ فَقُلْنَا:الْآنَ یَسْأَلُ الْجَنَّۃَ)) ترجمہ:یہ حال دیکھ کر(کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے)ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا،ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔

اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ:((أَسْأَلُكَ رَاحِلَۃً)) ترجمہ:میں حضور سے سواری کا اونٹ مانگتا ہوں۔فرمایا:عطاہوا۔عرض کی:((أَسْأَلُكَ زَادًا)) ترجمہ:حضو سے زادراہ مانگتا ہوں۔فرمایا:عطاہوا۔

ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

فرمایا: کتنا فرق ہے اس اعرابی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا کنارِ دریا تک پہنچے، سواری کے جانوروں کے منہ اللہ تعالیٰ نے پھیر دیے کہ خود واپس پلٹ آئے۔

موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الٰہی! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا: تم قبرِ یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا: اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن (بوڑھی عورت) جانتی ہو، اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تو مجھے بتادے۔ عرض کی ((لَا وَاللّٰهِ حَتّٰى تُعْطِيَنِي مَا أَسْأَلُكَ)) ترجمہ: خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرمادیں۔ فرمایا ((ذٰلك لك)) ترجمہ: تیری عرض قبول ہے۔ ((فَإِنِّي أَسْأَلُكَ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِي الدَّرَجَةِ الَّتِي تَكُونُ فِيهَا فِي الْجَنَّةِ)) پیرزن نے عرض کی: تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس درجے میں آپ ہوں گے۔ ((قَالَ: سَلِي الْجَنَّةَ)) موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جنت مانگ لے، یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ ((قَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ)) بوڑھی عورت نے کہا: خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ ((فَجَعَلَ مُوسَى يُرَادُّهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَيْهِ: أَنْ أَعْطِهَا ذٰلِكَ، فَإِنَّهُ لَا يَنْقُصُكَ شَيْئًا، فَأَعْطَاهَا)) موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے یہی رد و بدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسٰی! وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ موسٰی علیہ الصلوٰۃ

والسلام نے جنت میں اسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی، موسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔

(المعجم الاوسط، من اسمه محمد، ج7، ص374، دارالحرمین، القاہرہ☆کنز العمال، ج2، ص616,617، مؤسسة الرساله، بیروت)

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا
نہ یہاں "نا" ہے نہ منگتا سے یہ کہنا "کیا ہے"

اس حدیث پاک کے تحت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "بحمدہٖ تعالیٰ "اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان وہابیت پر کوکب شہابی ہے۔

اولا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ "جو جی میں آئے مانگ لے" حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا، یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ وعلیٰ آلہ قدر جودہٖ ونوالہٖ ونعمہٖ وافضالہٖ۔

ثانیاً: یہ ارشاد سن کر مولیٰ علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ (رشک کرنا) کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد کرام ہمیں نصیب ہوتا حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا وآخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثالثاً: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور

ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا (مالِ دنیا) مانگنے بیٹھا، پیر زن اسرائیلیہ (اسرائیل کی بوڑھی عورت) کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رابعاً: ان بڑی بی پر اللہ عزوجل کے بیشمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کردینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیا ہوا کہ یہ با آں شان غضب وجلال اس شرک پر انکار نہیں فرماتے، اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں، بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے میں میرا کیا اختیار۔ بڑی بی! تم مجھے خدا بنا رہی ہو، پہلے تمہارے لئے کچھ امید ہو بھی سکتی تو اب تو شرک کرکے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کرلی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ نہ فرمایا، اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامساً: انکار درکنار اور رجسٹری کہ ((سلی الجنة)) اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو، ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کردیں گے تمہیں یہی بہت ہے۔

سابعاً: پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے ((فاعطاها)) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بوڑھی عورت کو جنت عالیہ عطا فرما دی۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج30، ص600,601,602,603,604، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استمداد

(18) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی

بارگاہ میں فریاد کرتے ہیں:

یا اکرمَ الثقلین یا کنز الوری   بدلی بجودك وارضنی برضاك

انا اطامع بالجود منك لم یكن   لابی حنیفة فی الانامة سواك

ترجمہ: اے تمام جن وانس سے زیادہ عزت والے! اے مخلوق کے خزانے! مجھے بھی اپنی بارگاہ سے عطا فرمائیے، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو راضی کیا ہے، مجھے بھی راضی کیجئے، میں آپ کی جودت وسخاوت کا طلب گار ہوں، مخلوق میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوا ابوحنیفہ کا کوئی نہیں۔ (قصیدۂ نعمان)

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور استمداد

(19) حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں "من استغاث بی فی کربةٍ کشفت عنه و من نادی باسمی فی شدة فرجت عنه من توسّل بی الی اللّٰه عزوجل فی حاجةٍ قضیت له ومن صلّی رکعتین یقرأفی کل رکعةٍ بعد الفاتحة سورة اخلاص اِحدٰی عشرة مرَّةً ثم یصلّی علی رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیه ویذکر نی ثم یخطوالیٰ جهة العراق احدٰی عشرة خطوة یذکرها اسمی ویذکر حاجته فانها تقضٰی باذن اللّٰه " ترجمہ: جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت برآئے۔ اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد کرے تو اس کی وہ حاجت اللہ کے اذن سے روا

ہو۔

(بہجۃ الاسرار ،ذکر فضل اصحابہ وبشراہم ،ص 102،مصطفٰی البابی، مصر ☆زبدۃ الاسرار،ذکر فضل اصحابہ ومریدیہ ومحبیہ،ص101،بکسلنگ کمپنی، بمبئی)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اس فرمانِ غوث اعظم کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ''اکابر علمائے کرام و اولیائے عظام مثل (1) امام ابوالحسن نور الدین علی بن جریر لخمی شطنوفی (2) وامام عبداللہ بن اسد یافعی مکّی (3) مولانا علی قاری مکی صاحبِ مرقاۃ شرح مشکوۃ (4) مولینا ابوالمعالی محمد سلمی قادری و(5) شیخ محقق مولانا عبدالحق محدثِ دہلوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اپنی تصانیف جلیلہ (1) بہجۃ الاسرار (2) وخلاصۃ المفاخر (3) ونزہۃ الخاطر (4) وتحفہ قادریہ (5) وزبدۃ الآثار وغیرہا میں یہ کلمات رحمت آیات حضور غوثِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل وروایت فرماتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ،ج29،ص557،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

علامہ نووی اور استمداد

علامہ یحیی بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال " :إذَا انْفَلَتَتْ دابَّةُ أحَدِكُمْ بأرْضِ فَلاةٍ فَلْيُنادِ:يا عِبادَ الله احْبِسُوا،يا عِبادَ اللَّهِ احْبِسُوا، فإنَّ لِلَّهِ عزوجل فی الأرْضِ حاضِراً سَيَحْبِسُهُ ،قلت:حكى لی بعض شيوخنا الكبار فی العلم أنه افلتت له دابّة أظنُّها بغلة، وكان يَعرفُ هذا الحديث، فقاله، فحبسَها الله عليهم فی الحال، وكنتُ أنا مرّةً مع جماعة، فانفلتت منها بهيمةٌ وعجزوا عنها، فقلته، فوقفت فی الحال بغيرِ سببٍ سوى هذا الكلام ''ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جب کسی کا جانور صحراء میں بھاگ جائے تو وہ یوں ندا کرے: اے اللہ کے بندو! اسے روکو، اے اللہ کے بندو! اسے روکو، بے شک زمین پر اللہ عزوجل کے کچھ بندے

حاضر رہتے ہیں جو اس جانور کو روک دیں گے۔ (علامہ نووی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں: میرے بعض عظیم علم والے مشائخ نے مجھے بتایا کہ ایک دفعہ صحراء میں ان کا جانور بھاگ گیا، میرا گمان ہے کہ وہ خچر تھا، وہ اس حدیث پاک کو جانتے تھے، انہوں نے یہی کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سواری کو فوراً روک دیا، (مزید فرماتے ہیں کہ) ایک مرتبہ میں ایک جماعت کے ساتھ تھا، اس جماعت میں سے کسی کا جانور بھاگ گیا، وہ لوگ اسے روکنے سے عاجز رہے، میں نے یہی کلمات کہے تو وہ سواری ان کلمات کے علاوہ بغیر ظاہری سبب کے رک گئی۔

(الاذکار للنووی،باب مایقول اذا انفلتت،ج1،ص223،دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

امام عبد الوهاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور استمداد

(20) امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ربانی کتاب "لواقح الانوار فی طبقات الاخیار" میں فرماتے ہیں ''سیدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید بازار میں تشریف لیے جاتے تھے ان کے جانور کا پاؤں پھسلا، با آواز پکارا یا سیدی محمد یا غمری، ادھر ابن عمر حاکم صعید کو بحکم سلطان چقمق قید کیے لیے جاتے تھے، ابن عمر نے فقیر کا نداء کرنا سُنا، پوچھا یہ سیدی محمد کون ہیں؟ کہا میرے شیخ کہا میں ذلیل بھی کہتا ہوں، یا سیدی یا غمری لاحظنی، اے میرے سردار اے محمد غمری! مجھ پر نظر عنایت کرو، ان کا یہ کہنا تھا کہ حضرت سیّدی محمد غمری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور مدد فرمائی کہ بادشاہ اور اس کے لشکریوں کی جان پر بن گئی، مجبورانہ ابن عمر کو خلعت دے کر رخصت کیا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ،ترجمہ الشیخ محمد الغمری،ج2،ص88،مصطفٰی البابی ،مصر)

اسی میں ہے ''سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرما رہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کہ غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی

راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے، ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا میں نے اپنے دل میں کہا:یاسیدی محمد یا حنفی ،اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آ کر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا اور مجھے یہ برکتِ حضرت شمس الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نجات بخشی۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ،ترجمہ سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی،ج2،ص95، مصطفٰی البابی، مصر)

اسی میں ہے ''ولیِ ممدوح قدس سرہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں ندا کرتی تھیں:یاسیدی احمد یا بدویُّ خاطرك معی ،اے میرے سردار اے احمد بدوی! حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر) کی حمایت میں ہے،اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے ،یوں کہہ:یا سیدی محمد یا حنفی ،کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔

ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو تندرست اُٹھیں، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار ترجمہ سیدنا ومولٰنا شمس الدین الحنفی،ج 2،ص96، مصطفٰی البابی،مصر)

محدثین کا عقیدہ

(21) عظیم محدث امام ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں لکھتے ہیں'' وروی عن أبی بكر بن أبی علی قال كان ابن المقرء يقول كنت أنا والطبرانی وأبوالشيخ بالمدينة فضاق بنا الوقت فواصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت العشاء حضرت القبر وقلت يا رسول الله الجوع؛ فقال لی الطبرانی اجلس فإما أن يكون الرزق أو الموت، فقمت أنا وأبو الشيخ فحضر الباب علوی ففتحنا له فإذا معه غلامان بقفتين فيهما شیء كثير وقال شكوتمونی إلی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رأيته فی النوم فأمرنی بحمل شیء إليكم ''ترجمہ: حضرت ابی بکر بن ابوعلی فرماتے ہیں کہ میں طبرانی اور ابوشیخ رحمہم اللہ مدینہ میں رہا کرتے تھے، ہمارا خرچ ختم ہوگیا اور ہم تنگدستی کا شکار ہوگئے، ایک دن عشاء کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ پاک پر حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم بھوک سے نڈھال ہیں۔ امام طبرانی کہنے لگے بیٹھ جاؤ یا ہمیں کھانا مل جائے گا یا موت آجائے گی۔ میں اور ابوشیخ اٹھ کر دروازے کے پاس آئے اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ ایک علوی اپنے دو غلاموں کے ساتھ تھا، وہ ٹوکرے میں بہت سی چیزیں لئے کھڑے تھے۔ علوی بولا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایت کی ہے اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب میں آ کر تمہیں کچھ دینے کا حکم دیا ہے۔

(تذکرۃ الحفاظ،جلد3،صفحہ122، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

علامہ رملی کا عقیدہ

(22) امام شیخ الاسلام شہاب رملی انصاری کے فتاوٰی میں ہے'' سُئل عمّا يقعُ من العامّةِ من قولهم عند الشدائد يا شيخ فلان ونحوذلك من

الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والصالحين وهل للمشائخ اِغاثة بعد موتهم ام لا؟ فاجاب بما نَصّه، انّ الاستغاثة بالانبياء والمرسلين والاولياء والعلماء الصّالحين جائزة وللانبياء و للرسل والاولياء والصالحين اِغاثة بعد موتهم الخ ''ترجمہ: **ان سے استفتاء ہوا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء و مرسلین واولیاء وصالحین سے فریاد کرتے اور یا شیخ فلاں** (یارسول اللّٰہ، یا علی، یا شیخ عبدالقادر جیلانی) **اوران کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء ومرسلین واولیاء وعلماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔**

(فتاوٰی الرملی فی فروع الفقه الشافعی ،مسائل شتّٰی ،ج4،ص733، دارالکتب العلمیه، بیروت)

علامہ بوصیری کا عقیدہ

(23) **قصیدہ بردہ شریف میں ہے:**

فان من جودك الدنيا وضرتها

ومن علومك علم اللوح والقلم

قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ **حضور سید عالم** صلی اللہ علیہ وسلم **سے عرض کرتے ہیں: یا رسول اللّٰہ! دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوان جود وکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم** (جن میں ماکان ومایکون جو کچھ ہوا اور جو کچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے) **حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔**

(الکواکب الدریة فی مدح خیر البریة (قصیدہ بردہ)،الفصل العاشر ،ص 56،مرکز اہلسنت گجرات، الہند)

(24) **ایک اور شعر میں عرض کرتے ہیں:**

يا اكرم الخلق مالی من الوذ به

سواك عند حلول الحادث العمم

ترجمہ: اے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ عزت والے! میرا آپ کے سوا کوئی نہیں کہ جس کی میں مصیبت کے وقت پناہ لوں۔

(شرح خرپوتی علی البردہ،ص218،نورمحمد کتب خانہ،کراچی)

شیخ عبد الحق محدث دھلوی کا عقیدہ

(25) **اشعۃ اللمعات میں شیخ محقق** رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں:** ''واثبات کردہ اند آن را مشایخ صوفیہ قدس اللہ اسرارھم وبعض فقہاء رحمۃ اللہ علیہم واین امری محقق ومقرر است نزد اھل کشف وکمل ازایشان تا آنکہ بسیاری رافیوض وفتوح ازارواح رسیدہ واین طائفہ رادراصطلاح ایشان اویسی خوانند امام شافعی گفتہ است قبر موسی کاظم تریاق مجرب ست مراجابت وعاراوحجۃ الاسلام محمد غزالی گفتہ ہر کہ استمداد کردہ شود بوی درحیات استمداد کردہ میشود بوے بعد ازوفات ویکی ازمشایخ عظام گفتہ است دیدم چہار کس را ازمشایخ کہ تصرف میکنند درقبور خود مانند تصرفہاے ایشان درحیات خود یابیشتر وشیخ معروف کرخی وشیخ عبدالقادر جیلانی ودو کس دیگر راازاولیا شمردہ ومقصود حصر نیست انچہ خود دیدہ یافتہ است گفتہ وسیدی احمد بن مرزوق کہ از اعاظم فقہاو علماو مشایخ دیار مغرب ست

گفت کہ روزے شیخ ابوالعباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است یا امداد میت من بگفتم قوی میگویند کہ امداد حی قوی تر است و من میگویم کہ امداد میت قوی تر ست پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط حق است و در حضرت اوست نقل درین معنی ازین طائفہ بیشتر ازان است کہ حصر و احصار کردہ شود و یافتہ نمیشود در کتاب و سنت و اقوال سلف صالح کہ منافی و مخالف این باشد و رد کند این را و بتحقیق ثابت شدہ است بآیات و احادیث کہ روح باقی است و او را علم و شعور بزائران و احوال ایشان ثابت است و ارواح کاملان را قربے و مکانتے در جناب حق ثابت ست چنانکہ در حیات بود یا بیشتر ازان و اولیا را کرامات و تصرف در اکوان حاصل است و آن نیست مگر ارواح ایشان را و ارواح باقی ست و تصرف حقیقی نیست مگر خدا عز شانہ و ہمہ بقدرت اوست و ایشان فانی اند در جلال حق در حیات و بعد از ممات پس اگر دادہ شود مراحدی را چیزے بوساطت یکی از دوستان حق و مکانتی کہ نزد خدا دارد و دور نباشد چنانکہ در حالت حیات بود و نیست فعل و تصرف در ہر دو حالت مگر حق را جل جلالہ وعم نوالہ و نیست چیزے کہ فرق کند میان ہر دو حالت و یافتہ نشدہ است دلیلی بران در شرح شیخ ابن

حجر ہیتمی مکی در شرح حدیث ((**لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور أنبيائهم مساجد**)) گفتہ است کہ این بر تقدیرے ست کہ نماز گزارد بجانب قبر از جہت تعظیم وے کہ آن حرام ست باتفاق و اما اتخاذ مسجد در جوار پیغمبرے یا صالحی و نماز گزاردن نزد قبر وے نہ بقصد تعظیم قبر و توجہ بجانب قبر بلکہ بہ نیت حصول مدد از وے تا کامل شود ثواب عبادت ببرکت قبر و مجاورت مر آن روح پاک را حرجے نیست'' ترجمہ: مشائخ صوفیہ اور بعض فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے اولیاء کرام سے مدد حاصل کرنے کو ثابت اور جائز قرار دیا ہے اور یہ عقیدہ اہل کشف اور ان کے کاملین کے ہاں محقق اور طے شدہ عقیدہ ہے یہاں تک کہ بہت سے حضرات کو ان ارواح سے فیوض اور فتوح حاصل ہوئے ہیں اور اس گروہ صوفیہ کی اصطلاح میں انھیں اویسی کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت موسیٰ کاظم کی قبر انور قبولیت دعا کے لیے تریاق مجرب ہے، حجۃ الاسلام امام محمد غزالی نے فرمایا: جس سے اس کی زندگی میں مدد لینا جائز ہے، اس سے بعد وفات بھی مدد طلب کرنا جائز ہے۔ مشائخ عظام میں سے ایک نے فرمایا: میں نے چار مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اپنی قبور میں اس طرح تصرف کرتے ہیں جس طرح اپنی زندگی میں تصرف کرتے تھے یا اس سے بڑھ کر: حضرت شیخ معروف کرخی، حضرت شیخ عبد القادر جیلانی اور دو اور بزرگ شمار کیے اور ان چار میں حصر مقصود نہیں جو کچھ اس بزرگ نے خود دیکھا اور پایا اس کا بیان کر دیا۔

سیدی احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ کہ اعاظم فقہا و علماء اور مشائخ دیار مغرب

میں سے ہیں،فرماتے ہیں: کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے دریافت کیا : کہ زندہ کی امداد زیادہ قوی ہے یا میت کی؟ میں نے کہا: ایک قوم کہتی ہے کہ زندہ کی امداد قوی تر ہے اور میں کہتا ہوں کہ میت کی امداد قوی تر ہے۔شیخ نے فرمایا: ہاں! کیونکہ وفات یافتہ بزرگ حق تعالیٰ کی درگاہ میں اسکے سامنے ہے۔اس بارے میں اس گروہ صوفیہ سے اس قدر روایات منقول ہیں کہ حدشمار سے باہر ہیں۔

پھر کتاب وسنت واقوال سلف وصالحین میں ایسی کوئی چیز نہیں جو اس عقیدہ کے منافی اور مخالف ہو اور اسکی تردید کرتی ہو بلکہ آیات واحادیث سے تحقیقی طور پر یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ روح باقی ہے اور اسے زائرین اور انکے حالات کا علم وشعور ہوتا ہے اور یہ کہ ارواح کاملین کو جناب حق تعالیٰ میں قرب ومرتبہ حاصل ہے جس طرح زندگی میں انھیں حاصل تھا بلکہ اس سے بڑھ کر،اور اولیاء کرام کی کرامات بر حق ہیں اور انھیں کائنات میں تصرف کی قوت وطاقت حاصل ہے یہ سب کچھ انکی ارواح کرتی ہیں،اور وہ باقی ہیں اور متصرف حقیقی تو اللہ عزشانہ ہے، یہ سب کچھ حقیقۃً اسی کی قدرت کا کرشمہ ہے یہ حضرات اپنی زندگی میں اور بعد از وصال جلال حق میں فانی اور مستغرق ہیں،لھذا اگر کسی کو دوستانِ حق کی وساطت سے کوئی چیز اور مرتبہ حاصل ہوجائے تو کوئی بعید نہیں (اور اس کا انکار درست نہیں) جیسا کہ انکی ظاہری زندگی میں تھا اور حقیقۃً تو فعل وتصرف حق جل جلالہ وعم نوالہ کا ہوتا ہے اور ایسی کوئی دلیل اور وجہ موجود نہیں جو زندگی اور موت میں فرق کرے۔

حضرت شیخ ابن حجر ہیتمی مکی رحمہ اللہ تعالیٰ نے حدیث پاک ((لَعَنَ اللّٰہُ الیَھُودَ وَالنَّصَارٰی، اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِیَائِھِمْ مَسْجِدًا)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے یہود ونصاری پر لعنت کی ہے کیونکہ انھوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا۔

کی شرح میں فرمایا کہ یہ اس صورت میں ہے کہ انکی تعظیم کی خاطر ان کی قبور کی طرف منہ کرکے نماز پڑھے کہ ایسا کرنا بالاتفاق حرام ہے لیکن کسی پیغمبر یا ولی کے پڑوس میں مسجد بنانا اور اسکی تعظیم کے ارادہ اور قبر کی طرف توجہ کیے بغیر نماز ادا کرنا جائز ہے بلکہ حصول مدد کی نیت سے تاکہ اس کی قبر کی برکت سے عبادت کا ثواب کامل ملے اور اسکی روح پاک کا قرب وپڑوس نصیب ہو تو اس میں کوئی حرج وممانعت نہیں۔

(اشعة اللمعات، کتاب الجنائز، باب زیارۃ القبور،ج1،ص762,763)

شاہ ولی اللہ کا عقیدہ

(26)شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سیّد العرب والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلّی علیك اللّٰہ یا خیر خلقه ویاخیر مامول ویاخیرَ واھب
ویاخیرمن یرجی لکشف رَزِیّة ومن جودہ، قد فاق جود السحائب
وانت مجیری من ھجوم مُلمَّة اذا انشبت فی القلب شرّ المخالب

ترجمہ: اے خلقِ خدا سے بہتر! آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے،اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اور اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے،اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم،فصل یازدہم ،ص22،مطبع مجتبائی ،دہلی)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

(27)حاجی امداد اللہ مہاجر مکی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں میں
تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمود الحسن دیوبندی

(28) محمود الحسن دیوبندی نے لکھا: ''ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطۂ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے''

(تفسیر عثمانی، ج1، ص4، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

قاسم نانوتوی دیوبندی

(29) قاسم نانوتوی دیوبندی کے قصائد قاسمی میں ہے:

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی، 5.7.8، مطبوعہ ملتان)

اشرفعلی تھانوی دیوبندی

(30) اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا: ''جو استعانت واستمداد باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم وقدرت کسی دلیل سے ثابت ہوجائے تو جائز ہے، خواہ مستمد منہ (جس سے مدد مانگی جارہی ہے) حی ہو یا میت۔''

(امداد الفتاوی کتاب العقائد، مکتبہ دارالعلوم، کراچی)

(31) اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے کتاب نشر الطیب کے آخر میں شمیم الحبیب کے عربی اشعار کا ترجمہ کرتے ہوئے کہا ہے:

یا شفیع العباد خذ بیدی   انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میری نبی   کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

ليس لى ملجاء سواك اغث   مسنى الضر سيدى سيدى
بجز تمہارے ہے کہاں میری پناہ   فوج کلفت مجھ پہ آ غالب ہوئی!
غشنى الدهر ابن عبد الله   كن مغيثا فانت لى مددى
ابن عبد اللہ زمانہ ہے خلاف   اے مرے مولیٰ خبر لیجئے مری

(نشر الطیب فی ذکر ابن الحبیب، ص86، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)

گیارھواں باب

اختیاراتِ مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

اصالت کل امامت کل سیادت کل امارت کل
حکومت کل ولایت کل خدا کے یہاں تمہارے لئے

اختیارات مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

عقیدۂ اہل سنت:

اختیارات کی دو قسمیں ہیں:

(1)**تشریعیہ**:

یعنی کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا۔

(2)**تکوینیہ**:

جیسا کہ زندہ کرنا، مارنا، کسی کی حاجت پوری کر دینا، کسی سے مصیبت دور کر دینا وغیرہ وغیرہ۔

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دونوں قسم کے اختیارات اپنے محبوب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا فرمائے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں ''احکام الٰہی کی دو قسمیں ہیں: تکوینیہ مثل احیاء واماتت وقضائے حاجت ودفع مصیبت وعطائے دولت ورزق ونعمت وفتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست۔

دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا۔

مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک۔

اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں ۔۔۔ائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات

چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ فرمادیں۔ (فتاوی رضویہ ملخصاً، ج30، ص511، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائبِ مطلق ہیں، تمام جہان حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تحتِ تصرّف کردیا گیا، جو چاہیں کریں، جسے جو چاہیں دیں، جس سے جو چاہیں واپس لیں، تمام جہان میں اُن کے حکم کا پھیرنے والا کوئی نہیں، تمام جہان اُن کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں، تمام آدمیوں کے مالک ہیں جو اُنھیں اپنا مالک نہ جانے حلاوتِ سنّت سے محروم رہے، تمام زمین اُن کی مِلک ہے، تمام جنت اُن کی جاگیر ہے، ملکوت السمٰوات والارض حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیرِ فرمان ہیں، جنت ونار کی کنجیاں دستِ اقدس میں دیدی گئیں، رزق وخیر اور ہر قسم کی عطائیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کے دربار سے تقسیم ہوتی ہیں، دنیا وآخرت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عطا کا ایک حصہ ہے۔

احکامِ تشریعیہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قبضہ میں کردیے گئے، کہ جس پر جو چاہیں حرام فرمادیں اور جس کے لیے جو چاہیں حلال کردیں اور جو فرض چاہیں معاف فرمادیں۔ (بہار شریعت، حصہ1، ص80تا85، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

تشریعی اختیارات پر دلائل

تشریعی اختیارات کی دوصورتیں ہیں:

(الف) **حکمِ عام میں سے کسی کی تخصیص کردینا**۔ اس کے ثبوت پر درج ذیل دلائل ہیں:

اللہ اور اس کا رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **جب حکم کریں**

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ

وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا﴾ ترجمہ: نہیں پہنچتا کسی مسلمان مرد نہ کسی مسلمان عورت کو کہ جب حکم کریں اللہ ورسول کسی بات کا کہ انہیں کچھ اختیار رہے اپنی جانوں کا اور جو حکم نہ مانے اللہ ورسول کا وہ صریح گمراہی میں بہکا۔ (پ22، سورۃ الاحزاب، آیت22)

یہاں ائمہ مفسرین فرماتے ہیں حضور سیدالمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبل طلوعِ آفتابِ اسلام زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا اور متبنّٰی (لے پالک بیٹا) بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، اول تو راضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے خواستگاری فرماتے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طلب ہے انکار کیا اور عرض کر بھیجا کہ یارسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اسی بنا پر انکار کیا، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری، اسے سن کر دونوں بہن بھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہما تائب ہوئے اور نکاح ہوگیا۔

(الجامع لاحکام القرآن (امام قرطبی) ج 14، ص165، دارالکتاب العربی، بیروت)☆(الدرالمنثور، ج 6، ص537.638، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ عزوجل کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے نکاح پر خواہی نخواہی راضی ہوجائے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت خاندان کواکبِ ثریا سے بھی بلند وبالاتر ہو، اس کے باوجود اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیا ہوا پیغام نہ ماننے پر رب العزۃ جل جلالہ نے بعینہٖ وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو کسی فرضِ الٰہ کے ترک پر فرمائے جاتے اور رسول کے نام پاک کے ساتھ اپنا

نام اقدس بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہوگئی مسلمانوں کو اس کے نہ ماننے کا اصلاً اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہوجائے گا دیکھو رسول کے حکم دینے سے کام فرض ہوجاتا ہے اگرچہ فی نفسہ خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح وجائز امر تھا، ولہٰذا ائمہ دین خدا ورسول کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے اقوٰی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے جیسا کہ میزان الشریعۃ الکبریٰ کے حوالے سے آگے آرہا ہے۔

روزے کا کفارہ

صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی: یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا: کیا ہے؟ عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا: غلام آزاد کرسکتا ہے؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے؟ عرض کی: نہیں، فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاسکتا ہے؟ عرض کی: نہیں، اتنے میں کھجوریں خدمت اقدس میں لائی گئیں، حضور نے فرمایا: انہیں خیرات کردے، عرض کی: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں ((فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ وَقَالَ: اذْهَبْ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ)) رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے، اور فرمایا: جا اپنے گھر والوں کو کھلا دے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان الخ، ج 1، ص259، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(صحیح البخاری، کتاب الهبة، باب اذا وهب هبة الخ، ج 1، ص354، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب تغلیظ تحریم الجماع فی نهار الخ، ج1، ص314، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ماجاء فی

كفارة الفطر الخ، ج2، ص175، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(سنن ابی داود، کتاب الصیام، باب كفارة من اتى اهله فى رمضان، ج 1، ص325، آفتاب عالم پریس، لاہور)☆(سنن ابن ماجة، ابواب ماجاء فى الصيام، باب ماجاء فى كفارة من افطر الخ، ص 121، ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی)☆(مسند احمد بن حنبل، عن ابى هريرة رضى الله تعالى عنه، ج 2، ص241,281، المكتب الاسلامى، بیروت)☆(مسند الدارمی، كتاب الصيام، باب الذى يقع على امرأته فى شهر رمضان، ج1، ص343,344، دارالمحاسن للطباعة، قاہرۃ)☆(سنن الدارقطنی، كتاب الصيام، باب القبلة للصائم، ج 2، ص409,410، دارالمعرفة، بیروت)☆(سنن الدارقطنی، كتاب الصيام، باب القبلة للصائم، ج 2، ص436، دارالمعرفة، بیروت)☆(السنن الكبرى، كتاب الصيام، باب كفارة من اتى اهله فى نهار رمضان، ج4، ص221,222، دارصادر، بیروت)

حکمِ عام یہ ہے کہ جو شخص قصداً روزہ توڑے تو اس پر لازم ہے کہ یا تو وہ غلام آزاد کرے یا پھر دو مہینے روزے رکھے یا پھر ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکم سے ان کو مستثنیٰ کردیا۔

صرف دو نمازیں

مسند امام احمد میں بسندِ ثقات رجال صحیح مسلم ہے ((ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ أَنَّهٗ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ عَلٰى أَنَّهٗ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلٰوتَيْنِ فَقَبِلَ ذٰلِكَ مِنْهُ)) ترجمہ: ایک صاحب خدمت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضر ہوکر اس شرط پر اسلام لائے کہ صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔

(مسند احمد بن حنبل، حدیث رجال من اصحاب النبی صلی الله علیه وسلم، ج 5، ص25، المكتب الاسلامى، بیروت)

پوری امت کے لیے حکم یہ ہے کہ روزانہ پانچ وقت کی نماز فرض ہے، مگر نبی مختار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس شخص کو اس حکمِ عام سے مستثنیٰ فرمادیا۔

چھ ماہ کی بکری کی قربانی جائز فرمادی

صحیحین (بخاری ومسلم) میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ماموں ابو بردہ بن نیاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی تھی جب معلوم ہوا یہ کافی نہیں عرض کی: یارسول اللہ! وہ تو میں کرچکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر سال بھر والے سے اچھا ہے۔ فرمایا: ((اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِىَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ)) ترجمہ: اس کی جگہ اسے کردو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمھارے بعد کسی دوسرے کی قربانی میں کافی نہ ہوگی۔

(صحیح البخاری، کتاب العیدین، باب الخطبة بعد العید، ج1، ص132، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، باب وقتها، ج2، ص154، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نوحہ کی اجازت

صحیح مسلم میں ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب بیعت زنان کی آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی کہ ﴿لَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور کسی نیک بات میں تمہاری نافرمانی نہ کریں گی۔

(پ28، سورۃ الممتحنہ، آیت12)

اور مردے پر بَین کر کے رونا چیخنا بھی گناہ تھا، میں نے عرض کی: ((يَا رَسُولَ اللهِ، إِلَّا آلَ فُلَانٍ، فَإِنَّهُمْ كَانُوا أَسْعَدُونِي فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَلَا بُدَّ لِي مِنْ أَنْ أُسْعِدَهُمْ، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِلَّا آلَ فُلَانٍ)) ترجمہ: یارسول اللہ! فلاں گھر والوں کو استثناء فرمادیجئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ ہوکر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے، سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا وہ مستثنٰی کردیئے۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنائز، ج1، ص304، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

اور سنن نسائی میں ارشاد فرمایا: ((اذْهَبِي فَأَسْعِدِيهَا)) ترجمہ: جا ان کا ساتھ دے آ۔ یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آکر بیعت کی۔

(سنن النسائی، کتاب البیعة، باب بیعة النساء، ج2، ص183، نور محمد کارخانہ، کراچی)

ترمذی کی روایت میں ہے۔ ((فَأَذِنَ لَهَا)) ترجمہ: سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، ج5، ص202، دارالفکر، بیروت)

مسند احمد میں ہے، فرمایا ((اذْهَبِي فَكَافِيهِم)) ترجمہ: جاؤ ان کا بدلہ اتار آؤ۔ (مسند احمد بن حنبل، ج6، ص407، المکتب الاسلامی، بیروت)

علامہ یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں ''هَذَا مَحْمُولٌ عَلَى التَّرْخِيصِ لِأُمِّ عَطِيَّةَ فِي آلِ فُلَانٍ خَاصَّةً كَمَا هُوَ ظَاهِرٌ وَلَا تَحِلُّ النِّيَاحَةُ لِغَيْرِهَا وَلَا لَهَا فِي غَيْرِ آلِ فُلَانٍ كَمَا هُوَ صَرِيحٌ فِي الْحَدِيثِ'' ترجمہ: یہ حدیث محمول ہے اس بات پر کہ یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دی تھی خاص آل فلاں کے بارے میں جیسا کہ ظاہر ہے، ان کے علاوہ کسی کے لیے نوحہ کرنا حلال نہیں اور ام عطیہ کے لیے بھی آلِ فلاں کے علاوہ حلال نہیں جیسا کہ حدیث میں صریح ہے۔

(شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل فی نہی النساء عن النیاحة، ج1، ص304، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

مزید فرماتے ہیں ''وَلِلشَّارِعِ أَنْ يَخُصَّ مِنَ الْعُمُومِ مَا شَاءَ'' ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرمادیں۔

(شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل فی نہی النساء عن النیاحة، ج1، ص304، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ان دیکھی گواہی قبول

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خریدا، وہ بیچ کر مُکر گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ ہوا تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے ((أَنَا أَشْهَدُ أَنَّكَ قَدْ بَايَعْتَهُ)) میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی ((بِتَصْدِيقِكَ يَا رَسُولَ اللّٰه (وفی الثانی) صدقتك بما جئت به وعلمت انك لاتقو ل الا حقا (وفی الثالث) انا اصدقك علی خبر السماء والارض الا اصدقك علی الاعرابی)) ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں، میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا ہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں، کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔

(سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب اذا علم الحاکم صدق الخ، ج2، ص152، آفتاب عالم پریس ، لاہور)☆(شرح معانی الآثار، کتاب القضاء والشہادات، کفایة شہادة خزیمه الخ، ج 2، ص310، ایچ ایم سعید کمپنی ، کراچی)☆(کنزالعمال، ج 13، ص379، مؤسسة الرساله ، بیروت)☆ (المعجم الکبیر، ج 4، ص87، المکتبة الفیصلیة، بیروت)☆(اسدالغابة ، ترجمه خزیمة بن ثابت، ج1، ص697، دارالفکر، بیروت)☆(کنزالعمال، ج13، ص380، مؤسسة الرساله، بیروت)

خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دو مردوں کے برابر

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دو مردوں کی شہادت کے برابر فرمادی ((فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ)) ترجمہ: پس رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت خزیمہ

کی گواہی دو کے برابر فرمادی۔

(سنن ابی داود، کتاب القضاء، باب اذا علم الحاکم صدق الخ، ج2، ص152، آفتاب عالم پریس ، لاہور)

اور ارشاد فرمایا ((مَنْ شَهِدَ لَهُ خُزَيْمَةُ أَوْ شَهِدَ عَلَيْهِ فَحَسْبُهُ)) ترجمہ: خزیمہ جس کسی کے نفع خواہ ضرر کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت بس ہے۔

(المعجم الکبیر، عن خزیمه، ج 4، ص87، المکتبة الفیصلیة، بیروت)☆(کنزالعمال بحواله مسند ابی یعلیٰ، ج13، ص380، موسسة الرساله، بیروت)☆(التاریخ الکبیر، ج 1، ص87، دارالباز للنشروالتوزیع، مکة المکرمة)

فائدہ: ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضور نے قرآن عظیم کے دو گواہوں والے حکمِ عام سے حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔ جیسا کہ قرآن عظیم میں ہے ﴿وَأَشْهِدُوا ذَوَيْ عَدْلٍ مِنكُمْ﴾ ترجمہ: اور اپنے میں دو ثقہ کو گواہ کرلو۔ (پ28، سورۃ الطلاق، آیت2)

سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے جوانی میں رضاعت

صحیح مسلم وسنن نسائی وابن ماجہ ومسند امام احمد میں زینت بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ابوحذیفہ کی بی بی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! سالم (غلام آزاد کردۂ ابوحذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما) میرے سامنے آتا جاتا ہے اور وہ جوان ہے ابوحذیفہ کو یہ ناگوار ہے، سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ((أَرْضِعِيهِ حَتَّى يَدْخُلَ عَلَيْكِ)) اسے دودھ پلادو کہ بے پردہ تمہارے پاس آنا جائز ہو جائے۔

ام المومنین ام سلمہ وغیرہا باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے فرمایا: ((وَاللّٰهِ مَا نَرَى هَذَا إِلَّا رُخْصَةً أَرْخَصَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَالِمٍ خَاصَّةً)) ترجمہ: اللہ کی قسم، ہمارا یہی اعتقاد ہے کہ یہ رخصت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم نے خاص سالم کے لیے فرمادی تھی۔

(صحیح مسلم ،کتاب الرضاع ،فصل رضاعة الكبير،ج 1،ص469 ،قديمی كتب خانه، كراچی) ☆(سنن النسائی ، كتاب النكاح ،باب رضاع الكبير ،ج2،ص83 ،نور محمد كارخانه، كراچی) ☆ (سنن ابن ماجه، ابواب النكاح ،باب رضاع الكبير ،ص141،ايچ ايم سعيد كمپنی ،كراچی) ☆ (مسند احمد بن حنبل ،عن عائشه رضی الله عنها ،ج6،ص39،المكتب الاسلامی، بيروت) ☆ (مسند احمد بن حنبل ،حديث سهلة امرأة حذيفه رضی الله عنها ،ج 6،ص356،المكتب الاسلامی ،بيروت)

حالتِ جنابت میں دخولِ مسجد کی اجازت

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضورسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے امیرالمومنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے فرمایا((يَا عَلِيُّ لاَ يَحِلُّ لأَحَدٍ يُجْنِبُ فِي هَذَا الْمَسْجِدِ غَيْرِي وَغَيْرِك)) اے علی! میرے اورتمہارے سوا کسی کو حلال نہیں کہ اس مسجد میں بحال جنابت داخل ہو۔

(سنن الترمذی، كتاب المناقب، باب مناقب علی ابن ابی طالب،ج 5،ص408، دارالفكر، بيروت)☆(مسند ابن يعلی ،عن ابی سعيد الخدری،ج 2،ص13، مؤسسة علوم القرآن، بيروت)☆(السنن الكبرىٰ للبيهقی، كتاب النكاح ،باب دخوله المسجد جنبا ، ج 7، ص66، دارصادر، بيروت)

سونے کی انگوٹھی پہننے کی اجازت

امام احمد مسند میں فرماتے ہیں((حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا أَبُو رَجَاءٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ :رَأَيْتُ عَلَى الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ، وَكَانَ النَّاسُ يَقُولُونَ لَهُ:لِمَ تَخَتَّمُ بِالذَّهَبِ وَقَدْ نَهَى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ الْبَرَاءُ :بَيْنَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ يَدَيْهِ غَنِيمَةٌ يَقْسِمُهَا، سَبْيٌ وَخُرْثِيٌّ قَالَ:فَقَسَمَهَا حَتَّى بَقِيَ هَذَا الْخَاتَمُ، فَرَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلَى أَصْحَابِهِ ثُمَّ خَفَّضَ، ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ، ثُمَّ خَفَّضَ، ثُمَّ رَفَعَ طَرْفَهُ

فَنَظَرَ إِلَيْهِمْ، ثُمَّ قَالَ:أَيْ بَرَاءُ ،فَجِئْتُهُ حَتَّى قَعَدْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَخَذَ الْخَاتَمَ فَقَبَضَ عَلَى كُرْسُوعِي ثُمَّ قَالَ:خُذِ الْبَسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُولُهُ "، قَالَ: وَكَانَ الْبَرَاءُ يَقُولُ :كَيْفَ تَأْمُرُونِي أَنْ أَضَعَ مَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:الْبَسْ مَا كَسَاكَ اللهُ وَرَسُولُهُ؟)) ترجمہ: محمد بن مالک نے کہا میں نے حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم حضورسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے اموال غنیمت غلام ومتاع حاضر تھے حضور تقسیم فرما رہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر انظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہوکر حضور کے سامنے بیٹھ گیا سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا: پہن لے جو کچھ تجھے اللہ ورسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، راوی کہتے ہیں کہ حضرت براء بن عازب فرمایا کرتے تھے: تم مجھے کیسے حکم دیتے ہو کہ میں اس انگوٹھی کو اتاردوں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: پہن لے جو کچھ تجھے اللہ ورسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(مسندا حمد بن حنبل، حديث البراء بن عازب رضی الله تعالیٰ عنه،ج 4،ص394، المكتب الاسلامی ،بيروت)

ابن ابی شیبہ نے بسند صحیح ابواسحٰق اسفرائنی سے روایت کی،فرماتے ہیں ((رَأَيْتُ عَلَى الْبَرَاءِ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ)) ترجمہ: میں نے براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوسونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا۔

(المصنف لابن ابی شيبة، كتاب اللباس الخ ،ج5،ص195،دارالكتب العلمية، بيروت)

حالانکہ یہی براء بن عازب رضی اللہ عنہ ممانعت کی روایت نقل کرتے ہیں، چنانچہ صحیحین میں براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے ((نَهَانَا رسول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ)) ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب خواتیم الذهب الخ، ج2، ص871، قدیمی کتب خانہ، کراچی)☆(صحیح مسلم، کتاب اللباس باب تحریم استعمال اناء الذهب الخ، ج2، ص188، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

علامہ نووی کا مؤقف

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''وَلِلشَّارِعِ أَنْ يَخُصَّ مِنَ الْعُمُومِ مَا شَاءَ ''ترجمہ: نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہیں خاص فرمادیں۔

(شرح صحیح مسلم مع صحیح مسلم، کتاب الجنائز، فصل فی نہی النساء عن النیاحۃ، ج1، ص304، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

امام قسطلانی کا مؤقف

امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ شریف میں فرماتے ہیں ''من خصائصه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انه كان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم يخص من شاء بما شاء من الاحكام ''سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنیٰ فرمادیتے۔

(المواہب اللدنیة، المقصد الرابع، ج2، ص689، المکتب الاسلامی، بیروت)

ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں ہے''خصوصية له لاتكون لغيره اذ كان له صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان يخص من شاء بما شاء من الاحكام''ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابو بردہ کو بخشی (کہ چھ ماہ کی بکری کی قربانی

ان کے لئے جائز فرمادی) جس میں دوسرے کا حصہ نہیں، اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

(ارشاد الساری شرح صحیح البخاری، کتاب العیدین، ج2، ص657، دارالکتب العلمیة، بیروت)

علامہ زرقانی کا مؤقف

علامہ زرقانی نے شرح میں بڑھایا''مِن الاحكامِ وغيرِها '' کچھ احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ، المقصد الرابع، ج5، ص322، دارالمعرفة، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی کا مؤقف

امام جلیل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبریٰ شریف میں ایک باب وضع فرمایا''بَاب اخْتِصَاصه صلى الله عَلَيْهِ وَسلم بِأَنَّهُ يخص من شَاءَ بما شَاءَ من الْأَحْكَام ''باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔

(الخصائص الکبریٰ، ج2، ص262، مرکز اہلسنت، گجرات الہند)

آپ رحمۃ اللہ علیہ ''انموذج اللبیب''میں فرماتے ہیں''ويخص من شاء بما شاء من الأحكام كجعله شهادة خُزيمة بشهادة رجلين''ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جسے چاہیں جس حکم کے ساتھ خاص فرمادیں جیسا کہ حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گواہی دو آدمیوں کے قائم مقام فرمادی۔

(انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب، ج1، ص207، وزارة الاعلام، جده)

علامہ سندی کا مؤقف

حاشیہ سندی علی سنن نسائی میں ہے''هَذَا الترخيص خَاص فِي أم عَطِيَّة وللشارع أَن يخص من يَشَاء ''ترجمہ: یہ رخصت خاص طور پر ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہا کے لئے ہے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ جس کو چاہیں کسی حکم سے خاص فرمادیں۔

(حاشیه سندی علی سنن نسائی ،ج7،ص149،المطبوعات الاسلامیه،حلب)

علامه علی قاری کا مؤقف

علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''عَدَّ أَئِمَّتُنَا مِنْ خَصَائِصِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّهُ يَخُصُّ مَنْ شَاءَ بِمَا شَاءَ، كَجَعْلِهِ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بْنِ ثَابِتٍ بِشَهَادَتَيْنِ'' ترجمہ: ائمہ کرام نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص میں سے شمار کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کے لیے جو چاہیں خاص فرمادیں جیسا کہ حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کو دو کے قائم مقام بنادیا۔

(مرقاة المفاتیح،باب السجود وفضله،ج2،ص723،دارالفکر،بیروت)

(ب) کسی چیز کے حلال وحرام ہونے کی نسبت اپنی طرف کرنا۔ اس کے ثبوت پر درج ذیل دلائل ہیں:

اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام کیا

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا﴿قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ﴾ لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اور نہ پچھلے دن پر، اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جسے حرام کردیا ہے اللہ اور اس کے رسول محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔ (پ10، سورۃالتوبہ،آیت29)

شراب وغیرہ کی حرمت

صحیحین میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے انہوں نے سال فتح میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرماتے سنا((إِنَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ حَرَّمَ بَيْعَ الْخَمْرِ، وَالْمَيْتَةِ وَالْخِنْزِيرِ وَالْأَصْنَامِ)) بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کردیا شراب

اور مردار اور سوئر اور بتوں کا بیچنا۔

(صحیح البخاری،کتاب البیوع باب بیع المیتة والاصنام ،ج1،ص298،قدیمی کتب خانه ، کراچی)☆(صحیح مسلم ،کتاب البیوع، باب تحریم الخمر والمیةالخ،ج 2،ص23، قدیمی کتب خانه ،کراچی)

مدینه منوره کو حرم بنایا

صحیحین میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا((حَرَّمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِينَةِ وَجَعَلَ اثْنَيْ عَشَرَ مِيلًا حَوْلَ الْمَدِينَةِ حِمًى)) تمام مدینہ طیبہ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حرم کردیا اور اس کے آس پاس بارہ بارہ میل تک سبزہ ودرخت کو لوگوں کے تصرف سے اپنی حمایت میں لے لیا۔

(صحیح البخاری ،فضائل المدینة، باب حرم المدینة،ج1،ص251، قدیمی کتب خانه، کراچی)☆(صحیح مسلم ،کتاب الحج، باب فضل المدینة،ج 1،ص442، قدیمی کتب خانه ،کراچی)☆(مسند احمد بن حنبل ،عن ابی ہریرة رضی الله عنه،ج 2،ص487، المکتب الاسلامی ،بیروت)☆(المصنف لعبد الرزاق، کتاب حرمة المدینة،ج 9،ص260، المجلس العلمی، بیروت)

اگر کوئی مانگنے والا مانگتا تو

حضرت ذوالشہادتین خزیمہ بن ثابت انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ((جَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثًا، وَلَوْ مَضَى السَّائِلُ عَلَى مَسْأَلَتِهِ لَجَعَلَهَا خَمْسًا)) ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسافر کے لئے مسح موزہ کی مدت تین دن رات مقرر فرمائی ،اور اگر مانگنے والا مانگتا رہتا تو ضرور حضور پانچ راتیں کردیتے۔

(سنن ابن ماجه، ابواب الطهارة، باب ماجاء فی التوقیت فی المسح للمقیم والمسافر ،ص42،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

اور روایت ابی داود اور ایک روایت معانی الآثار ابی جعفر اور ایک روایت

بیہقی میں ہے: فرمایا((وَلَوِ اسْتَزَدْنَاهُ لَزَادَنَا)) ترجمہ: اور اگر ہم حضور سے زیادہ مانگتے تو حضور مدت اور بڑھا دیتے۔

(سنن ابی داود، کتاب الطھارۃ، باب التوقیت فی المسح،ج1،ص21، آفتاب عالم پریس ،لاہور) ☆(شرح معانی الآثار، کتاب الطھار، باب المسح علی الخفین الخ،ج 1،ص61، ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)☆(السنن الکبری للبیہقی، کتاب الطھارۃ، باب ماوردفی ترک التوقیت ،ج1،ص277،دارصادر ،بیروت)

ہاں فرما دیتے تو حج ہر سال فرض ہوجاتا

امیر المؤمنین علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔

(پ4،سورہ آل عمران،آیت97)

تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا: ((يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفِي كُلِّ عَامٍ؟)) ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا، صحابہ کرام علیہم الرضوان نے (پھر) عرض کیا: ((يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفِي كُلِّ عَامٍ؟)) ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہر سال حج فرض ہے؟، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((لَا،وَلَوْ قُلْتُ:نَعَمْ،لَوَجَبَتْ)) ترجمہ: حج ہر سال فرض نہیں اور میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے۔

(سنن الترمذی، کتاب الحج، باب ماجاء کم فرض الحج، ج 2،ص220، دارالفکر ،بیروت)☆(سنن الترمذی، کتاب التفسیر ،باب ومن سورۃ المائدۃ ،ج 5،ص40، دارالفکر، بیروت)☆(سنن ابن ماجۃ، ابواب المناسك ،باب فرض الحج ،ص213،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)☆(مسند احمد بن حنبل، عن علی رضی اللہ عنہ، ج1،ص113،المکتب الاسلامی، بیروت)

امام عبد الوہاب شعرانی کا مؤقف

امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی رضی للہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "کان

الحق تعالیٰ جعل له صلی اللہ علیہ وسلم ان یشرع من قبل نفسه ماشاء کما فی حدیث تحریم شجر مكة فان عمّه العباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ لما قال له یارسول الله الا الاذخر فقال صلی اللہ علیہ وسلم الا الاذخر ولو ان الله تعالیٰ لم یجعل له ان یشرع من قبل نفسه لم یتجرّأ صلی اللہ علیہ وسلم ان یستثنی شیئامما حرمه الله تعالیٰ "یعنی اللہ رب العزت جل جلالہ نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اذخر کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا: اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کر دیا۔ اگر اللہ سبحانہ نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنیٰ فرمادیں۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ، فصل فی بیان جملۃ من الامثلۃ المحسوسۃ الخ،ج 1،ص60، دارالکتبالعلمیۃ، بیروت)

حضرت علی خواص کا مؤقف

امام عارف باللہ سید عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں "کان الامام ابو حنیفة رضی اللہ تعالیٰ عنہ من اکثر الائمة ادباً مع الله تعالیٰ ولذلك لم یجعل النیة فرضا و سمی الوتر واجباً لکونهما ثبتا بالسنة لابالکتاب فقصد بذلك تمییز مافرضه الله تعالیٰ وتمییز ما اوجبه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فان مافرضه الله تعالیٰ اشد مما فرضه رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم من ذات نفسه

حین خیّرہ اللہ تعالیٰ ان یوجب ماشاء او لایوجب" ترجمہ: **امام ابوحنیفہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **ان اکابر ائمہ میں ہیں جن کا ادب اللہ** عزوجل **کے ساتھ بہ نسبت اور ائمہ کے زائد** ہے اسی واسطے انہوں نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا کہ یہ دونوں سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق وتمیز کردیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ مؤکد ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کردیا جبکہ اللہ عزوجل نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کردیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ، باب الوضوء، ج1، ص147، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

رب نے ماذون فرمادیا

میزان مبارک میں شرعی حکم کی کئی قسمیں کیں، ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی، پھر فرمایا "الثانی ما اباح الحق تعالیٰ لنبیہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ان یسنہ علی رایہ ھو کتحریم لبس الحریر علی الرجال وقولہ فی حدیث تحریم مکۃ الا الاذخر ولو لا ان اللہ تعالیٰ کان یحرم جمیع نبات الحرم لم یستثن صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الااذخر ونحو حدیث لو لا ان اشق علی امتی لاخرت العشاء الی ثلث اللیل ونحو حدیث لو قلت نعم لوجبت ولم تستطیعوا فی جواب من قال لہ فی فریضۃ الحج اکل عام یارسو ل اللہ قال لا ولو قلت نعم لو جبت وقد کان صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یخفف علی امتہ وینھاھم عن کثرۃ السؤال ویقول اترکونی ماترکتکم اھ باختصار" ترجمہ: شرعی حکم کی دوسری قسم وہ ہے جس کے بارے میں مصطفی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے رب عزوجل نے ماذون فرمادیا کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں، مردوں پر ریشم کا پہننا حضور نے اسی طور

پر حرام فرمایا اور اسی حرمت مکہ سے گیاہِ اذخر کو استثناء فرمادیا۔ اگر اللہ عزوجل نے مکہ معظّمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنیٰ فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قبیل سے ہے حضور کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کو تہائی رات تک ہٹادیتا۔ اور اسی باب سے ہے کہ جب حضور نے حج کی فرضیت بیان فرمائی، کسی نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا: نہ، اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہوجائے اور پھر تم سے نہ ہوسکے اور یہی وجہ ہے کہ حضور اپنی امت پر تخفیف وآسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے ہیں مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں۔

(میزان الشریعۃ الکبریٰ، فصل شریف فی بیان الذم من الائمۃ الخ، ج1، ص67، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

شیخ محقق کا مؤقف

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **اشعۃ اللمعات** شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "احکام مفوض بود بوے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ برقول صحیح" ترجمہ: قول صحیح کے مطابق احکام حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سپرد تھے۔

(اشعۃ اللمعات، باب الاضحیۃ، الفصل الاول، ج1، ص609، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

تکوینی اختیارات کا ثبوت

تکوینی اختیارات بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **کو عطا فرمائے ہیں۔** اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

اپنے فضل سے غنی کر دیا

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ﴿وَمَا نَقَمُوا اِلَّا اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾ ترجمہ: منافقوں کو یہی برا لگا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے

فضل سے غنی کر دیا۔ (پ10،سورۃالتوبۃ،آیت74)

اللہ ورسول عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم نے غنی کردیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سید عالم مغنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا((مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا، فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ)) ترجمہ: ابن جمیل کو کیا بُرا لگا یہی نا کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اسے غنی کر دیا، جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(صحیح البخاری ،کتاب الزکوٰۃ، باب قول اللہ تعالیٰ وفی الرقاب والغارمین ،ج1،ص198،قدیمی کتب خانہ ،پشاور)

حافظہ عطا فرمادیا

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا: یارسول اللہ! ((إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ؟ قَالَ:ابْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ، قَالَ:فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ)) ترجمہ: میں نے آپ سے بہت سی حدیثیں سنیں لیکن وہ سب بھول گئیں، حضور نے فرمایا اپنی چادر پھلاؤ میں نے پھیلادی تو آپ نے لپ بھر کر اس میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے سینے سے لگالو میں نے لگالی، پس میں اس کے بعد کسی حدیث کو نہیں بھولا۔ (صحیح البخاری،ج1،ص35،دارطوق النجاۃ)

چاند کو دوٹکڑے فرمادیا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا((أَنَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً، فَأَرَاهُمُ الْقَمَرَ شِقَّتَيْنِ، حَتَّى رَأَوْا حِرَاءً بَيْنَهُمَا)) ترجمہ: مکہ والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ کوئی معجزہ دکھائیں، تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے چاند کے دوٹکڑے فرما کر انہیں دکھادیا،

یہاں تک کہ مکہ والوں نے حراء پہاڑ کو چاند کے دوٹکڑوں کے درمیان دیکھا۔

(بخاری،باب انشقاق القمر،ج5،ص49،دارطوق النجاہ)

بخاری میں ایک دوسرے مقام پر ہے((انَّ أَهْلَ مَكَّةَ سَأَلُوا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرِيَهُمْ آيَةً فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ)) ترجمہ: اہل مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ وہ انہیں کوئی نشانی دکھائیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو چاند ٹکڑے کرکے دکھایا۔

(بخاری،ج 4،بَابُ سُؤَالِ المُشْرِكِينَ أَنْ يُرِيَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آيَةً، فَأَرَاهُمُ انْشِقَاقَ القَمَرِ،ص206،دارطوق النجاہ)

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اشارہ جدھر چاند اُدھر

سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما عم مکرم سید اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضور سے عرض کی: مجھے اسلام پر باعث حضور کے ایک معجزے کا دیکھنا ہوا، ((رَأَيْتُكَ فِي الْمَهْدِ تُنَاغِي الْقَمَرَ وَتُشِيرُ إِلَيْهِ بِأُصْبُعِكَ فَحَيْثُ أَشَرْتَ إِلَيْهِ مَالَ)) ترجمہ: میں نے حضور کو دیکھا کہ حضور گہوارے میں چاند سے باتیں فرماتے جس طرح انگشت مبارک سے اشارہ کرتے چاند اسی طرف جھک جاتا۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا((إِنِّي كُنْتُ أُحَدِّثُهُ وَيُحَدِّثُنِي وَيُلْهِينِي عَنِ الْبُكَاءِ، وَأَسْمَعُ وَجْبَتَهُ حِينَ يَسْجُدُ تَحْتَ الْعَرْشِ)) ترجمہ: ہاں میں اس سے باتیں کرتا تھا وہ مجھ سے باتیں کرتا اور مجھے رونے سے بہلاتا، میں اس کے گرنے کا دھماکہ سنتا تھا جب وہ زیر عرش سجدے میں گرتا۔

(الخصائص الکبریٰ بحوالۃ البیہقی والصابونی وغیرہ، باب مناغاۃ للقمر ،ج 1،ص53،مرکز

اہلسنت، گجرات الہند ☆دلائل النبوۃ للبیہقی،باب ماجاء فی حفظ اللہ تعالیٰ،ج 2، ص41، دارالکتب العلمیہ،بیروت☆البدایۃ والنہایۃ،باب مولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ج2، ص326،داراحیاء التراث العربی،بیروت☆کنز العمال ،ج 11،ص383، مؤسسۃ الرسالہ ،بیروت)

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں
کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

سورج روک دیا

طبرانی معجم اوسط میں بسند حسن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں((انَّ رَسُولَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ الشَّمْسَ فَتَأَخَّرَتْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ)) ترجمہ: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آفتاب کو حکم دیا کہ کچھ دیر چلنے سے باز رہ۔ وہ فوراً ٹھہر گیا۔

(المعجم الاوسط ،ج 5 ،ص33، مکتبۃ المعارف ،ریاض)☆(مجمع الزوائد ،کتاب علامات نبوت،باب حبس الشمس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج8، ص296، دارالکتاب، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ **اس حدیث کو نقل کرکے فرماتے ہیں:**"اس حدیث حسن کا واقعہ اس حدیث صحیح کے واقعہ عظیمہ سے جدا ہے (جو کہ اگلے صفحہ پر آرہا ہے) جس میں ڈوبا ہوا سورج حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے پلٹا ہے یہاں تک کہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے نماز عصر خدمت گزاری محبوب باری صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں قضا ہوئی تھی ادا فرمائی ، امام اجل طحاوی وغیرہ اکابر نے اس حدیث کی تصحیح کی ، الحمدللہ اسے خلافت رب العزت کہتے ہیں کہ ملکوت السمٰوٰت والارض میں ان کا حکم جاری ہے تمام مخلوق الٰہی کو ان کیلئے حکم اطاعت وفرمانبرداری ہے۔ وہ خدا کے ہیں اور جو کچھ خدا کا ہے سب ان کا ہے، وہ محبوب اجل واکرم وخلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب دودھ پیتے تھے گہوارہ میں چاند ان کی غلامی بجالاتا ،جدھر اشارہ فرماتے اسی طرف جھک جاتا۔

(فتاوی رضویہ،ج30،ص485،رضا فاؤنڈیشن،لاہور)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

سورج پلٹا دیا

خصائص کبری میں مروی ہے((أخرج ابن مندۃ وابن شاهين والطبراني بأسانيد بعضها على شرط الصحيح عن أسماء بنت عميس قالت كان رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يوحى إليه فى حجر على فلم يصل العصر حتى غربت الشمس فقال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم اللهم إنه كان فى طاعتك وطاعة رسولك فاردد الشمس قالت أسماء فرأيتها غربت ثم رأيتها طلعت بعد ما غربت وفي لفظ للطبراني فطلعت عليه الشمس حتى وقفت على الجبال وعلى الأرض وقام على فتوضأ وصلى العصر ثم غابت وذلك بالصهباء)) ترجمہ: **ابن مندہ، ابن شاہین اور طبرانی** نے ایسی اسناد کے ساتھ جن میں سے **بعض صحیح بخاری کی شرط پر ہیں** روایت کیا ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہورہی تھی اور آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں تھا، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تک نمازِ عصر نہ پڑھی تھی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! بے شک یہ تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا، لہٰذا سورج کو لوٹا دے، اسماء کہتی ہیں کہ میں نے سورج کو غروب ہوتے دیکھا پھر دیکھا کہ ڈوبا ہوا سورج دوبارہ طلوع ہوگیا۔

اور طبرانی کے الفاظ یوں ہیں: آپ پر سورج طلوع ہوا یہاں تک کہ سورج پہاڑ اور زمین کے درمیان ٹھہر گیا حضرت علی کھڑے ہوئے وضو کیا اور نمازِ عصر ادا کی

پھر سورج ڈوب گیا۔ یہ مقامِ صہباء کا واقعہ ہے۔

(خصائص کبری،ج2،ص137،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

اشارے سے چاند چیر دیا چھپے ہوئے خور کو پھیر دیا
گئے ہوئے دن کو عصر کیا یہ تاب وتواں تمہارے لئے

اس حدیث پاک کے دیگر حوالہ جات درج ذیل ہیں:

(شرح مشكل الآثار للطحاوى،باب مشكل ماروى عن رسول الله صلى الله عليه وسلم۔۔الخ،ج 3،ص92،مؤسسة الرساله،بيروت☆المعجم الكبيرللطبرانى،ام جعفر بن محمدبن جعفربن ابى طالب،ج 24،ص144،مكتبه ابن تيميه،القاہره☆مواہب اللدنيه،القسم الثالث،ج 2،ص258،المكتبة التوفيقيه،القاہره☆الشفاء بتعريف حقوق المصطفىٰ صلى الله عليه وسلم،الفصل الثانى عشر،ج 1،ص548،دارالفيحاء،عمان☆شرح الشفاء لملاعلى قارى، ج 1، ص594،دارالكتب العلميه،بيروت☆سيرت حلبيه،باب ذكر الاسراء والمعراج،ج 1، ص543، دارالكتب العلميه،بيروت☆شرح الزرقانى على المواہب اللدنيه،باب ردالشمس له صلى الله عليه وسلم،ج 6،ص485،دارالكتب العلميه،بيروت☆المقاصد الحسنة،كتاب الفضائل، ج1،ص771،دارالكتاب العربى،بيروت☆ردالمحتار، كتاب الصلوة،ج 1،ص360، دارالفكر، بيروت☆تفسير روح البيان،سورة الاسراء،ج 5، ص128،دارالفكر،بيروت☆تفسير روح المعانى، سورةٌ ص،ج12،ص186،دارالكتب العلميه،بيروت)

صحابی نے جنت مانگ لی

سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں: ((كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي:سَلْ(ولفظ الطبرانى فقال يوماً يا ربيعة سلنى فاعطيك رجعنا الى لفظ مسلم)قال فَقُلْتُ:أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ.قَالَ: أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ:هُوَ ذَاكَ. قَالَ:فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ)) ترجمہ: میں حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس رات کو حاضر رہتا ایک شب حضور کے لیے آب وضو وغیرہ

ضروریات لایا(رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بحر رحمت جوش میں آیا)ارشاد فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ ہم تجھے عطا فرمائیں۔میں نے عرض کی: میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں۔فرمایا: کچھ اور؟ میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے۔فرمایا: تو میری اعانت کر اپنے نفس پر کثرت سجود سے۔

(صحيح مسلم، كتاب الصلوة،باب فضل السجود،ج 1،ص193،قديمى كتب خانه، كراچى)☆ (سنن ابى داؤد، كتاب الصلوة،باب وقت قيام النبى صلى الله تعالىٰ عليه وسلم من الليل،ج 1،ص187،آفتاب عالم پريس،لاہور)☆(المعجم الكبير،ج 5،ص57,58،المكتبة الفيصليه،بيروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں"الحمدللہ یہ جلیل ونفیس حدیث صحیح اپنے ہر ہر جملے سے وہابیت کش ہے۔حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مطلقاً بلا قید وبلا تخصیص ارشاد فرمانا: سل، مانگ کیا مانگتا ہے، جان وہابیت پر کیسا پہاڑ ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ حضور ہر قسم کی حاجت روائی فرما سکتے ہیں دنیا وآخرت کی سب مرادیں حضور کے اختیار میں ہیں جب تو بلا تقیید ارشاد ہوا: مانگ کیا مانگتا ہے یعنی جو جی میں آئے مانگو کہ ہماری سرکار میں سب کچھ ہے۔

گر خیریت دنیا وعقبیٰ آرزو داری
بدرگاهش بیا وهرچه میخواهی تمنا کن

ترجمہ: اگر تو دنیا وآخرت کی بھلائی چاہتا ہے تو اس کی بارگاہ میں آ اور جو چاہتا ہے مانگ لے۔

شیخ شیوخ علماء الہند عارف باللہ عاشق رسول اللہ برکۃ المصطفیٰ فی ھذہ

الدیار سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں "از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ہمہ بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد وہرکراخواہد باذن پروردگار خود دہد" ترجمہ: مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا: مانگ۔ اور کسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ تمام معاملہ آپ کے دست اقدس میں ہے، جو چاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطا فرمادیں۔

(اشعۃ اللمعات، کتاب الصلوٰۃ، باب السجود وفضلہ، الفصل الاول، ج 1، ص396، مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر)

فان من جودك الدنيا وضرتها
ومن علومك علم اللوح والقلم

یہ شعر قصیدہ بردہ شریف کا ہے جس میں سیدی امام اجل محمد بوصیری قدس سرہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کرتے ہیں: یارسول اللہ! دنیا وآخرت دونوں حضور کے خوان جودوکرم سے ایک حصہ ہیں اور لوح وقلم کے تمام علوم (جن میں ماکان ومایکون جوکچھ ہوا اور جوکچھ قیام قیامت تک ہونے والا ہے ذرہ ذرہ بالتفصیل مندرج ہے) حضور کے علوم سے ایک پارہ ہیں۔

(الکواکب الدریۃ فی مدح خیر البریۃ (قصیدہ بردہ)، الفصل العاشر، ص 56، مرکز اہلسنت گجرات، الہند)

اور پہلا شعر کہ "اگر خیریت دنیا وعقبیٰ الخ" حضرت شیخ محقق رحمہ اللہ تعالیٰ کا ہے کہ قصیدہ نعتیہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عرض کیا ہے۔

الحمدللہ یہ عقیدے ہیں ائمہ دین کے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جناب عالم تاب میں، برخلاف اس سرکش طاغی شیطان لعین کے بندہ داغی جو کہ ایمان کی آنکھ پر کفران کی ٹھیکری رکھ کر کہتا ہے "جس کا نام محمد ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔"

(تقویۃ الایمان، الفصل الرابع فی ذکر ردالاشراک فی العبادۃ، ص28، مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازہ، لاہور)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "يُؤْخَذُ مِنْ إِطْلَاقِهِ عليه السلام الْأَمْرَ بِالسُّؤَالِ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى مَكَّنَهُ مِنْ إِعْطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ" یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطا فرمادیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتب الصلوٰۃ، باب السجود وفضلہ، الفصل الاول، ج2، ص615، المکتبۃ الحبیبیہ کوئٹہ)

والحمدللہ رب العالمین۔

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دوجہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

پھر اس حدیث جلیل میں سب سے بڑھ کر جان وہابیت پر یہ کیسی آفت کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر حضرت ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود حضور سے جنت مانگتے ہیں کہا ((اسئلك مرافقتك فی الجنة یارسول الله!)) میں حضور سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں رفاقت والا عطا ہو۔

وہابی صاحبو! یہ کیسا کھلا شرک وہابیت ہے جسے حضور مالک جنت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ قبول فرما رہے ہیں۔

(فتاوی رضویہ، ج30، ص494,495,496، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جو چاہے مانگ

امیر المومنین مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے جب کوئی شخص سوال کرتا اگر حضور کو منظور ہوتا نعم فرماتے یعنی اچھا، اور نہ منظور ہوتا تو خاموش رہتے، کسی چیز کو لا یعنی ''نہ'' نہ فرماتے۔

ایک روز ایک اعرابی نے حاضر ہو کر سوال کیا حضور خاموش رہے، پھر سوال کیا سکوت فرمایا، پھر سوال کیا اس پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جھڑکنے کے انداز سے فرمایا ((سَلْ مَا شِئْتَ یَا أَعْرَابِیّ !)) ترجمہ: اے اعرابی! جو تیرا جی چاہے ہم سے مانگ۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں ((فَغَبِطْنَاهُ فَقُلْنَا:الْآنَ یَسْأَلُ الْجَنَّةَ)) ترجمہ: یہ حال دیکھ کر (کہ حضور خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرما دیا ہے جو دل میں آئے مانگ لے) ہمیں اس اعرابی پر رشک آیا، ہم نے اپنے جی میں کہا اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔

اعرابی نے کہا تو کیا کہا کہ: ((أَسْأَلُكَ رَاحِلَةً)) ترجمہ: میں حضور سے سواری کا اونٹ مانگتا ہوں۔ فرمایا: عطا ہوا۔ عرض کی: ((أَسْأَلُكَ زَادًا)) ترجمہ: حضو سے زادراہ مانگتا ہوں۔ فرمایا: عطا ہوا۔

ہمیں اس کے ان سوالوں پر تعجب آیا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کتنا فرق ہے اس اعربی کی مانگ اور بنی اسرائیل کی ایک بوڑھی عورت کے سوال میں۔ پھر حضور نے اس کا ذکر ارشاد فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دریا میں اترنے کا حکم ہوا کنارِ دریا تک پہنچے، سواری کے جانوروں کے منہ اللہ تعالیٰ نے پھیر دیے کہ خود واپس پلٹ آئے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الٰہی! یہ کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا: تم قبرِ یوسف (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس ہو ان کا جسم مبارک اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر کا پتہ معلوم نہ تھا فرمایا: اگر تم میں کوئی جانتا ہو تو شاید بنی اسرائیل کی پیرزن (بوڑھی عورت) جانتی ہو، اس کے پاس آدمی بھیجا کہ تجھے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر معلوم ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: تو مجھے بتادے۔ عرض کی ((لَا وَاللّٰہِ حَتّٰی تُعْطِیَنِی مَا أَسْأَلُكَ)) ترجمہ: خدا کی قسم میں نہ بتاؤں گی یہاں تک کہ میں جو کچھ آپ سے مانگوں آپ مجھے عطا فرما دیں۔ فرمایا ((ذٰلك لك)) ترجمہ: تیری عرض قبول ہے۔ ((فَإِنِّی أَسْأَلُكَ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ فِی الدَّرَجَةِ الَّتِی تَكُونُ فِیهَا فِی الْجَنَّةِ)) پیرزن نے عرض کی: تو میں حضور سے یہ مانگتی ہوں کہ جنت میں آپ کے ساتھ ہوں اس درجے میں جس درجے میں آپ ہوں گے۔ ((قَالَ:سَلِی الْجَنَّةَ)) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: جنت مانگ لے، یعنی تجھے یہی کافی ہے اتنا بڑا سوال نہ کر۔ ((قَالَتْ:لَا وَاللّٰہِ أَنْ أَكُونَ مَعَكَ)) پیرزن نے کہا: خدا کی قسم میں نہ مانوں گی مگر یہی کہ آپ کے ساتھ ہوں۔ ((فَجَعَلَ مُوسَى يُرَادُّهَا، فَأَوْحَى اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِلَيْهِ:أَنْ أَعْطِهَا ذَلِكَ، فَإِنَّهُ لَا يَنْقُصُكَ شَيْئًا، فَأَعْطَاهَا)) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے یہی ردوبدل کرتے رہے۔ اللہ عزوجل نے وحی بھیجی موسیٰ! وہ جو مانگ رہی ہے تم اسے وہی عطا کردو کہ اس میں تمہارا کچھ نقصان نہیں۔ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں اسے اپنی رفاقت عطا فرمادی، اس نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بتادی، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نعش مبارک کو ساتھ لے کر دریا سے عبور فرما گئے۔

(المعجم الاوسط، من اسمه محمد، ج7، ص374، دارالحرمین، القاہرہ ☆ کنز العمال، ج2، ص616,617، مؤسسة الرسالہ، بیروت)

مانگ من مانتی منہ مانگی مرادیں لے گا

نہ یہاں ''نا'' ہے نہ منگتا سے یہ کہنا ''کیا ہے''

اس حدیث پاک کے تحت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں ''بحمدہٖ تعالیٰ '' اس حدیث نفیس کا ایک ایک حرف جان وہابیت پر کوکب شہابی ہے۔

اولا: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اعرابی سے ارشاد کہ ''جو جی میں آئے مانگ لے'' حدیث ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تو اطلاق ہی تھا جس سے علمائے کرام نے عموم مستفاد کیا، یہاں صراحۃً خود ارشاد اقدس میں عموم موجود کہ جو دل میں آئے مانگ لے ہم سب کچھ عطا فرمانے کا اختیار رکھتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وبارک علیہ وعلی آلہ قدر جودہٖ ونوالہ ونعمہ وافضالہٖ۔

ثانیاً: یہ ارشاد سن کر مولی علی وغیرہ صحابہ حاضرین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا غبطہ (رشک کرنا) کہ کاش یہ عام انعام کا ارشاد کرام ہمیں نصیب ہوتا حضور تو اسے اختیار عطا فرما ہی چکے اب یہ حضور سے جنت مانگے گا۔ معلوم ہوا کہ بحمد اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کا یہی اعتقاد تھا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہاتھ اللہ عزوجل کے تمام خزائن رحمت دنیا وآخرت کی ہر نعمت پر پہنچتا ہے یہاں تک کہ سب سے اعلیٰ نعمت یعنی جنت جسے چاہیں بخش دیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

ثالثاً: خود حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس وقت اس اعرابی کے قصور ہمت پر تعجب کہ ہم نے اختیار عام دیا اور ہم سے حطام دنیا (مالِ دنیا) مانگنے بیٹھا، پیر زن اسرائیلیہ (اسرائیل کی بوڑھی عورت) کی طرح جنت نہ صرف جنت بلکہ جنت میں اعلیٰ سے اعلیٰ درجہ مانگتا تو ہم زبان دے ہی چکے تھے اور سب کچھ ہمارے ہاتھ میں ہے وہی اسے عطا فرما دیتے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

رابعاً: ان بڑی بی پر اللہ عزوجل کے بیشمار رحمتیں بھلا انہوں نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خدائی کارخانہ کا مختار جان کر جنت اور جنت میں بھی ایسے اعلیٰ درجے عطا کر دینے پر قادر مان کر شرک کیا تو موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کیا ہوا کہ یہ باآں شان غضب وجلال اس شرک پر انکار نہیں فرماتے، اس کے سوال پر کیوں نہیں کہتے کہ میں نے جو اقرار کیا تھا تو ان چیزوں کا جو اپنے اختیار کی ہوں، بھلا جنت اور جنت کا بھی ایسا درجہ یہ خدا کے گھر کے معاملے میں میرا کیا اختیار۔ بڑی بی! تم مجھے خدا بنا رہی ہو، پہلے تمہارے لئے کچھ امید ہو بھی سکتی تو اب تو شرک کر کے تم نے جنت اپنے اوپر حرام کر لی۔ افسوس کہ موسیٰ کلیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے کچھ نہ فرمایا، اس بھاری شرک پر اصلاً انکار نہ کیا۔

خامساً: انکار در کنار اور رجسٹری کہ ((سلی الجنة)) اپنی لیاقت سے بڑھ کر تمنا نہ کرو، ہم سے جنت مانگ لو ہم وعدہ فرما چکے ہیں عطا کر دیں گے تمہیں یہی بہت ہے۔

سابعاً: پچھلا فقرہ تو قیامت کا پہلا صور ہے ((فاعطاھا)) موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بوڑھی عورت کو جنت عالیہ عطا فرما دی۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً، ج30، ص600,601,602,603,604، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

امام بن حجر مکی کا مؤقف

امام اجل احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ''ھو صلی اللہ علیہ وسلم خلیفة اللہ الاعظم الذی جعل خزائن کرمہ و موائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی من یشاء'' ترجمہ: وہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ

خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلا نے اپنے کرم کے خزانے، اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع انکے ارادے کے زیر فرمان کردئے جسے چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(الجوہر المنظم، الفصل السادس ،ص42،المکتبة القادرية جامعه نظاميه رضويه، لاہور)

شاہ عبد العزیز کا مؤقف

مقدمہ رسالہ شاہ عبدالعزیز میں ہے ”حضرت امیر وذریۃ طاہرہ اورا تمام امت برمثال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیه را بایشاں وابسته میدانند “ترجمہ: حضرت امیر (مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم) اوران کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے۔

(تحفہ اثنا عشریہ ،باب ہفتم درامامت،ص214، سہیل اکیڈمی ،لاہور)

اعلیٰ حضرت کا مؤقف

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”احکام الٰہی کی دو قسمیں ہیں: تکوینیہ مثل احیاء واماتت وقضائے حاجت ودفع مصیبت وعطائے دولت ورزق ونعمت وفتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست۔

دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کردینا۔

مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک۔قال اللہ تعالیٰ ﴿ أَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللَّهُ ﴾ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا

ان کے لیے خدا کی الوہیت میں کچھ شریک ہیں جنہوں نے ان کے واسطے دین میں اورراہیں نکال دی ہیں جن کا خدا نے انہیں حکم نہ دیا۔ (پ25،سورۃالشعراء،آیت21)

اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔قال اللہ تعالی ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ أَمْرًا﴾ قسم ان مقبول بندوں کی جو کاروبار عالم کی تدبیر کرتے ہیں۔

(پ29،سورۃالنّٰزعٰت،آیت5)

اورائمہ محققین تصریح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد ہیں جو بات چاہیں واجب کردیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں،جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنی فرمادیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا((ذَرُونِي مَا تَرَكْتُكُمْ، فَإِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلَى أَنْبِيَائِهِمْ، فَإِذَا أَمَرْتُكُمْ بِشَيْءٍ فَأْتُوا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ، وَإِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَدَعُوهُ)) ترجمہ: مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑوں کہ اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلاف مراد چلنے سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنی ہوسکے بجالاؤ اور جب کسی بات سے منع فرماؤں تو اسے چھوڑ دو۔

(صحیح مسلم ،کتاب الحج، باب فرض الحج مرة فی العمر ،ج1،ص432،قدیمی کتب خانہ ، کراچی)☆(سنن النسائی ،کتاب مناسك الحج ،باب وجوب الحج،ج2،ص1، نور محمد کارخانہ، کراچی)☆(سنن ابن ماجة، باب اتباع سنة رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم ، ص2،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

یعنی جس بات میں میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرمادوں تو تم پر تنگی ہوجائے۔

یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح وبلاحرج ہے۔وہابی اسی اصل اصیل سے جاہل ہوکر ہرجگہ

پوچھتے ہیں خداورسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ان احمقوں کواتنا ہی جواب کافی ہے کہ خداورسول نے کہاں منع کیا ہے، جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جواز رہا،تم جوایسے کاموں کومنع کرتے ہواللہ ورسول پرافترا کرتے بلکہ خودشارع بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع کیانہیں اورتم منع کررہے ہو۔مجلس میلا دمبارک وقیام وفاتحہ وسوم وغیرہا مسائل بدعت وہابیہ سب اسی اصل سے طے ہوجاتے ہیں۔اعلٰی حضرت حجۃ الخلف بقیۃ السلف خاتمۃ المحققین سیدنا الوالد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد میں اس کا بیان اعلٰی درجہ کا روشن فرمایا ہے۔فنوراللہ منزلہ واکرم عندہ نزلہ امین۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً،ج30،ص511،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

بارھواں باب

دیدارِ الٰھی

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

دیدارِ الٰہی

شبِ معراج نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جاگتے ہوئے چشمانِ سر سے اپنے رب عزوجل کا دیدار کیا۔

دیدارِ الٰہی پرکچھ دلائل

قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے﴿مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی﴾ ترجمۂ کنزالایمان: آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔

(پ27،سورۃ النجم،آیت17)

اس آیتِ پاک کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) فرماتے ہیں ''ان رؤية الله كانت بعين بصره عليه السلام يقظة بقوله ما زاغ البصر إلخ لان وصف البصر بعدم الزيغ يقتضى ان ذلك يقظة ولو كانت الرؤية قلبية لقال ما زاغ قلبه واما القول بأنه يجوز ان يكون المراد بالبصر بصر قلبه فلا بدله من القرينة وهى ههنا معدومة ''ترجمہ: ﴿مازاغ البصر﴾ کے فرمان سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ عزوجل کو دیکھنا جاگتے ہوئے ظاہری آنکھوں کے ساتھ تھا کیونکہ بصر کو عدمِ زیغ سے موصوف کرنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ یہ معاملہ جاگتے ہوئے تھا، اور اگر رؤیت قلبیہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ (﴿مازاغ البصر﴾ کے بجائے) مازاغ قلبه فرماتا، بہرحال یہ کہنا کہ یہاں بصر سے مراد بصر قلبی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس مراد کے لئے کسی قرینہ کا ہونا ضروری ہے اور وہ یہاں معدوم ہے۔ (تفسیرِ روح البیان،ج9،ص228،دارالفکر،بیروت)

احادیثِ مرفوعہ سے ثبوت

(1) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قال رسول الله صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأيت ربى عزوجل)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میں نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(مسند احمد بن حنبل عن عبدالله بن عباس رضى الله عنهما ،ج 1،ص285،المكتب الاسلامی، بيروت)

امام جلال الدین سیوطی خصائص کبریٰ اور علامہ عبدالرؤف مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں ''یہ حدیث بسند صحیح ہے۔''

(الخصائص الكبرىٰ، حديث ابن عباس رضى الله عنهما،ج 1،ص161، مركز اہلسنت بركات رضا ،گجرات ہند☆ التيسير شرح الجامع الصغير، تحت حديث رأيت ربى،ج2،ص25، مكتبة الامام الشافعی، رياض)

(2) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ((فَرَأَيْتُهُ وَضَعَ كَفَّهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَ أَنَامِلِهِ بَيْنَ ثَدْيَيَّ، فَتَجَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ)) ترجمہ: میں نے اللہ عزوجل کا دیدار کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے کندھوں کے درمیان رکھا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے میں محسوس کی، پس میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے ہر چیز کو پہچان لیا۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 221، دارالغرب الاسلامی ،بيروت)

امام ترمذی اس حدیث کے متعلق فرماتے ہیں ''هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ. سَأَلْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ هَذَا الحَدِيثِ، فَقَالَ: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيح ''ترجمہ: یہ حدیث حسن صحیح ہے، میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا، تو انہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

(سنن الترمذی ،ج5 ،ص 222، دارالغرب الاسلامی ،بيروت)

(3)ابن عسا کر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا کہ حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں((لان اللہ اعطی موسی الکلام واعطانی الرؤیة لوجھه وفضلنی بالمقام المحمود والحوض المورود)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو دولت کلام بخشی اور مجھے اپنا دیدار عطا فرمایا مجھ کو شفاعت کبریٰ وحوض کوثر سے فضیلت بخشی۔

(کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر ،عن جابر حدیث،ج14،ص447، مؤسسة الرسالة ،بیروت)

(4)وہی محدث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا((قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لی ربی نخلت ابرٰھیم خلتی وکلمت موسٰی تکلیما واعطیتك یا محمد کفاحا)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مجھے میرے رب عزوجل نے فرمایا: میں نے ابراہیم کو اپنی دوستی دی اور موسیٰ سے کلام فرمایا اور تمہیں اے محمد! مواجہہ بخشا کہ بے پردہ وحجاب تم نے میرا جمال پاک دیکھا۔

(تاریخ دمشق الکبیر، باب ذکر عروجه الی السماء واجتماعه بجماعة من الانبیاء ،ج3، ص296،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

مجمع البحار میں ہے" کفاحا ای مواجھةً لیس بینھما حجاب ولارسول "ترجمہ: کفاح کا معنٰی بالمشافہ دیدار ہے جبکہ درمیان میں کوئی پردہ اور قاصد نہ ہو۔

(مجمع بحار الانوار، باب کف ع تحت اللفظ کفح،ج4،ص424، مکتبہ دارالایمان ،مدینہ منورہ)

(5)ابن مردویہ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں((سَمِعت رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم وَھُوَ یَقُول:یصف سِدْرَۃ الْمُنْتَھی(وذکر الحدیث الی ان قالت)قلت :یَا رَسُول مَا رَأَیْت عِنْدھَا قَالَ:

رَأَیْته عِنْدھَا یَعْنِی ربه عز وَجل)) ترجمہ: میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی کا وصف بیان فرماتے تھے میں نے عرض کی یارسول اللہ! حضور نے اس کے پاس کیا دیکھا؟ فرمایا: مجھے اس کے پاس دیدار ہوا یعنی رب کا۔

(الدرالمنثور فی التفسیر بالماثور بحوالہ ابن مردویه ،تحت آیة 1/17 ،ج5،ص194،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)

(6) صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے((حَتَّی جَاءَ سِدْرَۃَ الْمُنْتَھَی، وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ العِزَّۃِ فَتَدَلَّی حَتَّی کَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَیْنِ أَوْ أَدْنَی)) ترجمہ: یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سدرۃ المنتہٰی پر آئے، اور جبار رب العزت کے قریب ہوئے حتی کہ وہ آپ سے دو کمانوں کی مقدار رہ گیا یا اس سے بھی زیادہ نزدیک۔

(صحیح بخاری،باب قوله، کلم اللہ موسیٰ تکلماً،ج9،ص149،دارطوق النجاة)

(7) صحیح مسلم میں ہے((عَنْ عَبْدِ اللہِ بْنِ شَقِیقٍ، قَالَ:قُلْتَ لِأَبِی ذَرٍّ، لَوْ رَأَیْتُ رَسُولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَسَأَلْتُهُ فَقَالَ:عَنْ أَیِّ شَیْءٍ کُنْتَ تَسْأَلُهُ؟ قَالَ:کُنْتُ أَسْأَلُهُ ھَلْ رَأَیْتَ رَبَّكَ؟ قَالَ أَبُو ذَرٍّ:قَدْ سَأَلْتُ، فَقَالَ:رَأَیْتُ نُورًا)) ترجمہ: عبداللہ بن شقیق سے روایت ہے، فرماتے ہیں: میں نے ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اگر میں رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کو دیکھتا تو آپ سے سوال کرتا، انہوں نے فرمایا: تم کس چیز کے بارے میں سوال کرتے، کہا: میں آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے یہ سوال کرتا کہ کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے یہ سوال حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سے کیا تھا تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نے جواب میں فرمایا: میں نے نور ہی نور دیکھا۔

(صحیح مسلم،باب فی قوله علیه السلام نور انی ،ج1،ص161،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

اٰثارِ الصحابہ سے ثبوت

(1) ترمذی شریف میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں ((أَمَّا نَحْنُ بَنُو هَاشِمٍ فَنَقُولُ:إِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ)) ترجمہ: ہم بنی ہاشم اہل بیت رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تو فرماتے ہیں کہ بیشک محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا۔

(جامع الترمذی ،ابو اب التفسیر، سورئہ نجم،ج 2،ص161، امین کمپنی اردو بازا ر، دہلی☆ الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی، فصل وامارؤیة لربہ،ج 1،ص159، المطبعة الشرکة الصحافیة فی البلاد العثمانیہ)

(2) ابن اسحٰق عبداللہ بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہیں ((انَّ عبد اللہ بن عمر بن الْخطاب بعث إِلَی عبد اللہ بن عَبَّاس یسْأَله هَل رأی مُحَمَّد ربه فَأرْسل إِلَيْهِ عبد اللہ بن عَبَّاس أَن نعم)) ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ دریافت کرنے کے لیے کسی کو بھیجا: کیا محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب کو دیکھا؟ انہوں نے جواب کہلا بھیجا: ہاں۔

(الدرالمنثور بحوالہ ابن اسحق وبیہقی، تحت آیة 18/53،ج7،ص570،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(3) جامع ترمذی ومعجم طبرانی میں عکرمہ سے مروی ہے ((واللفظ للطبرانی عن ابن عباس قال نظر محمد الی ربه قال عکرمة فقلت لابن عباس نظر محمد الی ربه قال نعم جعل الکلام لموسٰی والخلة لابرٰهیم والنظر لمحمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (زاد الترمذی) فقد رای ربه مرتین)) ترجمہ: طبرانی کے الفاظ ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب کو دیکھا۔ عکرمہ ان کے شاگرد کہتے ہیں: میں نے عرض کی: کیا

محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں اللہ تعالیٰ نے موسٰی کے لئے کلام رکھا اور ابراہیم کے لئے دوستی اور محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے دیدار۔ (اور امام ترمذی نے یہ زیادہ کیا کہ) بیشک محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اللہ تعالیٰ کو دوبار دیکھا۔

(المعجم الاوسط ،ج 10،ص181،مکتبة المعارف، ریاض ☆جامع الترمذی ،ابواب التفسیر ،سورة نجم،ج2،ص160، امین کمپنی اردوبازار، دہلی)

امام ترمذی فرماتے ہیں ”یہ حدیث حسن ہے۔“

(جامع الترمذی ،ابواب التفسیر ،سورة نجم،ج2،ص160، امین کمپنی اردوبازار، دہلی)

(4) امام نسائی اور امام خزیمہ وحاکم وبیہقی کی روایت میں ہے ((واللفظ للبیهقی أتعجبون ان تکون الخلة لابراهیم والکلام لموسٰی والرؤیة لمحمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)) ترجمہ: الفاظ بیہقی کے ہیں کہ کیا ابراہیم کے لئے دوستی اور موسٰی کے لئے کلام اور محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے لئے دیدار ہونے میں تمہیں کچھ اچنبا (تعجب) ہے۔

(السنن الکبری للنسائی، ج6،ص472، دارالکتب العلمیة، بیروت☆(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الایمان ،راٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربہ ،ج 1،ص65،دارالفکر، بیروت☆المواہب اللدنیة بحوالہ النسائی والحاکم ،المقصد الخامس ،ج3،ص104،المکتب الاسلامی بیروت)

حاکم نے کہا ”یہ حدیث صحیح ہے۔“

(المستدرک علی الصحیحین، کتاب الایمان ،راٰی محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ربہ ،ج1،ص65،دارالفکر، بیروت)

امام قسطلانی وزرقانی نے فرمایا ”اس کی سند جید ہے۔“

(المواہب اللدنیة بحوالہ النسائی والحاکم ،المقصد الخامس ،ج 3،ص104،المکتب الاسلامی بیروت)

(5) طبرانی معجم اوسط میں روایت ہے ((عن عبداللہ بن عباس انہ

كان يقول ان محمدا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **رأى ربه مرتين مرة ببصره ومرة بفواده))** ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے بیشک محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دوبارا اپنے رب کو دیکھا ایک باراس آنکھ سے اور ایک باردل کی آنکھ سے۔

(المعجم الاوسط ،ج 6،ص356، مكتبة المعارف، رياض☆المواهب اللدنية بحواله الطبرانى فى الاوسط ،المقصد الخامس،ج3،ص105، المكتب الاسلامى، بيروت)

امام سیوطی وامام قسطلانی وعلامہ شامی وعلامہ زرقانی فرماتے ہیں ''اس حدیث کی سند صحیح ہے۔''

(المواهب اللدنية بحواله الطبرانى فى الاوسط ،المقصد الخامس،ج 3،ص105، المكتب الاسلامى، بيروت☆شرح الزرقانى على المواهب اللدنيه ،ج 6،ص117، المقصد الخامس ،دارالمعرفه ،بيروت)

(6) امام علی بن ابی بکر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 807ھ) فرماتے ہیں: **((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: انَّ مُحَمَّدًا** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **رَأَى رَبَّهُ مَرَّتَيْنِ: مَرَّةً بِبَصَرِهِ وَمَرَّةً بِفُؤَادِهِ))** ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں: حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دومرتبہ دیکھا، ایک مرتبہ سر کی آنکھ سے اور ایک مرتبہ دل کی آنکھ سے۔

(مجمع الزوائد،باب منه فى الاسراء،ج1،ص79،مكتبة القدسى،القاهره)

(7) امام الائمہ ابن خزیمہ وامام بزار حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں **((ان محمدا** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **رأى ربه** عزوجل**))** ترجمہ: بیشک محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔

(المواهب اللدنية بحواله ابن خزيمه ،المقصد الخامس،ج 3،ص105، المكتب الاسلامى، بيروت)

امام احمد قسطلانی وعبدالباقی زرقانی فرماتے ہیں ''اس کی سند قوی ہے۔''

(المواهب اللدنية بحواله ابن خزيمه ،المقصد الخامس،ج 3،ص105، المكتب الاسلامى،

بيروت☆شرح الزرقانى على المواهب اللدنيه، المقصد الخامس،ج6،ص118،دارالمعرفه ،بيروت)

(8) محمد بن اسحٰق کی حدیث میں ہے **((ان مروان سأل ابا هريرة** رضی اللہ تعالیٰ عنہ **هل رأى محمد** صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ **ربه فقال نعم))** ترجمہ: مروان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: کیا محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا: ہاں۔

(شرح الزرقانى على المواهب اللدنية بحواله ابن اسحق،ج 6،ص116، دارالمعرفه ،بيروت☆ الشفاء بتعريف حقوق المصطفٰى بحواله ابن اسحق، فصل وما رؤية لربه،ج 1،ص159، المطبعة الشركة الصحافية فى البلاد العثمانيه)

(9) جامع ترمذی میں ہے **((لَقِيَ ابْنُ عَبَّاسٍ كَعْبًا بِعَرَفَةَ فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ فَكَبَّرَ حَتَّى جَاوَبَتْهُ الْجِبَالُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّا بَنُو هَاشِمٍ، فَقَالَ كَعْبٌ: إِنَّ اللَّهَ قَسَمَ رُؤْيَتَهُ وَكَلَامَهُ بَيْنَ مُحَمَّدٍ وَمُوسَى، فَكَلَّمَ مُوسَى مَرَّتَيْنِ، وَرَآهُ مُحَمَّدٌ مَرَّتَيْنِ))** ترجمہ: میدان عرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ملاقات حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی تو انہوں نے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا، تو حضرت کعب نے بلند آواز سے تکبیر کہی یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ میں بنو ہاشم ہوں (یعنی آپ میرا سوال نہ ٹالیں) تو حضرت کعب نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ نے دیدار اور کلام کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان تقسیم کردیا ہے، پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دومرتبہ اللہ تعالیٰ سے کلام کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دومرتبہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا ہے۔

(جامع ترمذى،باب ومن سورة والنجم،ج5،ص247،دارالغرب الاسلامى،بيروت)

اس روایت کے بعد امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا **کی انکارِ رؤیت والی روایت نقل کی ہے۔**

اقوالِ تابعین سے ثبوت

(1) مصنف عبدالرزاق میں ہے ((عن معمر عن الحسن البصری انه کان یحلف بالله لقد رأی محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ)) ترجمہ: امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قسم کھا کر فرمایا کرتے بیشک محمد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی بحواله عبدالرزاق عن معمر عن الحسن البصری، فصل واما رویة لربه، المطبعة الشرکة الصحافیة فی البلاد العثمانیه)

(2) اسی طرح امام ابن خزیمہ حضرت عروہ بن زبیر سے کہ حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پھوپھی زاد بھائی کے بیٹے اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے ہیں راوی کہ وہ نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو شب معراج دیدار الٰہی ہونا مانتے ((وانه یشتد علیه انکارها)) ملتقطاً ترجمہ: اوران پر اس کا انکار سخت گراں گزرتا۔

(شرح الزرقانی علی المواهب اللدنیة بحواله ابن خزیمه، المقصد الخامس، ج 1، ص116، دارالمعرفة، بیروت)

یوں ہی (1) کعب احبار عالمِ کتب سابقہ (2) وامام ابن شہاب زہری قرشی (3) وامام مجاہد مخزومی مکی (4) وامام عکرمہ بن عبداللہ مدنی ہاشمی (5) وامام عطا بن رباح قرشی مکی استادِ امام ابوحنیفہ (6) وامام مسلم بن صبیح ابوالضحٰی کوفی وغیرہم جمیع تلامذہ عالم قرآن حبر الامہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھی یہی مذہب ہے۔

امام قسطلانی مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں ((اخرج ابن خزیمة عن عروه بن الزبیر اثباتها وبه قال سائر اصحاب ابن عباس وجزم به کعب الاحبار والزهری)) ترجمہ: ابن خزیمہ نے عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کا اثبات روایت کیا ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے تمام شاگردوں کا یہی قول ہے۔ کعب احبار اور زہری نے اس پر جزم فرمایا ہے۔

(المواهب اللدنیة، المقصد الخامس، ج3، ص104، المکتب الاسلامی، بیروت)

اقوالِ ائمہ سے ثبوت

(1) امام خلّال کتاب السنہ میں اسحٰق بن مروزی سے روایت کرتے ہیں، حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ رؤیت کو ثابت مانتے اور اس کی دلیل فرماتے ((قول النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رأیت ربی اه مختصراً)) ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے میں نے اپنے رب کو دیکھا۔

(المواهب اللدنیة بحواله الخلال فی کتاب السنن، المقصد الخامس، ج3، ص107، المتکب الاسلامی، بیروت)

(2) نقاش اپنی تفسیر میں انہی امام رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں "انه قال اقول بحدیث ابن عباس بعینه رای ربه راه راه راه حتی انقطع نفسه" ترجمہ: انہوں نے فرمایا میں حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا معتقد ہوں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا دیکھا دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی بحواله النقاش عن احمد، واما رؤیة لربه، ج1، ص159، المکتبة الشرکة الصحافیة)

(3) امام ابن الخطیب مصری مواہب شریف میں فرماتے ہیں "جزم به معمر واخرون وهوقول الاشعری وغالب اتباعه" ترجمہ: امام معمر بن راشد بصری اور ان کے سوا اور علماء نے اس پر جزم کیا، اور یہی مذہب ہے امام اہلسنت امام ابوالحسن اشعری اور ان کے غالب پیرووں کا۔

(المواهب اللدنیه، المقصد الخامس، ج3، ص104، المکتب الاسلامی، بیروت)

(4) علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں "الاصح الراجح انه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای ربه بعین راسه حین اسری به کما ذهب الیه اکثر الصحابة" ترجمہ: مذہب اصح وراجح یہی ہے کہ نبی

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ اسراء اپنے رب کو چشمِ سر دیکھا جیسا کہ جمہور صحابہء کرام کا یہی مذہب ہے۔

(نسیم الریاض شرح شفاء القاضی عیاض ،فصل واما رؤیۃ لربہ،ج 2،ص303، مرکز اہلسنت برکات رضا، گجرات ہند)

(5)علامہ محمد بن عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1122ھ) شرح مواہب میں فرماتے ہیں ''انہ رأی اللہ تعالی بعینیہ یقظۃ علی الراجح کما یأتی فی مقصد الإسراء إن شاء اللہ تعالی، وجمع لہ بین الکلام والرؤیۃ، وکلمہ اللہ تعالی فی الرفیع "بالفاء، أی :المکان "الأعلی "علی سائر الأمکنۃ تشریفًا لـہ ''ترجمہ: راجح قول کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا دیدار جاگتے ہوئے اپنی آنکھوں سے کیا ہے جیسا کہ مقصد الاسراء میں آئے گا ان شاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے کلام اور رؤیت دونوں کو جمع فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شرف دیتے ہوئے تمام امکنہ سے ارفع واعلیٰ مکان پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کلام فرمایا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب،ج7،ص204،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

مزید فرماتے ہیں ''الراجح عند اکثر العلماء انہ رای ربہ بعین راسہ لیلۃ المعراج ''ترجمہ: جمہور علماء کے نزدیک راجح یہی ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شبِ معراج اپنے رب کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔

(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ، المقصد الخامس،ج6،ص116، دارالمعرفۃ، بیروت)

(6)امام یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی676ھ) فرماتے ہیں ''وَذَهَبَ الْجُمْهُورُ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ إِلَى أَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ رَأَى رَبَّهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى ثُمَّ اخْتَلَفَ هَؤُلَاءِ فَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَبَّهُ بِفُؤَادِهِ دُونَ

عَيْنَيْهِ وَذَهَبَ جَمَاعَةٌ إِلَى أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنَيْهِ ''ترجمہ: جمہور مفسرین اس طرف ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا دیدار کیا ہے، پھر دیدار کی کیفیت میں اختلاف ہے، ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے دل سے دیدار کیا ہے نہ کہ آنکھوں سے، اور ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنی آنکھوں سے دیدار کیا ہے۔

(شرح النووی علی مسلم،ولقد راہ نزلۃ اخری،ج3،ص6،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

مزید فرماتے ہیں ''وَقَدْ ذَهَبَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْمُفَسِّرِينَ إِلَى أَنَّهُ رَآهُ بِعَيْنِهِ وَهُوَ قَوْلُ أَنَسٍ وَعِكْرِمَةَ وَالْحَسَنِ وَالرَّبِيعِ ''ترجمہ: مفسرین کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، یہی حضرت انس، عکرمہ اور حسن کا مؤقف ہے۔

(شرح النووی علی مسلم،ولقد راہ نزلۃ اخری،ج3،ص6،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

(7)علامہ علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1044ھ) فرماتے ہیں ''ذھب إلی الرؤیۃ:أی المذکورۃ أکثر الصحابۃ وکثیر من المحدثین والمتکلمین، بل حکی بعض الحفاظ علی وقوع الرؤیۃ لہ بعین رأسہ الإجماع، وإلی ذلک یشیر صاحب الأصل بقولہ:ورآہ وما رآہ ...رؤیۃ العین یقظۃ لاالمرائی ''ترجمہ: اکثر صحابہ، کثیر محدثین اور متکلمین رؤیتِ مذکورہ (آنکھ سے دیدار) کی طرف گئے ہیں بلکہ بعض حفاظ نے آنکھ سے دیدار پر اجماع حکایت کیا ہے۔، اور اسی کی طرف صاحبِ اصل نے اپنے قول سے اشارہ کیا ہے کہ: حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے رب کو دیکھا اور جو دیکھا آنکھ سے جاگتے ہوئے دیکھا نہ کہ نیند میں۔ (سیرتِ حلبیہ،باب ذکر الاسراء،ج1،ص574،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(8)علامہ جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''قَالَ النَّوَوِیّ

الرَّاجِح عِنُد أَكثر الُعلمَاء أَنه صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رأى ربه بعينى رَأسه لَيُلَة الُإِسُرَاء لحَدِيث بن عَبَّاس وَغَيره وَإِثُبَات هَذَا لَا يكون إِلَّا بِالسَّمَاعِ من رَسُول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلم تعتمد عَائِشَة فِى نفى الرُّؤُيَة على حَدِيث رَسُول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِنَّمَا اعتمدت الاستنباط من الُآيَات وَالُجَوَاب عَن هَذِه الُآيَة أَن الُإِدُرَاك هُوَ الُإِحَاطَة وَالله تَعَالَى لَا يحاط بِهِ وَإِذا ورد النَّص بِنَفُى الُإِحَاطَة فَلَا يلُزم مِنُهُ نفى الرُّؤُيَة بِغَيُر إحاطة ''ترجمہ:امام نووی نے فرمایا: اکثر علماء کا یہ مؤقف ہے کہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے معراج کی رات اللہ عزوجل کا دیدار بچشمِ سر کیا ہے، ان کی دلیل حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ سے مروی روایت ہے، اس کا اثبات رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سماع کے بغیر ممکن نہیں، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے رؤیت کی نفی میں نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حدیث پر اعتماد نہیں کیا بلکہ آیات سے استنباط پر اعتماد کیا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جس ادراک کی نفی آیت پاک میں کی گئی وہ احاطہ کے طور پر ادراک ہے، اور اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا، اور جب قرآن پاک میں احاطۂ رؤیت کی نفی کی گئی ہے تو اس سے بلا احاطہ رؤیت کی نفی لازم نہیں آتی۔

(شرح السیوطی علی مسلم، ج1، ص222، دارابن عفان للنشروالتوزیع، عرب)

(9) محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں**

''صحابہ کا اس میں اختلاف تھا کہ آیا شبِ معراج نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سر کی آنکھوں سے اللہ سبحانہ کو دیکھا ہے یا نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کی نفی کرتی ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس کا اثبات کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کے ساتھ صحابہ کرام کی جماعتیں متفق ہو گئیں اسی طرح تابعین میں سے بھی بعض حضرت عائشہ کے نظریہ کے قائل تھے اور بعض حضرت ابن عباس کے نظریہ کے قائل

تھے، اور بعض نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے، لیکن جمہور علماء حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے نظریہ کے قائل ہیں اور علامہ محی الدین نووی نے لکھا ہے کہ اکثر علمائے عظام کا مختار یہ ہے کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ سبحانہ کو سر کی آنکھوں سے دیکھا ہے اور یہ کہ حضرت ابن عباس کا یہ قول رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سماع پر منقول ہے اور حضرت عائشہ نے محض اپنے اجتہاد سے انکار کیا ہے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول متعین ہے کیونکہ وہ نبی اکرم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے سماع کے بغیر یہ بات نہیں کہہ سکتے اور نہ یہ ان کے لئے جائز ہے کیونکہ اجتہاد سے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے، حضرت ابن عمر نے حضرت ابن عباس سے پوچھا کہ کیا سیدنا محمد صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جواب دیا: ہاں، تو حضرت ابن عمر نے اس کو تسلیم کر لیا۔

اکثر مشائخ صوفیہ کا مختار یہ ہے کہ آپ نے اپنے رب سبحانہ کو دیکھا ہے اور نبی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو وہ کمال حاصل ہوا کو مخلوق کی عقلوں سے ماوراء ہے اور معراج کی شب آپ کو جو کمال حاصل ہوا وہ تمام کمالات سے بڑھ کر تھا اور آپ کو اس شب اللہ تعالیٰ کا وہ قرب نصیب ہوا جو انسانی عقل سے ماوراء ہے۔''

(اشعۃ اللمعات، ج4، ص431، مطبع تیج کمار، لکھنؤ)

سوال: بعض لوگ یہ دعوی کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ آئیں ہم آپ کو جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار کراتے ہیں، کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علاوہ کسی کے لیے دنیا میں جاگتی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے؟

جواب : دنیا میں حضور صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے علاوہ کسی کے لئے بیداری کے ساتھ چشمِ سر سے اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن نہیں، جو اس کا دعوی کرے وہ کافر ہے۔ رسول

اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **نے ارشاد فرمایا**''تعلموا انه لن يرى احد منكم ربه حتى يموت ''**ترجمہ: جان لو موت سے پہلے تم میں کوئی بھی اپنے رب کا دیدار ہرگز نہیں کر سکتا۔**

(صحیح مسلم،ج2،ص399،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

فتاوی حدیثیہ میں ہے''لايجوز لاحد ان يدعى انه رأى الله بعين رأسه ،ومن زعم ذلك فهو كافر مراق الدم ''**ترجمہ: کسی کے لیے جائز نہیں کہ وہ سر کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعوی کرے،اور جس نے یہ گمان کیا وہ کافر اور مباح الدم ہے۔**

(فتاوی حدیثیہ،مطلب فی رؤیة الله تعالی فی الدنیا،ص200،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

منح الروض الازھر میں ہے''قال الاردبيلى فى كتابه الانوار :ولو قال:انى ارى الله تعالىٰ عياناً فى الدنيا او يكلمنى شفاها كفر ''**ترجمہ: اردبیلی نے اپنی کتاب الانوار میں لکھا: اگر کوئی کہے کہ میں نے دنیا میں آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کا دیدار کیا یا اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلامِ حقیقی کیا ہے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔**

(منح الروض الازھر،ومنھا:ھل یجوز رؤیة اللہ تعالیٰ فی الدنیا،ص 124،قدیمی کتب خانہ،کراچی)

معتقد المنتقد میں ہے''وكفروا مدعى الرؤية كما ان القارى فى ذيل قول القاضى:وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالىٰ والعروج اليه ومكالمته ،قال:وكذا من ادعى رؤته سبحانه فى الدنيا بعينه ''**ترجمہ: فقہاء نے اللہ تعالیٰ کا جاگتی آنکھوں سے دیدار کا دعوی کرنے والے کی تکفیر کی ہے،جیسا کہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے قاضی عیاض علیہ الرحمہ کے اس قول**''وكذلك من ادعى مجالسة الله تعالىٰ والعروج اليه ومكالمته ''**کے تحت فرمایا: اسی طرح جو اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنے کا دعوی کرے اس کی بھی تکفیر کی جائے گی۔**

(معتقد المنتقد،ص58،برکاتی پبلشر،کراچی)

بہار شریعت میں ہے''**دنیا میں بیداری میں اللہ** عزوجل **کے دیدار یا کلامِ حقیقی سے مشرف ہونا،اس کا جو اپنے یا کسی ولی کے لیے دعوی کرے،وہ کافر ہے۔**''

(بہار شریعت،حصہ1،ص271،مکتبة المدینہ،کراچی)

سوال : **کیا خواب میں بھی نبی پاک** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کے علاوہ کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار نہیں ہوسکتا؟**

جواب : **نبی پاک** صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ **کے علاوہ کے لیے بھی خواب میں اللہ کا دیدار ممکن ہے جیسا کہ امام اعظم** رحمۃ اللہ علیہ **کو سو 100 بار خواب میں اللہ کا دیدار نصیب ہوا۔ان کے علاوہ بھی بہت سے اولیاء اللہ سے یہ بات ثابت ہے کہ انہیں خواب میں اللہ کا دیدار نصیب ہوا۔نبراس میں ہے**''**واما الرؤية فى المنام فقد حكيت عن كثير من السلف** فعن الاما م الاعظم انه راى مأة مرة وقال محمد بن سيرين التابعى اما م المعبرين من راى الله سبحانه فى منامه دخل الجنة وتخلص من الغموم وعن الامام احمد قال رأيت الله سبحانه فى المنام فسألته عن افضل العبادات فقال تلاوة القراٰن وعن حمزة القارى انه قرأ القراٰن فى منامه على الله سبحانه من اوله الى آخره **ولاخفاء فى انها نوع مشاهدة يكون باالقلب دون العين** ''**ترجمہ: بہرحال خواب میں اللہ کا دیدار ہونا یہ بہت سے اولیاء اللہ سے مروی ہے امام اعظم** رحمۃ اللہ علیہ **کے حوالے سے منقول ہے کہ آپ** رحمۃ اللہ علیہ **نے سو بار (خواب میں) اللہ کا دیدار کیا اور امام المعبرین محمد بن سیرین التابعی** رحمۃ اللہ علیہ **فرماتے ہیں کہ جس نے خواب میں اللہ کا دیدار کیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور غموں سے نجات حاصل کرلے گا اور امام احمد** رحمۃ

اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اللہ عزوجل کا دیدار کیا تو میں نے اپنے رب سے سب سے افضل عبادت کے متعلق سوال کیا تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ قرآن کی تلاوت کرنا اورحمزہ قاری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے منقول ہے کہ انہوں نے خواب میں اول تا آخر (پورا قرآن پاک) اللہ کی بارگاہ میں تلاوت کیا۔ اوراس بات میں کوئی خفاء نہیں کہ یہ مشاہدہ کی ایک نوع ہے کہ جو آنکھ کی بجائے قلب سے حاصل ہوتی ہے۔(نبراس ،صفحہ169-170،مکتبہ حقانیہ ،ملتان)

شرح النووی میں ہے ”قال القاضی و اتفق العلماء علی جواز رؤیۃ اللہ تعالی فی المنام و صحتہ “ترجمہ: امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علماء کا خواب میں اللہ کا دیدار ہونے کے جواز اورصحت پر اتفاق ہے۔

(شرح النووی ،کتاب الرؤیا،جلد15،صفحہ25،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی (متوفی 1367ھ) فرماتے ہیں: ”دنیا کی زندگی میں اللہ عزوجل کا دیدار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور آخرت میں ہر سُنّی مسلمان کے لیے ممکن بلکہ واقع۔ رہا قلبی دیدار یا خواب میں، یہ دیگر انبیاء علیہم السلام بلکہ اولیا کے لیے بھی حاصل ہے۔ ہمارے امامِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کو خواب میں سو بار زیارت ہوئی۔“

(بہار شریعت ،جلد1،حصہ 1،صفحہ21،مکتبۃ المدینہ ،کراچی)

لہٰذا اگر کوئی پابند شرع آدمی خواب میں اللہ کے دیدار کا دعوی کرے تو اسکو سچا جاننا چاہیے کہ مسلمان پر بلاوجہ یہ گمان کرنا جائز نہیں کہ جھوٹ بولتا ہوگا۔ قرآن پاک میں اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا ﴿یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ﴾ ترجمہ: اے ایمان والو بہت گمان کرنے سے بچو کہ بے شک بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ (پارہ 26،سورۃالحجرات،آیت12)

لیکن اگر کوئی گنہگار شخص اس بات کا دعوی کرے تو اس کا دعوی قبول کرنے سے سکوت کرنا چاہیے خصوصا آجکل کے بہت سے ڈبہ پیروں کے دعووں کی تو صریح تکذیب کی جائے کہ جنہیں نماز پڑھنے کی بھی توفیق نہیں وہ بھی اس بات کا دعوی کرتے نظر آتے ہیں ایسوں کی بات نہیں مانی جائے گی۔ محمد بن احمد بن محمد علیش ابوعبد اللہ المالکی (المتوفی 1299ھ) فرماتے ہیں” وأما إن دعاها من ليس من أهلها كالعاصي والمقصر فإنه يكذب “ترجمہ: بہرحال اگر کوئی گنہگار شخص اس بات کا دعوی کرے تو اسکی بات نہیں مانی جائے گی۔

(فتح العلی المالک فی الفتوی علی مذہب الامام مالک،مسائل العقائد ،جلد1،صفحہ45،دار المعرفۃ ،بیروت)

تیرھواں باب
قبر پر اذان

قبر پر اذان دینا

مسلمان میت کو قبر میں دفن کر کے اذان دینا بالکل جائز ہے۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''بعض علمائے دین نے میت کو قبر میں اتارتے وقت اذان کہنے کو سنّت فرمایا، امام ابن حجر مکّی وعلاّمہ خیر الملۃ والدّین رملی استاذ صاحبِ دُرمختار علیہم رحمۃ الغفار نے اُن کا یہ قول نقل کیا۔

اما المکی ففی فتاواہ وفی شرح العباب وعارض واما الرملی ففی حاشیۃ البحر الرائق ومرض ۔ترجمہ: مکّی نے اپنے فتاوٰی اور شرح العباب میں نقل کیا اور معارضہ کیا، رملی نے حاشیہ البحر الرائق میں نقل کیا اور اسے کمزور کہا۔

حق یہ ہے کہ اذان مذکور فی السوال کا جواز یقینی ہے ہرگز شرع مطہر سے اس کی ممانعت کی کوئی دلیل نہیں اور جس امر سے شرع منع نہ فرمائے اصلاً ممنوع نہیں ہوسکتا، قائلانِ جواز کے لئے اسی قدر کافی، جو مدعیِ ممانعت ہو دلائل شرعیہ سے اپنا دعوٰی ثابت کرے۔ (فتاوی رضویہ، ج5، ص654، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مسلمان میت کو قبر میں دفن کر کے اذان دینا اہل سنت کے نزدیک جائز ہے، جس کے بہت دلائل ہیں۔

(جاء الحق، ص618، مکتبہ غوثیہ، کراچی)

چند دلائل

دلیل نمبر(1):

وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا اور منکر نکیر سوال کرتے ہیں تو شیطان رجیم وہاں بھی خلل انداز ہوتا ہے اور جواب میں بہکاتا ہے۔ امام ترمذی محمد بن علی نوادر الاصول میں روایت کرتے ہیں: ((إذا سُئِلَ الْمَيِّت من رَبك تراءى لهُ الشَّيْطَان فِي صُورَة فيشير إِلَى نفسه أَي أَنا رَبك فَهَذِهِ فتْنَة عَظِيمَة)) ترجمہ: جب

مُردے سے سوال ہوتا ہے کہ تیرا رب کون ہے؟ شیطان اُس پر ظاہر ہوتا اور اپنی طرف اشارہ کرتا ہے یعنی میں تیرا رب ہُوں، یہ ایک عظیم فتنہ ہے۔

(نوادر الاصول،باب فی مسئلة التثبیت للمیت،ج3،ص227،دارالجیل،بیروت)

اور صحیح حدیثوں سے ثابت کہ اذان شیطان کو دفع کرتی ہے۔

صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ حُصَاصٌ)) ترجمہ: جب مؤذن اذان کہتا ہے شیطان پیٹھ پھیر کر گوز مارتا ہوا بھاگتا ہے۔

(صحیح مسلم،باب ادبار الشیطان اذا سمع النداء،ج1،ص291،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

صحیح مسلم کی حدیث جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے واضح کہ چھتیس میل تک بھاگ جاتا ہے۔

(صحیح مسلم،باب ادبار الشیطان اذا سمع النداء،ج1،ص290،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

اور خود حدیث میں حکم آیا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو کہ وہ دفع ہو جائے گا۔ (معجم اوسط،ج8،ص210،مکتبة المعارف،الریاض)

جب ثابت ہولیا کہ وہ وقت معاذ اللہ مداخلتِ شیطان کا ہے اور ارشاد ہُوا کہ شیطان اذان سے بھاگتا ہے اور اس میں حکم آیا کہ اُس کے دفع کو اذان کہو تو یہ قبر کے پاس اذان خاص حدیثوں سے مستنبط بلکہ عین ارشادِ شارع علیہ السلام کے مطابق اور مسلمان بھائی کی عمدہ امداد واعانت ہُوئی جس کی خوبیوں سے قرآن وحدیث مالا مال۔

دلیل نمبر (2):

امام احمد وطبرانی وبیہقی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں: ((لَمَّا دُفِنَ سَعْدُ بْنُ معاذ (زاد فی روایة) وسوی علیه سَبَّحَ رَسُولُ

اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبَّحَ النَّاسُ مَعَهُ طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرَ النَّاسُ، ثُمَّ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ مِمَّا سَبَّحْتَ (زاد فی روایة) ثم كَبَّرْتَ لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هَذَا الرَّجُلِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَّجَهُ اللهُ عَنْهُ)) ترجمہ: جب سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہو چکے اور قبر درست کر دی گئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک سبحان اللہ فرماتے رہے اور صحابہ کرام بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے پھر حضور اللہ اکبر اللہ اکبر فرماتے رہے اور صحابہ بھی حضور کے ساتھ کہتے رہے، پھر صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! حضور اول تسبیح پھر تکبیر کیوں فرماتے رہے؟ ارشاد فرمایا: اس نیک مرد پر اُس کی قبر تنگ ہُوئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہ تکلیف اُس سے دُور کی اور قبر کشادہ فرمادی۔

(مسند احمد بن حنبل،مسند جابر بن عبد الله رضی الله عنه،ج23،ص278،مؤسسة الرساله،بیروت)

علامہ علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں علامہ طیبی کا قول اس حدیث کی شرح میں نقل کرتے ہیں: ''مَازِلْتُ أُكَبِّرُ وَتُكَبِّرُونَ وَأُسَبِّحُ وَتُسَبِّحُونَ حَتَّى فَرَّجَهُ اللّٰهُ'' ترجمہ: حدیث کے معنی یہ ہیں کہ برابر مَیں اور تم اللہ اکبر اللہ اکبر سبحان اللہ کہتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُس تنگی سے انہیں نجات بخشی۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب اثبات عذاب القبر،ج1،ص218،دارالفکر،بیروت)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے میت پر آسانی کے لئے بعد دفن کے قبر پر اللہ اکبر اللہ اکبر بار بار فرمایا ہے اور یہی کلمہ مبارکہ اذان میں چھ بار ہے تو عین سنّت ہُوا، غایت یہ کہ اذان میں اس کے ساتھ اور کلمات طیبات زائد ہیں، سو اُن کی زیادت نہ معاذ اللہ کچھ مضر (نقصان دہ) نہ اس امرِ مسنون کے منافی بلکہ زیادہ مفید ومؤیدِ مقصود ہے کہ رحمتِ الٰہی اتارنے کے لئے ذکر خدا کرنا تھا۔

دیکھو یہ بعینہٖ وہ مسلکِ نفیس ہے جو دربارۂ تلبیہ اجلہ صحابہ عظام جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر وحضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابوہریرہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو ملحوظ ہوا اور ہمارے ائمہ کرام نے اختیار فرمایا۔

ہدایہ میں ہے ''(وَلَا یَنبَغِی أَنْ یُخِلَّ بِشَیْءٍ مِنْ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ)لِأَنَّهُ هُوَ الْمَنْقُولُ بِاتِّفَاقِ الرُّوَاةِ فَلَا يَنْقُصُ عَنْهُ (وَلَوْ زَادَ فِيهَا جَازَ)لَنَا أَنَّ أَجِلَّاءَ الصَّحَابَةِ كَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَأَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ زَادُوا عَلَى الْمَأْثُورِ، وَلِأَنَّ الْمَقْصُودَ الثَّنَاءُ، وَإِظْهَارُ الْعُبُودِيَّةِ فَلَا يُمْنَعُ مِنْ الزِّيَادَةِ ''یعنی ان کلمات میں کمی نہ چاہئے کیونکہ یہی تمام روایات میں منقول ہیں تو اُن سے گھٹائے نہیں اور اگر بڑھائے تو جائز ہے، ہماری دلیل یہ ہے کہ اجلاء صحابہ جیسا کہ حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم ماثور پر زیادہ کیا کرتے تھے اور یہ کہ مقصود اللہ تعالیٰ کی تعریف اور اپنی بندگی کا ظاہر کرنا ہے تو اور کلمے زیادہ کرنے سے ممانعت نہیں۔ (الہدایہ فی شرح بدایہ،ج1،ص135،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

دلیل نمبر(3):

بالاتفاق سنّت اور حدیثوں سے ثابت اور فقہ میں مثبت کہ میت کے پاس حالتِ نزع میں کلمہ طیبہ لاالٰہ الااللّٰہ کہتے رہیں کہ اُسے سُن کر یاد ہو، حدیث متواتر میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((لَقِّنُوا مَوْتَاكُمْ قَوْلَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّه)) ترجمہ: اپنے مردوں کو لاالٰہ الااللہ سکھاؤ۔

(سنن داؤد،باب فی التلقین،ج3،ص190،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

اب جو نزع میں ہے وہ مجازاً مردہ ہے اور اُسے کلمۂ اسلام سکھانے کی حاجت کہ بحول اللہ تعالیٰ خاتمہ اسی پاک کلمے پر ہو اور شیطان لعین کے بھُلانے میں نہ آئے اور جو دفن ہو چکا حقیقۃً مُردہ ہے اور اُسے بھی کلمہ پاک سکھانے کی حاجت کہ

بعون اللہ تعالیٰ جواب یاد ہو جائے اور شیطان رجیم کے بہکانے میں نہ آئے اور بیشک اذان میں یہی کلمہ لا الٰہ الاّ اللہ تین جگہ موجود۔

بلکہ اُس کے تمام کلمات جوابِ نکیرین بتاتے ہیں، ان کے سوال تین ہیں (1)من ربك تیرارب کون ہے؟(۲)مادینك تیرادین کیاہے؟(۳)ما کنت تقول فی ھذا الرجل، تُو اس مرد یعنی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے باب میں کیا اعتقاد رکھتا تھا؟

اب اذان کی ابتدا میں اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر اشھد ان لاالٰہ الااللّٰہ اشھد ان لاالٰہ الااللّٰہ اور آخر میں اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لاالٰہ الااللّٰہ سوال من ربك کا جواب سکھائیں گے ان کے سننے سے یاد آئیگا کہ میرا رب اللہ ہے۔

اور اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ سوال ماکنت تقول فی ھذا الرجل کا جواب تعلیم کریں گے کہ میں انہیں اللہ کا رسول جانتا تھا۔

اور حیّ علی الصلاۃ حی علی الفلاح جواب مادینك کی طرف اشارہ کریں گے کہ میرا دین وہ تھا جس میں نماز رکن وستون ہے کہ الصلاۃ عماد الدین۔

تو بعدِ دفن اذان دینا عین اس ارشاد کی تعمیل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح متواتر مذکور میں فرمایا۔

دلیل نمبر(4):

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((أَطْفِئُوا الْحَرِيقَ بِالتَّكْبِيرِ))

ترجمہ: آگ کو تکبیر سے بجھاؤ۔

(معجم اوسط،من اسمہ معاذ،ج8،ص258،دارالحرمین،القاہرہ)

حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيقَ فَكَبِّرُوا فَإِنَّ ذَلِكَ يُطْفِئُه)) جب آگ دیکھو اللہ اکبر اللہ اکبر کی بکثرت تکرار کرو کہ وہ آگ کو بجھا دیتا ہے۔ (الکامل فی الضعفاء الرجال،عبد اللہ بن لہیعہ،ج5،ص249،الکتب العلمیہ،بیروت)

علّامہ مناوی تیسیر شرح جامع صغیر میں فرماتے ہیں ''(فَكَبِّرُوا) أَي قُولُوا الله أكبر الله أكبر و كرّروه كثيرا'' ترجمہ: ''فکبروا'' سے مراد یہ ہے کہ اللہ اکبر اللہ اکبر کثرت کے ساتھ بار بار کہو۔

(التیسیر شرح جامع صغیر،حرف الہمزہ،ج1،ص100،مکتبہ امام شافعی،ریاض سعودیہ)

مولانا علی قاری علیہ الرحمۃ الباری اُس حدیث کی شرح میں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے پاس دیر تک اللہ اکبر فرماتے رہے، لکھتے ہیں ''وَالتَّكْبِيرِ عَلَى هَذَا لِإِطْفَاءِ الْغَضَبِ الْإِلَهِيِّ، وَلِهَذَا وَرَدَ اسْتِحْبَابُ التَّكْبِيرِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْحَرِيقِ'' اب یہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا غضب الٰہی کے بجھانے کو ہے ولہذا آگ لگی دیکھ کر دیر تک تکبیر مستحب ٹھہری۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب اثبات عذاب القبر،ج1،ص218،دارالفکر،بیروت)

وسیلۃ النجاۃ میں حیرۃ الفقہ سے منقول ہے: ''اہلِ قبرستان پر تکبیر کہنے میں حکمت یہ ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے: ((إذَا رَأَيْتُمُ الْحَرِيقَ فَكَبِّرُوا فَإِنَّ ذَلِكَ يُطْفِئُه)) یعنی جب تم کسی جگہ آگ بھڑکتی ہوئی دیکھو (اور تم اسے بجھانے کی طاقت نہ رکھتے ہو) تو تکبیر کہو کہ اس تکبیر کی برکت سے وہ آگ ٹھنڈی پڑ جائیگی چونکہ عذابِ قبر بھی آگ کے ساتھ ہوتا ہے اور اسے تم اپنے ہاتھ سے بجھانے کی طاقت نہیں رکھتے لہذا اللہ کا نام لو (تکبیر کہو) تا کہ فوت ہونے والے لوگ دوزخ کی آگ سے

خلاصی پائیں۔

(وسیلۃ النجاۃ بحوالہ حیرۃ الفقہ☆فتاوی رضویہ،ج5،ص659،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

یہاں سے بھی ثابت کہ قبرِ مسلم پر تکبیر کہنا فردِ سنت ہے، تو یہ اذان بھی قطعاً سنت پر مشتمل اور زیادات مفیدہ کا مانعِ سنیت نہ ہونا تقریرِ دلیلِ دوم سے ظاہر۔

دلیل نمبر(5):

ابن ماجہ وبیہقی نے سعید بن مسیّب سے روایت کیا ہے، فرماتے ہیں: ((حَضَرْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي جِنَازَةٍ فَلَمَّا وَضَعَهَا فِي اللَّحْدِ، قَالَ: بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ فَلَمَّا أُخِذَ فِي تَسْوِيَةِ اللَّبِنِ عَلَى اللَّحْدِ قَالَ: اللهم اجرها مِنَ الشَّيْطَانِ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ـــ قَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کیساتھ ایک جنازہ میں حاضر ہوا حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اُسے لحد میں رکھا کہا بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ، جب لحد برابر کرنے لگے کہا الٰہی! اسے شیطان سے بچا اور عذاب قبر سے امان دے، پھر فرمایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

(سنن ابن ماجہ،باب ماجاء فی ادخال المیت القبر،ج1،ص495،داراحیاء الکتب العربیہ،بیروت)

امام ترمذی حکیم قدس سرہ الکریم بسندِ جید عمرو بن مرہ تابعی سے روایت کرتے ہیں: ((كَانُوا يستحبون إذا وضع الْمَيِّت فِي اللَّحْد أَن يُقَال اللَّهُمَّ أعذه من الشَّيْطَان الرَّجِيم)) ترجمہ: صحابہ کرام یا تابعین عظام مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو لحد میں رکھیں تو یوں کہیں: اے اللہ! اس کو شیطان رجیم سے پناہ عطا فرما۔

(نوادر الاصول،فی مسئلۃ التثبیت للمیت،ج3،ص227،دارالجیل،بیروت)

امام بخاری و مسلم کے استاذ امام ابن ابی شیبہ اپنی مصنف میں حضرت خثیمہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: ((كَانُوا يَسْتَحِبُّونَ إِذَا وَضَعُوا الْمَيِّتَ فِي

الْقَبْرِ أَنْ يَقُولُوا :بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ اللَّهُمَّ أَجِرْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ)) ترجمہ:مستحب جانتے تھے کہ جب میت کو دفن کریں یوں کہیں:اللہ کے نام سے اوراللہ کی راہ میں اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملّت پر،الٰہی!اسے عذابِ قبر وعذابِ دوزخ اور شیطان ملعون کے شر سے پناہ بخش۔

(مصنف ابن ابی شیبه،باب ماقالوااذا وضع المیت فی قبره،ج3،ص19،مکتبة الرشد،الریاض)

ان حدیثوں سے جس طرح یہ ثابت ہوا کہ اس وقت عیاذاً باللہ شیطان رجیم کا دخل ہوتا ہے یونہی یہ بھی واضح ہوا کہ اُس کے دفع کی تدبیر سنّت ہے کہ دعانہیں مگر ایک تدبیر اوراحادیثِ سابقہ دلیل اوّل سے واضح کہ اذان رفعِ شیطان کی ایک عمدہ تدبیر ہے تو یہ بھی مقصودِ شارع کے مطابق اوراپنی نظیر شرعی سے موافق ہوئی۔

دلیل نمبر(6):

ابوداؤد وحاکم وبیہقی امیرالمومنین عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں،فرماتے ہیں:((كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم إِذَا فَرَغَ مِنْ دَفْنِ الْمَيِّتِ وَقَفَ عَلَيْهِ فَقَالَ:اسْتَغْفِرُوا لِأَخِيكُمْ، وَسَلُوا لَهُ بِالتَّثْبِيتِ، فَإِنَّهُ الْآنَ يُسْأَلُ)) ترجمہ: حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب دفنِ میت سے فارغ ہوتے قبر پروقوف فرماتے اور ارشادکرتے اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے لئے جوابِ نکیرین میں ثابت قدم رہنے کی دعامانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا۔

(سنن ابوداؤد،باب الاستغفار عند القبر،ج3،ص215،المکتبة العصریه،بیروت)

سعید بن منصور اپنے سنن میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی،فرماتے ہیں:((كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يقوم على الْقَبْرِ بَعْدَمَا يسوّى عَلَيْهِ فَيَقُول:اللَّهُمَّ نزل بك صاحبنا وَخلف الدُّنْيَا خلف ظَهره اللَّهُمَّ

ثبّت عِنْد الْمَسْأَلَة مَنْطِقه وَلَا تبتله فِي قَبره بِمَا لَا طَاقَة بِهِ)) ترجمہ:جب مُردہ دفن ہوکر قبر درست ہوجاتی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبر پرکھڑے ہوکر دعا کرتے الٰہی!ہماراساتھی تیرامہمان ہُوا اور دنیا اپنے پسِ پشت چھوڑ آیا،الٰہی!سوال کے وقت اس کی زبان درست رکھ اور قبر میں اس پر وہ بلا نہ ڈال جس کی اسے طاقت نہ ہو۔

(الدرالمنثور،ج5،ص39،دارالفکر،بیروت)

ان حدیثوں اوراحادیثِ دلیلِ پنجم وغیرہ سے ثابت کہ دفن کے بعد دعا سنّت ہے۔

امام محمد بن علی حکیم ترمذی قدس سرہ الشریف دعا بعدِ دفن کی حکمت ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:''لِأَن الصَّلَاة بِجَمَاعَة الْمُؤمنِينَ كالعسكر لَهُ قد اجْتَمعُوا بِبَاب الْملك فيشفعون لَهُ وَالْوُقُوف على الْقَبْر لسؤال التثبيت مدد الْعَسْكَر وَتلك سَاعَة شغل الْمُؤمن لِأَنَّهُ يستقبله هول المطلع وسؤال''ترجمہ:نمازِ جنازہ بجماعت مسلمین ایک لشکر تھا کہ آستانہ شاہی پر میت کی شفاعت وعذرخواہی کیلئے حاضر ہُوا اوراب قبر پرکھڑے ہوکر دُعا یہ اس لشکر کی مدد ہے کہ یہ وقت میت کی مشغولی کا ہے کہ اُسے اُس نئی جگہ کا ہول اورنکیرین کا سوال پیش آنے والا ہے۔

(نوادر الاصول،فی مسئلة التثبیت للمیت،ج3،ص226،دارالجیل،بیروت)

اور میں گمان نہیں کرتا کہ یہاں استحبابِ دعا کا عالم میں کوئی عالم منکر ہو۔امام آجری فرماتے ہیں''يُسْتَحبّ الْوُقُوف بعد الدّفن قَلِيلا وَالدُّعَاء لِلْمَيِّت''مستحب ہے کہ دفن کے بعد کچھ دیر کھڑے رہیں اورمیت کے لئے دُعا کریں۔

(شرح الصدوربشرح حال الموتی والقبور،ج1،ص111،دارالمعرفه،لبنان)

طرفہ یہ کہ امام ثانی منکرین یعنی مولوی اسحاق صاحب دہلوی نے مائۃ مسائل

میں اسی سوال کے جواب میں کہ بعد دفن قبر پر اذان کیسی ہے فتح القدیر و بحرالرائق ونہرالفائق وفتاوٰی عالمگیریہ سے نقل کیا کہ قبر کے پاس کھڑے ہو کر دُعا سنّت سے ثابت ہے اور براہِ بزرگی اتنا نہ جانا کہ اذان خود دُعا بلکہ بہترین دُعا سے ہے کہ وہ ذکرِ الٰہی ہے اور ہر ذکرِ الٰہی دعا، تو وہ بھی اسی سنتِ ثابتہ کی ایک فرد ہوئی پھر سنّیت مطلق سے کراہتِ فرد پر استدلال عجب تماشا ہے۔

مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں "فَإِنَّ كُلَّ دُعَاءٍ ذِكْرٌ وَكُلُّ ذِكْرٍ دُعَاءٌ" ترجمہ: ہر دعا ذکر ہے اور ہر ذکر دُعا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، ثواب التسبیح والتحمید، ج4، ص1599، دارالفکر، بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((وَأَفْضَلُ الدُّعَاءِ الحَمْدُ لِلّٰهِ))
ترجمہ: سب دعاؤں سے افضل دُعا الحمد للہ ہے۔

(جامع الترمذی، باب ماجاء ان دعوة المسلم مستجابة، ج5، ص325، دارالغرب الاسلامی، بیروت)

صحیحین (بخاری و مسلم) میں ہے ایک سفر میں لوگوں نے بآوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اے لوگو! اپنی جانوں پر نرمی کرو: ((فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَصَمَّ وَلَا غَائِبًا، وَلَكِنْ تَدْعُونَ سَمِيعًا بَصِيرًا))
ترجمہ: تم کسی بہرے یا غائب سے دُعا نہیں کرتے سمیع بصیر سے دعا کرتے ہو۔

(صحیح بخاری، باب الدعاء اذا علا عقبة، ج 8، ص82، دارطوق النجاة☆صحیح مسلم، باب استحباب خفض، ج4، ص2076، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

دیکھو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور خاص کلمہ اللہ اکبر کو دعا فرمایا تو اذان کے بھی ایک دُعا اور فردِ مسنون ہونے میں کیا شک رہا۔

دلیل نمبر(7):

یہ تو واضح ہولیا کہ بعدِ دفن میت کے لئے دُعا سنّت ہے اور علماء فرماتے ہیں

آدابِ دعا سے ہے کہ اُس سے پہلے کوئی عملِ صالح کرے۔

امام شمس الدین محمد بن الجزری کی حصن حصین شریف میں ہے "اداب الدعاء منها تقديم عمل صالح وذكره عند الشدة" م ت د۔ ترجمہ: آدابِ دُعا میں سے ہے کہ اس سے پہلے عمل صالح ہو اور ذکرِ الٰہی مشکل وقت میں ضرور کرنا چاہئے مسلم، ترمذی، ابوداؤد۔ (حصن حصین، ص14، نولکشور، لکھنؤ)

علّامہ علی قاری حرزِ ثمین میں فرماتے ہیں: یہ ادب حدیث ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، کہ ابوداؤد و ترمذی، ونسائی و ابن ماجہ و ابن حبان نے روایت کی، ثابت ہے۔

اور شک نہیں کہ اذان بھی عملِ صالح ہے تو دُعا پر اُس کی تقدیم مطابقِ مقصود وسنّت ہوئی۔

دلیل نمبر(8):

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ أَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ: الدُّعَاءُ عِنْدَ النِّدَاءِ، وَعِنْدَ الْبَأْسِ)) ترجمہ: دو دعائیں رد نہیں ہوتیں ایک اذان کے وقت اور ایک جہاد میں جب کفّار سے لڑائی شروع ہو۔

(المستدرک علی الصحیحین، من ابواب الاذان، ج1، ص313، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إِذَا نَادَى الْمُنَادِي فُتِحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَاسْتُجِيبَ الدُّعَاءُ)) ترجمہ: جب اذان دینے والا اذان دیتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دعا قبول ہوتی ہے۔

(المستدرک علی الصحیحین، واما حدیث رافع بن خدیج، ج1، ص731، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ اذان قبولیتِ دعا کے اسباب میں سے ہے

اور یہاں (میت کو دفنانے کے بعد) دعا شارع جل وعلا کو مقصود، تو اُس کے اسبابِ اجابت کی تحصیل قطعاً محمود۔

دلیل نمبر(9):

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((یَغْفِرُ اللّٰہُ لِلْمُؤَذِّنِ مُنْتَھٰی أَذَانِہٖ وَیَسْتَغْفِرُ لَہٗ کُلُّ رَطْبٍ وَیَابِسٍ سَمِعَ صَوْتَہٗ)) ترجمہ: اذان کی آواز جہاں تک جاتی ہے مؤذن کیلئے اُتنی ہی وسیع مغفرت آتی ہے اور جس تر وخشک چیز کو اس کی آواز پہنچتی ہے اذان دینے والے کے لئے استغفار کرتی ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ بن عمر، ج10، ص338، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا حدیث پانچ طرق سے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ''یہ پانچ حدیثیں ارشاد فرماتی ہیں کہ اذان باعثِ مغفرت ہے اور بیشک مغفور کی دُعا زیادہ قابلِ قبول واقرب باجابت ہے، اور خود حدیث میں وارد کہ مغفوروں سے دُعا منگوانی چاہئے، امام احمد مسند میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((إِذَا لَقِیتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَیْہِ وَصَافِحْہُ وَمُرْہُ أَنْ یَسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ أَنْ یَدْخُلَ بَیْتَہٗ فَإِنَّہٗ مَغْفُورٌ لَہٗ)) ترجمہ: جب تُو حاجی سے ملے اُسے سلام کر اور مصافحہ کر اور قبل اس کے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اُس سے اپنے لئے استغفار کرا کہ وہ مغفور ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل، مسند عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما، ج9، ص272، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

پس اگر اہلِ اسلام بعد دفنِ میت اپنے میں کسی بندہ صالح سے اذان کہلوائیں تاکہ بحکمِ احادیث صحیحہ ان شاء اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کی مغفرت ہو پھر میت کے لئے دعا کرے کہ مغفور کی دُعا میں زیادہ اجابت (قبولیت) کی امید ہو تو کیا

گناہ ہُوا بلکہ عین مقاصدِ شرع سے مطابق ہوا۔''

(فتاوی رضویہ، ج5، ص662تا666، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

دلیل نمبر(10):

اذان ذکرِ الٰہی اور ذکرِ الٰہی دافعِ عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((مَا عَمِلَ آدَمِیٌّ عَمَلًا قَطُّ أَنْجَی لَہٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ)) ترجمہ: آدمی کا کوئی عمل ذکرِ خدا سے زیادہ عذابِ خدا سے نجات بخشنے والا نہیں۔

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، ج36، ص396، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

خود اذان کی نسبت وارد، جہاں کہی جاتی ہے وہ جگہ اُس دن عذاب سے مامون ہو جاتی ہے، طبرانی معاجیم ثلثہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((إِذَا أُذِّنَ فِی قَرْیَۃٍ أَمَّنَھَا اللّٰہُ مِنْ عَذَابِہٖ ذٰلِكَ الْیَوْمَ)) ترجمہ: جب کسی بستی میں اذان دی جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن اسے اپنے عذاب سے امن دے دیتا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ومما اسند انس بن مالك، ج1، ص257، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

وشاھدہ عندہ فی الکبیر من حدیث معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ اور اس کی شاہد وہ روایت ہے جو معجم کبیر میں حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اور بیشک اپنے بھائی مسلمان کے لئے ایسا عمل کرنا جو عذاب سے نجات دینے والا ہو شارع جل وعلا کو محبوب ومرغوب ہے۔

مولٰنا علی قاری رحمہ الباری شرح عین العلم میں قبر کے پاس قرآن پڑھنے اور تسبیح ودعائے رحمت ومغفرت کرنے کی وصیت فرما کر لکھتے ہیں:''فان الاذکار کلھا

نافعة له فی تلك الدار ''ترجمہ: ذکرجس قدر ہیں سب میت کوقبر میں نفع بخشتے ہیں۔

(شرح عین العلم،ص332،مطبع اسلامیہ،لاہور)

کیااذان ذکرِ محبوب نہیں یامسلمان بھائی کونفع ملنا شرعاً مرغوب نہیں۔

دلیل نمبر(11):

اذان (میں) ذکرِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے اور ذکرِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ باعثِ نزولِ رحمت۔

اوّلاً حضور کا ذکر عین ذکرِ خدا ہے امام ابن عطا پھر امام قاضی عیاض وغیرہما ائمہ کرام تفسیر قولہ تعالیٰ ﴿ورفعنا لک ذکرک﴾ میں فرماتے ہیں: ''جَعَلْتُكَ ذِكْرًا مِنْ ذِكْرِي، فَمَنْ ذَكَرَكَ ذَكَرَنِي ''ترجمہ: میں نے تمہیں اپنی یاد میں سے ایک یاد کیا جوتمہارا ذکر کرے وہ میرا ذکر کرتا ہے۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء،الباب الاول،الفصل الاول،ج1،ص63،دارالفیحاء،عمان)

اور ذکر الٰہی بلاشبہہ رحمت اُترنے کا باعث،سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صحیح حدیث میں ذکر کرنے والوں کی نسبت فرماتے ہیں: ((حَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَنَزَلَتْ عَلَيْهِمِ السَّكِينَةُ)) ترجمہ: انہیں ملائکہ گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی ڈھانپ لیتی ہے اوراُن پر سکینہ اور چین اُترتا ہے۔

(صحیح مسلم،باب فضل الاجتماع،ج4،ص2074،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

ثانیاً ہرمحبوبِ خدا کا ذکر محلِ نزولِ رحمت ہے۔

امام سفیان بن عیینہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ''عند ذکر الصالحین تنزل الرحمة ''ترجمہ: نیکوں کے ذکر کے وقت رحمتِ الٰہی اترتی ہے۔

(اتحاف السادة المتقین،الفائدة الثانیة التخلص بالعزلة علی المعاصی الخ،ج6،ص350،مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

ابوجعفر بن حمدان نے ابوعمرو بن نجید سے اسے بیان کر کے فرمایا: ''فرسول

اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رأس الصالحین ''ترجمہ: تو رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تو سب صالحین کے سردار ہیں۔

(اتحاف السادة المتقین،الفائدة الثانیة التخلص بالعزلة علی المعاصی الخ،ج6،ص351،مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

پس بلاشبہہ جہاں اذان ہوگی رحمتِ الٰہی اُترے گی اور بھائی مسلمان کے لئے وہ فعل جو باعثِ نزولِ رحمت ہو شرع کو پسند ہے،نہ کہ ممنوع۔

دلیل نمبر(12):

خود ظاہر اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ مُردے کو اُس نئے مکان تنگ وتاریک میں سخت وحشت اور گھبراہٹ ہوتی ہے الا ما رحم ربی ان ربی غفور رحیم ترجمہ: مگر جس پر میرا رب رحم فرمائے یقیناً میرا رب بخشش فرمانے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اور اذان وحشت کو دور کرنے والی اور دل کے لیے باعثِ اطمینان ہے کہ وہ ذکرِ خدا ہے اور اللہ عزوجل فرماتا ہے ﴿أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ﴾ ترجمہ: سُن لو خدا کے ذکر سے چین پاتے ہیں دل۔ (سورۃ الرعد،آیت28)

ابونعیم وابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سرورِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ((نَزَلَ آدَمُ بِالْهِنْدِ فَاسْتَوْحَشَ، فَنَزَلَ جِبْرِيلُ فَنَادَى بِالْأَذَانِ)) ترجمہ: جب آدم علیہ الصلاۃ والسلام جنّت سے ہندوستان میں اُترے اُنہیں گھبراہٹ ہُوئی تو جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے اُتر کر اذان دی۔

(حلیة الاولیاء،عمرو بن قیس الملائی،ج5،ص107،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

پھر ہم اس غریب کی تسکینِ خاطر ودفعِ توحش کو اذان دیں تو کیا بُرا کریں۔

حاشا بلکہ مسلمان خصوصاً ایسے بے کس کی اعانت اللہ عزوجل کو نہایت پسند،

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک بندہ اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد میں ہے۔

(صحیح مسلم، باب فضل الاجتماع، ج4، ص2074، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((وَمَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ترجمہ: جو اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی تکلیف دُور کرے اللہ تعالیٰ اس کے عوض قیامت کی مصیبتوں سے ایک مصیبت اس پر سے دور فرمائیگا۔

(صحیح البخاری، باب لایظلم المسلم، ج3، ص128، دارطوق النجاة)

دلیل نمبر(13):

مسند الفردوس میں حضرت جناب امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے مروی، فرماتے ہیں: ((رَآنِي النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم حَزِينًا فَقَالَ: يَا ابْنَ أَبِي طَالِبٍ إِنِّي أَرَاكَ حَزِينًا فَمُرْ بَعْضَ أَهْلِكَ يُؤَذِّنْ فِي أُذُنِكَ، فَإِنَّهُ دَرَأُ الْهَمِّ)) ترجمہ: مجھے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا: اے علی! میں تجھے غمگین پاتا ہوں اپنے کسی گھر والے سے کہہ کہ تیرے کان میں اذان کہے، اذان غم وپریشانی کی دافع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح بحوالہ الدیلمی، ج2، ص547، دارالفکر، بیروت)

مولیٰ علی اور مولیٰ علی تک جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا: ”فجربته فوجدته كذلك“ ترجمہ: ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔ ذكره ابن حجر كمافي المرقاة۔ ترجمہ: اس کا تذکرہ حافظ ابن حجر نے کیا، جیسا کہ

مرقات میں ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح بحوالہ الدیلمی، ج2، ص547، دارالفکر، بیروت)

اور خود معلوم اور حدیثوں سے بھی ثابت کہ میت اُس وقت کیسے حزن وغم کی حالت میں ہوتا ہے مگر وہ خاص عباد اللہ اکابر اولیاء اللہ جو مرگ کو دیکھ کر مرحباً بحبیب جاء علی فاقة (خوش آمدید اس محبوب کو جو بہت دیر سے آیا) فرماتے ہیں۔

تو اس کے دفعِ غم والم کے لئے اگر اذان سُنائی جائے کیا معذور شرعی لازم آئے، حاشاللہ بلکہ مسلمان کا دل خوش کرنے کے برابر اللہ عزوجل کو فرائض کے بعد کوئی عمل محبوب نہیں۔ طبرانی معجم کبیر ومعجم اوسط میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ بَعْدَ الْفَرَائِضِ إِدْخَالُ السُّرُورِ عَلَى الْمُسْلِمِ)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ محبوب مسلمان کو خوش کرنا ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، مجاہد عن ابن عباس، ج11، ص71، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

اُنہی دونوں (طبرانی معجم کبیر اور معجم اوسط) میں حضرت امام ابن الامام سیدنا حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((إِنَّ مِنْ مُوجِبَاتِ الْمَغْفِرَةِ إِدْخَالَ السُّرُورِ عَلَى أَخِيكَ الْمُسْلِمِ)) ترجمہ: بیشک موجبات مغفرت سے ہے تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، حسن بن حسن بن علی عن ابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج3، ص83، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

دلیل نمبر(14):

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا﴾ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا ذکر کرو بکثرت ذکر کرنا۔

(سورۃ الاحزاب، آیت41)

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((أَكْثِرُوا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى

یَقُوْلُوا:مَجْنُوْنٌ)) ترجمہ: اللہ کا ذکر اس درجہ کثرت سے کرو کہ لوگ مجنون کہیں۔

(مسند امام احمدبن حنبل،مسند ابی سعید خدری،ج18،ص195،مؤسسة الرساله، بیروت☆ المستدرك للحاكم،كتاب الدعاء والتكبير،ج1،ص677،دارالكتب العلميه،بيروت☆ صحيح ابن حبان،ذكر استحباب استهتارللمرء بذكر ربه جل وعلا،ج3،ص99،مؤسسة الرساله، بيروت)

اوررسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:((اُذْكُرِ اللهَ عِنْدَ كُلِّ حَجَرٍ وشَجَرٍ)) ترجمہ: ہر سنگ وشجر کے پاس اللہ کا ذکر کر۔

(المعجم الكبيرللطبرانی،عطا بن يسار عن معاذ،ج20،ص159،مكتبه ابن تيميه،القاهره)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں:((لَمْ يَفْرِضِ الله تعالى فريضة على عباده إلَّا جَعَلَ لَهَا حَدًّا مَعْلُومًا أعذر أهلها في حال العذر غير الذِّكْرِ فَإِنَّهُ لَمْ يَجْعَلْ لَهُ حَدًّا يُنْتَهَى إِلَيْهِ وَلَمْ يَعْذُرْ أَحَدًا فِي تَرْكِهِ إِلَّا مَغْلُوبًا على عقله فلذلك أمرهم بِهِ فِي كُلِّ الْأَحْوَالِ)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر کوئی فرض مقرر نہ فرمایا مگر یہ کہ اُس کے لئے ایک حد معین کردی پھر عذر کی حالت میں لوگوں کو اُس سے معذور رکھا سوا ذکر کے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے کوئی حد نہ رکھی جس پر انتہا ہو اور نہ کسی کو اس کے ترک میں معذور رکھا مگر وہ جس کی عقل سلامت نہ رہے اور بندوں کو تمام احوال میں ذکر کا حکم دیا۔

(تفسير البغوی ،سورة الاحزاب،ج3،ص647،داراحياء التراث العربی،بيروت)

اُن کے شاگرد امام مجاہد فرماتے ہیں:''الذِّكْرُ الكثيرُ أَنْ لا يتناهى ابدا ''ترجمہ: ذکر کثیر یہ ہے کہ کبھی ختم نہ ہو۔

(تفسير البغوی ،سورة الاحزاب،ج3،ص647،داراحياء التراث العربی،بيروت)

تو ذکرِ الٰہی ہمیشہ ہر جگہ محبوب ومرغوب ومطلوب ومندوب ہے جس سے ہرگز ممانعت نہیں ہوسکتی جب تک کسی خصوصیتِ خاصہ میں کوئی نہی شرعی نہ آئی ہو اور اذان بھی قطعاً ذکرِ خدا ہے پھر خدا جانے کہ ذکرِ خدا سے ممانعت کی وجہ کیا ہے، ہمیں حکم

ہے کہ ہر سنگ درخت کے پاس ذکرِ الٰہی کریں، قبرِ مومن کے پتھر کیا اس کے حکم سے خارج ہیں خصوصاً بعد دفن ذکرِ خدا کرنا تو خود حدیثوں سے ثابت اور بتصریح ائمہ دین مستحب ولہذا امام اجل ابوسلیمان خطابی دربارہ تلقین فرماتے ہیں:''لانجدله حديثا مشهوراولاباس به اذ ليس فيه الا ذكرالله تعالیٰ قوله وكل ذلك حسن ''ہم اس میں کوئی مشہور حدیث نہیں پاتے اور اس میں کچھ مضائقہ نہیں کہ اس میں نہیں ہے مگر خدا کا ذکر اور یہ سب کچھ محمود ہے۔

دلیل نمبر (15):

امام اجل ابوزکریا نووی شارح صحیح مسلم کتاب الاذکار میں فرماتے ہیں'' يُستحبّ أنْ يقعدَ عنده بعد الفراغ ساعة قدر ما يُنحر جزور ويُقسم لحمُها ، ويشتغل القاعدون بتلاوة القرآن، والدعاء للميت، والوعظ، وحكايات أهل الخير، وأخبار الصالحين ''ترجمہ: مستحب ہے کہ دفن سے فارغ ہو کر ایک ساعت قبر کے پاس بیٹھیں اتنی دیر کہ ایک اُونٹ ذبح کیا جائے اور اُس کا گوشت تقسیم ہو اور بیٹھنے والے قرآن مجید کی تلاوت اور میت کے لئے دُعا اور وعظ ونصیحت اور نیک بندوں کے ذکر وحکایت میں مشغول رہیں۔

(الاذكار للنووی،باب مايقوله بعد الدفن،ج1،ص161،دارالفكر للطباعة والنشروالتوزيع،بيروت)

شیخ محقق مولنا عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرہ لمعات شرح مشکوٰۃ میں زیر حدیث امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ فقیر نے دلیل ششم میں ذکر کی، فرماتے ہیں:''قدسمعت عن بعض العلماء انه يستحب ذكر مسئلة من المسائل الفقهية ''ترجمہ: تحقیق میں نے بعض علما سے سُنا کہ دفن کے بعد قبر کے پاس کسی مسئلہ فقہ کا ذکر مستحب ہے۔

(لمعات التنقيح شرح مشكوة المصابيح،الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر،ج1،ص200، مطبوعه مكتبة المعارف العلميه،لاہور)

اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ میں اس کی وجہ فرماتے ہیں کہ ''باعثِ نزولِ رحمت ست ''ترجمہ: نزولِ رحمت کا سبب ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ،الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر،ج1،ص201،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

اورفرماتے ہیں''مناسب حال ذکر مسئلہ فرائض ست ''ترجمہ: ذکرِ مسئلہ فرائض مناسب حال ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ،الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر،ج1،ص201،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

اورفرماتے ہیں''اگر ختمِ قرآن کنند اولیٰ وافضل باشد ''ترجمہ: اگرقرآن پاک ختم کریں تو یہ اولیٰ وبہتر ہے۔

(اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ،الفصل الثانی من باب اثبات عذاب القبر،ج1،ص201،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

جب علمائے کرام نے حکایاتِ اہل خیر وتذکرہ صالحین وختم قرآن وبیان مسئلہ فقہیہ وذکرفرائض کو مستحب ٹھہرایا حالانکہ ان میں بالخصوص کوئی حدیث وارد نہیں بلکہ وجہ صرف وہی کہ میت کونزولِ رحمت کی حاجت اوران امور میں امیدِ نزول رحمت تو اذان کہ بشہادتِ احادیث موجب نزولِ رحمت ودفعِ عذاب ہے کیونکر جائز بلکہ مستحب نہ ہوگی۔

تنبیہ: یہ پندرہ دلائل اعلیٰ حضرت امام اہل سنت امام احمدرضا خان رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ''ایذان الاجر فی اذان القبر ''سے خلاصۃً نقل کیے گئے ہیں، یہ پندرہ دلائل دینے کے بعد امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:''بحمداللہ یہ پندرہ دلیلیں ہیں کہ چندساعت میں فیضِ قدیر سے قلبِ فقیر پر فائض ہوئیں ناظر مُنْصِف جانے گا کہ ان میں اکثر تو محض استخراجِ فقیر ہیں اور باقی کے بعض مقدمات اگرچہ

بعض اجلّہ اہلِ سنّت وجماعت رحمہم اللہ تعالیٰ کے کلام میں مذکور مگرفقیر غفراللہ تعالیٰ لہ نے تکمیلِ ترتیب وتسجیلِ تقریب سے ہرمقدمہ منفردہ کودلیل کامل اور ہرمذکورضمنی کومقصودِ مستقل کردیا۔

ہم پراُن اکابر کاشکرواجب جنہوں نے اپنی تلاش وکوشش سے بہت کچھ متفرق کویکجا کیااوراس دشوارکام کوہم پرآسان کردیا۔

(فتاوی رضویہ،ج5،ص671،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

دلائل وفوائد کا خلاصہ

اس کے بعد امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے میت کو دفن کرنے کے بعد دی جانے والی اذان کے فوائد خلاصۃً بیان فرمائے، چنانچہ فرماتے ہیں:

ہمارے کلام پرمطلع ہونے والاعظمتِ رحمتِ الٰہی پرنظرکرے کہ اذان میں اِن شاءاللہ الرحمٰن اُس میت اوران احیا(زندوں) کے لئے کتنے منافع ہیں، سات فائدہ میت کیلئے:

(1)بحولہ تعالیٰ (اللہ کی عطاسے) شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

(2)بدولتِ تکبیرعذابِ نارسے امان۔

(3)جوابِ سوالات کایادآجانا۔

(4)ذکرِاذان کے باعث عذابِ قبرسے نجات پانا۔

(5)بہ برکتِ ذکرِمصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نزولِ رحمت۔

(6)بدولتِ اذان دفعِ وحشت۔

(7)زوالِ غم وسرورو فرحت۔

اور پندرہ احیا(زندوں) کے لئے، سات تو یہی، سات منافع اپنے بھائی

مسلمان کو پہنچانا کہ ہر نفع رسانی جدا حسنہ ہے اور ہر حسنہ کم سے کم دس (10) نیکیاں، پھر نفع رسانی مسلم کی منفعتیں خدا ہی جانتا ہے۔

(8) میت کے لئے تدبیر دفعِ شیطان سے اتباعِ سنّت۔

(9) تدبیر آسانی جواب سے اتباعِ سنّت۔

(10) دعاء عند القبر سے اتباعِ سنت۔

(11) بقصدِ نفعِ میت قبر کے پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سنّت۔

(12) مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

(13) ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

(14) مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا۔

(15) مطلق اذان کے برکات ملنا جنہیں منتہائے آواز تک مغفرت اور ہر تر وخشک کی استغفار وشہادت اور دلوں کو صبر وسکون وراحت ہے۔

اور لُطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں:

اللّٰہ اکبر، اشھد ان لاالٰہ الااللّٰہ، اشھد ان محمدا رسول اللّٰہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، اللّٰہ اکبر لااله الااللّٰہ۔

اور مکررات کو گنئے تو پندرہ ہوتے ہیں، میت کے لئے وہ سات فائدے اور احیا کے لئے پندرہ، انہی سات اور پندرہ کے برکات ہیں۔ والحمدللّٰہ ربّ العٰلمین۔

تعجب کرتا ہوں کہ حضرات مانعین نے میت واحیا کو ان فوائدِ جلیلہ سے محروم رکھنے میں کیا نفع سمجھا ہے ہمیں تو مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے: ((مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَنْفَعَ أَخَاهُ فَلْيَفْعَلْ)) ترجمہ: تم میں سے جس سے ہو سکے کہ

اپنے بھائی مسلمان کو کوئی نفع پہنچائے تو لازم ومناسب ہے کہ پہنچائے۔

(صحیح مسلم، باب استحباب الرقية، ج4، ص1726، داراحياء التراث العربی، بیروت)

پھر خدا جانے اس اجازت کلی کے بعد جب تک خاص جزئیہ کی شرع میں نہی نہ ہو ممانعت کہاں سے کی جاتی ہے۔

سب فوائد کی اکٹھی نیت کرنا

سوال: کیا قبر پر اذان دینے والا ان **پندرہ فائدوں** کی نیت کر سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں کر سکتا ہے بلکہ اسے کرنی چاہیے تاکہ ان سب کا ثواب اسے حاصل ہو۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ان پندرہ فائدوں کی نیت کرنے کے حوالے سے فرماتے ہیں:

حدیث میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ((نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِنْ عَمَلِهِ)) ترجمہ: مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، يحيی بن قيس الكندی عن ابی حازم، ج6، ص185، مكتبه ابن تيميه، القاہرہ)

اور بیشک جو علمِ نیت جانتا ہے ایک ایک فعل کو اپنے لئے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے مثلاً جب نماز کے لئے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اُس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر ایک نیکی لکھیں گے اور دُوسرے پر گناہ محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے:

(1) اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

(2) خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

(3) شعارِ اسلام ظاہر کرتا ہوں۔

(4) داعی اللہ کی اجابت کرتا ہوں۔

(5)تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

(6)مسجد سے خس وخاشاک وغیرہ دُور کروں گا۔

(7)اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتی بہ پر اعتکاف کے لئے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہوسکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کی نیت کرلے انتظارِ نماز وادائے نماز کے ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

(8)امرِ الٰہی ﴿خذوا زینتکم عند کل مسجد ﴾(اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ)(کے) امتثال (پیروی) کو جاتا ہوں۔

(9)جو وہاں علم والا ملے گا اُس سے مسائل پُوچھوں گا دین کی باتیں سیکھوں گا۔

(10)جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا دین سکھاؤں گا۔

(11)جو علم میں میرے برابر ہوگا اُس سے علم کی تکرار کروں گا۔

(12)علماء کی زیارت۔

(13)نیک مسلمانوں کا دیدار۔

(14)دوستوں سے ملاقات۔

(15)مسلمانوں سے میل۔

(16)جو رشتہ دار ملیں گے اُن سے بکشادہ پیشانی مل کر صلہ رحم۔

(17)اہلِ اسلام کو سلام۔

(18)مسلمانوں سے مصافحہ کروں گا۔

(19)اُن کے سلام کا جواب دُوں گا۔

(20)نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

(21,22)مسجد میں جاتے نکلتے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض

کروں گا:بسم اللّٰہ الحمدللّٰہ والسلام علیٰ رسول اللّٰہ۔

(23,24)دخول وخروج میں حضور وآلِ حضور وازواجِ حضور پر درود بھیجوں گا،اللّٰھم صلّ علیٰ سیدنا محمّد وعلیٰ اٰل سیدنا محمّد وعلیٰ ازواج سیدنا محمّد۔

(25)بیمار کی مزاج پُرسی کروں گا۔

(26)اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

(27)جس مسلمانوں کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ کہا اُسے یرحمک اللہ کہوں گا۔

(28,29)امر بالمعروف ونہی عن المنکر کروں گا۔

(30)نمازیوں کے وضو کو پانی دُوں گا۔

(31,32)خود مؤذن ہے یا مسجد میں کوئی مؤذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا اب اگر یہ کہنے نہ پایا دُوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پاچکا،﴿فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ﴾ترجمہ:اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرمائے گا۔ (سورۃ النساء،آیت100)

(33)جو راہ بھُولا ہوگا راستہ بتاؤں گا۔

(34)اندھے کی دستگیری کروں گا۔

(35)جنازہ مِلا تو نماز پڑھوں گا۔

(36)موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

(37)دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتّی الوسع صلح کراؤں گا۔

(38,39)مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباعِ سنّت کروں گا۔

(40) راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھ دوں گا، الـی غیرذلك من نیات کثیرۃ۔

تو دیکھئے کہ جوان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنۂ نماز کے لئے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس (40) حسنات کے لئے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس (40) نیکیاں ہوگا۔

اسی طرح قبر پر اذان دینے والے کو چاہئے کہ ان پندرہ نیتوں کا تفصیلی قصد کرے تاکہ ہر نیت پر جُدا گانہ ثواب پائے اور ان کے ساتھ یہ بھی ارادہ کہ مجھے میت کے لئے دُعا کا حکم ہے اس کی اجابت کا سبب حاصل کرتا ہوں اور نیز اُس سے پہلے عملِ صالح کی تقدیم چاہئے یہ ادب دعا بجالاتا ہوں۔

الی غیرذلك ممایستخرجه العارف النبیل واللّٰه الهادی الیٰ سواء السبیل۔ ترجمہ: ان کے علاوہ دوسری نیتیں جن کو عارف اور عمدہ رائے استخراج کرسکتی ہے اللہ تعالیٰ ہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے۔

بہت لوگ اذان تو دیتے ہیں مگر ان منافع و نیات سے غافل ہیں وہ جو کچھ نیت کرتے ہیں اُسی قدر پائیں گے۔ فَاِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِءٍ مَّا نَوٰی۔ ترجمہ: اعمال کا ثواب نیتوں سے ہی ہے اور ہر شخص کے لئے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔

(صحیح بخاری، کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص6، دارطوق النجاۃ☆فتاوی رضویہ، ج5، ص673تا676، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یہاں کون سی نماز ہے؟

سوال: منکرین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو نماز کے لئے ہوتی ہے، یہاں کون سی نماز ہے جس کے لیے اذان کہی جا رہی ہے۔

جواب: جہال منکرین یہاں اعتراض کرتے ہیں کہ اذان تو اعلامِ نماز کے لئے ہے یہاں کون سی نماز ہوگی جس کے لئے اذان کہی جاتی ہے مگر یہ ان کی جہالت انہیں کو زیب دیتی ہے وہ نہیں جانتے کہ اذان میں کیا کیا اغراض و منافع ہیں اور شرع مطہر نے نماز کے سوا کن کن مواضع (جگہوں) میں اذان مستحب فرمائی ہے ازاں جملہ (ان میں سے) گوشِ مغموم (غمزدہ کے کان) میں اور دفعِ وحشت کو کہنا تو یہیں (احادیث کے حوالے سے) گزرا اور بچّے کے کان میں اذان دینا سنا ہی ہوگا (جو احادیث مبارکہ میں موجود ہے)، ان کے سوا اور بہت سے مواقع (احادیث اور کتبِ فقہ وغیرہا میں موجود) ہیں۔ (فتاوی رضویہ، ج5، ص676، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بچے کے کان کی اذان

سوال: بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ بچے کے کان میں جو اذان دینے کا احادیث میں آیا وہ اس لئے کہ اس کی نماز بعدِ موت ہوتی ہے۔

جواب: بعض احمق جاہل بچے کے کان کی اذان سے یہ جواب دیتے ہیں کہ اس اذان کی نماز تو بعد موتِ مولود (بچے کی موت کے بعد) ہوتی ہے یعنی نمازِ جنازہ، یہ اذان جو قبر پر کہو گے اس کی نماز کہاں ہے؟ اذانِ گوشِ مولود (بچے کے کان میں دی جانے والی اذان) کو نمازِ جنازہ کی اذان بتانا جیسی جہالتِ فاحشہ ہے خود ظاہر ہے مگر ان کا جواب ترکی بہ ترکی یہ ہے کہ نمازِ جنازہ جس طرح صرف قیام سے ہوتی ہے جو ادنیٰ افعالِ نماز ہے ایک نماز روزِ محشر صرف سجود سے ہوگی جو اعلیٰ افعالِ نماز ہے جس دن کشفِ ساق ہوگا اور مسلمان سجدے میں گریں گے منافق سجدہ نہ کرسکیں گے جس کا بیان قرآن عظیم سورہ ق شریف میں ہے قبر کی اذان اس نماز کی اذان ہے۔

(فتاوی رضویہ، ج5، ص676، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

چودھواں باب
ایصالِ ثواب کا ثبوت

ایصالِ ثواب

ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں اور اس کا حکم

صدرالشریعہ بدرالطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''ایصال ثواب یعنی قرآن مجید یا درود شریف یا کلمہ طیبہ یا کسی نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔ عبادتِ مالیہ یا بدنیہ فرض و نفل سب کا ثواب دوسروں کو پہنچایا جاسکتا ہے، زندوں کے ایصال ثواب سے مردوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ کتب فقہ وعقائد میں اس کی تصریح مذکور ہے، ہدایہ اور شرح عقائد نسفی میں اس کا بیان موجود ہے اس کو بدعت کہنا ہٹ دھرمی ہے۔ حدیث سے بھی اس کا جائز ہونا ثابت ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا جب انتقال ہوا، انھوں نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی، یارسول اللہ! (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) سعد کی ماں کا انتقال ہوگیا، کون سا صدقہ افضل ہے؟ ارشاد فرمایا: پانی۔ انھوں نے کوآں کھودا اور یہ کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔ معلوم ہوا کہ زندوں کے اعمال سے مردوں کو ثواب ملتا اور فائدہ پہنچتا ہے۔

اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں

کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے،
پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہو گئے۔

سوم یعنی تیجہ جو مرنے سے تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید پڑھوا کر یا
کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصالِ ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہلِ حاجت کو چنے، بتاسے یا
مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقراء و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں
پر بھیجتے ہیں جائز و بہتر ہے، پھر ہر پنج شنبہ (جمعرات) کو حسبِ حیثیت کھانا پکا کر غربا کو
دیتے یا کھلاتے ہیں، پھر چالیسویں دن کھانا کھلاتے ہیں، پھر چھ مہینے پر ایصال کرتے
ہیں، اس کے بعد برسی ہوتی ہے۔ یہ سب اسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اسی میں
داخل ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کیے جائیں نمائشی نہ ہوں، نمود
مقصود نہ ہو، ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصالِ ثواب۔

بعض لوگ اس موقع پر عزیز و قریب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں، یہ
موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے۔
اسی طرح شب براءت میں حلوا پکتا ہے اور اس پر فاتحہ دلائی جاتی ہے، حلوا پکانا بھی
جائز ہے اور اس پر فاتحہ بھی اسی ایصالِ ثواب میں داخل۔

ماہ رجب میں بعض جگہ سورہ ملک چالیس مرتبہ پڑھ کر روٹیوں یا چھوہاروں
پر دم کرتے ہیں اور ان کو تقسیم کرتے ہیں اور ثواب مردوں کو پہنچاتے ہیں یہ بھی جائز
ہے۔ اسی ماہ رجب میں حضرت جلال بخاری علیہ الرحمہ کے کونڈے ہوتے ہیں کہ
چاول یا کھیر پکوا کر کونڈوں میں بھرتے ہیں اور فاتحہ دلا کر لوگوں کو کھلاتے ہیں یہ بھی
جائز ہے، ہاں ایک بات مذموم ہے وہ یہ کہ جہاں کونڈے بھرے جاتے ہیں وہیں
کھلاتے ہیں وہاں سے ہٹنے نہیں دیتے، یہ ایک لغو حرکت ہے مگر یہ جاہلوں کا طریق

عمل ہے، پڑھے لکھے لوگوں میں یہ پابندی نہیں۔

اسی طرح ماہ رجب میں بعض جگہ حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ
عنہ کو ایصالِ ثواب کے لیے پوریوں کے کونڈے بھرے جاتے ہیں یہ بھی جائز مگر اس
میں بھی اسی جگہ کھانے کی بعضوں نے پابندی کر رکھی ہے یہ بے جا پابندی ہے۔ اس
کونڈے کے متعلق ایک کتاب بھی ہے جس کا نام داستانِ عجیب ہے، اس موقع پر بعض
لوگ اس کو پڑھواتے ہیں اس میں جو کچھ لکھا ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں وہ نہ پڑھی
جائے فاتحہ دلا کر ایصالِ ثواب کریں۔

ماہ محرم میں دس دنوں تک خصوصاً دسویں کو حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ
عنہ و دیگر شہدائے کربلا کو ایصال ثواب کرتے ہیں کوئی شربت پر فاتحہ دلاتا ہے، کوئی شیر
برنج (چاولوں کی کھیر) پر، کوئی مٹھائی پر، کوئی روٹی گوشت پر، جس پر چاہو فاتحہ دلاؤ
جائز ہے، ان کو جس طرح ایصال ثواب کرو مندوب ہے۔ بہت سے پانی اور شربت
کی سبیل لگا دیتے ہیں، جاڑوں (سردیوں) میں چائے پلاتے ہیں، کوئی کھچڑا پکواتا
ہے جو کار خیر کرو اور ثواب پہنچاؤ ہو سکتا ہے، ان سب کو ناجائز نہیں کہا جا سکتا۔ بعض
جاہلوں میں مشہور ہے کہ محرم میں سوائے شہدائے کربلا کے دوسروں کی فاتحہ نہ دلائی
جائے ان کا یہ خیال غلط ہے، جس طرح دوسرے دنوں میں سب کی فاتحہ ہو سکتی ہے،
ان دنوں میں بھی ہو سکتی ہے۔

ماہ ربیع الآخر کی گیارہویں تاریخ بلکہ ہر مہینہ کی گیارہویں کو حضور سیدنا غوث
اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ دلائی جاتی ہے، یہ بھی ایصالِ ثواب کی ایک صورت ہے
بلکہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جب کبھی فاتحہ ہوتی ہے کسی تاریخ میں ہو، عوام اسے
گیارہویں کی فاتحہ بولتے ہیں۔

ماہ رجب کی چھٹی تاریخ بلکہ ہرمہینہ کی چھٹی تاریخ کوحضور خواجہ غریب نواز معین الدین چشتی اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ بھی ایصال ثواب میں داخل ہے۔ اصحابِ کہف کا توشہ یا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ یا حضرت شیخ احمد عبدالحق رُودولوی قدس سرہ العزیز کا توشہ بھی جائز ہے اورایصال ثواب میں داخل ہے۔

عرس بزرگانِ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین جو ہرسال ان کے وصال کے دن ہوتا ہے یہ بھی جائز ہے، کہ اس تاریخ میں قرآن مجید ختم کیا جاتا ہے اورثواب اون بزرگ کو پہنچایا جاتا ہے یا میلاد شریف پڑھا جاتا ہے یا وعظ کہا جاتا ہے، بالجملہ ایسے امور جو باعث ثواب وخیر وبرکت ہیں جیسے دوسرے دنوں میں جائز ہیں ان دنوں میں بھی جائز ہیں۔

حضوراقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہرسال کے اول یا آخر میں شہدائے احد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی زیارت کوتشریف لے جاتے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ عرس کو لغو وخرافات چیزوں سے پاک رکھا جائے، جاہلوں کو نا مشروع حرکات سے روکا جائے، اگر منع کرنے سے باز نہ آئیں تو ان افعال کا گناہ ان کے ذمہ۔

(بہارشریعت، حصہ16، ص642تا644، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ایصالِ ثواب پر دلائل

قرآن مجید سے ثبوت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وَالَّذِینَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ یَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِینَ سَبَقُونَا بِالْإِیمَانِ﴾ ترجمہ: اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (پ28، سورۂ حشر، آیت10)

اس آیت میں فوت شدہ مسلمان بھائیوں کے لیے دعا کا ذکر ہے، جس طرح

مسلمانوں کی دعاؤں سے فوت شدگان کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح مسلمانوں کے دیگر نیک اعمال اوران کے ایصالِ ثواب سے بھی ان کو فائدہ پہنچتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے﴿وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾ ترجمہ: اورعرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔ (پ15، سورۂ اسراء، آیت24)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں ہے﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾ ترجمہ: اے ہمارے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب قائم ہوگا۔

(پ13، سورۂ ابراہیم، آیت41)

جس طرح اولاد کی دعا سے والدین کو فائدہ پہنچتا ہے اسی طرح اولاد کے ایصالِ ثواب سے بھی والدین کو فائدہ پہنچتا ہے۔

میت کی طرف سے صدقہ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے﴿عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ أُمِّي افْتُلِتَتْ نَفْسُهَا، وَأَظُنُّهَا لَوْ تَكَلَّمَتْ تَصَدَّقَتْ، فَهَلْ لَهَا أَجْرٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ عَنْهَا؟ قَالَ: نَعَمْ﴾ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میری والدہ اچانک فوت ہوگئیں اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ کلام کرتیں تو تصدق کرتیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کو ثواب پہنچے گا، فرمایا: ہاں۔

(صحیح بخاری، باب موت الفجأة البغتة، ج2، ص102، مطبوعہ دار طوق النجاة☆صحیح مسلم، باب وصول ثواب الصدقة عن المیت الیه، ج2، ص696، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

میت کی طرف سے باغ کا صدقہ

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں((أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ تُوُفِّيَتْ أُمُّهُ وَهُوَ غَائِبٌ عَنْهَا، فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ أُمِّي تُوُفِّيَتْ وَأَنَا غَائِبٌ عَنْهَا، أَيَنْفَعُهَا شَيْءٌ إِنْ تَصَدَّقْتُ بِهِ عَنْهَا؟ قَالَ:نَعَمْ، قَالَ:فَإِنِّي أُشْهِدُكَ أَنَّ حَائِطِيَ المِخْرَافَ صَدَقَةٌ عَلَيْهَا)) ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ فوت ہوگئیں اور وہ موجود نہ تھے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! میری والدہ میری غیر موجودگی میں وفات پاگئیں، اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو ان کو فائدہ پہنچے گا؟ فرمایا: ہاں، انہوں نے عرض کیا: میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پھلوں والا باغ اپنی والدہ کی طرف سے صدقہ کیا۔

(صحیح بخاری، باب اذا قال ارضی اوبستانی صدقة لله، ج4، ص7، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

نیک اولاد جو دعا کرے

صحیح مسلم میں ہے((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:إِذَا مَاتَ الْإِنْسَانُ انْقَطَعَ عَنْهُ عَمَلُهُ إِلَّا مِنْ ثَلَاثَةٍ:إِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ، أَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهِ، أَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُو لَهُ)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا عمل منقطع ہوجاتا ہے مگر تین صورتوں میں اسے مرنے کے بعد بھی عمل کا ثواب ملتا ہے: ایک صدقہ جاریہ کی صورت میں، دوسرا نفع والا علم اور تیسرا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے۔

(صحیح مسلم، باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاتہ، ج3، ص1255، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

مرنے کے بعد ثواب

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا((اِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهِ وَ حَسَنَاتِهِ بَعْدَ مَوْتِهِ عِلْمًا عَلَّمَهُ وَنَشَرَهُ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهُ وَمُصْحَفًا وَرَّثَهُ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهِ فِي صِحَّتِهِ وَحَيَاتِهِ يَلْحَقُهُ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهِ)) ترجمہ: بے شک مومن کو مرنے کے بعد اس کے اعمال اور نیکیوں میں سے جن کا ثواب پہنچتا ہے ان میں سے وہ علم جو اس نے سکھایا اور پھیلایا، نیک اولاد جو اس نے چھوڑی، قرآن مجید جو وراثت میں چھوڑا، جو مسجد اس نے بنوائی، جو مسافر خانہ اس نے بنوایا، جو نہر اس نے کھدوائی، اور جو اپنی صحت اور زندگی میں اپنے مال سے صدقہ کیا مرنے کے بعد بھی اس کا ثواب اسے ملتا ہے۔

(سنن ابن ماجہ، باب ثواب معلم الناس الخیر، ج1، ص88، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت)

یہ امِ سعد کے لیے ہے

سنن ابی داؤد میں ہے((عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ أَنَّهُ قَالَ:يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّ أُمَّ سَعْدٍ مَاتَتْ، فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ؟، قَالَ:الْمَاءُ، قَالَ:فَحَفَرَ بِئْرًا، وَقَالَ:هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ)) ترجمہ: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! ام سعد وفات پاگئی ہیں، کون سا صدقہ افضل ہے؟ فرمایا: پانی، حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی والدہ (کے ایصالِ ثواب) کے لیے ہے۔

(سنن ابی داؤد، فی فضل سقی الماء، ج2، ص130، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

امت کی طرف سے قربانی

سنن ابی داؤد میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت

ہے،فرماتے ہیں((ذَبَحَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمَ الذَّبْحِ كَبْشَيْنِ أَقْرَنَيْنِ أَمْلَحَيْنِ مُوجَأَيْنِ، فَلَمَّا وَجَّهَهُمَا قَالَ :إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ، اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، وَعَنْ مُحَمَّدٍ وَأُمَّتِهِ بِاسْمِ اللَّهِ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ ثُمَّ ذَبَحَ)) ترجمہ: قربانی کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو سینگوں والے سرمئی خصی مینڈھے ذبح کیے، جب آپ نے انہیں قبلہ رخ گرایا، تو یہ دعا پڑھی: إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ عَلَى مِلَّةِ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا، وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ، إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِين اللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ، (پھر کہا) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت کی طرف سے، اللہ کے نام کے ساتھ، اور اللہ سب سے بڑا ہے اور پھر ذبح فرمایا۔

(سنن ابی داؤد ،باب مایستحب من الضحایا،ج3،ص95،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

سنن ابی داؤد میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں((انَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَمَرَ بِكَبْشٍ أَقْرَنَ يَطَأُ فِي سَوَادٍ، وَيَنْظُرُ فِي سَوَادٍ، وَيَبْرُكُ فِي سَوَادٍ، فَأُتِيَ بِهِ فَضَحَّى بِهِ. فَقَالَ:يَا عَائِشَةُ هَلُمِّي الْمُدْيَةَ. ثُمَّ قَالَ:اشْحَذِيهَا بِحَجَرٍ. فَفَعَلَتْ فَأَخَذَهَا وَأَخَذَ الْكَبْشَ، فَأَضْجَعَهُ وَذَبَحَهُ وَقَالَ:بِسْمِ اللَّهِ، اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ. ثُمَّ ضَحَّى بِهِ صلی اللہ علیہ وسلم)) ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مینڈھے کا فرمایا جو کہ سینگوں والا ہو، سیاہی میں چلتا ہو (یعنی پاؤں سیاہ ہوں)، سیاہی میں دیکھتا ہو اور سیاہی میں بیٹھتا ہو۔ ایسا مینڈھا قربانی کے لیے لایا گیا، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا! چھری لاؤ، پھر فرمایا: اسے پتھر کے ساتھ تیز کرو، (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے ایسا کیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چھری اور مینڈھے کو پکڑا، مینڈھے کو ذبح کرنے کے لیے کروٹ کے بل لٹایا اور یہ دعا پڑھی: اللہ تعالیٰ کے نام سے، اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی آل اور ان کی امت کی طرف سے قبول فرما، پھر قربانی فرمائی۔

(سنن ابی داؤد ،باب مایستحب من الضحایا،ج3،ص95،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی

سنن ابی داؤد ہی میں ہے، حضرت حنش کہتے ہیں((رَأَيْتُ عَلِيًّا يُضَحِّي بِكَبْشَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ:مَا هَذَا؟ فَقَالَ:إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَوْصَانِي أَنْ أُضَحِّيَ عَنْهُ فَأَنَا أُضَحِّي عَنْهُ)) ترجمہ: میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دو مینڈھے ذبح کرتے دیکھا، میں نے عرض کیا: یہ کیا ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کیا کروں، لہذا میں ان کی طرف سے قربانی کرتا ہوں۔

(سنن ابی داؤد ،باب الاضحیۃ عن المیت،ج3،ص94،المکتبۃ العصریہ،بیروت)

میت کی طرف سے حج

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں((انَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ، جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَتْ:إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ، أَفَأَحُجُّ عَنْهَا؟ قَالَ:نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا، أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً؟ اقْضُوا اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالوَفَاءِ)) ترجمہ: جہینہ قبیلے کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میری والدہ نے حج کی نذر مانی تھی اور حج کیے بغیر فوت ہوگئی ہیں، کیا میں ان کی طرف سے

حج کرسکتی ہوں؟ فرمایا: ہاں! تم ان کی طرف سے حج کرو، تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری والدہ پر قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتیں، تو اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو، اللہ تعالیٰ زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

(صحیح بخاری، باب الحج والنذور، ج3، ص18، مطبوعہ دارطوق النجاۃ)

سنن نسائی میں ہے ((عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ أَبِيهَا، مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ؟ قَالَ: حُجِّي عَنْ أَبِيكِ)) ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، ایک عورت نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے اپنے والد کے بارے میں سوال کیا کہ وہ فوت ہوگئے ہیں اور انہوں نے حج نہیں کیا؟ فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج کرو۔

(سنن نسائی، الحج عن المیت الذی لم یحج، ج5، ص116، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

میت کا درجہ بلند ہوتا ہے

امام بخاری "الادب المفرد" میں نقل کرتے ہیں ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: تُرْفَعُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ مَوْتِهِ دَرَجَتُهُ. فَيَقُولُ: أَيْ رَبِّ، أَيُّ شَيْءٍ هَذِهِ؟ فَيُقَالُ: وَلَدُكَ اسْتَغْفَرَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: مرنے کے بعد میت کا درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! یہ درجہ کیسے بلند ہوا، فرمایا جاتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

(الادب المفرد، باب بر الوالدین بعد موتہما، ج1، ص28، باب دارالبشائر الاسلامیہ، بیروت)

مسند احمد بن حنبل میں یہی روایت مرفوعاً ہے ((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِنَّ اللَّهَ عَزَّوَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ، فَيَقُولُ: يَا رَبِّ، أَنَّى لِي هَذِهِ؟ فَيَقُولُ: بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ)) ترجمہ: حضرت

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ عزوجل نیک بندے کا جنت میں درجہ بلند فرماتا ہے تو وہ عرض کرتا ہے: اے میرے رب! یہ درجہ کیسے بلند ہوا؟ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے۔

(مسند احمد بن حنبل، مسند ابی ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج 16، ص356، موسسۃ الرسالہ، بیروت)

جب بھی صدقہ کرو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں ((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: إِذَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ تَطَوُّعًا أَنْ يَجْعَلَهَا عَنْ أَبَوَيْهِ فَيَكُونُ لَهُمَا أَجْرُهَا وَلَا يَنْتَقِصُ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا)) ترجمہ: رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جب کوئی نفلی صدقہ کرے اور وہ اپنے والدین کی طرف سے کرے تو اس کے والدین کو اجر ملے گا اور اس کے اجر میں سے بھی کم نہیں ہوگا۔

(مجمع الزوائد، باب الصدقة علی المیت، ج3، ص138، مکتبۃ القدسی، القاہرہ)

مُردوں کے لیے زندوں کا تحفہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: ((مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ إِلَّا كَالْغَرِيقِ الْمُتَغَوِّثِ، يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ أَبٍ أَوْ أُمٍّ أَوْ أَخٍ أَوْ صَدِيقٍ، فَإِذَا لَحِقَتْهُ كَانَتْ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا، وَإِنَّ اللهَ عَزَّوَجَلَّ لَيُدْخِلُ عَلَى أَهْلِ الْقُبُورِ مِنْ دُعَاءِ أَهْلِ الْأَرْضِ أَمْثَالَ الْجِبَالِ، وَإِنَّ هَدِيَّةَ الْأَحْيَاءِ إِلَى الْأَمْوَاتِ الِاسْتِغْفَارُ لَهُمْ)) ترجمہ: مرنے والا شخص قبر میں ڈوبنے والے، فریاد کرنے والے کی طرح ہوتا ہے، وہ ماں باپ، بھائی، دوست کی دعا کا انتظار کرتا ہے، جب اسے یہ دعا پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا اور اس میں

موجود ہر چیز سے محبوب ہوتی ہے اور بے شک اللہ عزوجل دنیا والوں کی دعا سے قبر والوں کے پاس پہاڑ کی مثل (نور ورحمت) داخل فرماتا ہے، بے شک زندوں کا مردوں کے لیے تحفہ ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔

(شعب الایمان،فصل فی حفظ حق الوالدین بعد موتہما،ج10،ص300،مکتبۃ الرشدللنشر والتوزیع،ریاض ☆مشکوۃ المصابیح،باب الاستغفار والتوبۃ،الفصل الثالث،ج2،ص728، المکتب الاسلامی،بیروت)

ایصالِ ثواب کے لیے نفلی نماز،روزہ

حدیث پاک میں ہے((إِنَّ مِنَ الْبِرِّ بَعْدَ الْبِرِّ أَنْ تُصَلِّيَ لِأَبَوَيْكَ مَعَ صَلَاتِكَ، وَتَصُومَ لَهُمَا مَعَ صَوْمِكَ)) ترجمہ: بے شک نیکی کے بعد نیکی یہ ہے کہ تم اپنی نماز کے ساتھ (ایصالِ ثواب کے لیے) اپنے والدین کے لیے (نفل) نماز پڑھو اور اپنے روزوں کے ساتھ (ایصالِ ثواب کے لیے) والدین کے لیے بھی روزے رکھو۔ (صحیح مسلم،باب فی ان الاسنادمن الدین،ج1،ص16،داراحیاء التراث العربی ، بیروت)

میت کی طرف سے کفارہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((انَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:إِنَّ أَبِي مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا، وَلَمْ يُوصِ، فَهَلْ يُكَفِّرُ عَنْهُ أَنْ أَتَصَدَّقَ عَنْهُ؟ قَالَ:نَعَمْ)) ترجمہ:ایک آدمی نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میرے والد وفات پا گئے ہیں، مال چھوڑا ہے اور وصیت نہیں کی ،اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا ان کے گناہوں کا کفارہ بنے گا؟ فرمایا: ہاں۔

(صحیح مسلم،باب وصول ثواب الصدقات الی المیت ،ج3،ص1254،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

جو قبرستان سے گزرے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے((مَنْ مَرَّ عَلَى الْمَقَابِرِ

وَقَرَأَ (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً، ثُمَّ وَهَبَ أَجْرَهُ لِلْأَمْوَاتِ، أُعْطِيَ مِنَ الْأَجْرِ بِعَدَدِ الْأَمْوَاتِ)) ترجمہ: جو شخص قبرستان سے گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ مرتبہ پڑھے اور اس کا ثواب مردوں کو ایصال کرے تو اس شخص کو تمام مردوں کے برابر اجر دیا جائے گا۔

(کنز العمال،رافعی عن علی،ج15،ص655،موسسۃ الرسالۃ،بیروت☆مرقاۃ المفاتیح،باب دفن المیت،ج3،ص1228،دارالفکر،بیروت)

قبر کشادہ ہوگئی

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں((خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَوْمًا إِلَى سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ حِينَ تُوُفِّيَ، قَالَ:فَلَمَّا صَلَّى عَلَيْهِ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَوُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَسُوِّيَ عَلَيْهِ، سَبَّحَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَبَّحْنَا طَوِيلًا، ثُمَّ كَبَّرَ فَكَبَّرْنَا، فَقِيلَ:يَا رَسُولَ اللهِ، لِمَ سَبَّحْتَ؟ ثُمَّ كَبَّرْتَ؟ قَالَ:لَقَدْ تَضَايَقَ عَلَى هَذَا الْعَبْدِ الصَّالِحِ قَبْرُهُ حَتَّى فَرَّجَهُ اللهُ عَنْهُ)) ترجمہ:حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی طرف نکلے، جب ان کو قبر میں رکھا گیا اور قبر اوپر سے برابر کر دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تسبیح پڑھی، ہم نے بھی طویل تسبیح پڑھی، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی، ہم نے بھی تکبیر پڑھی ،کہا گیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے اس وقت تسبیح اور پھر تکبیر کیوں پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس نیک بندے پر قبر تنگ ہوگئی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے (تسبیح وتکبیر کی برکت) اسے کھول دیا۔

(مسند احمدبن حنبل،مسندجابر بن عبد اللہ،ج23،ص158،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت☆مشکوۃ المصابیح،باب اثبات عذاب القبر،الفصل الثالث،ج1،ص49،المکتب الاسلامی،بیروت)

قراءت کا ثواب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشادفرمایا:((مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ ثُمَّ قَرَأَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، وَأَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ .ثُمَّ قَالَ:إِنِّي جَعَلْتُ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ مِنْ كَلَامِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ، كَانُوا شُفَعَاءَ لَهُ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى)) ترجمہ: جو قبرستان میں داخل ہوپھر سورۂ فاتحہ،سورۂ اخلاص اورسورۂ تکاثر پڑھے اور پھر کہے: میں نے کلام الٰہی میں سے جو قرأت کی اس کا ثواب قبرستان کے مومنین اورمومنات کو ایصال کرتا ہوں تو وہ تمام کے تمام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے شفیع ہوں گے۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب دفن المیت،ج3،ص1228،دارالفکر،بیروت)

قبرستان والوں کی تعداد کے برابر

مرقاۃ میں ہے((وأَخْرَجَ عَبْدُ الْعَزِيزِ صَاحِبُ الْخِلَالِ بِسَنَدِهِ عَنْ أَنَسٍ:أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ فَقَرَأَ سُورَةَ يس خَفَّفَ اللَّهُ عَنْهُمْ، وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَنْ فِيهَا حَسَنَاتٌ)) ترجمہ: صاحبِ خلال عبدالعزیز نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جوقبرستان گیا اور سورۂ یٰس پڑھی تو اللہ تعالیٰ قبرستان والوں سے تخفیف فرمائے گا اور اس پڑھنے والے کوقبرستان میں موجود مردوں کے برابر نیکیاں ملیں گی۔ (مرقاۃ المفاتیح،باب دفن المیت،ج3،ص1228،دارالفکر،بیروت)

میت کی قبر کے پاس تلاوت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوهُ وَأَسْرِعُوا بِهِ إِلَى قَبْرِهِ وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْكِتَابِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ فِي قَبْرِهِ)) ترجمہ: جب تم سے کوئی فوت ہوجائے تو اس کوروکے نہ رکھو،اسے قبرتک جلدی لے چلواوراس میت کی قبر کے پاس سر کی طرف فاتحۃ الکتاب اور اس کے پاؤں کی طرف

سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرو۔

(شعب الایمان للبیہقی،الصلوۃ علی من مات من اہل القبلۃ،ج 11،ص471،مکتبۃ الرشدللنشر والتوزیع ،ریاض)

مشکوۃ المصابیح میں یہ حدیث پاک ان الفاظ کے ساتھ ہے((وَلْيُقْرَأْ عِنْدَ رَأْسِهِ فَاتِحَةُ الْبَقَرَةِ وَعِنْدَ رِجْلَيْهِ بِخَاتِمَةِ الْبَقَرَةِ)) یعنی سر کی طرف سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات اور پاؤں کی طرف سورۂ بقرہ کی آخری آیات کی تلاوت کرے۔

(مشکوۃ المصابیح،باب دفن المیت،الفصل الثالث،ج1،ص538،المکتب الاسلامی،بیروت)

میت کی طرف سے فدیہ

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا((مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ صِيَامُ شَهْرٍ فَلْيُطْعَمْ عَنْهُ مَكَانَ كُلِّ يَوْمٍ مِسْكِينًا)) ترجمہ: جوشخص اس حالت میں فوت ہوجائے کہ اس پر رمضان کے روزے ہوں تو چاہیے کہ اس کی طرف سے ایک روزے کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔

(سنن ترمذی،باب ماجاء من الکفارہ،ج2،ص89،دارالغرب الاسلامی،بیروت)

اہلِ خانہ کی طرف سے ھد یہ

تفسیر مظہری میں ہے((حديث انس مَا مِنْ أَهْلِ بَيْتٍ يَمُوتُ مِنْهُمْ مَيِّتٌ فَيَتَصَدَّقُونَ عَنْهُ بَعْدَ مَوْتِهِ، إِلَّا أَهْدَاهَا إِلَيْهِ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى طَبَقٍ مِنْ نُورٍ، ثُمَّ يَقِفُ عَلَى شَفِيرِ الْقَبْرِ، فَيَقُولُ :يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ الْعَمِيقِ، هَذِهِ هَدِيَّةٌ أَهْدَاهَا إِلَيْكَ أَهْلُكَ فَاقْبَلْهَا، فَيَدْخُلُ عَلَيْهِ، فَيَفْرَحُ بِهَا وَيَسْتَبْشِرُ، وَيَحْزَنُ جِيرَانُهُ الَّذِينَ لَا يُهْدَى إِلَيْهِمْ بِشَيْءٍ رواه الطبرانى فى الأوسط)) ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کوفرماتے سنا: جب اہل خانہ میں سے کوئی شخص فوت ہوجائے اور گھر والے اس کی وفات کے بعد اس کی طرف سے صدقہ کریں تو جبرائیل علیہ السلام اس صدقہ کو نور کے طباق میں لے کر اس قبر والے کے سرہانے کھڑے ہوجاتے ہیں اور کہتے ہیں: اے گہری قبر والے! یہ ہدیہ ہے تیرے اہل خانہ نے تیری طرف بھیجا ہے تو اس کو قبول کرلے، پس وہ ہدیہ اس کے پاس پہنچتا ہے اور اس سے وہ خوش ہوتا ہے اور اس مردے کے وہ پڑوسی جن کی طرف کوئی ہدیہ نہیں پہنچتا وہ غمگین ہوجاتے ہیں۔

(تفسیر مظہری، سورۃ النجم، آیت 39، ج9، ص128، مکتبۃ الرشدیہ، پاکستان)

والدین کی طرف سے حج

اسی میں ہے ((حدیث ابن عمر مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَیْہِ بَعْدَ وَفَاتِھِمَا کَتَبَ اللہ لَھُمَا عِتْقٌ مِنَ النَّارِ، وَکَانَ لِلْمَحْجُوجِ عَنْھُمَا أَجْرُ حَجَّةٍ تَامَّةٍ مِنْ غَیْرِ أَنْ یَنْقُصَ مِنْ أُجُورِھِمَا شَیْءٌ)) ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو اپنے فوت شدہ والدین کی طرف سے حج کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے والدین کے لیے جہنم سے آزادی لکھ دیتا ہے اور جن کی طرف سے حج کیا گیا ہے ان (یعنی والدین) کے لیے اس حج کا پورا اجر ہوگا اور کرنے والے کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(تفسیر مظہری، سورۃ النجم، آیت 39، ج9، ص128، مکتبۃ الرشدیہ، پاکستان)

مردے خوش ہوتے ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ((انه سأل رسول الله صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فقال: یا رسول الله إنا نتصدق عن موتانا ونحج عنهم وندعو لهم فهل یصل ذلك إلیهم فقال: نعم إنه لیصل ویفرحون به كما یفرح أحدكم بالطبق إذا أهدی إلیه رواه أبو جعفر العكبری)) ترجمہ: انہوں نے

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے سوال کیا: یا رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ! ہم اپنے مردوں کی طرف سے صدقہ کرتے ہیں، ان کی طرف سے حج کرتے ہیں، ان کے لیے دعا کرتے ہیں تو کیا انہیں یہ ثواب پہنچتا ہے؟ تو آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: وہ مردے اس سے اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی دنیا میں جب اس کے لیے کوئی تحفہ پیش کرتا ہے تو وہ خوش ہوتا ہے، اسے ابوجعفر عکبری نے روایت کیا ہے۔

(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، فصل فی زیارۃ القبور، ج1، ص621، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ثواب کی تقسیم

مرقاۃ شرح مشکوۃ میں ہے ''قَالَ حَمَّادٌ الْمَکِّیُّ: خَرَجْتُ لَیْلَةً إِلَی مَقَابِرِ مَکَّةَ فَوَضَعْتُ رَأْسِي عَلَی قَبْرٍ فَنِمْتُ، فَرَأَیْتُ أَھْلَ الْمَقَابِرِ حَلَقَةً حَلَقَةً، فَقُلْتُ: قَامَتِ الْقِیَامَةُ قَالُوا: لَا، وَلَکِنْ رَجُلٌ مِنْ إِخْوَانِنَا قَرَأَ: قُلْ ھُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَجَعَلَ ثَوَابَھَا لَنَا فَنَحْنُ نَقْتَسِمُهُ مُنْذُ سَنَةٍ'' ترجمہ: حماد مکی کہتے ہیں: میں رات کو مکہ کے قبرستان میں گیا اور میں ایک قبر پر سر رکھ کر سو گیا تو میں نے قبرستان والوں کو حلقہ در حلقہ دیکھا، میں نے کہا: کیا قیامت قائم ہوگئی ہے، انہوں نے جواب دیا: نہیں بلکہ ہمارے ایک (مسلمان) بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب ہمیں ایصال کیا (پہنچایا) ہے، ہم اسے ایک سال سے تقسیم کر رہے ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1228، دارالفکر، بیروت)

حضرت طاؤس تابعی

حضرت طاؤس تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''اِنَّ الْمَوْتَی یُفْتَنُونَ فِي قُبُورِھِمْ سَبْعًا، فَکَانُوا یَسْتَحِبُّونَ أَنْ یُطْعَمَ عَنْھُمْ تِلْكَ الْأَیَّامَ'' ترجمہ: مردے اپنی قبروں میں سات دن تک آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں تو علماء نے ان سات دنوں میں مردوں کی طرف سے کھانا کھلانے کو مستحب قرار دیا ہے۔

(الحاوی للفتاوی، طلوع الثریا باظہار ما کان خفیا، ج2، ص216، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت)

امام احمد بن حنبل

علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ ''الاذکار'' میں فرماتے ہیں ''قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ الْمَرُوزِيُّ: سَمِعْتُ **أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ** يَقُولُ: إِذَا دَخَلْتُمُ الْمَقَابِرَ فَاقْرَءُوا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ، وَقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ، وَاجْعَلُوا ثَوَابَ ذَلِكَ لِأَهْلِ الْمَقَابِرِ، فَإِنَّهُ يَصِلُ إِلَيْهِمْ، وَالْمَقْصُودُ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ لِلزَّائِرِ الِاعْتِبَارُ، وَلِلْمَزُورِ الِانْتِفَاعُ بِدُعَائِهِ'' ترجمہ: محمد بن احمد مروزی کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا: جب تم قبرستان داخل ہو تو سورۂ فاتحہ، معوذتین (سورۂ فلق اور ناس) اور سورۂ اخلاص پڑھو اور اس کا ثواب قبرستان والوں کو پہنچاؤ، کہ یہ ثواب ان کو پہنچے گا اور زیارتِ قبور سے مقصود زائر (زیارت کرنے والے) کے لیے عبرت اور مزور (جس کی زیارت کی جارہی ہے یعنی قبر والے) کے لیے زائر کی دعا سے فائدہ پہنچنا ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح بحوالۂ الاذکار، باب دفن المیت، ج3، ص1228، دارالفکر، بیروت)

علامہ یحیی بن شرف نووی

علامہ یحیی بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 676ھ) فرماتے ہیں ''وَفِي هَذَا الْحَدِيثِ جَوَازُ الصَّدَقَةِ عَنِ الْمَيِّتِ وَاسْتِحْبَابُهَا وَأَنَّ ثَوَابَهَا يَصِلُهُ وَيَنْفَعُهُ وَيَنْفَعُ الْمُتَصَدِّقَ أَيْضًا وَهَذَا كُلُّهُ أَجْمَعَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ'' ترجمہ: اس حدیث پاک میں میت کی طرف سے صدقہ کرنے کا جواز اور استحباب موجود ہے اور یہ کہ میت کو اس کا ثواب اور نفع پہنچتا ہے اور صدقہ کرنے والے کو بھی اس کا نفع پہنچتا ہے اور ان تمام باتوں پر مسلمانوں کا اجماع ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی، باب وصول ثواب الصدقات الی المیت، ج 11، ص84، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

ایک مقام پر فرماتے ہیں ''اُسْتُحِبَّ لِزَائِرِ الْقُبُورِ أَنْ يَقْرَأَ مَا تَيَسَّرَ مِنَ

الْقُرْآنِ، وَيَدْعُوَ لَهُمْ عَقِبَهَا، نَصَّ عَلَيْهِ الشَّافِعِيُّ، وَاتَّفَقَ عَلَيْهِ الْأَصْحَابُ'' ترجمہ: قبرستان میں آنے والے کے لیے مستحب ہے کہ جتنا ہو سکے اتنی قرآن پاک کی تلاوت کرے اور قبرستان والوں کے لیے دعا مانگے، اس (کے جواز) پر امام شافعی کی صراحت ہے اور اصحاب اس پر متفق ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح بحوالہ شرح المہذب، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دارالفکر، بیروت)

ایک اور دوسرے مقام پر فرماتے ہیں ''وَإِنْ خَتَمُوا الْقُرْآنَ عَلَى الْقَبْرِ كَانَ أَفْضَلَ'' ترجمہ: اگر مسلمان قبر پر ختم کریں تو یہ افضل ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح بحوالہ شرح المہذب، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دارالفکر، بیروت)

علامہ علی بن ابی بکر فرغانی

علامہ علی بن ابی بکر فرغانی رحمۃ اللہ علیہ (593ھ) فرماتے ہیں ''الأصل في هذا الباب أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره صلاة أو صوما أو صدقة أو غيرها عند أهل السنة والجماعة'' ترجمہ: اس باب میں اصل یہ ہے کہ اہل سنت وجماعت کے نزدیک انسان کے لیے یہ بات جائز ہے کہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسرے کو ایصال کرے چاہے وہ عمل نماز ہو، روزہ ہو، صدقہ ہو یا کوئی اور عمل۔

(ہدایہ، باب الحج عن الغیر، ج1، ص178، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں ''وَأَمَّا الْقِرَاءَةُ عَلَى الْقَبْرِ فَجَازَ بِمَشْرُوعِيَّتِهَا أَصْحَابُنَا وَغَيْرُهُمْ'' ترجمہ: قبر کے پاس قرأت کرنا جائز ہے اور اس کے جواز پر ہمارے اصحاب اور ان کے علاوہ علماء ہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دارالفکر، بیروت)

مسلمانوں کا اجماع

محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1014ھ) فرماتے ہیں

"وَأَنَّ الْمُسْلِمِينَ مَا زَالُوا فِي كُلِّ مِصْرٍ وَعَصْرٍ يَجْتَمِعُونَ وَيَقْرَءُونَ لِمَوْتَاهُمْ مِنْ غَيْرِ نَكِيرٍ، فَكَانَ ذَلِكَ إِجْمَاعًا" ترجمہ: بے شک مسلمان بغیر کسی انکار کے ہر شہر اور ہر دور میں اکٹھے ہوتے ہیں اور مردوں کے لیے قرأت کرتے ہیں، تو یہ (اس کے جواز پر) اجماع ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب دفن المیت، ج3، ص1229، دارالفکر، بیروت)

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1069ھ) فرماتے ہیں "و یستحب للزائر قراءة "سورة "یس لما ورد عن أنس رضی اللہ عنہ "أنه قال قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: من دخل المقابر فقرأ "سورة "یس "یعنی وأهدی ثوابها للأموات "خفف الله عنه یومئذ العذاب ورفعه" ترجمہ: زیارتِ قبور کرنے والے کے لیے سورۂ یٰس کی قرأت مستحب ہے کیونکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو قبرستان میں داخل ہو اور سورۂ یٰس کی قرأت کرے یعنی اس کا ثواب مردوں کو ہدیہ کرے تو اللہ تعالیٰ ان سے اس دن عذاب میں تخفیف کرے گا اور ان سے عذاب اٹھالے گا۔

(مراقی الفلاح، فصل فی زیارۃ القبور، ج1، ص229، المکتبۃ العصریہ، بیروت)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "ومستحب است کہ تصدق کردہ شود از میت بعد از دفن او از عالم تا ہفت روز وتصدق از میت نفع کنند او را بے خلاف میان اہل علم و وارد شدہ است دراس احادیث صحیحہ خصوصاً" ترجمہ: مستحب یہ ہے کہ مردہ کے عالم دنیا سے پردہ کرنے کے بعد سات دن تک اس

کی طرف سے صدقہ کیا جائے کیوں کہ اس سے میت کو فائدہ حاصل ہوتا ہے اور اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے اور اس پر بالخصوص احادیث صحیحہ وارد ہوئی ہیں۔

(اشعۃ اللمعات، ج1، ص716)

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں "وشیر برنج بنافاتحہ بزرگ بقصد ایصالِ ثواب بروح ایشاں پزند وبخورند مضائقہ نیست واگر فاتحہ بنام بزرگ دادہ شود اغنیارا ہم خوردن جائز است" ترجمہ: دودھ چاول پر کسی بزرگ کے لیے فاتحہ دی جائے، ان کی روح کو ثواب پہنچانے کی نیت سے پکائیں اور کھائیں تو اس میں مضائقہ نہیں اور اگر کسی بزرگ کی فاتحہ دی جائے تو مالداروں کو بھی کھانا جائز ہے۔ (زبدۃ النصائح، ص132)

شاہ عبدالعزیز محدث دھلوی

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں "طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرت امامین نمایند بر آں فاتحہ وقل ودرود خواندن تبرک میشود وخوردن بسیار خوب ست" ترجمہ: جو کھانا حضرات امامین (امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کو نیاز کریں، اس کھانے پر سورۂ فاتحہ، قل شریف اور درود شریف پڑھنا باعث برکت ہے اور ایسے کھانے کا کھانا بھی بہت اچھا ہے۔

(فتاوی عزیزیہ، ج1، ص78)

حاجی امداد اللہ مھاجر مکی

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں "تأمل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ سلف میں تو یہ عادت تھی مثلاً کھانا پکا کر مساکین کو کھلا دیا اور دل سے ایصالِ ثواب کی نیت کر لی، متأخرین نے یہ خیال کیا کہ جیسے نماز میں نیت ہر چند دل سے کافی ہے مگر

موافقتِ قلب ولسان کے لیے عوام کو زبان سے کہنا بھی مستحسن ہے، اسی طرح اگر یہاں زبان سے کہہ لیا جائے کہ یااللہ اس کھانے کا ثواب فلاں شخص کو پہنچ جائے، تو بہتر ہے، پھر کسی کو خیال ہوا کہ لفظ کا مشار الیہ اگر روبرو موجود ہو تو زیادہ استحضارِ قلب ہو، تو کھانا روبرو لانے لگے، کسی کو یہ خیال ہوا کہ یہ ایک دعا ہے اس کے ساتھ کچھ کلامِ الٰہی بھی پڑھا جائے تو قبولیتِ دعا کی بھی امید ہے کہ اس کلام کا ثواب بھی پہنچ جائے کہ جمع بین العبادتین ہے۔

گیارہویں شریف حضور غوث پاک قدس سرہ اور دسواں، بیسواں، چہلم و ششماہی وسالانہ وغیرہ اور توشہ حضرت شیخ احمد عبدالحق رودولوی رحمۃ اللہ علیہ اور سہ منی حضرت شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ وحلوائے شب برات ودیگر ثواب کے کام اسی قاعدہ پر مبنی ہیں۔" (فیصلہ ہفت مسئلہ، ص6.7)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

سوال: ﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾ ترجمہ: انسان کو وہی ملتا ہے جس کی وہ کوشش کرتا ہے۔ (پ27، سورۃ النجم، آیت39)

بعض لوگ اس آیت پاک سے یہ استدلال کرتے ہیں کہ انسان صرف اپنے ہی اعمال کا اجر پائے گا، دوسرے انسان کا عمل اسے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتا۔

جواب: محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت پاک سے استدلال کرنے والوں کو پانچ جوابات دیئے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں "أَحَدُهَا: أَنَّهَا مَنْسُوخَةٌ بِقَوْلِهِ تَعَالَى ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ أَدْخَلَ الْأَبْنَاءَ الْجَنَّةَ بِصَلَاحِ الْآبَاءِ، الثَّانِي: أَنَّهَا خَاصَّةٌ بِقَوْمِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى عَلَيْهِمَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَأَمَّا هَذِهِ الْأُمَّةُ فَلَهَا مَا سَعَتْ، وَمَا سُعِيَ لَهَا

قَالَهُ عِكْرِمَةُ. الثَّالِثُ: أَنَّ الْمُرَادَ بِالْإِنْسَانِ هُنَا الْكَافِرُ، فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَلَهُ مَا سَعَى وَسُعِيَ لَهُ قَالَهُ الرَّبِيعُ بْنُ أَنَسٍ. الرَّابِعُ: لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى مِنْ طَرِيقِ الْعَدْلِ، فَأَمَّا مِنْ بَابِ الْفَضْلِ فَجَائِزٌ أَنْ يَزِيدَهُ اللَّهُ مَا شَاءَ قَالَهُ الْحُسَيْنُ بْنُ الْفَضْلِ. الْخَامِسُ: انَّ اللَّامَ فِي الْإِنْسَانِ بِمَعْنَى عَلَى أَيْ: لَيْسَ عَلَى الْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى "ترجمہ: (1) یہ آیت دوسری آیت سے منسوخ ہے، ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِإِيمَانٍ أَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ﴾ ترجمہ: اور جو ایمان لائے اور ان کی اولاد نے ایمان کے ساتھ ان کی پیروی کی، ہم نے ان کی اولاد ان سے ملا دی۔ اس آیت کریمہ سے پتا چلا کہ اللہ تعالیٰ نے بیٹوں کو آباء کی نیکیوں کی وجہ سے جنت میں داخل فرمایا۔ (2) اس آیت کا حکم قومِ ابراہیم اور قومِ موسیٰ کے ساتھ خاص ہے (کہ انہیں صرف اپنے ہی اعمال کا فائدہ ہوتا تھا) جبکہ اس امت کو اپنے اعمال کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اور دوسرے لوگ جو ان کو اعمال کا ثواب ایصال کرتے ہیں اس سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے، یہ عکرمہ کا قول ہے۔ (3) یہاں انسان سے مراد کافر ہے، (کہ کافر کو کسی دوسرے شخص کے عمل سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا)، جبکہ مومن کو اپنے اور دوسروں کے اعمال سے فائدہ حاصل ہوتا ہے، یہ ربیع بن انس کا قول ہے۔ (4) اس آیت سے مراد یہ ہے کہ بطریقِ عدل انسان کے لیے وہی ہے جو اس نے خود اعمال کیے ہیں، جبکہ فضل کے طور پر دیکھا جائے تو یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے (جتنا چاہے) زیادہ فرما دے (اور دوسروں کے اعمال سے بھی اسے فائدہ پہنچائے)، یہ قول حسین بن فضل کا ہے۔ (5) اس آیت پاک میں "لام" "علیٰ" کے معنی میں ہے، اب اس آیت کا معنی ہوگا کہ انسان کو نقصان صرف اپنے برے اعمال کی وجہ سے ہوگا، کسی دوسرے کے گناہوں کی وجہ سے اسے نقصان نہیں ہوگا۔ (جبکہ فائدہ

دوسروں کے اعمال سے بھی ہوسکتا ہے)۔

(مرقاۃ المفاتیح،باب دفن المیت،ج3،ص1228،دارالفکر،بیروت)

تعینات عرفیہ

سوال: بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایصالِ ثواب تو جائز ہے مگر یہ معین کرنا کہ گیارہ تاریخ کو گیارہویں ہوگی، یہ غلط ہے۔

جواب: معین کرنے کی دوصورتیں ہیں: (1) **تعین شرعی** (2) **تعین عرفی**،
تعین شرعی یہ اعتقاد ہو کہ وہ کام اسی وقت میں ہوگا کسی اور وقت میں نہ ہوگا، یہ اپنی طرف سے نہیں کر سکتے اور **تعین عرفی**، یہ ذہن ہو کہ کام ہر وقت میں ہوسکتا ہے مگر اپنی سہولت یا کسی اور مصلحت کی وجہ سے کوئی دن یا وقت خاص کرلیا ہے یہ جائز ہے اور مسلمان گیارہویں اور دیگر ایصالِ ثواب کی صورتوں میں تعین عرفی کرتے ہیں، تعینِ شرعی کا ان پر الزام لگانا بہتان اور افتراء ہے۔

صدرالشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت ماقبل گزری، آپ فرماتے ہیں: ''اب رہیں تخصیصات مثلاً تیسرے دن یا چالیسویں دن یہ تخصیصات نہ شرعی تخصیصات ہیں نہ ان کو شرعی سمجھا جاتا ہے، یہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ اسی دن میں ثواب پہنچے گا اگر کسی دوسرے دن کیا جائے گا تو نہیں پہنچے گا۔ یہ محض رواجی اور عرفی بات ہے جو اپنی سہولت کے لیے لوگوں نے کر رکھی ہے بلکہ انتقال کے بعد ہی سے قرآن مجید کی تلاوت اور خیر خیرات کا سلسلہ جاری ہوتا ہے اکثر لوگوں کے یہاں اسی دن سے بہت دنوں تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے اس کے ہوتے ہوئے کیونکر کہا جاسکتا ہے کہ مخصوص دن کے سوا دوسرے دنوں میں لوگ ناجائز جانتے ہیں، یہ محض افترا ہے جو مسلمانوں کے سر باندھا جاتا ہے اور زندوں مُردوں کو ثواب سے محروم کرنے کی بیکار کوشش ہے، پس جبکہ ہم اصل کلی بیان کر چکے تو جزئیات کے احکام خود اسی کلیہ سے معلوم ہوگئے۔

امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ وقت معین کرنے کے حوالے سے ایک مدلل اور مفصل فتوے میں فرماتے ہیں ''توقیت یعنی کسی کام کے لیے وقت مقرر کرنے کی دوصورتیں ہیں: (1) **شرعی** اور (2) **عادی**۔

شرعی یہ کہ شریعت مطہرہ نے کسی کام کے لیے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے کہ (1) وہ اس کے علاوہ وقت میں ہو ہی نہیں سکتا، اور اگر کریں تو وہ عمل شرعی ادا نہ ہوگا۔ جیسے قربانی کے لیے ایام نحر، (2) یا یہ کہ اس وقت سے اس عمل کو مقدم یا مؤخر کرنا ناجائز ہو، جیسے احرام حج کے لیے حرمت والے مہینے (یعنی شوال، ذی قعدہ، ذوالحجہ)، (3) یا یہ کہ اس وقت میں جو ثواب ہے وہ دوسرے وقت میں نہ ملے، جیسے نمازعشاء کے لیے تہائی رات۔

عـــادی یہ کہ شریعت کی جانب سے کوئی قید نہیں جب چاہیں عمل میں لائیں، لیکن حدث (کام ہونے) کے لیے زمانہ ضروری ہے۔ اور زمانۂ غیر معین میں کسی کام کا واقع ہونا محالِ عقلی ہے، اس لیے کہ وجود اور تعین ایک دوسرے کے مُساوِق (ساتھ ساتھ) ہیں، تو تعیّن سے چارہ نہیں یہ سبھی تعینات (اوقات معیّنہ) اطلاق کی بناء پر بطور بدلیت وہ عمل واقع کیے جانے کے قابل تھے، مگر ان ہی میں سے کسی کو کسی مصلحت کی وجہ سے اختیار کرتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ وقت معین کو صحت کی بنیاد یا حلت (حلال ہونے) کا مدار یا ثواب دئے جانے کا مناط (سبب) جانیں، ظاہر ہے کہ اس تقیید کی وجہ سے مقید مطلق کا فرد ہونے سے خارج نہ ہوگا، اور مطلق کا جو حکم ہے وہ اس کے تمام افراد میں جاری ہوگا تب کہ کسی فرد خاص سے متعلق خاص طور پر ممانعت وارد نہ ہو۔

تو ایسے مقام میں راہ یہ نہیں کہ جائز کہنے والے سے خصوصیت کا ثبوت مانگیں

بلکہ راہ یہ ہوگی کہ اس فرد خاص سے متعلق ممانعت کی صراحت شریعت سے نکالیں۔

پھر اگر اس وقت معیّن کی ذات میں خود کوئی ترجیح دینے والی چیز موجود ہے جو اسے اختیار کرنے کی باعث ہے تو ٹھیک ہے۔ ورنہ جب تمام اوقات یکساں اور برابر ہوں تو صاحبِ اختیار کا ارادہ ترجیح دینے کے لیے کافی ہے، جیسے دو جام یکساں ہیں اور پیاسا اپنے ارادے سے کسی ایک کو ترجیح دے کر اختیار کرتا ہے۔ اسی طرح دو راہیں یکساں ہیں اور چلنے والا کسی ایک کو اختیار کر لیتا ہے۔

پہلی صورت میں (یعنی جب کوئی ترجیح دینے والی چیز موجود ہو) تو مصلحت خود عیاں ہے اور دوسری صورت میں کم از کم اتنا ضرور ہے کہ اس کو معین کر لینے سے یاد دہانی اور آگاہی ہوگی اور یہ ٹالنے اور فوت کر ڈالنے سے مانع ہوگی، ہر عقل والے کا وجدان خود گواہ ہے کہ جب کسی کام کے لیے کوئی وقت معین رکھتے ہیں تو جب وقت آتا ہے وہ کام یاد آجاتا ہے ورنہ بار ہا ایسا ہوتا ہے کہ فوت ہوجاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ذاکرین، شاغلین، عابدین اپنے ذکر وشغل اور عبادت کے لیے اوقات معین کر لیتے ہیں۔ کسی نے نماز صبح سے پہلے سو بار کلمہ طیبہ پڑھنا اپنے ذمہ کرلیا ہے۔ کسی نے نماز عشاء کے بعد سو بار درود پڑھنا مقرر کرلیا ہے۔

اگر اس تعیین وتوقیت کو توقیت شرعی کی تینوں قسموں سے نہ جانیں تو شریعت کی جانب سے ان پر ہرگز کوئی عتاب نہیں، جان برادر! اگر شاہ ولی اللہ کی القول الجمیل، امام الطائفہ کی صراط مستقیم اور ان کے علاوہ اس طائفہ کے اکابر وعمائد کی تصنیف کردہ اس فن کی کتابیں دیکھو تو ان میں از خود لازم کیے ہوئے تعینات سے بہت سی چیزیں پاؤ گے جن میں شریعت کی جانب سے تعیین وتوقیت کا کوئی نام ونشان بھی نہیں ہے۔ دُور کیوں جایئے اور تعیین ایام واوقات کی بات کیوں کیجئے، وہاں تو دسیوں اعمال

واشغال اور ہیآت وطُرق ایجادی اوراختراعی ایسے موجود ہیں جن کا قرونِ سابقہ میں کوئی نام ونشان تھا،، نہ ذکر وخبر۔ ان حضرات کو ان کی ایجاد اور ابتداع کا خود اقرار ہے۔ شاہ ولی اللہ القول الجمیل میں لکھتے ہیں ''ہماری صحبت اور ہماری تعلیم آداب طریقت رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تک متصل ہے اگرچہ ان آداب اور ان اشغال کی تعیین حضور سے ثابت نہیں۔''

(القول الجميل معه ترجمه شفاء العليل،فصل11،ص173،ايچ ايم سعيد كمپنى ،كراچى)

مولوی خرم علی، شاہ صاحب کی مذکورہ بالا عربی عبارت کا ترجمہ یہ لکھتا ہے ''ہماری صحبت اور طریقت کے آداب سیکھنا متصل ہے رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم تک، اگرچہ تعیین ان آداب کا اور تقرر ان اشغال کا ثابت نہیں۔''

(شفاء العليل ترجمه القول الجميل،فصل11،ص173،ايچ ايم سعيد كمپنى ،كراچى)

یہی صاحب القول الجمیل کے ترجمہ شفاء العلیل میں لکھتے ہیں ''حضرت مصنف محقق نے کلام دلپذیر اور تحقیق عدیم النظیر سے شبہات ناقصین کو جڑ سے اکھاڑا۔ بعضے نادان کہتے ہیں کہ قادریہ اور چشتیہ اور نقشبندیہ کے اشغال مخصوصہ صحابہ اور تابعین کے زمانہ میں نہ تھے تو بدعت سیئہ ہوئے۔''

(القول الجميل معه ترجمه شفاء العليل،فصل11،ص107،ايچ ايم سعيد كمپنى ،كراچى)

اسی میں شاہ عبدالعزیز صاحب سے نقل کرتے ہیں ''مولانا حاشیے میں فرماتے ہیں اور اسی طرح پیشوایانِ طریقت نے جلسات اور ہیات واسطے اذکار مخصوصہ کے ایجاد کیے ہیں مناسب مخفیہ کے سبب سے۔''

(القول الجميل معه ترجمه شفاء العليل،فصل11،ص51،ايچ ايم سعيد كمپنى ،كراچى)

پھر خود لکھا ہے ''یعنی ایسے امور کو مخالفِ شرع یا داخل بدعت سیئہ نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ بعض کم فہم سمجھتے ہیں۔''

(القول الجميل معه ترجمه شفاء العليل،فصل11،ص51،ايچ ايم سعيد كمپنى ،كراچى)

امام الطائفہ (اسماعیل دہلوی) نے صراط مستقیم میں لکھا ہے ''محققین اکابر نے تجدیدِ اشغال کے طریقے میں بڑی کوششیں کی ہیں، اسی بنا پر مصلحت اور وقت کا تقاضا یہ ہوا کہ اس کتاب کا ایک باب اس وقت کے مناسب اشغال جدیدہ کے بیان کے لیے معیّن کیا جائے اور اشغال کی تجدید عمل میں لائی جائے۔''

(صراط مستقیم،مقدمۃ الکتاب ،باب اول،ص897 ،المکتبہ السلفیہ ،لاہور)

اپنے پیر کے حال میں لکھا ہے ''طریقہ چشتیہ کی تلقین و تعلیم میں بازوئے ہمت کشادہ کیا، اور ان اشغال کی تجدید فرمائی جن پر یہ کتاب مستطاب مشتمل ہے۔''

(صراط مستقیم،باب چہارم،ص166،المکتبہ السلفیہ ،لاہور)

سبحان اللہ! یہ لوگ جو تمھارے قاعدے کے مطابق صراحۃً "احداث فی الدین" اور کھلی ہوئی بدعت جاری کرنے کے مرتکب ہیں، اور بلاشبہہ ایسی چیزیں ایجاد کی ہیں جن کی قرونِ سابقہ میں کوئی خبر نہیں، وہ تو گمراہ اور بدعتی نہ ہوں بلکہ ویسے ہی امام و مقتداء اور عُرفاء و عُلماء رہیں دُوسرے صرف اتنے جرم پر کہ انھوں نے شریعت میں ثابت چند پسندیدہ امور کو یکجا کر دیا، اور ان کو عمل میں لانے کیلئے شریعت میں جائز اوقات میں سے ایک وقت معین کر لیا، معاذ اللہ گمراہ اور بدعتی ہو جائیں ___ للہ انصاف! اس بے جا تحکم اور ناروا زبردستی کو کیا کہا جائے، شاید شریعت تمھارے گھر کا کاروبار ہے کہ جیسے چاہو الٹ پھیر کرتے رہو ہوشیار۔ ہوشیار اے طالبانِ حق ان کو، ان کی سرکشی اور زیادتی میں چھوڑ اور آثار و احادیث کی جانب متوجہ ہو تا کہ ہم کچھ تعیناتِ عادیہ تجھے سنائیں:

(1) اسی قبیل سے ہے جو حدیث میں آیا کہ حضور پرنور سید عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے شہدائے اُحد کی زیارت کے لیے سرِ سال کا وقت مقرر فرمالیا تھا جیسا کہ آگے ذکر آرہا ہے۔

(2) اور سنیچر (ہفتہ) کے دن مسجد قبا میں تشریف لانا، جیسا کہ صحیحین (بخاری و مسلم) میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے۔

(صحیح مسلم ،باب فضلِ مسجد قبا ،ج1،ص448،قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

(3) اور شکرِ رسالت کے لیے دوشنبہ (پیر) کا روزہ جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(صحیح مسلم،باب استحباب صیام ثلاثہ آیام ،ج1،ص368،قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

(4) اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دینی مشاورت کے لیے وقتِ صبح و شام کی تعیین، جیسا کہ صحیح بخاری میں اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔

(صحیح البخاری،باب ہجرۃ النبی واصحابہ الی المدینہ،ج 1،ص552،قدیمی کتب خانہ ، کراچی)

(5) اور سفر جہاد شروع کرنے کے لیے پنجشنبہ (جمعرات) کی تعیین، جیسا کہ اسی صحیح بخاری میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(صحیح البخاری،باب من اراد غزوۃ ،ج1،ص414،قدیمی کتب خانہ ،کراچی)

(6) اور طلب علم کے لئے دوشبہ (پیر) کی تعیین جیسا کہ ابوالشیخ، ابن حبان اور دیلمی نے بسند صالح حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔

(الفردوس بمأثور الخطاب ،ج 1،ص78،دارلکتب العلمیہ، بیروت)(کنز العمال،ج 10،ص250، موسستہ الرسالۃ،بیروت)

(7) اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وعظ و تذکیر کے لیے پنجشنبہ (جمعرات) کا دن مقرر کیا، جیسا کہ صحیح بخاری میں حضرت ابووائل سے مروی ہے۔

(صحیح البخاری،باب من جعل لاہل العلم ایاما معلومۃ ،ج1،ص16،قدیمی کتب خانہ ، کراچی)

(8)اور علما نے سبق شروع کرنے کے لیے بدھ کا دن رکھا، جیسا کہ امام برہان الاسلام زرنوجی کی تعلیم المتعلم میں ہے۔ انھوں نے اپنے استاد امام برہان الدین مرغینانی صاحب ہدایہ سے اس کی حکایت فرمائی اور کہا کہ اسی طرح امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے تھے۔

(تعلیم المتعلم،فصل فی بدایة السبق،ص43، مطبع علیمی، دہلی)

صاحب تنزیہہ الشریعۃ نے فرمایا اور اسی طرح ایک جماعتِ علماء کا دستور رہا ہے۔

(تنزیہہ الشریعة ،باب ذکر البلدانج والایام ،فصل ثانی حدیث ،ج2،ص56 ، دارالکتب العلمیه، بیروت)

یہ سب توقیت عادی کے باب سے ہیں، حاشا کہ سیدسرداراں علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مراد یہ ہو کہ انتہائے سال کے علاوہ کسی دوسرے وقت، زیارت نہیں، یا جائز نہیں، یا اس دن بندہ نوازی امت پروری اور قدم مبارک کی خاک پاک سے مزاراتِ شہدائے کرام کو شرف بخشنے پر جو اجر عظیم اس شاہ عالم پناہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عطا ہوگا وہ دوسرے دن نہ ملے گا۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود کا مقصود یہ نہ تھا کہ پنج شنبہ (جمعرات) کے علاوہ کسی اور دن وعظ نہیں، یا دوسرے دن اس کا جواز نہیں، یا دوسرے دن یہ اجر فوت ہو جائے گا، شرع مطہر نے یہ تعیین فرمائی تھی۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہی ایک عادت مقرر کر لی تھی تا کہ ہر ہفتہ میں مسلمانوں کی تذکیر کا کام انجام دیتے ہیں، اور دن متعین ہونے کی وجہ سے طالبان خیر آسانی سے جمع ہو جائیں، اسی طرح باقی امور کو قیاس کرو۔

ہاں ان میں سے بعض میں کوئی الگ مرجح (ترجیح دینے والا) بھی موجود ہے۔ جیسے دوشنبہ کے دن بعثت کا وقوع اور علم نبوت کا حصول_ اور پنجشنبہ (جمعرات)

کو صبح سویرے نکلنے میں عظیم برکت کا وجود اور چہارشنبہ (بدھ) کو شروع کرنے میں تکمیل کی امید کہ یہاں ایک حدیث ذکر کرتے ہیں کہ ((مامن شیء بدیٔ یوم الاربعاء الاتم)) جو کام بھی چہارشنبہ کو شروع کیا جائے وہ پورا ہو۔

(تنزیہہ الشریعة ،باب ذکر البلدانج والایام ،فصل ثانی حدیث ،ج2،ص56،دارالکتب العلمیه، بیروت)

اور بعض دیگر میں یہی ترجیح ارادی ہے جس میں کم از کم یاددہانی اور آسانی کی مصلحت ضرور کارفرما ہے۔ اسی باب سے سوم، چہلم، چھ ماہ، اور انتہائے سال کے تعینات سے جو لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں۔ ان میں سے بعض میں کوئی خاص مصلحت بھی ہے اور بعض دیگر آسانی و یاددہانی کے خیال سے رائج و معمول ہیں۔ اور اصطلاح میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

یہاں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی (جو امام الطائفہ کے نسبی چچا، علمی باپ اور طریقت میں دادا تھے) کا کلام سننے کے قابل ہے۔ تفسیر عزیزی میں قولِ باری عزوجل ﴿والقمر اذا اتسق﴾ کے تحت فرماتے ہیں "وارد ہے کہ مُردہ اس حالت میں کسی ڈوبنے والے کی طرح فریادرس کا منتظر ہوتا ہے اور اس وقت صدقے، دعائیں اور فاتحہ اسے بہت کام آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ، موت سے ایک سال تک، خصوصاً چالیس دن تک اس طرح کی امداد میں بھرپور کوشش کرتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی،آیہ والقمر اذا اتسق کے تحت مذکور ہے ،ص206،لال کنواں، دہلی)

زیادہ پرلطف بات یہ ہے کہ شاہ صاحب موصوف اپنے پیروں اور باپ دادا کا عرس پورے اہتمام سے کرتے تھے اور ان کے سامنے ان کی اجازت سے، اور ان کے برقرار رکھنے سے درویشوں کی قبروں پر آدمیوں کا اجتماع، فاتحہ خوانی اور طعام وشیرینی کی تقسیم ہوتی تھی، جیسا کہ سبھی اہل سجادہ میں جاری وساری ہے۔ مفتی عبدالحکیم پنجابی نے ان ہی بے وزن شبہات کے تحت جو حضرات منکرین پیش کرتے ہیں، شاہ

صاحب کے ان افعال کے باعث شاہ صاحب پر زبان لعن طعن دراز کی اور لکھا کہ وہ لوگ جن کے اقوال افعال کے مطابق نہیں اپنے بزرگوں کا عرس اپنے اوپر فرض کی طرح لازم جان کر سال بہ سال مقبرے پر اجتماع کر کے وہاں طعام وشیرینی تقسیم کر کے ان مقبروں کو بُتِ معبود بناتے ہیں۔

شاہ صاحب "رسالہ ذبیحہ "میں جو مجموعہ زبدۃ النصائح میں چھپا ہے اس طعن کے جواب میں فرماتے ہیں'' یہ طعن مطعون علیہ کے حالات سے بے خبری پر مبنی ہے اس لیے کہ شریعت میں مقررہ فرائض کے سوا کسی کام کو کوئی فرض نہیں جانتا۔ہاں قبور صالحین کی زیارت قرآن ، دعائے خیر اور تقسیم شرینی وطعام سے ان کی امداد باجماع علماء مستحسن اور اچھا عمل ہے اور روز عرس کا تعین اس لیے ہے کہ وہ دن دارالعمل سے دارالثواب کی جانب ان کے انتقال فرمانے کی یاددہانی کرنے والا ہے ورنہ جس دن بھی یہ کام ہو فلاح ونجات کا سبب ہے۔اور خلف پر لازم ہے کہ اپنے سلف کے لیے اسی طرح کی بھلائی اور نیکی کرتا رہے۔ پھر سال کے تعین اور اس کے التزام کے سلسلے میں احادیث سے سند ذکر فرمائی کہ ابن المنذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ((ان رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم كان ياتی احدا كل عام فاذا بلغ الشعب سلم علی قبور الشهداء فقال سلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبی الدار)) ترجمہ: رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہر سال احد تشریف لاتے ، جب درہ کوہ پر پہنچتے تو شہیدوں کی قبر پر سلام کرتے اور فرماتے : تمھیں سلام ہو تمھارے صبر پر کہ دارِ آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے۔

(درمنثور بحوالہ ابن منذر وابن مردویہ ،زیر آیۃ سلام علیکم ،ج4،ص58،منشورات مکتبہ آیۃ اللہ العظمی، ایران)

اور امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت محمد بن ابراہیم سے روایت کی ہے کہ ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ فَيَقُولُ :السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ .قَالَ :وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ يَفْعَلُونَ ذَلِكَ)) سرور عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہر سال کے شروع میں شہداء کی خاک پر قدم رنجہ فرماتے اور کہتے تم پر سلام ہو تمھارے صبر پر کہ دارِ آخرت کیا ہی عمدہ گھر ہے، حضور کے بعد حضرت صدیق وفاروق اور ذی النورین بھی ایسا ہی کرتے ، رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

(جامع البيان (تفسير ابن جرير)،زير آية سلام عليكم ،ج13،ص84،مطبعة ميمنيه، مصر)

اور تفسیر کبیر میں ہے ((كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُورَ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ فَيَقُولُ :السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ۔ والخلفاء الاربعة هكذا كانوا يفعلون)) ترجمہ:حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہر سال شہداء کے مزار پر تشریف لے جاتے اور آیۃ مذکورہ پڑھتے۔اور اسی طرح حضرات خلفائے اربعہ بھی کرتے۔رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

(التفسير الكبير للرازی ،زیر آیة سلام عليكم،ج17،ص45،مطبعة البهية المصرية، مصر)

الحاصل حق یہ ہے کہ مذکورہ تخصیصات سبھی تعینات عادیہ سے ہیں جو ہرگز کسی طعن اور ملامت کے قابل نہیں ۔ اتنی بات کو حرام اور بدعت شنیعہ کہنا کھلی ہوئی جہالت اور قبیح خطا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے بھائی شاہ رفیع الدین دہلوی نے اپنے فتاوٰی میں کیا ہی عمدہ انصاف کی بات لکھی ہے۔ان کی عبارت یوں نقل کی گئی ہے:

سوال: بزرگوں کی فاتحہ میں کھانوں کو خاص کرنا،مثلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ میں کھچڑا، شاہ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ کی فاتحہ میں توشہ وغیر ذلک، یوں ہی

کھانے والوں کوخاص کرنا،ان سب کا کیاحکم ہے؟

جواب: فاتحہ اور طعام بلاشبہہ مستحسن ہیں، اور تخصیص جو مخصص (خاص کرنے والے) کا فعل ہے۔وہ اس کے اختیار میں ہے۔ممانعت کا سبب نہیں ہوسکتا، یہ خاص کر لینے کی مثالیں،سب عرف اور عادت کی قسم سے ہیں جو ابتداء میں خاص مصلحتوں اور خفی مناسبوں کی وجہ سے رونما ہوئیں پھر رفتہ رفتہ عام ہوگئیں۔

ثم اقول (میں کہتا ہوں) بلکہ اگر یہاں خود کوئی دینی مصلحت نہ ہو (تو بھی حرام نہیں ہوسکتا) کیونکہ مصلحت نہ ہونے کا معنٰی یہ نہیں کہ مفسدہ موجودہ ہے کہ باعثِ انکار ہوجائے ورنہ مباح کہاں جائے گا؟ امام احمد مسند میں بسندِ حسن ایک صحابیہ خاتون رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ حضور پرنور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ((صِیَامَ یَوْمِ السَّبْتِ لَا لَکِ وَلَا عَلَیْکِ)) ہفتے کے روزے نہ تیرے لیے نہ تیرے خلاف۔

(مسند احمد بن حنبل،حدیث امرأة رضی اللہ عنہا ،ج6،ص368،دارالفکر بیروت)

علماء نے اس کی شرح میں فرمایا''لالك فيه مزيد ثواب و لاعليك فيه ملام و لا عقاب'' نہ تیرے لیےاس میں کسی ثواب کی زیادتی ہے نہ اس میں تجھ پر کوئی عتاب اور ملامت ہے۔

(فیض القدیر شرح الجامع الصغیر،ج4،ص330،دارالمعرفہ،بیروت)

واضح ہوا کہ بےوجہِ تخصیص کے خاص کر لینا اگر مفید نہ ہو تو مضر بھی نہ ہوگا، اور یہی ہمارا مقصود ہے۔

ہاں جو عامی شخص اس تعین عادی کو توقیتِ شرعی جانے اور گمان کرے کہ ان کے علاوہ دنوں میں ایصال ثواب ہوگا ہی نہیں، یا جائز نہیں، یا ان ایام میں ثواب دیگر ایام سے زیادہ کامل ووافر ہے،تو بلاشبہہ وہ شخص غلط کار اور جاہل ہے اوراس گمان میں خطا کار اور صاحب باطل ہے۔

لیکن اتنا گمان اصل ایمان میں خلل نہیں لاتا، نہ ہی کسی قطعی عذاب اور حتمی وعید کا سبب ہوتا ہے جیسا کہ امام الطائفہ کا اپنی تقویۃ الایمان میں یہ اعتقاد ہے اور اس کی یہ جہالتِ فاحشہ اس عامی کی جہالت سے بدرجہا بدتر ہے۔وہ ایک نادانی اور اٹکل سے زیادہ نہیں،اور یہ بڑی گمراہی اور شدید اعتزال ہے و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العزیز الحمید۔

(فتاوی رضویہ ملخصاً،ج9،ص590تا592،رضافاؤنڈیشن،لاہور)

پندرھواں باب
بدعت کی حقیقت

یارسول اللہ دہائی آپ کی
گوشمال اہل بدعت کیجئے

بدعت کابیان

بدمذہب مسلمانوں کے ان معمولات کوجن کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہے انہیں بدعت کہتے ہیں اور ''شرعاً ممنوع ہونے پر دلیل دینے کے بجائے '' یہ کہہ کر رد کر دیتے ہیں کہ اس خاص ہیئت کے ساتھ اس کا ثبوت قرونِ ثلٰثہ (دورِ نبوی، دورِ صحابہ، دورِ تابعین) میں نہیں تھا حالانکہ

اولاً تو قرون وزمانہ کو حاکم بنانا (فلاں زمانے میں تھا تو جائز اور فلاں زمانے میں نہ تھا تو ناجائز) جہالت اور اپنی طرف سے شریعت گھڑنا ہے، ہمیں تو صاحبِ شریعت سرورِ کائنات صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ اصول دیا کہ جو چیز اللہ تعالیٰ نے حلال کی وہ حلال اور جو حرام فرمائی وہ حرام اور جس کے بارے میں سکوت کیا وہ بھی کر سکتے ہیں، ترمذی وابن ماجہ وحاکم نے سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے، حضور اقدس صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم فرماتے ہیں ((اَلْحَلَالُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ، وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِي كِتَابِهِ، وَمَا سَكَتَ عَنْهُ، فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْه)) ترجمہ: حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام بتایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ معاف ہے یعنی اس پہ کچھ مواخذہ نہیں۔

(جامع الترمذی ابواب اللباس، باب ماجاء فی لبس الفراء، ج3، ص272، دارالغرب الاسلامی، بیروت ☆ سنن ابن ماجہ، باب اکل الجبن والسمن، ج2، ص1117، داراحیاء الکتب العربیہ، بیروت ☆ المستدرك للحاکم، کتاب الاطعمہ، ج4، ص129، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا ((إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَيِّعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِكُوهَا، وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَسَكَتَ عَنْ أَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا)) ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے کچھ باتیں فرض کیں انہیں ہاتھ سے نہ

جانے دو اور کچھ حرام فرمائیں اُن کی حرمت نہ توڑ و اور کچھ حدیں باندھیں اُن سے آگے نہ بڑھو اور کچھ چیزوں سے بے بھولے سکوت فرمایا اُن میں کاوش نہ کرو۔

(سنن دارقطنی، کتاب الرضاع، ج5، ص325، موسسة الرسالة، بیروت)

ثانیاً ہر نئے کام کو بدعتِ سیئہ (بری بدعت) کہنا بھی جہالت ہے، ہمیں تو صاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا: ((مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا، وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ)) ترجمہ: جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سنّ سنة حسنةالخ، ج2، ص341، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

ثالثاً بدعت کو بدعتِ سیئہ میں منحصر کرنا بھی شریعت پر افتراء ہے، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح (کی جماعت) کے متعلق فرماتے ہیں ((نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ)) ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

(صحیح بخاری، باب فضل من قام رمضان، ج3، ص45، مطبوعہ دارطوق النجاة)

ثابت ہوا کہ ہر نیا کام اگر موافق اصول شرعی کے ہے تو وہ بدعت حسنہ ہے اور حدیث پاک ((مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً)) کے عموم میں داخل ہو کر محمود و مقبول ہوگا اور اگر مخالف اصول شرعی ہو تو مذموم اور مردود ہوگا۔

بدعت اچھی بھی ہوسکتی ہے

بدمذہب یہ گمراہ کن نظریہ پھیلاتے ہیں کہ بدعت بری ہی ہوتی ہے، اچھی نہیں ہوسکتی ہے، حالانکہ ان کا یہ نظریہ احادیث مبارکہ، اقوال صحابہ اور اقوال ائمہ کے خلاف ہے، بدعت ہر اس کام کو کہتے ہیں جو نیا ہو، پہلے نہ ہو، اگر وہ نیا کام قرآن و سنت سے ٹکراتا ہو تو بدعتِ سیئہ (بری بدعت) ہے اور اگر قرآن وحدیث سے ٹکراتا

نہ ہو تو وہ بدعتِ مباحہ اور بدعتِ حسنہ کی قبیل سے ہے، اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

اللہ کی رضا کے لئے

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَ رَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوْهَا مَا كَتَبْنٰهَا عَلَيْهِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوٰنِ اللّٰهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ وَ كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا تو ان کے ایمان والوں کو ہم نے ان کا ثواب عطا کیا اور ان میں سے بہتیرے فاسق ہیں۔ (سورۃ الحدید، آیت 27)

اس آیت مبارکہ کے تحت صدر الافاضل سید مفتی نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس آیت سے معلوم ہوا کہ بدعت یعنی دِین میں کسی بات کا نکالنا اگر وہ بات نیک ہو اور اس سے رضائے الٰہی مقصود ہو تو بہتر ہے، اس پر ثواب ملتا ہے، اور اس کو جاری رکھنا چاہئے ایسی بدعت کو بدعتِ حسنہ کہتے ہیں البتہ دِین میں بُری بات نکالنا بدعتِ سیّئہ کہلاتا ہے، وہ ممنوع اور ناجائز ہے اور بدعتِ سیّئہ حدیث شریف میں وہ بتائی گئی ہے جو خلافِ سنّت ہو اس کے نکالنے سے کوئی سنّت اٹھ جائے اس سے ہزار ہا مسائل کا فیصلہ ہو جاتا ہے جن میں آج کل لوگ اختلاف کرتے ہیں اور اپنی ہوائے نفسانی سے ایسے امورِ خیر کو بدعت بتا کر منع کرتے ہیں جن سے دِین کی تقویّت و تائید ہوتی ہے اور مسلمانوں کو اخروی فوائد پہنچتے ہیں اور وہ طاعات و عبادات میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآنِ مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔'' (تفسیر خزائن العرفان، تحت الآیۃ المذکورہ)

اس آیت پاک کے تحت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی تفسیر روح البیان میں بھی بدعت حسنہ کا جواز ثابت کیا ہے۔

(تفسیر روح البیان، تحت الآیۃ المذکورہ، ج9، ص384، دارالفکر، بیروت)

جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا

نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((مَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً، فَلَهُ أَجْرُهَا، وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهُ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أُجُورِهِمْ شَیْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِی الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ)) ترجمہ: جس نے اچھا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا ثواب بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا اجر بھی اسے ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے اجر سے کچھ کم ہو، اور جس نے اسلام میں برا طریقہ ایجاد کیا تو اس کو اپنے ایجاد کرنے کا گناہ بھی ملے گا اور جو اس طریقے پر عمل کریں گے ان کا گناہ بھی اسے ملے گا بغیر اس کے کہ ان کے گناہ سے کچھ کم ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سنّ سنة حسنةالخ، ج2، ص341، قدیمی کتب خانہ، کراچی)

بدعت ضلالہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ((وَمَنْ ابْتَدَعَ بِدْعَةَ ضَلَالَةٍ لَا تُرْضِی اللَّهَ وَرَسُولَهُ كَانَ عَلَيْهِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ عَمِلَ بِهَا لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أَوْزَارِ النَّاسِ شَيْئًا)) ترجمہ: جس نے **بدعتِ ضلالہ** جس سے وہ اللہ (عزوجل) اور اس کے رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو راضی نہیں کرتا شروع کی تو جو جو اس پر عمل کریں گے ان کا گناہ اسے ملے گا اور ان کے گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

(جامع الترمذی، ماجاء فی الاخذ بالسنةواجتناب البدع، ج5، ص45، مصطفی البابی حلبی، مصر)

معلوم ہوا کہ ہر بدعت ممنوع نہیں ہے، صرف وہ ہی ممنوع ہے جو بدعتِ ضلالہ (گمراہی والی بدعت) ہو، جو قرآن وحدیث کے خلاف ہو، جس سے اللہ و رسول عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو راضی نہ کیا جائے اور اس کے برعکس اگر کوئی نیا کام جو قرآن وحدیث کے خلاف نہ ہو، جس کی اصل قرآن وحدیث سے ثابت ہو وہ بدعتِ ضلالہ اور ممنوع نہیں بلکہ بدعتِ مباحہ اور بدعتِ حسنہ کی قبیل سے ہے۔

محدث وفقیہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1014ھ) اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''وَقَيْدُ الْبِدْعَةِ بِالضَّلَالَةِ لِإِخْرَاجِ الْبِدْعَةِ الْحَسَنَةِ كَالْمَنَارَةِ، كَذَا ذَكَرَهُ ابْنُ الْمَلَكِ'' ترجمہ: ضلالہ کی قید بدعتِ حسنہ کو نکالنے کے لیے ہے جیسا کہ منارہ، ایسا ہی ابن الملک نے ذکر کیا ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنہ، ج1، ص256، دارالفکر، بیروت)

علامہ مناوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1031ھ) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''وفیه إشارة إلی أن بعض البدع غیر ضلالة'' ترجمہ: اس حدیث پاک میں یہ اشارہ ہے کہ بعض بدعتیں ضلالت (گمراہی والی) نہیں ہیں۔

(فیض القدیر، حرف الھمزہ، ج2، ص9، المکتبة التجاریة الکبری، مصر)

اللہ کی قسم، یہ اچھا ہے

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلایا اور مجھے فرمایا: ((إِنَّ عُمَرَ أَتَانِی، فَقَالَ: إِنَّ الْقَتْلَ قَدْ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِالنَّاسِ، وَإِنِّی أَخْشَى أَنْ يَسْتَحِرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ فِی الْمَوَاطِنِ، فَيَذْهَبَ كَثِيرٌ مِنَ الْقُرْآنِ إِلَّا أَنْ تَجْمَعُوهُ، وَإِنِّی لَأَرَى أَنْ تَجْمَعَ الْقُرْآنَ، قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ لِعُمَرَ: كَيْفَ أَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ عُمَرُ: هُوَ وَاللَّهِ خَيْرٌ، فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِی فِيهِ حَتَّى

شَرَحَ اللّٰهُ لِذَلِكَ صَدْرِی، وَرَأَيْتُ الَّذِی رَأَى عُمَرُ، قَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ:إِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ، وَلاَ نَتَّهِمُكَ، كُنْتَ تَكْتُبُ الوَحْيَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَتَتَبَّعِ القُرْآنَ فَاجْمَعْهُ، فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفَنِي نَقْلَ جَبَلٍ مِنَ الجِبَالِ مَا كَانَ أَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا أَمَرَنِي بِهِ مِنْ جَمْعِ القُرْآنِ، قُلْتُ:كَيْفَ تَفْعَلاَنِ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ :هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ، فَلَمْ أَزَلْ أُرَاجِعُهُ حَتَّى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِي لِلَّذِي شَرَحَ اللّٰهُ لَهُ صَدْرَ أَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ)) ترجمہ:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس آئے ہیں اورانہوں نے کہاہے کہ یمامہ میں بہت حفاظ قرآن شہید ہوئے اور میں ڈرتا ہوں کہ اگر حاملان قرآن تیزی سے شہید ہوتے گئے تو قرآن کا ایک بڑا حصہ ختم ہوجائے گا میری رائے یہ ہے کہ آپ قرآن مجید کے جمع کرنے اور ایک جگہ لکھنے کا حکم دیں، صدیق اکبر نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو یہ کام کیا ہی نہیں تو میں یہ کام کیونکر کروں گا۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اگرچہ حضوراقدس سرورعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہ کیا مگر خدا کی قسم کام تو خیر ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں پھر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ سے اس معاملہ میں بحث کرتے رہے یہاں تک کہ خداتعالیٰ نے میرا سینہ اس امر کے لئے کھول دیا اور میری رائے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائے سے موافق ہوگئی۔ زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (مجھ سے) فرمایا: تم نوجوان مرد عاقل ہو ہم (کسی معاملہ میں بھی) تمہیں متہم نہیں کرتے ہیں کیونکہ تم جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وحی لکھا کرتے تھے پس قرآن تلاش کرواور اس کو جمع کرو، (حضرت زید بن ثابت فرماتے ہیں) اللہ کی قسم! اگر مجھے کسی پہاڑ کو اٹھانے کا مکلّف بنایا جاتا تو قرآن جمع کرنے سے جس کا انہوں نے مجھے حکم

دیا تھا زیادہ بھاری نہ ہوتا، میں نے عرض کیا: وہ کام تم کیسے کرو گے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم یہ اچھا کام ہے، ابوبکر صدیق میرے ساتھ بحث کرتے رہے حتی کہ اللہ نے اس کے لئے میرا سینہ کھول دیا جس کے لئے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا سینہ کھولا تھا۔

(صحیح بخاری، باب قوله:لقد جاء کم رسول من انفسکم، ج6، ص71، دارطوق النجاة)

یہ اچھی بدعت ہے

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کی باقاعدہ جماعت شروع کروائی اوراس کے متعلق فرماتے ہیں: ((نِعْمَ البِدْعَةُ هَذِهِ)) ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

(صحیح بخاری، باب فضل من قام رمضان، ج3، ص45، مطبوعه دارطوق النجاة)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بدعت

حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ ابْنَ مَسْعُودٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ فِي غَسْلِ الدُّبُرِ وَالذَّكَرِ بِدْعَةٌ، وَلَنِعْمَ الْبِدْعَةَ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: دبر اور عضوِ تناسل دھونا بدعت ہے اور اچھی بدعت ہے۔

(الآثار لابی یوسف، باب الوضوء، ج1، ص6، دارالکتب العلمیه، بیروت)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور بدعت

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ((صَلَاةُ الضُّحَى بِدْعَةٌ، وَنِعْمَتِ الْبِدْعَةُ)) ترجمہ: چاشت کی نماز بدعت ہے اور اچھی بدعت ہے۔

(المعجم الكبير للطبرانی، مجاهد عن ابن عمر رضي الله عنهما، ج12، ص424، مكتبه ابن تيميه، القاهره)

نمازِ چاشت

حضرت حکم بن اعرج سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((سَأَلْتُ مُحَمَّدًا عَنْ

صَلَاةِ الضُّحَى وَهُوَ مُسْنِدٌ ظَهْرَهُ إِلَى حُجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: بِدْعَةٌ وَنِعْمَتِ الْبِدْعَةُ)) ترجمہ: محمد رضی اللہ عنہ حجرۂ نبوی کے ساتھ ٹیک لگائے تھے تو میں نے ان سے نمازِ چاشت کے متعلق دریافت کیا، فرمایا: یہ بدعت ہے اور ایک اچھی بدعت ہے۔(مصنف ابن ابی شیبہ، من کان لایصلی الضحی، ج2، ص172، مکتبۃ الرشد، ریاض)

اذانِ جمعہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: ((الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ)) ترجمہ: جمعہ کی اذانِ اول بدعت ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، الاذان یوم الجمعۃ، ج1، ص470، مکتبۃ الرشد، ریاض)

جمعہ کی اذان اول ایسی بدعت ہے جس کو سب (اپنے ہوں یا پرائے) نے اپنایا ہوا ہے۔

امام شافعی اور بدعت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ أَوِ السُّنَّةَ أَوِ الْأَثَرَ أَوِ الْإِجْمَاعَ فَهُوَ ضَلَالَةٌ، وَمَا أُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ مِمَّا لَا يُخَالِفُ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ فَلَيْسَ بِمَذْمُومٍ'' ترجمہ: وہ نئی باتیں جو قرآن، حدیث، آثار یا اجماع کے خلاف ہوں وہ تو بدعت وگمراہی ہیں۔ اور وہ نئی باتیں جو بھلائی کے کاموں سے نکالی جائے اور اس میں ان (مذکورہ) چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ج1، ص224، دارالفکر، بیروت)

امام بیہقی نے امام شافعی کے اس فرمان کو اپنی کتاب ''المدخل الی السنن الکبریٰ'' میں نقل کیا ہے اور علامہ نووی نے بھی ''تہذیب الاسماء واللغات'' میں نقل کیا ہے۔

(المدخل الی السنن الکبری، باب مایذکر من ذم الرأی وتکلف القیاس، ج1، ص206، دارالخلفاء للکتاب الاسلامی، الکویت ☆ تہذیب الاسماء واللغات، حرف الباء، ج3، ص23، دارالکتب

العلمیہ، بیروت)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: ''وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادِهِ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ عَنِ الشَّافِعِيِّ قَالَ: الْمُحْدَثَاتُ مِنَ الْأُمُورِ ضَرْبَانِ، أَحَدُهُمَا: مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ كِتَابًا أَوْ سُنَّةً أَوْ أَثَرًا أَوْ إِجْمَاعًا، فَهَذِهِ الْبِدْعَةُ الضَّلَالَةُ، وَالثَّانِي: مَا أُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ لَا خِلَافَ فِيهِ لِوَاحِدٍ مِنْ هَذَا، وَهَذِهِ مُحْدَثَةٌ غَيْرُ مَذْمُومَةٍ، وَقَدْ قَالَ عمر رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ'' ترجمہ: امام بیہقی نے اپنے مناقب شافعی میں اپنی اسناد کے ساتھ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ نو پید باتیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ کہ قرآن، حدیث، آثار یا اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت وگمراہی ہیں۔ دوسری وہ جو بھلائی کے کاموں سے نکالی جائے اور اس میں ان (مذکورہ) چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔ تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کے بارے میں فرمایا: یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

(الحاوی للفتاوی، حسن المقصد فی عمل المولد، ج1، ص225، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت)

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ان الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے: ''الْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ بِدْعَةٌ مَحْمُودَةٌ، وَبِدْعَةٌ مَذْمُومَةٌ. فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَحْمُودٌ، وَمَا خَالَفَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَذْمُومٌ، وَاحْتَجَّ بِقَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هِيَ'' ترجمہ: بدعت کی دو قسمیں ہیں: (1) بدعتِ محمودہ (2) بدعتِ مذمومہ۔ پس جو سنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو سنت کے مخالف ہو وہ مذموم ہے، اور انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قیامِ رمضان کے بارے میں اس قول کہ ''یہ اچھی بدعت ہے'' سے حجت پکڑی

ہے۔ (حلیۃ الاولیاء،ج9،ص113،دارالکتاب العربی،بیروت)

شوکانی اور عبد الوہاب نجدی

وہابیہ کے امام قاضی شوکانی نے بھی امام شافعی کا مذکورہ قول ان الفاظ میں نقل کیا ہے:''ان المحدثات من الأُمُور ضَرُبَان أَحدهمَا مَا أحدث يُخَالف كتابا أَو سنة أَو أثراأَو إِجْمَاعًا فَهَذِهِ الْبِدْعَة الضَّلَالَة وَالثَّانِيَة مَا أحدث من الْخَيْر لَا خلاف فِيهِ لوَاحِد من هَذِه الْأمة وَهَذِه محدثة غير مذمومة وَقد قَالَ عمر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي قيام شهر رَمَضَان نعمت الْبِدْعَة هَذِه ''ترجمہ:نو پید باتیں دو قسم کی ہیں،ایک وہ کہ قرآن،حدیث،آثار یا اجماع کے خلاف نکالی جائیں یہ تو بدعت وگمراہی ہیں۔دوسری وہ جو بھلائی کے کاموں سے نکالی جائے اور اس میں ان(مذکورہ) چیزوں کا خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کے بارے میں فرمایا:یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

(القول المفيد فی أدلة الاجتهاد والتقليد،جلد1،صفحہ78,79،دار القلم ،الکویت)

اس قول کو محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی نقل کیا ہے۔

(اصول الایمان لمحمد بن عبد الوہاب،خیر الہدی ہدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم،ج 1،ص 126،وزارۃ الشئون الاسلامیہ والاوقاف،عرب)

امام کراجی اور بدعت

امام احمد کراجی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی360ھ)فرماتے ہیں:''وقوله:﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾دليل على تثبيت الرعايات،و على أن البدعة من العمل الصالح وما يقرّب إلى الله جل وتعالیٰ ويكون فيها منافع الخلق غير مذمومة، إذ لو كانت ماذموا على تضييع الرعاية فی المحافظة عليها، ويؤيد هذا الابتداع حديث رسول، الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:((من سن فی

الإسلام سنةحسنة، فعمل بها بعده، كان له، أجرها وأجر من عمل بها))، ولا شك أن هذه سنة مأذونة فی إحداثها۔۔۔وقد وعد عليها رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ من الأجر ما وعد، أو ليس عمر رضی اللہ عنہ سن قيام شهر رمضان فی جماعة، وعثمان رضی اللہ عنہ الأذان الأول يوم الجمعةو كانا داخلين فی قول رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ((من سنَّ فی الإسلام سنَّةً حسنةً)) ''ترجمہ:اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان﴿فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا﴾(پھر اسے نہ نباہا جیسا اس کے نباہنے کا حق تھا)اس بات کے ثبوت پر دلیل ہے کہ نیا اچھا کام شروع کر کے اس کو نباہا جائے اور اس بات پر دلیل ہے کہ ایسی بدعت جو عمل صالح پر مشتمل ہو،قرب الٰہی کا باعث ہو اور جس میں مخلوق کا فائدہ ہو وہ مذموم نہیں،کیونکہ اگر یہ مذموم ہوتی تو اس معاملے پر محافظت کرنے کی رعایت کے ترک پر ان کی مذمت نہ کی جاتی اور اس کی تائید رسول اکرم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے کہ''جس نے اسلام میں کوئی اچھا کام شروع کیا پھر بعد میں اس پر جو عمل کرے گا تو اس کے لیے اس کا اجر ہوگا اور جس نے اس پر عمل کیا اس کے لئے بھی اجر ہوگا''اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک ایسا کام ہے جس کے ابتداء کی اجازت دی گئی ہے اور تحقیق اچھے کام کی ایجاد پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجر کا وعدہ فرمایا ہے،کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رمضان میں ایک جماعت کے ساتھ قیام کو شروع نہیں کیا؟اور کیا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جمعہ کی پہلی اذان کو شروع نہیں کیا؟اور یہ دونوں کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان((من سنَّ فی الإسلام سنَّةً حسنةً))(جس نے اسلام میں کوئی اچھا کام شروع کیا الخ) کے تحت داخل ہیں۔

(النكت الدالة على بيان فی انواع العلوم والاحكام،وقوله:فَمَا رَعَوْہَا حَقَّ رِعَایَتِہَا،ج 4، ص240،

دارالنشر :دارالقیم دار ابن عفان)

امام غزالی اور بدعت

کیمیائے سعادت میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی505ھ) ارشاد فرماتے ہیں"ایں ہمہ گرچہ بدعت ست واز صحابہ وتابعین نقل نہ کردہ اند لیکن نہ ہرچہ بدعت بود نہ شاید کہ بسیاری بدعت نیکو باشد پس بدعت مذموم آں بود کہ بر مخالفت سنّت بود "ترجمہ: یہ سب امور اگر چہ نو پید ہیں اور صحابہ وتابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں ہیں، مگر ایسا بھی نہیں کہ ہرنئی بات ناجائز وبدعت ہو کیونکہ بہت ساری نئی باتیں اچھی ہیں۔ چنانچہ مذموم بدعت وہ ہوگی جو سنت رسول کے مخالف ہو۔

(کیمیائے سعادت،رکن دوم،اصل ہشتم ،باب دوم،صفحہ388،انتشارات گنجینہ ،ایران)

علامہ بطلیوسی اور بدعت

علامہ ابو محمد عبداللہ بن محمد بن السید البطلیوسی (متوفی521ھ) فرماتے ہیں: "والبِدْعَة کل شَيْء یحدث لم یتقدَّم لَهُ نَظِير .والبدعة بدعتان:بدعَة محمودة وبدعة مذمومة "ترجمہ: بدعت ہرنئی چیز جس کی پہلے نظیر نہ ہو، بدعت کی دو قسمیں ہیں: بدعتِ محمودہ اور بدعتِ مذمومہ۔

(مشکلات مؤطا امام مالک،باب فانه اندی صوتاًمنك وهوالمفتوح الاول،ج 1 ، ص 83،دار ابن حزم،بیروت)

شیخ عز الدین اور بدعت

سلطان العلماء شیخ عز الدین بن عبد السلام رحمۃ اللہ علیہ (متوفی660ھ) فرماتے ہیں"اَلْبِدْعَةُ فِعْلُ مَا لَمْ يُعْهَدْ فِي عَصْرِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم .وَهِيَ

مُنْقَسِمَةٌ إلَى:بِدْعَةٌ وَاجِبَةٌ، وَبِدْعَةٌ مُحَرَّمَةٌ، وَبِدْعَةٌ مَنْدُوبَةٌ، وَبِدْعَةٌ مَكْرُوهَةٌ، وَبِدْعَةٌ مُبَاحَةٌ، وَالطَّرِيقُ فِي مَعْرِفَةِ ذَلِكَ أَنْ تُعْرَضَ الْبِدْعَةُ عَلَى قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ :فَإِنْ دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ الْإِيجَابِ فَهِيَ وَاجِبَةٌ، وَإِنْ دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ التَّحْرِيمِ فَهِيَ مُحَرَّمَةٌ، وَإِنْ دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ الْمَنْدُوبِ فَهِيَ مَنْدُوبَةٌ، وَإِنْ دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ الْمَكْرُوهِ فَهِيَ مَكْرُوهَةٌ، وَإِنْ دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ الْمُبَاحِ فَهِيَ مُبَاحَةٌ، وَلِلْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ أَمْثِلَةٌ .أَحَدُهَا:الِاشْتِغَالُ بِعِلْمِ النَّحْوِ الَّذِي يُفْهَمُ بِهِ كَلَامُ اللَّهِ وَكَلَامُ رَسُولِهِ -صلی اللہ علیہ وسلم-، وَذَلِكَ وَاجِبٌ لِأَنَّ حِفْظَ الشَّرِيعَةِ وَاجِبٌ وَلَا يَتَأَتَّى حِفْظُهَا إلَّا بِمَعْرِفَةِ ذَلِكَ، وَمَا لَا يَتِمُّ الْوَاجِبُ إلَّا بِهِ فَهُوَ وَاجِبٌ .الْمِثَالُ الثَّانِي:حِفْظُ غَرِيبِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مِنْ اللُّغَةِ .الْمِثَالُ الثَّالِثُ:تَدْوِينُ أُصُولِ الْفِقْهِ .الْمِثَالُ الرَّابِعُ:الْكَلَامُ فِي الْجَرْحِ وَالتَّعْدِيلِ لِتَمْيِيزِ الصَّحِيحِ مِنْ السَّقِيمِ، وَقَدْ دَلَّتْ قَوَاعِدُ الشَّرِيعَةِ عَلَى أَنَّ حِفْظَ الشَّرِيعَةِ فَرْضُ كِفَايَةٍ فِيمَا زَادَ عَلَى الْقَدْرِ الْمُتَعَيِّنِ، وَلَا يَتَأَتَّى حِفْظُ الشَّرِيعَةِ إلَّا بِمَا ذَكَرْنَاهُ .وَلِلْبِدَعِ الْمُحَرَّمَةِ أَمْثِلَةٌ .مِنْهَا :مَذْهَبُ الْقَدَرِيَّةِ، وَمِنْهَا مَذْهَبُ الْجَبْرِيَّةِ، وَمِنْهَا مَذْهَبُ الْمُرْجِئَةِ، وَمِنْهَا مَذْهَبُ الْمُجَسِّمَةِ، وَالرَّدُّ عَلَى هَؤُلَاءِ مِنْ الْبِدَعِ الْوَاجِبَةِ وَلِلْبِدَعِ الْمَنْدُوبَةِ أَمْثِلَةٌ .مِنْهَا :إحْدَاثُ الرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ وَبِنَاءِ الْقَنَاطِرِ، وَمِنْهَا كُلُّ إحْسَانٍ لَمْ يُعْهَدْ فِي الْعَصْرِ الْأَوَّلِ، وَمِنْهَا:صَلَاةُ التَّرَاوِيحِ، وَمِنْهَا الْكَلَامُ فِي دَقَائِقِ التَّصَوُّفِ، وَمِنْهَا الْكَلَامُ فِي الْجَدَلِ فِي جَمْعِ الْمَحَافِلِ لِلِاسْتِدْلَالِ عَلَى الْمَسَائِلِ إذَا قُصِدَ بِذَلِكَ وَجْهُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ .وَلِلْبِدَعِ الْمَكْرُوهَةِ أَمْثِلَةٌ .مِنْهَا :زَخْرَفَةُ الْمَسَاجِدِ، وَمِنْهَا تَزْوِيقُ الْمَصَاحِفِ، وَأَمَّا تَلْحِينُ الْقُرْآنِ بِحَيْثُ تَتَغَيَّرُ أَلْفَاظُهُ عَنْ

الْوَضْعِ الْعَرَبِيِّ، فَالْأَصَحُّ أَنَّهُ مِنْ الْبِدَعِ الْمُحَرَّمَةِ .وَلِلْبِدَعِ الْمُبَاحَةِ أَمْثِلَةٌ . مِنْهَا :الْمُصَافَحَةُ عَقِيبَ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ، وَمِنْهَا التَّوَسُّعُ فِي اللَّذِيذِ مِنْ الْمَآكِلِ وَالْمَشَارِبِ وَالْمَلَابِسِ وَالْمَسَاكِنِ، وَلُبْسِ الطَّيَالِسَةِ، وَتَوْسِيعِ الْأَكْمَامِ .وَقَدْ يُخْتَلَفُ فِي بَعْضِ ذَلِكَ، فَيَجْعَلُهُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ مِنْ الْبِدَعِ الْمَكْرُوهَةِ، وَيَجْعَلُهُ آخَرُونَ مِنْ السُّنَنِ الْمَفْعُولَةِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَمَا بَعْدَهُ، وَذَلِكَ كَالِاسْتِعَاذَةِ فِي الصَّلَاةِ وَالْبَسْمَلَةِ ''ترجمہ: بدعت وہ کام ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رائج نہ ہوا ہو اس کی پانچ قسمیں ہیں:(1)بدعت واجبہ(2)بدعت محرمہ(3)بدعت مندوبہ(4)بدعت مکروہہ(5) بدعت مباحہ،ان کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ جو بھی نیا کام ہوا سے قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے گا اگر وہ وجوب کے قواعد کے تحت آتی ہو تو وہ بدعت واجبہ ہے،اور اگر وہ حرمت کے قواعد تحت آتی ہو تو وہ بدعت محرمہ ہے،اور اگر وہ استحباب کے قواعد کے تحت آتی ہو تو وہ بدعت مندوبہ ہے،اور اگر وہ کراہت کے قواعد کے تحت آتی ہو تو وہ بدعت مکروہہ،اور اگر وہ اباحت کے قواعد کے تحت داخل ہوتی ہو تو وہ بدعت مباحہ ہے۔

چند واجب بدعتوں کی مثالیں:(1)علم نحو سیکھنے میں مشغول ہونا کہ یہ ایک ایسا علم ہے جس کے ذریعے کلام الٰہی (عزوجل) اور کلام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سمجھا جاتا ہے،اس کے واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حفظِ شریعت واجب ہے اور شریعت کا حفظ بغیر علم نحو کی معرفت کے ممکن نہیں اور قاعدہ ہے کہ جس چیز کے ذریعے واجب مکمل ہوتا ہو وہ چیز بھی واجب ہے۔

(2)قرآن وسنت کے غرائب لغویہ کی حفاظت۔(3)اصول فقہ کی تدوین ۔(4)صحیح کو غلط سے جدا کرنے کے لئے جرح وتعدیل میں کلام۔

قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ جو چیزیں قدر متعین سے زائد ہیں ان میں حفظ شریعت واجب ہے،اور اوپر ہماری بیان کردہ مثالیں ایسی ہیں کہ ان کے بغیر حفظ شریعت ممکن نہیں۔

حرام بدعتوں کی مثالیں:(1)مذہب قدریہ(2)مذہب جبریہ(3)مذہب مرجئہ(4)مذہب مجسمہ۔

اوران میں سے ہر ایک کا رد کرنا بدعت واجبہ ہے۔

مستحب بدعتوں کی چند مثالیں:(1)سرائے ، مدارس اور پلوں کی تعمیر(2) ہر وہ اچھا کام جو پہلے زمانے میں نہ ہوتا ہو۔(3)تراویح کی جماعت۔(4)تصوف کی باریکیوں میں کلام۔(5)اللہ کی رضا کے لئے محافل کے اندر مسائل کے استدلال کے لئے مناظرانہ کلام۔

مکروہ بدعتوں کی چند مثالیں:(1)مساجد کی تزیین وآرائش۔(2)قرآن مجید کی زیب وآرائش۔بہرحال قرآن میں اس طرح لحن کرنا کہ قرآن مجید کے الفاظ عربی وضع سے نکل جائیں تو صحیح یہ ہے کہ ایسا کرنا ایسی بدعت ہے جو کہ حرام ہے۔

مباح بدعتوں کی مثالیں:(1)صبح اور عصر کے بعد مصافحہ۔(2)کھانے پینے کی اشیاء ، کپڑوں اور گھروں کی آسائش میں وسعت ،سبز چادریں پہننا اور آستینوں کا کھلا رکھنا۔

بعض اوقات ان میں سے بعض کے اندر علماء کا اختلاف ہو جاتا ہے،پس بعض علماء انہیں مکروہ کہتے ہیں اور دیگر کے نزدیک ان کا حکم ان کاموں کی طرح ہوتا ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے اور بعد کے زمانے میں کئے جاتے تھے،جیسا کہ نماز میں تعوذ اور تسمیہ پڑھنے میں حکم ہے۔

(قواعد الاحکام فی مصالح الانام،فصل فی البدع،ج2،ص204،مکتبۃ الکلیات الازہریہ،القاہرہ)

علامہ مقدسی اور بدعت

علامہ مقدسی دمشقی المعروف بابی شامہ(متوفی665ھ)فرماتے ہیں:”ثُمَّ الْحَوَادِثُ منقسمة الی بدع مستحسنة والی بدع مستقبحة“ترجمہ:نئی ایجادکی ہوئی باتوں کی دوقسمیں ہیں:(1)مستحسنہ(اچھی)(2)اورمستقبحہ(بری)۔

(الباعث علی انکارالبدع والحوادث،ج1،ص 22،دارالہدی،القاہرہ)

علامہ نووی اور بدعت

شارح مسلم شریف علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی676ھ)بدعت کی تعریف اوراس کی اقسام کے متعلق فرماتے ہیں”قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ هِيَ كُلُّ شَيْءٍ عُمِلَ عَلَى غَيْرِ مِثَالٍ سَابِقٍ قَالَ الْعُلَمَاءُ الْبِدْعَةُ خَمْسَةُ أَقْسَامٍ وَاجِبَةٌ وَمَنْدُوبَةٌ وَمُحَرَّمَةٌ وَمَكْرُوهَةٌ وَمُبَاحَةٌ“ترجمہ:اہل لغت نے فرمایاہروہ عمل جس کی مثال پہلے نہ ہو وہ بدعت ہے۔علماء نے ارشادفرمایا بدعت کی پانچ اقسام ہیں:واجب،مستحب،حرام،مکروہ اورمباح۔

(شرح الصحیح المسلم للنووی،کتاب الصلوٰۃ،تخفیف الصلوٰۃ والخطبۃ،جلد6،صفحہ154،دار إحیاء التراث العربی،بیروت)

آپ رحمۃ اللہ علیہ”تہذیب الاسماء“میں فرماتے ہیں:”البدعة بکسر الباء فی الشرع هی إحداث ما لم یکن فی عهد رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم،وهی منقسمة إلی حسنة وقبیحة“ترجمہ:(باکے کسرہ کے ساتھ والی)بدعت سے مراد شرع میں وہ نیا کام ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو،اس کی دو قسمیں ہیں:(1)حسنہ(2)سیئہ۔

(تہذیب الاسماء واللغات،حرف الباء،ج3،ص22،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی اور بدعت

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(متوفی852ھ) ارشادفرماتے ہیں”الْبِدْعَة هُوَ فعل مَا لم يسْبق إِلَيْهِ فَمَا وَافق السّنة فَحسن وَمَا خَالف فضلالة وَهُوَ الْمُرَاد حَيْثُ وَقع ذمّ الْبِدْعَة وَمَا لم يُوَافق وَلم يُخَالف فعلى أصل الْإِبَاحَة“ترجمہ:بدعت ایسے کام کو کہتے ہیں کہ جو پہلے نہ ہوا ہو پس نیا کام سنت کے موافق ہو وہ اچھا اور جو سنت کے خلاف ہو وہ گمراہی ہے۔جہاں کہیں بدعت کی مذمت ہوگی اس سے مراد وہ بدعت ہوگی جو سنت کے مخالف ہے۔جو سنت کے مخالف نہیں،وہ مباح ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری،مقدمۃ الفتح،جلد01،صفحہ84،دارالمعرفۃ،بیروت)

علامہ عینی اور بدعت

علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ(متوفی855ھ)فرماتے ہیں:”والبدعة فِي الأَصْل أَحْدَاث أَمر لم يكن فِي زمن رَسُول الله صلی اللہ علیہ وسلم،ثمَّ الْبِدْعَة على نَوْعَيْنِ:إِن كَانَت مِمَّا ينْدَرج تَحت مستحسن فِي الشَّرْع فَهِيَ بِدعَة حَسَنَة،وَإِن كَانَت مِمَّا ينْدَرج تَحت مستقبح فِي الشَّرْع فَهِيَ بِدعَة مستقبحة“ترجمہ:اصل میں بدعت کہتے ہیں اس نو پیدا امر کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو،پھر بدعت کی دو قسمیں ہیں:اگر وہ بدعت شریعت کے پسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت حسنہ ہوگی،اور اگر وہ شریعت کے ناپسندیدہ امور میں داخل ہے تو وہ بدعت قبیحہ ہوگی۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری،باب فضل من قام رمضان،ج11،ص126،داراحیاء التراث العربی،بیروت)

علامہ ابن حجر ہیتمی اور بدعت

علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر لکھتے ہیں ”والحاصل ان البدعة الحسنة متفق على ندبها وعلى المولد واجتماع الناس كذلك“ ترجمہ: یعنی بدعت حسنہ کے مندوب ہونے پر اتفاق ہے اور عمل مولد شریف اور اس کے لئے لوگوں کا جمع ہونا اسی قبیل سے ہے۔

(سیرت حلبیہ بحوالہ ابن حجر، باب تسمية صلى الله عليه وسلم محمداواحمدا، ج1، ص123، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆ تفسیر روح البیان، سورۃ الفتح، ج9، ص56، دارالفکر، بیروت)

قاضی عیاض اور بدعت

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 544ھ) نے فرمایا ”ما احدث بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم فهو بدعة والبدعة فعل مالا سبق اليه فماوافق اصلا من السنة ويقاس عليها فهو محمود وماخالف اصول السنن فهو ضلالة ومنه قوله عليه الصلوٰة والسلام كل بدعة ضلالة“ ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو نیا کام نکالا گیا وہ بدعت ہے اور بدعت وہ فعل ہے جس کا پہلے وجود نہ ہو، جس کی اصل سنت کے موافق اور اس پر قیاس کی گئی ہو وہ محمود ہے اور جو اصول سنن کے خلاف ہو وہ ضلالہ، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مبارک ”ہر بدعت گمراہی ہے“ اسی قبیل سے ہے۔

امام ابن جوزی اور بدعت

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) فرماتے ہیں: ”وَقد تكون الْبِدْعَة فِي الْخَيْر وَالشَّر، وَإِنَّمَا المذموم من الْبدع مَا رد مَشْرُوعا أَو نافاه“ ترجمہ: بدعت کبھی اچھی ہوتی ہے اور کبھی بری، بری بدعت صرف وہی ہے جو کسی مشروع کام کا رد کرے یا اس کی نفی کرے۔

(کشف المشکل من حدیث الصحیحین، کشف المشکل من مسند ابی حفص عمر، ج1،

ص116، دارالوطن، ریاض)

سیرتِ شامی اور بدعت

سیرت شامی میں ہے ”نَعْرِض الْبِدْعَةَ عَلَى قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ، فَإِذَا دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ الْإِيجَاب فَهِيَ وَاجِبَةٌ، أَوْ فِي قَوَاعِدِ التَّحْرِيمِ فَهِيَ مُحَرَّمَةٌ، أَوِ النَّدْبِ فَمَنْدُوبَةٌ، أَوِ الْمَكْرُوهِ فَمَكْرُوهَةٌ، أَوِ الْمُبَاحِ فَمُبَاحَةٌ“ ترجمہ: ہم بدعت کو قواعد شرعیہ پر پیش کریں گے پس اگر وجوب کے قاعدہ میں داخل ہو تو واجب، یا اگر حرام کے تحت ہو تو حرام، یا مستحب کے تحت ہو تو مستحب، یا مکروہ کے تحت ہو تو مکروہ، یا وہ مباح کے قاعدہ کے تحت ہو تو مباح ہوگی۔

(الحاوی للفتاوی، حسن المقصد فی عمل المولد، ج1، ص225، دارالفکر للطباعة والنشر، بیروت)

امام جلال الدین سیوطی شافعی اور بدعت

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 911ھ) فرماتے ہیں:

”أَنَّ الْبِدْعَةَ لَمْ تَنْحَصِرْ فِي الْحَرَامِ وَالْمَكْرُوهِ، بَلْ قَدْ تَكُونُ أَيْضًا مُبَاحَةً وَمَنْدُوبَةً وَوَاجِبَةً، قَالَ النووی فِي تَهْذِيبِ الْأَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ: الْبِدْعَةُ فِي الشَّرْعِ هِيَ إِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهِيَ مُنْقَسِمَةٌ إِلَى حَسَنَةٍ وَقَبِيحَةٍ، وَقَالَ الشَّيْخُ عز الدين بن عبد السلام فِي الْقَوَاعِدِ: الْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ إِلَى وَاجِبَةٍ وَمُحَرَّمَةٍ وَمَنْدُوبَةٍ وَمَكْرُوهَةٍ وَمُبَاحَةٍ، قَالَ: وَالطَّرِيقُ فِي ذَلِكَ أَنْ نَعْرِضَ الْبِدْعَةَ عَلَى قَوَاعِدِ الشَّرِيعَةِ، فَإِذَا دَخَلَتْ فِي قَوَاعِدِ الْإِيجَابِ فَهِيَ وَاجِبَةٌ، أَوْ فِي قَوَاعِدِ التَّحْرِيمِ فَهِيَ مُحَرَّمَةٌ، أَوِ النَّدْبِ فَمَنْدُوبَةٌ، أَوِ الْمَكْرُوهِ فَمَكْرُوهَةٌ، أَوِ الْمُبَاحِ فَمُبَاحَةٌ، وَذَكَرَ لِكُلِّ قِسْمٍ مِنْ هَذِهِ الْخَمْسَةِ أَمْثِلَةً إِلَى أَنْ قَالَ: وَلِلْبِدَعِ الْمَنْدُوبَةِ أَمْثِلَةٌ: مِنْهَا إِحْدَاثُ الرُّبُطِ وَالْمَدَارِسِ وَكُلُّ إِحْسَانٍ لَمْ يُعْهَدْ فِي الْعَصْرِ الْأَوَّلِ، وَمِنْهَا

التَّرَاوِيحُ وَالْكَلَامُ فِي دَقَائِقِ التَّصَوُّفِ وَفِي الْجَدَلِ، وَمِنْهَا جَمْعُ الْمَحَافِلِ لِلِاسْتِدْلَالِ فِي الْمَسَائِلِ إِنْ قُصِدَ بِذَلِكَ وَجْهُ اللَّهِ تَعَالَى، وَرَوَى الْبَيْهَقِيُّ بِإِسْنَادِهِ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ عَنِ الشَّافِعِيِّ قَالَ:الْمُحْدَثَاتُ مِنَ الْأُمُورِ ضَرْبَانِ، أَحَدُهُمَا:مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ كِتَابًا أَوْ سُنَّةً أَوْ أَثَرًا أَوْ إِجْمَاعًا، فَهَذِهِ الْبِدْعَةُ الضَّلَالَةُ، وَالثَّانِي:مَا أُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ لَا خِلَافَ فِيهِ لِوَاحِدٍ مِنْ هَذَا، وَهَذِهِ مُحْدَثَةٌ غَيْرُ مَذْمُومَةٍ، وَقَدْ قَالَ عمر رضی اللہ عنہ فِي قِيَامِ شَهْرِ رَمَضَانَ:نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هَذِهِ ''ترجمہ:بدعت صرف حرام اورمکروہ ہی میں منحصر نہیں ہے، بلکہ کبھی مباح،مستحب اور واجب بھی ہوتی ہے،علامہ نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں فرمایا:شرع میں بدعت سے مراد وہ نیا کام ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہ ہو اس کی دوقسمیں ہیں:(1)بدعت حسنہ(2)بدعت قبیحہ،شیخ عزالدین بن عبدالسلام قواعد میں فرماتے ہیں:بدعت کی درج ذیل قسمیں ہیں:(1) واجبہ(2)محرمہ(3)مندوبہ(4)مکروہہ(5)مباحہ۔

ان کی پہچان کا طریقہ یہ ہے کہ جو بھی نیا کام ہو اسے قواعد شرعیہ پر پیش کیا جائے گا اگر وہ وجوب کے قواعد کے تحت آتی ہو تو وہ بدعت واجبہ ہے،اوراگر وہ حرمت کے قواعد کے تحت آتی ہو تو وہ بدعت محرمہ ہے،اوراگر وہ استحباب کے قواعد کے تحت آتی ہو تو وہ بدعت مندوبہ ہے،اوراگر وہ کراہت کے قواعد کے تحت آتی ہو تو وہ بدعت مکروہہ،اوراگر وہ اباحت کے قواعد کے تحت داخل ہوتی ہو تو وہ بدعت مباحہ ہے۔

پھرانہوں نے پانچوں کی اقسام کی مثالیں ذکر کی ہیں یہاں تک کہ فرمایا: بدعت مستحبہ کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے سرائے اور مدارس کو بنانا ہے اور ہر وہ اچھا کام ہے جو عصر اولیٰ میں نہیں تھا،ان میں سے تراویح پڑھنا اور تصوف کی باریکیوں

میں کلام کرنا،اور مناظرے کرنا ہے،ان میں سے اللہ کی رضا کے لئے مسائل میں استدلال کے لئے مجالس کا انعقاد کرنا ہے۔

امام بیہقی نے اپنی اسناد کے ساتھ مناقب الشافعی میں امام شافعی سے روایت کیا ہے:نئے کاموں کی دوقسمیں ہیں:(1)وہ نئے امور جو قرآن،سنت،آثار اور اجماع کے مخالف ہوں،یہ گمراہی والی بدعت ہے۔(2)وہ نئے کام جو خیر کے لئے شروع کئے گئے ہوں اوراوپر مذکور چیزوں میں سے کسی کے مخالف نہ ہوں،یہ بدعت بری نہیں ہے،اور تحقیق حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے رمضان کے مہینے میں قیام کے متعلق فرمایا:یہ اچھی بدعت ہے۔

(الحاوی للفتاوی،حسن المقصد فی عمل المولد،ج1،ص225،دارالفکر للطباعة والنشر،بیروت☆ تہذیب الاسماء واللغات للنووی،حرف الباء،ج3،ص22,23،دارالکتب العلمیه،بیروت)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب''حقیقة السنة والبدعة'' میں فرماتے ہیں:''فالبدعة الحسنة متفق علی جواز فعلها والاستحباب لها رجاء الثواب لمن حسنت نيته فيها ''ترجمہ:بدعتِ حسنہ کے کرنے کا جواز متفق علیہ ہے اور جو بدعتِ حسنہ میں سے مستحب ہے تو اس کے کرنے والے کے لیے اگر اچھی نیت ہے تو ثواب کی امید ہے۔

(حقيقة السنة والبدعة،انواع البدع،ج1،ص92،مطابع الرشيد)

ملا علی قاری اور بدعت

محدث وفقیہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی1014ھ) فرماتے ہیں: ''وَالْأَظْهَرُ أَنَّهُ علیہ الصلاۃ والسلام لَمْ يَضَعِ الْمِنْبَرَ لِلْعِيدِ دُونَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ الْمُحْتَاجُ إِلَيْهِ كُلَّ جُمُعَةٍ بِخِلَافِ الْعِيدِ، فَإِنَّهُ حَالَةٌ نَادِرَةٌ .وَلَمَّا كَثُرَ الْمُسْلِمُونَ اخْتِيرَ الْمِنْبَرُ :لِأَنَّهُ لِلتَّبْلِيغِ أَبْلَغُ وَأَظْهَرُ، **فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ** ''ترجمہ:

اظہر یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے لیے منبر نہیں رکھا، صرف جمعہ کے لیے رکھا ہے کیونکہ ہر جمعہ کو اس کی طرف احتیاج ہوتی ہے بخلاف عید کے، کہ یہ حالتِ نادرہ ہے، اور جب کثیر مسلمانوں نے منبر اختیار کرلیا اس وجہ سے کہ یہ تبلیغ میں ابلغ اور اظہر ہے **تو یہ بدعتِ حسنہ ہے۔**

(مرقاۃ المفاتیح، باب صلوۃ العیدین، ج3، ص1060، دارالفکر، بیروت)

علامہ حلبی اور بدعت

علامہ علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ) فرماتے ہیں:
”وهذا القيام بدعة لا أصل لها:أى لكن هى بدعة حسنة، لأنه ليس كل بدعة مذمومةوقد قال سيدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فى اجتماع الناس لصلاة التراويح:نعمت البدعة.و قد قال العز بن عبد السلام:إن البدعة تعتريها الأحكام الخمسة، وذكر من أمثلة كل ما يطول ذكره .ولا ينافى ذلك قوله صلی اللہ علیہ وسلم:إياكم ومحدثات الأمور، فإن كل بدعة ضلالة وقوله صلی اللہ علیہ وسلم:من أحدث فى أمرنا.أى شرعناما ليس منه فهو رد عليه لأن هذا عام أريد به خاص .فقد قال:إمامنا الشافعى قدس الله سره:ما أحدث وخالف كتابا أو سنة أو إجماعا أو أثرا فهو البدعة الضلالة، وما أحدث من الخير ولم يخالف شيئا من ذلك فهو البدعة المحمودة۔۔وقد قال ابن حجر الهيتمى:والحاصل أن البدعة الحسنة متفق على ندبها “ترجمہ: یہ قیام بدعت ہے اس کی کوئی اصل نہیں، مگر یہ بدعتِ حسنہ ہے، کیونکہ ہر بدعت مذموم نہیں، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تراویح کے لیے لوگوں کے اجتماع کے بارے میں فرمایا: یہ اچھی بدعت ہے، علامہ عز بن عبدالسلام نے فرمایا: بدعت پانچ احکام کی طرف منقسم ہوتی ہے اور انہوں نے ان میں سے ہر ایک مثالیں بیان کی ہیں جن کا ذکر

طویل ہے، یہ بات اس حدیث پاک ((ایاکم ومحدثات الامور،فان کل بدعة ضلالة)) اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے فرمان ((من احدث امرنا ما ليس منه فهو ردعليه)) کے خلاف نہیں، کیونکہ یہاں عام ذکر کرکے خاص (بدعتِ سیئہ) مراد ہے، تحقیق ہمارے **امام شافعی** رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جو کام نیا شروع کیا گیا اور وہ قرآن وسنت یا اجماع یا اثر کے مخالف ہو تو وہ گمراہی ہے اور جو اچھا کام شروع کیا گیا اور وہ قرآن یا حدیث یا اجماع یا اثر کے خلاف نہ ہو تو وہ بدعت محمودہ (اچھی بدعت) ہے، امام ابن حجر ہیتمی نے فرمایا: حاصل یہ کہ بدعتِ حسنہ کے مستحب ہونے پر اتفاق ہے۔

(السيرة الحلبيه،باب تسميته صلى الله تعالىٰ عليه وسلم محمداً،ج1،ص123،دارالكتب العلميه، بيروت)

شیخ عبد الغنی نابلسی اور بدعت

تفسیر روح البیان میں ہے:”قال الشيخ عبد الغنى النابلسى فى كشف النور عن اصحاب القبور ما خلاصته ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمى سنة“ ترجمہ: شیخ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ نے ”کشف النور عن اصحاب القبور“ میں فرمایا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایسی بدعت جو حسنہ ہو مقصود شرع کے موافق ہو اسے سنت کہا جاتا ہے۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، آیت18، ج3، ص400، دارالفکر، بیروت)

علامہ اسماعیل حقی اور بدعت

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1127ھ) نے فرمایا:”قال العلماء البدع خمس واجبة كنظم الدلائل لرد شبه الملاحدة وغيرهم .و مندوبة كتصنيف الكتب وبناء المدارس ونحوهاومباحة كالبسط فى ألوان

الاطعمة وغیرھا.و مکروھة وحرام وھما ظاھران "ترجمہ: علماء فرماتے ہیں کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں: (1) واجبہ: جیسے ملاحدہ وغیرہ کے رد پر دلائل قائم کرنا۔ (2) مندوبہ: جیسے کتب کی تصنیف اور مدارس کی تعمیر اور دیگر اس کی مثل کام (3) مباحہ: کھانے کے دستر خوان پر مختلف قسم کے کھانے لگانا (4) مکروہ (5) حرام۔ یہ دونوں ظاہر اور واضح ہیں۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ التوبہ، آیت 112، ج3، ص519، دارالفکر، بیروت)

صدرالشریعہ اور بدعت

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "وہابیوں کے یہاں بدعت کا بہت خرچ ہے، جس چیز کو دیکھیے بدعت ہے، لہٰذا بدعت کسے کہتے ہیں اِسے بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ بدعتِ مذمومہ وقبیحہ وہ ہے، جو کسی سنّت کے مخالف ومزاحم ہو اور یہ مکروہ یا حرام ہے۔ اور مطلق بدعت تو مستحب، بلکہ سنّت، بلکہ واجب تک ہوتی ہے۔

حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تراویح کی نسبت فرماتے ہیں: ((نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ)) ترجمہ: یہ اچھی بدعت ہے۔

حالانکہ تراویح سنّتِ مؤکدہ ہے، جس امر کی اصل شرع شریف سے ثابت ہو وہ ہر گز بدعتِ قبیحہ نہیں ہوسکتا، ورنہ خود وہابیہ کے مدارس اور اُن کے وعظ کے جلسے، اس ہیأتِ خاصہ کے ساتھ ضرور بدعت ہوں گے۔ پھر انھیں کیوں نہیں موقوف کرتے... ؟ مگر ان کے یہاں تو یہ ٹھہری ہے کہ محبوبانِ خدا کی عظمت کے جتنے اُمور ہیں، سب بدعت اور جس میں اِن کا مطلب ہو، وہ حلال وسنت۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ۔

(بہار شریعت، حصہ1، ص235,236، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وھبہ زحیلی اور بدعت

وھبۃ بن مصطفیٰ الزحیلی لکھتے ہیں: "وكل بدعة صدرت من مخلوق، فلا يخلو إما أن يكون لها أصل في الشرع أو لا، فإن كان لها أصل، كانت واقعة تحت عموم ما ندب الله إليه، وحض رسوله عليه، فهي في حيّز المدح وإن لم يكن مثاله موجودا كنوع من الجود والسخاء وفعل المعروف، فهذا فعله من الأفعال المحمودة، وإن لم يكن الفاعل قد سبق إليه .ويعضد هذا قول عمر رضی اللہ عنہ: نعمت البدعة هذه لمّا كانت من أفعال الخير وداخلة في حيّز المدح .وإن كانت في خلاف ما أمر الله به ورسوله، فهي في حيز الذم والإنكار .وهو معنى قوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ في خطبته: **وشرّ الأمور محدثاتها، وكل بدعة ضلالة** ـ يريد ما لم يوافق كتابا أو سنة، أو عمل الصحابة رضی اللہ عنہم. وقد بيّن هذا بقوله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **من سنّ في الإسلام سنة حسنة، كان له أجرها وأجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أجورهم شيء ومن سن في الإسلام سنة سيئة، كان عليه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص من أوزارهم شيء**

"ترجمہ: ہر وہ بدعت جس کا مخلوق سے صدور ہوا اس کی دو صورتیں ہیں اس کی اصل شرع میں موجود ہے یا نہیں، اگر اس کی اصل موجود ہے تو یہ اس عموم کے تحت داخل ہوگی جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا ہے اور جس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابھارا ہے، پس اس کا شمار اچھی چیزوں میں ہوگا، اور اگر اس کی مثال شرع میں موجود نہیں ہے جیسے جود وسخاوت اور فعل معروف، اور یہ فعل افعال محمودہ میں شمار ہوا اگر چہ اس سے پہلے اس فعل کو کسی نے نہ کیا ہو، اس کی تائید حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس قول (یہ

اچھی بدعت ہے) سے بھی ہوتی ہے جبکہ اس کام کا تعلق اچھے کاموں سے ہو اور وہ حیزِ مدح میں ہو، اور اگر وہ بدعت امر الٰہی اور امر رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو تو اس کی مذمت کی جائے گی اور اس کا انکار کیا جائے گا یہی معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبے میں بیان کردہ اس قول (سب سے بری بات نئے امور ہیں اور ہر نیا کام گمراہی ہے) کا ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ جب وہ نیا کام کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور عمل صحابہ کے موافق نہ ہو، اور یہ سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ اس قول سے مستفاد ہے: جو شخص اسلام میں کوئی اچھی راہ نکالے اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس کے بعد جتنے لوگ اس راہ پر عمل کریں گے سب کا ثواب اس کے لئے ہے بغیر اس کے کہ ان کے ثوابوں میں کچھ کمی ہو۔ اور جس نے اسلام میں بری راہ نکالے گا تو اس کا بوجھ اس پر ہوگا اور اس کے بعد جس نے اس پر عمل کیا ان سب کا بوجھ اس پر ہے بغیر ان کے بوجھوں میں کمی کئے۔

(التفسیر المنیر للزحیلی، فقه الحیاة والاحکام، ج1، ص290,291، دارالفکر، دمشق)

مصطفی البغا اور بدعت

جامعہ دمشق کے استاد الحدیث مصطفیٰ دیب البغا لکھتے ہیں: ’’وقال نعم البدعة هذه ليدل على فضلها وأن من البدع ما هو مستحسن ومقبول إن كان يندرج تحت مستحسن فى الشرع‘‘ ترجمہ: حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تراویح کی جماعت کے بارے میں فرمانا کہ یہ اچھی بدعت ہے اس کی فضیلت پر دلالت کرتا ہے اور اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ کچھ بدعتیں مستحسن اور مقبول ہوتی ہیں اگر وہ مستحسن فی الشرع کے تحت داخل ہوں۔

(تعلیق مصطفی البغا علی البخاری، باب فضل من قام رمضان، ج3، ص45، دارطوق النجاة)

وحید الزمان اور بدعت

مشہور غیر مقلد عالم وحید الزمان بدعت کی اقسام کے بارے میں لکھتا ہے ’’اما البدعة اللغويه فهى تنقسم الى مباحة ومكروهة و حسنة و سئية‘‘ ترجمہ: بہرحال باعتبار لغت کے بدعت کی حسب ذیل اقسام ہیں بدعت مباح، بدعت مکروہ، بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ۔ (ہدیتہ المہدی، صفحہ117، میور پریس، دہلی)

ان عبارات سے ثابت ہوا کہ بدمذہبوں کا بدعت کو صرف بدعت سیئہ (بری بدعت) میں منحصر جاننا اور اس کی کیفیت کی طرف نظر نہ کرنا باطل ہے بلکہ بعض بدعت بدعت حسنہ ہے اور بعض بدعت واجبہ ہے جس کلیہ کے تحت داخل ہو ویسا ہی حکم ہوگا۔

سولھواں باب

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا ثبوت

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا اور یہ حکم مطلق ارشاد فرمایا نہ کسی خاص صیغے کا پابند کیا نہ ہی کسی خاص وقت کی پابندی لگائی، اس حکمِ قرآنی پر عمل کرتے ہوئے مسلمان محبت سے سرشار ہو کر مختلف صیغوں کے ساتھ بالخصوص ''الصلوہ والسلام علیك یا رسول الله'' پڑھ کر حضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں درود وسلام پیش کرتے ہیں تو بعض بدمذہب قرآن پاک کے مطلق حکم میں اپنی طرف سے قیدیں لگاتے ہوئے مختلف قسم کے اعتراضات کرتے ہیں، کبھی کہتے کہ ''الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله'' ثابت نہیں، کبھی کہتے ہیں کہ صرف درود ابراہیمی ہی پڑھنا چاہیے۔ کبھی اعتراض کرتے ہیں کہ حرف نداء ''یا'' کے ساتھ درود وسلام نہیں بھیجنا چاہیے، اور کبھی کہتے ہیں اذان سے پہلے اور بعد میں نہیں پڑھنا چاہیے۔

حالانکہ اعتراضات کرنے والوں کو چاہیے کہ ثابت کریں کہ کسی آیت یا کس حدیث میں ''الصلوۃ والسلام علیك یارسول الله'' پڑھنے کو منع کیا گیا ہے یا کس صحابی نے منع کیا ہے، ثابت کریں کہ کس آیت یا حدیث میں آیا کہ درودِ ابراہیمی کے علاوہ درود وسلام نہیں پڑھ سکتے یا کسی صحابی نے درودِ ابراہیمی کے علاوہ درود سے منع کیا ہے، ثابت کریں کہ کس آیت یا کس حدیث میں اذان سے پہلے یا بعد درود وسلام پڑھنے سے منع کیا گیا ہے یا کس صحابی نے منع کیا ہے، اگر ان سب کی ممانعت قرآن وحدیث اور صحابہ سے نہیں دکھا سکتے تو قرآن کے مطلق کو اپنی رائے اور عقل سے منسوخ نہ کریں۔

ہم اس باب کی تین فصلیں کریں گے:

(الف)الصلوة والسلام علیك یارسول الله کا ثبوت،اس میں ''الصلوة والسلام علیك یارسول الله ''یااس سے ملتے جلتے صیغوں جن میں نداء کے ساتھ صلوۃ وسلام یا صرف صلوۃ یا صرف سلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا گیا ہوگا کا ثبوت ہوگا مثلاً ''السلام علیك یا رسول الله '''' صلی الله علیك یا رسول الله ''وغیرہ وغیرہ۔

(ب)درود ابراہیمی کے علاوہ درود کا ثبوت۔

(ج)اذان سے پہلے اور بعد درود وسلام کا ثبوت۔

نوٹ:حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نداء کرنے کے ثبوت پر اس کتاب میں ایک مستقل باب ''ندائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''موجود ہے،لہٰذا یہاں الگ سے اسے بیان نہیں کیا جائے گا۔

فصل اول:''الصلوة والسلام علیک یارسول الله''کا ثبوت

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:﴿إِنَّ اللَّـهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا﴾ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر،اے ایمان والو!ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (سورۃ الاحزاب،آیت56)

استدلال:

اولاً اس آیت پاک میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ''صلوۃ''اور''سلام''پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور مسلمان ''الصلوة والسلام علیك یا رسول الله،الصلوة والسلام علیك یا نبی الله''کہہ کر اس پر عمل کرتے ہیں،وہ اس طرح کہ ''صلوا (درود بھیجو)کے حکم پر عمل کرتے ہوئے ''الصلوة''اور''وسلموا''کے حکم پر عمل کرتے ہوئے''والسلام''اور''علیہ''پر عمل کرتے ہوئے''علیک''کہتے ہیں بلکہ نماز میں''ایها النبی''کی اتباع کرتے ہوئے ''یا نبی الله اوریا رسول الله''بھی کہتے ہیں۔

ثانیاً اس آیت کریمہ میں کسی خاص طریقہ سے صلوۃ وسلام بھیجنے کا حکم نہ دیا بلکہ اسے مطلق رکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جس طریقے سے چاہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام عرض کریں اور اس مطلق میں ''**الصلوة والسلام علیك یا رسول الله**''بھی ہے۔

السلام علیک یا رسول الله

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے،فرماتے ہیں:((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمَكَّةَ فَخَرَجْنَا فِي بَعْضِ نَوَاحِيهَا فَمَا اسْتَقْبَلَهُ جَبَلٌ وَلَا

شَجَرٌ إِلَّا وَهُوَ يَقُولُ :السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ)) ترجمہ: میں مکۃ المکرّمہ میں نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ساتھ تھا، ہم مکہ کے بعض مضافات کی طرف نکلے، راستے میں ہمیں جو بھی پہاڑ اور درخت ملتا وہ یوں عرض کرتا: **السلام عليك يا رسول الله۔**

(سنن ترمذی، ج6، ص25، دارالغرب الاسلامی، بیروت☆دلائل النبوۃ للبیہقی، باب مبتداء البعث والتنزیل، ج2، ص154، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆دلائل النبوۃ لابی نعیم، الفصل التاسع عشر، ج1، ص389، دارالنفائس، بیروت☆الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ج1، ص306، دارالفیحاء، عمان)

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

علامہ علی بن ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1044ھ) ''سیرتِ حلبیہ'' میں روایت نقل کرتے ہیں: ((اِنَّ رسولَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ أَرَادَ اللہُ تعالی کَرَامَتَہ بِالنبوّۃِ کان إذا خَرَجَ لِحَاجَۃٍ أی لحاجۃ الإنسان أبعد حتی لا یری بناء، ویفضی إلی الشعاب وبطون الأودیۃ، فلا یمر بحجر ولا شجر إلا قال: الصلاۃ والسلام علیك یا رسول اللہ)) ترجمہ: حضور نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اپنی بعثت کے قریب زمانے میں جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو اتنی دور تشریف لے جاتے کہ وہاں سے آبادی نظر نہ آتی تھی، پھر وہاں آپ گھاٹیوں اور وادیوں کے اندرونی حصوں میں جا کر قضائے حاجت فرماتے، آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جس پتھر اور جس درخت کے پاس سے گزرتے وہ یوں عرض کرتا: **الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ۔**

(سیرت حلبیہ، باب سلام الحجر والشجرعلیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج1، ص320، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین، تبشیرالتوراۃ بہ، ج1، ص21، دارالفیحاء، دمشق)

درخت وغیرہا کا الصلوۃ والسلام عرض کرنا

علامہ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل روایت نقل کرتے ہیں: ((إِذَا أَرَادَ أَنْ يَقْضِيَ حَاجَةَ الْإِنْسَانِ بَعُدَ عَنِ النَّاسِ حَتَّى لَا يَرَى شَيْئًا فَلَا يَمُرُّ بِحَجَرٍ وَلَا شَجَرٍ وَلَا مَدَرٍ إِلَّا يَقُولُ :الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ)) ترجمہ: نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے تو لوگوں سے دور تشریف لے جاتے یہاں تک کوئی چیز نظر نہ آتی، آپ جس درخت، پتھر اور ٹھیکری کے پاس سے گزرتے وہ یوں عرض کرتا: الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

(حاشیۃ الجمل علی شرح منہج، المقدمہ، ج1، ص16، دارالفکر، بیروت)

درخت اور السلام علیک یا رسول اللہ

حضرت بُرَیْدَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((سَأَلَ أَعْرَابِيٌّ النَّبِيَّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ آيَةً فَقَالَ لَهُ: قُلْ لِتِلْكَ الشَّجَرَةِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ يَدْعُوكِ قَالَ: فَمَالَتِ الشَّجَرَةُ عَنْ يَمِينِهَا وَشِمَالِهَا وَبَيْنَ يَدَيْهَا وَخَلْفَهَا فَتَقَطَّعَتْ عُرُوقُهَا ثُمَّ جَاءَتْ تَخُدُّ الْأَرْضَ تَجُرُّ عُرُوقَهَا مُغْبَرَّةً حَتَّى وَقَفَتْ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ**. قَالَ الْأَعْرَابِيُّ: مُرْهَا فَلْتَرْجِعْ إِلَى مَنْبَتِهَا. فَرَجَعَتْ فَدَلَّتْ عُرُوقَهَا فَاسْتَوَتْ. فَقَالَ الْأَعْرَابِيُّ: ائْذَنْ لِي أَسْجُدْ لَكَ. قَالَ: لَوْ أَمَرْتُ أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ الْمَرْأَةَ أَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. قَالَ فَأْذَنْ لِي أَنْ أُقَبِّلَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ. فأذن له.)) ترجمہ: ایک اعرابی نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے معجزہ طلب کیا تو آپ نے فرمایا: اس درخت سے جا کر کہو کہ تمہیں اللہ کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بلاتے ہیں، آپ فرماتے ہیں کہ درخت اپنے دائیں، بائیں اور آگے، پیچھے جھکا تو اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں پھر وہ زمین پھاڑتا، اپنی جڑیں کھینچتا اور غبار اڑاتا ہوا حاضر بارگاہِ رسالت ہوا یہاں تک کہ

رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے کھڑا ہوکرعرض کرنے لگا: ''**السَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ**'' اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو، اعرابی نے عرض کی: اسے حکم دیجئے کہ اپنی جگہ واپس چلا جائے، تو درخت واپس چلا گیا اس کی جڑیں اپنی حالت پہ آ گئیں اور زمین برابر ہوگئی، اعرابی نے عرض کی: مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کو سجدہ کروں، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ (اللہ کے سوا) کسی کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے، اعرابی نے عرض کی: مجھے اجازت دیجئے کہ آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دوں تو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کی اجازت دی۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،الفصل السادس عشرفی کلام الشجر، ج1،ص574،دارالفیحاء ،عمان)

کعبہ مشرفہ قبر انور پر حاضر ہوگا

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ((زفت الْكَعْبَة للبيت الْحَرَام إِلَى قَبْرِى فتقول السَّلَام عَلَيْك يَا مُحَمَّد فَأَقُول وَعَلَيْك السَّلَام يَا بَيت الله)) ترجمہ: (بروز قیامت) کعبہ مشرفہ مسجد الحرام سے میری قبر انور پر حاضر ہوکر عرض کرے گا: **السلام علیك یا محمد**، تو میں جواب میں کہوں گا: وعلیك السلام یا بیتَ اللہ۔

(الفردوس بماثور الخطاب، ج 2،ص296،دارالکتب العلمیہ،بیروت☆تفسیر عزیزی،سورۃ البقرہ،ص463)

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور الصلوۃ والسلام

مکاشفۃ القلوب میں ہے: ''اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بذریعہ وحی فرمایا: اے موسیٰ! کیا تیری یہ خواہش ہے کہ میں تیری زبان پر تیرے کلام سے، تیرے دل

میں خیالات سے، تیرے بدن میں تمہاری روح سے، تمہاری آنکھوں میں تمہاری بصارت سے اور تمہارے کانوں میں تمہاری سماعت سے زیادہ قریب ہوں تو اس کے لیے محمد مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر کثرت سے یہ درود پڑھا کرو: **الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ**۔ (مکاشفۃ القلوب مترجم،ص54 ،مطبوعہ مکتبۃ المدینہ،کراچی)

حضرت موسیٰ وحضرت عیسیٰ علیہما السلام

حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں یوں سلام عرض کیا: **السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَوَّلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا آخِرُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَاشِرُ**۔

(دلائل النبوۃ للبیہقی،باب الاسراء برسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج 2،ص362، دارالکتب العلمیہ،بیروت)

جبریل علیہ السلام اور الصلوۃ والسلام

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں: ''حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم چودھویں کے چاند کی طرح چہرہ چمکاتے ہوئے اس جہاں میں جلوہ افروز ہوئے اور جبریل علیہ السلام نے عرض کیا: **الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللہ**۔''

(بیان المیلادالنبوی،ص33،مطبوعہ لاہور)

امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: ((حَتّٰى نَزَلَ جِبْرِيلُ وَقَالَ:السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰه)) ترجمہ: یہاں تک کہ جبریل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا: **السلام علیک یارسول اللہ**۔

(الحاوی للفتاوی،آخر العجاجۃالخ،ج2،ص55،دارالفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

حضرت فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پردۂ ظاہری فرمانے کے بعد حضرت فاطمہ

خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے خواتین کے اجتماع میں صیغۂ خطاب کے ساتھ اس طریقہ سے درود بھیجا:

یَا خَاتَمَ الرّسُلِ الْمُبَارَكِ ضَوءُهُ   صَلّی عَلَيْكَ مُنَزّلُ الْقُرآنِ

ترجمہ: اے آخری نبی، مبارک روشنی والے! آپ پر قرآن اتارنے والے **رب کا درود ہو۔**

(الروض الانف فی شرح السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، جہاز رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودفنہ، ج7، ص599، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

صحابہ کرام اور الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

امام شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: **((والمنقول انھم كانوا يقولون فى تحية الصلوة والسلام عليك يا رسول الله))** ترجمہ: منقول ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں یوں تحیت پیش کرتے: **الصلوة والسلام عليك يا رسول الله۔**

(نسیم الریاض، ج5، ص18، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اعرابی اور الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

علامہ کاشفی ''معارج النبوۃ'' میں روایت نقل کرتے ہیں: ''ایک روز آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے، تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان جمع تھے، ہمارا گمان تھا کہ ظہر کی نماز بے وقت ادا کر رہے ہیں، ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ ابھی آپ لوگوں نے ظہر کی نماز ادا نہیں کی، ہم نے بتایا کہ نہیں، ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں تشریف فرما ہیں، وہ اٹھا اور زور سے کہنے لگا: **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**، اور آ کر خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ (معارج النبوۃ مترجم، ج3، ص637)

صحابہ کا بصیغہ خطاب سلام عرض کرنا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میری میت کو اس حجرۂ اقدس کے دروازے کے سامنے رکھ دینا جس میں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا مزار پرانوار ہے، پھر دروازے پر دستک دینا، اگر اجازت ملے تو مجھے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پہلو میں دفن کر دینا ورنہ نہیں ((لَمَّا حُمِلَتْ جِنَازَتُهُ إِلَى بَابِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنُودِيَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَذَا أَبُو بَكْرٍ بِالْبَابِ فَإِذَا الْبَابُ قَدِ انْفَتَحَ وَإِذَا بِهَاتِفٍ يَهْتِفُ مِنَ الْقَبْرِ أَدْخِلُوا الْحَبِيبَ إِلَى الْحَبِيبِ)) ترجمہ: جب صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ کو مزار انور کے پاس رکھ دیا گیا اور (قربان جاؤں صحابہ کے عقیدہ پر) عرض کی گئی: **السلام علیك یا رسول الله** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! یہ ابوبکر صدیق (حاضر) ہیں، تو دروزہ کھلا اور قبر انور سے کسی پکارنے والا نے پکارا: حبیب کو حبیب کے پاس پہنچا دو۔

(تاریخ دمشق لابن عساکر، عبد اللہ ویقال عتیق الخ، ج30، ص436، دارالفکر للطباعۃ والنشر، بیروت ☆ تفسیر کبیر، سورۃ الکہف، ج21، ص433، داراحیاء التراث العربی، بیروت ☆ نفحات الانس، ص152 ☆ الخصائص الکبری، ذکر آیات وقعت علی اثر الخ، ج2، ص492، دارالکتب العلمیہ، بیروت ☆ سیرت حلبیہ، باب یذکر فیہ مدۃ مرضہ وماوقع فیہ، ج3، ص517، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

حضرت ابن عمر اور الصلوۃ والسلام

(9) غیر مقلد صلاح الدین یوسف نے لکھا: ''نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قبر اطہر پر کھڑے ہو کر کیا پڑھا جائے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا یہ عمل نقل ہوا کہ وہ **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** پڑھا کرتے تھے، اس لیے اگر کوئی یہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ (رسالہ ماہنامہ حرمین جہلم، جنوری 1992ء)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((فَكُنْتُ آتِيهِ كُلَّ سَحَرٍ، فَأَقُولُ:اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّه)) ترجمہ: میں ہر روز سحری کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اور عرض کرتا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ اللَّه۔ (سنن نسائی، التنحنح فی الصلاۃ، ج3، ص12، مکتب المطبوعات الاسلامیہ، حلب)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((فقلت : السلام عليك يا نبی الله)) ترجمہ: میں نے بارگاہِ رسالت میں عرض کیا: **السلام عليك يا نبی الله** ۔ (کنز العمال، محظورات الکسب، ج4، ص133، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت)

حضرت علی کا بعدِ وصال بصیغہ خطاب درود عرض کرنا

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد یوں عرض کیا: ((**صلی الله عليك لقد طبت حياً وميتاً**)) ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی آپ پر رحمت ہو، آپ زندگی اور موت دونوں حالتوں میں پاک اور صاف ہیں۔

(سرورالمحزون ترجمہ سیرت الرسول، ص78,79، مطبوعہ کراچی)

یا رسول اللہ صلی اللہ علیک

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں: ''انه ورد فی عدة طرق جماعة من الصحابة انهم قالوایا رسول الله صلی الله عليك '' ترجمہ: متعدد طرق سے صحابہ کی ایک جماعت سے منقول ہے کہ صحابہ نے یوں عرض کیا: **یا رسول الله صلی الله عليك**۔ (زرقانی علی المواہب، ج6، ص331، مطبوعہ مصر)

حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور روایت نقل کرتے ہیں: ((عن أبی الدرداء

رضی اللہ عنہ أنه كان يقول أنی لاقول إذا دخلت المسجد السلام عليك يا رسول الله)) ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو یوں عرض کرتا ہوں: **السلام عليك يا رسول الله**۔ (القول البدیع، عند دخول المسجد، ج1، ص189، دار الریان للتراث، بیروت)

حضرت زید بن خارجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ((انَّ زَيْدَ بْنَ خَارِجَةَ خَرَّ مَيِّتًا فِي بَعْضِ أَزِقَّةِ المدينة فرفع وسجّى إذ سمعوه بين العشائين وَالنِّسَاءُ يَصْرُخْنَ حَوْلَهُ يَقُولُ:أَنْصِتُوا أَنْصِتُوا،فَحَسَرَ عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ:مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ وَخَاتَمُ النَّبِيِّين كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ الْأَوَّلِ ثُمَّ قَالَ:صَدَقَ صَدَقَ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ،ثُمَّ قَالَ :اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ،ثُمَّ عاد ميتا كما كان)) ترجمہ: حضرت زید بن خارجہ صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ منورہ کے بعض راستوں میں ظہر وعصر کے درمیان چلے جا رہے تھے کہ اچانک فوت ہو کر گر پڑے۔ لوگ انہیں اٹھا کر لائے اور ان کو لٹا کر کمبل اوڑھا دیا، جب مغرب وعشاء کے درمیان لوگوں نے ان کے وصال کا سنا تو کچھ عورتوں نے رونا شروع کیا تو کمبل کے اندر سے آواز آئی: اے رونے والیو! خاموش رہو پھر اپنے چہرے سے کمبل ہٹا دیا اور فرمایا: حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نبی امی خاتم النبیین ہیں اور یہ بات اللہ تعالیٰ کی پہلی کتاب میں ہے۔ پھر کہنے لگے: سچ کہا، سچ کہا، اور ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کیا۔ پھر کہا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ، پھر دوبارہ ان پر وفات طاری ہو گئی جیسا کہ پہلے تھی۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ، الفصل العشرون، ج1، ص616، دار الفکر الطباعۃ والنشر

والتوزیع ☆دلائل النبوة للبیہقی،باب ماجاء فی شہادة المیت لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم،ج6،ص56،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

صلی اللہ علیک یا محمد

امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت ابن ابی فدیک تابعی کہتے ہیں:((**سمعت بعض من أدركت يقول:بلغنا أنه من وقف عند قبر النبي** صلی اللہ علیہ وسلم **فتلا هذه الآية:إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ وقال:صلى الله عليك يا محمد،** حتى يقولها سبعين مرة ناداه ملك:صلى الله عليك يا فلان، ولم تسقط له حاجة)) ترجمہ: میں بعض ان (صحابہ) کوجن کو پایا ہے کہتے سنا کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ جوشخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور کے پاس کھڑے ہوکر آیتِ درود تلاوت کرے اورستر مرتبہ ''**صلی اللہ علیک یا محمد**'' کہے تو فرشتہ نداء کرتا ہے کہ اے فلاں! تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو، اورتمہاری حاجت پوری ہو۔

(المواہب اللدنیہ،الفصل الثانی فی زیارة قبرہ الشریف،ج3،ص597،المکتبة التوفیقیہ،مصر)

اس روایت کوعلامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل کیا ہے۔

(وفاء الوفاء باخبار دارالمصطفیٰ،الفصل الرابع فی اداب الزیارة، ج 4، ص213، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اس روایت کوامام سخاوی نے بھی القول البدیع میں امام بیہقی کے حوالے سے نقل کیا ہے۔(القول البدیع،الصلوة علیہ عند الذبیحہ،ج1،ص214،دارالریان للتراث، بیروت)

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے میدانِ کربلا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام وفریاد یوں عرض کی:((**يَا مُحَمَّدَاهُ صَلَّى عَلَيْكَ اللهُ وَ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ هَذَا الْحُسَيْنُ بِالْعَرَاءِ، مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ، مُقَطَّع**

الْاَعْضَاءِ)) ترجمہ: **یارسول اللہ صلی اللہ علیک وملائکۃ السماء (یارسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا اور آسمان کے فرشتوں کا درود ہو)!** یہ حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ خون کی چادر اوڑھے ہوئے ہے، ان کے اعضاء کو الگ الگ کردیا گیا ہے۔

(الکامل فی التاریخ،ثم دخلت سنة احدی وستین،ج 3،ص185،دارالکتاب العربی، بیروت ☆ البدایة النہایة،صفة مقتلہ،ج8،ص210، داراحیاء التراث العربی، بیروت)

حضرت علقمہ اور حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت علقمہ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یوں سلام کرتے: **السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔**

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،فصل فی المواطن التی یستحب فیہا الصلوة ،ج2،ص67،دارالفکر الطباعة والنشر والتوزیع)

ایسے ہی حضرت کعب سے بھی مروی ہے۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،فصل فی المواطن التی یستحب فیہا الصلوة ،ج2،ص67،دارالفکر الطباعة والنشر والتوزیع)

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ

امام اعظم امام ابوحنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب ''الفقہ الاکبر'' کے خطبہ میں ہے: **وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ علی سیدنا مُحَمَّد۔**

(الفقہ الاکبر،من اصول اہل السنة والجماعة،ج1،ص76،مکتبة الفرقان،عرب)

امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے قصیدہ میں خطاب کے ساتھ یوں درود پاک بھیجتے ہیں:

صلی اللہ علیک یا علم الہدی ماحسن مشتاق الی مشواک

(قصیدة النعمان،ص101)

شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

احسان الٰہی ظہیر کی ''دراسات فی التصوف'' میں شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ (جو کہ غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر ہیں) کے بارے میں لکھا: ''وقف تجاه حجرة النبی علیہ الصلاۃ والسلام وقال علی رؤوس الأشهاد السلام علیك یا جدی .فقال له علیہ الصلاۃ والسلام :علیك السلام یا ولدی .سمع ذلك كل من فی المسجد النبوی ''ترجمہ: شیخ رفاعی رحمۃ اللہ علیہ روضہ انور کے سامنے کھڑے ہوئے اور سب کے سامنے عرض کیا: **السلام علیك یا جدی**، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواباً ارشاد فرمایا: اے میرے بیٹے! تم پر سلام ہو، اس کو ہر اس شخص نے سنا جو مسجد نبوی میں موجود تھا۔

(دراسات فی التصوف،الطریقۃ الرفاعیہ،ج1،ص242،دارالامام المجدد للنشر التوزیع)

امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 597ھ) اپنی کتاب ''التذکرہ فی الوعظ'' کے خطبہ میں لکھتے ہیں: **الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سيد الْأَنَامِ ☆ الصَّلَاةُ عَلَيْكَ يَا نَبِي الْإِسْلَامِ۔**

(التذکرہ فی الوعظ،المجلس الثامن متابعة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،ج 1،ص83،دارالمعرفہ،بیروت)

ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ اور بصیغۂ خطاب درود پاک

ابوبکر بن محمد بن عمر فرماتے ہیں: ''كنت عند أبی بكر بن مجاهد فجاء الشبلی فقام إليه أبو بكر بن مجاهد فعانقه وقبل بين عينيه، وقلت له يا سيدی تفعل بالشبلی هكذا وأنت وجميع من ببغداد يتصوران أو قال يقولون أنه مجنون فقال لی فعلت كما رأيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فعل

به وذلك أنی رأيت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام وقد أقبل الشبلی فقام إليه وقبل بين عينيه فقلت يا رسول الله أتفعل هذا بالشبلی فقال هذا يقرأ بعد صلاته ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إلى آخر السورة ويتبعها بالصلاة علی وفی رواية لأنه لم يصل صلاة فريضة إلا ويقرأ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ الآية، ويقول ثلاث مرات **صلى الله عليك يا محمد، صلى الله عليك يا محمد، صلى الله عليك يا محمد**''ترجمہ: میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ حضرتِ سیّدُ نا شیخ ابوبکر شبلی علیہ رَحمۃُ اللہِ الوَلی حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر بن مُجاہِد علیہ رَحمۃُ اللہِ الواجد کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے فوراً کھڑے ہو کر اُن کو گلے لگا لیا اور پیشانی چوم لی۔ میں نے عرض کیا: یاسیّدی! آپ اور اہلِ بغداد آج تک اِنہیں دیوانہ تصور کرتے رہے ہیں یا کہا کہ دیوانہ کہتے رہے ہیں مگر آج ان کی اِس قدر تعظیم کیوں؟ جواب دیا: (میں نے یوں ہی ایسا نہیں کیا) میں نے تو وہی کیا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کے ساتھ کرتے دیکھا ہے اور یہ چیز میں نے خواب میں دیکھی ہے کہ حضرتِ سیّدُ نا ابوبکر شبلی علیہ رَحمۃُ اللہِ الوَلی بارگاہِ رسالت میں حاضِر ہوئے تو سرکارِ دو عالَم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے ان کے لیے قیام فرمایا ہے اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا ہے۔ میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم! شِبلی پر اِس قدر شفقت کی وجہ؟ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلّم نے (غیب کی خبر دیتے ہوئے) فرمایا کہ یہ ہر نماز کے بعد یہ آیت پڑھتا ہے: ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ اور اس کے بعد مجھ پر دُرُود پڑھتا ہے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ یہ جب بھی نماز پڑھتا ہے تو پہلے یہ آیت ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ

أَنْفُسِكُمْ﴾ پڑھتا ہے اس کے بعد تین دفعہ یہ درود پاک پڑھتا ہے: **صلی اللہ علیك یا محمد۔** (القول البدیع، بعد الفراغ عن الوضوء، ج1، ص177، دارالریان للتراث، بیروت)

حضرت جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جہانیاں جہاں گشت سید جلال الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 785ھ) فرماتے ہیں: ''جو شخص درج ذیل درود شریف پابندی سے پڑھے گا وہ دنیا و آخرت کی تمام مصیبتوں سے بے خوف ہو جائے گا اور آخرت میں ان شاء اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی اختیار کرے گا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوة والسلام علیك یا محمد ن العربی

الصلوة والسلام علیك یا محمد ن القرشی

الصلوة والسلام علیك یا محمد ن المکی

الصلوة والسلام علیك یا نبی اللہ

الصلوة والسلام علیك یا حبیب اللہ

(جواہر الاولیاء، ص232، مطبوعہ اسلام آباد)

حضرت شیخ محمد غوث گوالیاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک درود معظم و مکرم قطب عالم حضرت مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری قدس سرہ العزیز نے اپنے اوراد میں لکھا ہے کہ جو مومن اس درود کو سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھے گا تو حج کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا اور جو اپنے پاس رکھے گا، دنیا و آخرت کی تمام بلاؤں سے امن میں رہے گا اور عقبیٰ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی اسے نصیب ہوگی، درودِ معظم یہ ہے:

الصلوة والسلام علیك یا محمد ن العربی

الصلوة والسلام علیك یا محمد ن القرشی

الصلوة والسلام علیك یا محمد ن المکی

الصلوة والسلام علیك یا نبی اللہ

الصلوة والسلام علیك یا محمد رسول اللہ

الصلوة والسلام علیك یا حبیب اللہ

الصلوة والسلام علیك یا جد الحسن والحسین

الصلوة والسلام علیك یا اباالفاطمة الزهراء

الصلوة والسلام علیك یا صاحب المنبر والمعراج محمد رسول اللہ

(اصلی جواہر خمسہ کامل، ص102، مطبوعہ کراچی)

اوپر والا درود پاک جواہر خمسہ کا حصہ ہے اور جواہر خمسہ وہ وظیفہ ہے کہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اس کی اجازت لی ہے۔

(الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، ص138، مطبوعہ کراچی)

سید محمود ناصر الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت جہانیاں جہاں گشت کے صاحبزادے سلطان سید محمود ناصر الدین بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص دن اور رات کو نیک نیتی سے خلوصِ دل سے درج ذیل درود شریف پڑھے گا تو ہر قسم کی آفات و بلیات سے محفوظ رہے گا:

الصلوة والسلام علیك یا رسول اللہ

الصلوة والسلام علیك یا نبی اللہ

الصلوة والسلام علیك یا حبیب اللہ

(جواہر الاولیاء، ص247، مطبوعہ اسلام آباد)

سید علی کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ اور اورادِ فتحیہ

ولی کامل سید علی کبیر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کے اوراد ووظائف کے مجموعہ کا نام اورادِ فتحیہ ہے جس کے آخر میں 24 صیغوں سے اس طرح درود شریف درج ہے:

الصلوة والسلام عليك يا رسول الله

الصلوة والسلام عليك يا حبيب الله

الصلوة والسلام عليك يا خليل الله

الصلوة والسلام عليك يا نبي الله الخ

(اورادِ فتحیہ، ص142، جواہر الاولیاء، ص378، مطبوعہ اسلام آباد)

اورادِ فتحیہ کی مقبولیت

اورادفتحیہ کی دربارِ رسالت میں مقبولیت کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بیان کیا ہے، لکھتے ہیں کہ والد گرامی نے فرمایا: ''منقول ہے کہ انہیں حضرت امیر سید علی ہمدانی سے ہے، فرماتے ہیں کہ جب بارھویں دفعہ کعبہ شریف کی زیارت کو گیا، مسجد اقصیٰ میں پہنچا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ اس درویش کی طرف آرہے ہیں، میں اٹھا اور آگے گیا اور سلام عرض کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آستین مبارک سے ایک جزو نکالا اور اس درویش سے فرمایا: خذ هذا الفتحيه، یعنی اس فتحیہ کو لے۔

میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک سے لے لیا اور نظر کی تو یہی اوراد تھے، اس اشارہ سے اس کا نام فتحیہ رکھا گیا۔

(الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، ص125، مطبوعہ کراچی)

شاہ ولی اللہ اور اورادِ فتحیہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اورادِ فتحیہ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''پھر فرض صبح پڑھے، جب سلام پھیرے تو اورادِ فتحیہ کے پڑھنے میں مشغول ہو کہ جو ایک ہزار

چار سو اولیاء کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے۔۔۔اس کی برکت سے صفائی اور مشاہدہ کرے گا اور ایک ہزار چار سو اولیاء کی ولایت سے حصہ پائے گا''

(الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، ص125، مطبوعہ کراچی)

شیخ رشید الدین اسفرائینی اور اورادِ فتحیہ

شیخ نجم الدین محمد بن محمد الغزی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1061ھ) فرماتے ہیں:

''عن الشيخ رشيد الدين الإسفرائيني أنه كان يقول: إنه صلى الله عليه وسلم يحضر روحه عند قول القائل في الأوراد الفتحية: الصلاة والسلام عليك يا من عظمه الله--- قال صاحب الترجمة بعد فعل ذلك: ولذلك ترى العادة أن ترفع الأيدي عند قولك: الصلاة والسلام عليك يا رسول الله إلى قولك: الصلاة والسلام عليك يا من عظمه الله'' ترجمہ: شیخ رشید الدین اسفرائینی سے روایت ہے، وہ فرمایا کرتے کہ اورادِ فتحیہ میں قائل کے اس قول کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کی تشریف آوری ہوتی ہے: **الصلوة والسلام عليك يا من عظمه الله** (اے وہ جسے اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا کی ہے آپ پر صلوۃ وسلام ہوں)، اس کے بعد صاحب ترجمہ نے کہا کہ اسی وجہ سے یہ عادت دیکھی گئی ہے کہ (اورادِ فتحیہ میں) اپنے اس قول کے وقت ہاتھوں کو بلند کیا جاتا ہے: **الصلوة والسلام عليك يا رسول الله** (اس قول تک) **الصلوة والسلام عليك يا من عظمه الله**۔

(الكواكب السائرة، عبد اللطيف الخراساني، ج2، ص180، دار الكتب العلميه، بيروت)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 852ھ) فرماتے ہیں: ''فالتقدير اللَّهُمَّ اجْعَل السَّلَام عَلَيْكُم كَمَا تقدر فِي قَوْلنَا الصَّلَاة وَالسَّلَام عَلَيْك يَا

رَسُول اللہ فَإِن الْمَعْنی اللّٰھُمَّ اجْعَل الصَّلَاۃ وَالسَّلَام علی رَسُول اللہ“ ترجمہ:(قبرستان میں جو قبر والوں کو سلام کیا جاتا ہے) اس کی تقدیر اور مراد یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اے قبر والو! سلامتی نازل فرمائے جیسا کہ ہمارے قول **الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ** کا معنی یہ ہے کہ اے اللہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوۃ وسلام بھیج۔ (الامتاع بالاربعین المتباینۃ السماع،ج1،ص86،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

جمہور علماء اور الصلوہ والسلام

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:”وَذَھَبَ الْجُمْھُورُ إِلَی الِاجْتِزَاءِ بِكُلِّ لَفْظٍ أَدَّی الْمُرَادَ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتَّی قَالَ بَعضهم لَو قَالَ فِي أَثْنَاءِ التَّشَهُّدِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ أَجْزَأَ“ ترجمہ: جمہور اس طرف گئے ہیں کہ ہر وہ لفظ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کی مراد کو پورا کرے وہ کافی ہے یہاں تک کہ اگر کسی نے نماز کے تشہد میں **الصلوۃ والسلام علیک ایھا النبی** پڑھا تو کافی ہے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری،قولہ باب الصلوۃ علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 11، ص166،دارالمعرفہ،بیروت)

یہی کلام امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 902ھ) نے بھی القول البدیع میں نقل کیا ہے۔ (القول البدیع،ما الحکمۃ ان اللہ تعالیٰ امرنا الخ،ج1،ص72،دارالریان للتراث)

امام ابن حجر ہیتمی، علامہ عبد الحمید شروانی، علامہ شبراملسی وغیرہم

امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:”(وَ) يُسَنُّ (لِكُلٍّ) مِنْ الْمُؤَذِّنِ، وَالْمُقِيمِ وَسَامِعِهِمَا (أَنْ يُصَلِّيَ) وَيُسَلِّمَ (عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم -بَعْدَ فَرَاغِهِ) مِنْ الْأَذَانِ، أَوْ الْإِقَامَةِ لِلْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَقِبَ الْأَذَانِ فِي خَبَرِ

مُسْلِمٍ“ ترجمہ: اذان اور اقامت کہنے والوں اور سننے والوں کے لیے سنت ہے کہ اذان اور اقامت سے فراغت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجیں کیونکہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں اذان کے بعد درود پاک پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

(تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج،فصل فی الاذان والاقامہ،ج1،ص482،المکتبۃ التجاریۃ الکبری،مصر)

اس کے تحت علامہ عبدالحمید الشروانی لکھتے ہیں:”مَا يَقَعُ لِلْمُؤَذِّنِينَ مِنْ قَوْلِهِمْ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللَّهِ إلَى آخِرِ مَا يَأْتُونَ بِهِ فَيَكْفِي“ ترجمہ: بعض مؤذن اذان کے بعد ”**الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**“ اور دیگر صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہیں تو اس سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے۔

(حاشیۃ الشروانی علی تحفۃ المحتاج فی شرح المنہاج،فصل فی الاذان والاقامہ،ج1، ص482، المکتبۃ التجاریۃ الکبری،مصر)

علامہ شبراملسی متوفی 1087ھ فرماتے ہیں:” مَا يَقَعُ لِلْمُؤَذِّنِينَ مِنْ قَوْلِهِمْ بَعْدَ الْأَذَانِ:الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إلَى آخِرِ مَا يَأْتُونَ بِهِ فَيَكْفِي“ ترجمہ: بعض مؤذن اذان کے بعد ”**الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**“،اور دیگر صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہیں تو اس سے یہ سنت ادا ہو جاتی ہے۔ (حاشیہ شبراملسی علی نہایۃ المحتاج،شروط الاذان،ج1،ص422 ، دارالفکر،بیروت)

یہ بات انہی الفاظ کے ساتھ حاشیۂ جمل میں بھی ہے۔

(حاشیۃ الجمل علی شرح منہج،باب الاذان والاقامۃ،ج1،ص310، دارالفکر ، بیروت)

یہی بات علامہ سلیمان بن محمد بن عمر البجیرمی المصری (متوفی 1221ھ) نے بھی لکھی ہے۔

(حاشیۃ البجیرمی علی شرح المنہج،باب توجہ للقبلۃ فی الصلوۃ،ج1،ص175،مطبعۃ الحلبی)

شیخ ابراہیم التازی رحمۃ اللہ علیہ اور الصلوۃ والسلام

شیخ ابوجعفر احمد بن علی (متوفی 938ھ) ''شیخ ابراہیم التازی'' کا وظیفہ لکھا ہے، اس میں اس طرح درود وسلام ہے: **الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام عَلَیْكَ یَا سیدُ الْمُرْسلین ☆ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام عَلَیْكَ یَا خَاتَمِ النَّبِیِین ☆ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَام عَلَیْكَ یَا خیر خلق الله أَجْمَعِینَ** عدد مَا فِی علم الله صَلَاۃ وَسَلَامًا۔

(ثبت ابو جعفر احمدبن علی،نص وظیفۃ الشیخ ابراہیم التازی،ج1،ص324،دارالغرب الاسلامی، بیروت)

علامہ ابن صالح،فقیہ محمد بن زرندی اور بعض مشائخ کا عمل

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 902ھ) ''مقاصدِ حسنہ'' میں نقل کرتے ہیں: ''قال ابن صالح:و سمعت ذلك أیضا من الفقیه محمد بن الزرندی عن بعض شیوخ العراق أو العجم أنه یقول عندما یمسح عینیه:صلی اللّٰه علیك یا سیدی یا رسول اللّٰه یا حبیب قلبی و یا نور بصری و یا قرة عینی، وقال لی كل منهما :منذ فعله لم ترمد عینی، قال ابن صالح:وأنا وللّٰه الحمد والشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عینی، وأرجو أن عافیتهما تدوم، وأنی أسلم من العمی إن شاء اللّٰه ''ترجمہ:ابن صالح فرماتے ہیں میں نے یہ امر فقیہ محمد بن زرندی سے بھی سنا کہ بعض مشائخ عراق یا عجم سے راوی تھے اور اُن کی روایت میں یوں ہے کہ آنکھوں پر مَس کرتے وقت یہ درود عرض کرے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ یاسَیِدیْ یا رَسُوْلَ اللّٰہِ یاحَبِیبَ قَلْبِیْ وَیانُوْرَ بَصَرِیْ وَیا قُرَّۃَ عَینِیْ، اور دونوں صاحبوں یعنی شیخ مجد وفقیہ محمد نے مجھ سے بیان کیا کہ جب سے ہم یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دُکھیں۔ اللہ کے لئے حمد وشکر ہے جب سے مَیں (یعنی امام ابن صالح ممدوح) نے یہ عمل اُن دونوں صاحبوں سے سُنا اپنے عمل میں رکھا آج تک میری آنکھیں نہ دُکھیں اور اُمید کرتا ہوں کہ ہمیشہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا اِن شاء اللہ تعالیٰ۔

(المقاصد الحسنہ،حرف المیم،ج1،ص605.606،دارالکتاب العربی،بیروت)

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ روضہ انور کی حاضری کے وقت یوں عرض کرے: ''**السلام علیك یا رسول الله السلام علیك یا نبی الله السلام علیك یا خیرة الله السلام علیك یا خیر خلق الله السلام علیك یا حبیب الله السلام علیك یا سید المرسلین السلام علیك یا خاتم النبیین السلام علیك یا رسول رب العالمین السلام علیك یا قائد الغر المحجلین السلام علیك یا بشیر السلام علیك یا نذیر السلام علیك وعلی أهل بیتك الطاهرین السلام علیك وعلی أزواجك الطاهرات أمهات المؤمنین السلام علیك وعلی أصحابك أجمعین السلام**''

(القول البدیع،آداب زیارۃ قبرہ الشریف،ج1،ص213،دارالریان للتراث ، بیروت)

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ خطاب کے ساتھ یوں درود وسلام عرض کرتے ہیں:

چہ وصفت کند سعدی ناتمام
علیك الصلوۃ اے نبی والسلام

ترجمہ: سعدی ناقص آپ کی تعریف کا حق کس طرح ادا کرے، اے اللہ کے نبی! آپ پر صلوۃ وسلام ہو۔ (بوستان،ص11)

شاہ علی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بارگاہ رسالت میں خطاب کے ساتھ یوں درود پاک عرض کیا ہے:

صلی علیك الله یاخیر خلقه ویا خیر مامول ویا خیر واهب

ترجمہ: اللہ تعالیٰ آپ پر رحمتیں نازل فرمائے اے مخلوق میں سب سے بہتر ذات! اے وہ بہترین ہستی جس سے امید رکھی جائے اور اے بہترین عطا کرنے والے۔

(قصیدہ اطیب النعم، ص22، مطبوعہ دہلی)

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''تفسیر روح البیان'' میں درود وسلام یوں بیان کیا: **الصلاۃ والسلام علیك یا رسول الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا حبیب الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا خلیل الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا صفی الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا نجی الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا خیر خلق الله** ☆الصلاۃ والسلام علیك یا من اختاره الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا من زینه الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا من أرسله الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا من شرفه الله ☆ الصلاۃ والسلام علیك یا من عظمه الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا من كرمه الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا سید المرسلین ☆ الصلاۃ والسلام علیك یا امام المتقین ☆الصلاۃ والسلام علیك یا خاتم النبیین ☆الصلاۃ والسلام علیك یا شفیع المذنبین ☆الصلاۃ والسلام علیك یا رسول رب العالمین ☆الصلاۃ والسلام علیك یا سید الأولین ☆الصلاۃ والسلام علیك یا سید الآخرین ☆الصلاۃ والسلام علیك یا قائد المرسلین ☆

الصلاۃ والسلام علیك یا شفیع الامة ☆الصلاۃ والسلام علیك یا عظیم الهمة ☆الصلاۃ والسلام علیك یا حامل لواء الحمد ☆الصلاۃ والسلام علیك یا صاحب المقام المحمود۔

(تفسیر روح البیان، سورۃ الاحزاب، ج7، ص235,236، دارالفکر، بیروت)

علامہ بکری اور بصیغۂ خطاب درود وسلام

علامہ ابوبکر المشہور بالبکری (متوفی 1301ھ) لکھتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ انور پر حاضر ہو تو: ''ویقول حالة کونه غاضا لبصره ناظرا للأرض، مستحضرا عظمة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وأنه حی فی قبره الأعظم، مطلع بإذن الله علی ظواهر الخلق وسرائرهم السلام علیك أیها النبی ورحمة الله وبرکاته الصلاۃ والسلام علیك یا رسول الله. الصلاۃ والسلام علیك یا حبیب الله. الصلاۃ والسلام علیك یا نبی الرحمة. الصلاۃ والسلام علیك یا بشیر یا نذیر، یا ظاهر یا ظهیر . الصلاۃ والسلام علیك یا شفیع المذنبین'' ترجمہ: نظروں کو جھکائے زمین کی طرف دیکھتے ہوئے، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کو دل میں حاضر کرکے، یہ ذہن میں رکھتے ہوئے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی عظیم قبر میں زندہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے مخلوق کے ظاہر وباطن پر مطلع ہیں، آپ کی بارگاہ میں یوں عرض کرے: السلام علیك أیها النبی ورحمة الله وبرکاته ☆ **الصلاۃ والسلام علیك یا رسول الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا حبیب الله ☆الصلاۃ والسلام علیك یا نبی الرحمة** ☆الصلاۃ والسلام علیك یا بشیر یا نذیر یا ظاهر یا ظهیر ☆الصلاۃ والسلام علیك یا شفیع المذنبین۔

(اعانة الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین، باب الحج، ج2، ص356، دارالفکر للطباعة ولنشر

والتوزیع ،بیروت)

شیخ احمد دجانی رحمۃ اللہ علیہ اور الصلوۃ والسلام

شیخ نجم الدین ''شیخ احمد الدجانی رحمۃ اللہ علیہ'' کے بارے میں لکھتے ہیں:

''کان یحفظ القرآن العظیم، والمنهاج للنووی .وحدثنی تلمیذه الشیخ الصالح العارف بالله تعالی یوسف الدجانی الأربدی أن الشیخ أحمد الدجانی کان لا یعرف النحو، فبینما هو فی خلوته بالأقصی إذ کوشف بروحانیة النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال له:یا أحمد تعلم النحو . قال:فقلت له:یا رسول الله علمنی، فألقی علی شیئاً من أصول العربیة، ثم انصرف قال: فقلت:الصلاة والسلام علیك یا رسول الله، وضممت اللام من رسول .قال:فعاد إلی .وقال لی:أما علمتك النحو أن لا تلحن قل: رسول الله بفتح اللام .قال:فاشتغلت فی النحو، ففتح علی فیه ''ترجمہ: شیخ نے قرآن حفظ کیا اور علامہ نووی کی منہاج یاد کی ،ان کے شاگرد شیخ صالح عارف باللہ یوسف الدجانی نے مجھ سے بیان کیا کہ شیخ احمد الدجانی کو نحو نہیں آتی تھی ،خلوت میں ان کو روحانی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی ،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے احمد نحو سیکھو،فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے سکھا دیں،حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کچھ عربی قواعد سکھائے ، پھر تشریف لے جانے کے لیے مڑے تو میں نے عرض کیا: **الصلوۃ والسلام علیك یا رسول اللــــہ**، میں نے رسول پر پیش پڑھ دی،تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے اور فرمایا: میں نے تمہیں نحو اس لیے سکھائی ہے کہ تم غلطی نہ کرو،رسول اللہ کے لام کو زبر کے ساتھ پڑھو۔فرماتے ہیں کہ میں نحو میں مشغول ہو گیا اور مجھ پر نحو کا علم کھول دیا گیا۔

(الکواکب السائرہ،شیخ احمد الدجانی ،ج3،ص109،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

علامہ سنوسی اور الصلوۃ والسلام

شیخ محمد بن عثمان السنوسی (متوفی 1318ھ) اپنی کتاب میں یوں درود وسلام لکھتے ہیں: **الصلاۃ والسلام علیك وعلی آلك و أصحابك** وكل من شهد أنك رسول الله إلی جمیع الخلق یا سیدنا یا رسول الله من عین الذات حیث لا اسم ولا رسم .**الصلاۃ والسلام علیك وعلی آلك وأصحابك وأزواجك** وذریتك وأنصارك وأشیاعك وجمیع أمتك یا سیدنا یا رسول الله من الحضرۃ الجامعة لكل صفة واسم .**الصلاۃ والسلام علیك وعلی آلك وجمیع أمتك** یا سیدنا یا رسول الله من حضرۃ الذات التی هی منقطع الإشارات علی حقیقتك التی هی روح حیاۃ الوجود۔

(مسامرات الظریف بحسن التعریف،ج1،ص61،مکتبہ شاملہ)

جب اذان میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام سنے

جامع الرموز میں ہے کہ اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سنے تو یوں کہے: صلی اللّٰہ تعالٰی علیك یا رسول الله قرۃ عینی بك یارسول اللّٰہ اللھم متعنی بالسمع والبصر ۔ترجمہ: **صلی اللّٰہ تعالٰی علیك یارسول الله**، آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں، اے اللہ! میری سماعت وبصارت کو اس کی برکت سے مالا مال فرما۔(جامع الرموز،باب الاذان،ج1،ص125،مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گنبد قاموس ، ایران)

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ اور اورادِ فتحیہ

حضرت میاں شیر محمد شرقپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ان کے خلیفہ صاحبزادہ محمد عمر لکھتے ہیں: ''حضرت میاں صاحب نے مجھے فرمایا کہ اورادِ فتحیہ چالیس دن تک دوبار روزانہ پڑھنا تاکہ طبیعت میں اثر پیدا کرلے لیکن بعد میں صرف ایک

بارہ ہی کافی ہے یہ اوراد بڑے بابرکت ہیں۔"

(انقلاب حقیقت،ص88،مطبوعہ مرکز الاولیاء لاہور)

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ

علامہ یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله" روزانہ سومرتبہ پڑھنا قضائے حاجت کے لیے مجرب ہے۔"

(شواہد الحق ،ص376)

پیر مہرعلی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "ہمارے ملک میں بعض مولوی ایسے ہیں کہ جہاں کسی نے "الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله" کہا، وہ اسے فوراً مشرک قرار دے دیتے ہیں، حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نداء بھی نداءِ غیب تھی، مگر حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نداءِ عمر رضی اللہ عنہ سے مطلع ہوجانا ثابت ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ غیب کو ظاہر کرسکتا ہے اور اپنے بندوں پر فی الواقع ایسا کرتا ہے۔"

(ملفوظات مہریہ،ص89،مطبوعہ گولڑہ شریف)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی

اکابر دیوبند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں: "تہجد کی بارہ رکعتیں سلاموں سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں تین تین مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے اور نہایت خشوع وخضوع سے تین یا پانچ یا سات بار ہاتھ اٹھا کر اللهم طهر قلبي-- الخ پڑھے اور توبہ واستغفار کے بعد "استغفر الله" اکیس بار پڑھ کر درود "الصلوۃ و السلام علیك یا رسول الله" تین بار عروج ونزول کے طریقے پر پڑھے۔"

(ضیاء القلوب مشمولہ کلمات امدادیہ،ص14,15،مطبوعہ کراچی)

ایک مقام پر فرماتے ہیں: "الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله بصیغۂ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں، یہ اتصالِ معنوی پر مبنی ہے، له الخلق والامر

امر مفید بجهت وطرف وقرب وبعد، وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جواز میں شک نہیں ہے۔"

(امداد المشتاق،ص59)

اشرفعلی تھانوی

اشرفعلی تھانوی دیوبندی نے لکھا: "یوں جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں اور وہ بھی ان الفاظ سے: **الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله**۔

(شکر النعمۃ بذکر الرحمہ،ص18،عشق رسول اور اکابر علماء دیوبند،ص44)

ایک مقام پر کہا: "آج کی مجلس ذکر میں ذکر کے بجائے "**الصلوۃ والسلام علیك یارسول الله**" پڑھیں گے اور تصور یہ کریں گے کہ ہم روضۂ پاک پر کھڑے ہیں۔"

(ماہنامہ الخیر مناظر اسلام،ص460)

زکریا دیوبندی

تبلیغی جماعت کے شیخ محمد زکریا دیوبندی نے لکھا: "بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے یعنی بجائے السلام علیك یا رسول الله، السلام علیك یا نبی الله وغیرہ کے "الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله" "الصلوۃ والسلام علیك یا نبی الله"، اس طرح اخیر تک سلام کے ساتھ الصلوۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔ (فضائل درود شریف،ص24,25)

حسین احمد مدنی دیوبندی

حسین احمد مدنی دیوبندی نے لکھا: "وہابیہ خبیثہ یہ صورت نہیں نکالتے اور جملہ انواع کو منع کرتے ہیں، چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا ہے الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرین اس نداء اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا استہزاء اڑاتے ہیں اور کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں حالانکہ ہمارے مقدس بزرگانِ دین اس صورت اور جملہ صور درود

شریف کو اگر چہ بصیغۂ نداء وخطاب کیوں نہ ہو مستحب و مستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔''
(شہاب ثاقب، ص65، مطبوعہ دیوبند)

نجد کا فتوی

ریاض (نجد) سے شائع ہونے والے فتاوی ''فتاوی اللجنۃ الدائمۃ'' میں ہے: ''فيجوز أن يقال عند زيارته: الصلاة والسلام عليك يا رسول الله، فإن معناها: الطلب والإنشاء وإن كان اللفظ خبرا، ويجوز أن يصلى عليه بالصلاة الإبراهيمية فيقول: اللهم صل على محمد، والأفضل: أن يسلم عليه بصيغة الخبر كما يسلم على بقية القبور، ولأن ابن عمر رضی اللہ عنہما كان إذا زاره يقول: السلام عليك يا رسول الله'' ترجمہ: **زیارتِ اقدس کے وقت ''الصلوہ والسلام علیک یا رسول اللہ''** کہنا جائز ہے، کہ یہ طلب وانشاء کے معنی میں ہے اگر چہ لفظاً خبر ہے، درودِ ابراہیمی پڑھنا بھی جائز ہے، پس وہ کہے: اللھم صل علی محمد، اور افضل یہ ہے کہ صیغہ خبر کے ساتھ سلام کہے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما **جب زیارت کرتے تو یوں عرض کرتے: السلام علیک یا رسول اللہ۔**

(فتاوی اللجنة الدائمه، صيغة السلام على رسول عليه الصلوة والسلام، ج1، ص474، ادارة البحوث العلميه والافتاء، الادارة العامة، رياض)

سرفراز گکھڑوی

سرفراز گکھڑوی دیوبندی نے لکھا: ''ہم اور ہمارے تمام اکابر ''الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ'' کو بطور درود شریف پڑھنے کے جواز کے قائل ہیں۔''
(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ، ص75، مطبوعہ گوجرانوالہ)

تقی عثمانی

دیوبندیوں کے مفتی تقی عثمانی نے لکھا: ''میں تو یہاں تک کہتا ہوں کہ ایک

شخص کے سامنے کسی مجلس میں **حضور اقدس** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **کا نام گرامی آیا اور اس کو بے اختیار یہ تصور آیا کہ حضور اقدس** صلی اللہ تعالی علیہ وسلم **سامنے موجود ہیں اور اس نے یہ** تصور کر کے کہہ دیا ''الصلوۃ و السلام علیک یا رسول اللہ''۔۔۔ یہ الفاظ کہنے میں کوئی حرج نہیں۔''
(اصلاحی خطبات، ج1، ص232، مطبوعہ کراچی)

فصل دوم: درودِ ابراھیمی کے علاوہ درود

احادیث میں موجود کچھ درود

☆رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا بِمَا ھُوَ أَھْلُہٗ أَتْعَبَ سَبْعِینَ کَاتِبًا أَلْفَ صَبَاحٍ)) ترجمہ: جس شخص نے یہ درود پاک پڑھا: **جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا بِمَا ھُوَ أَھْلُہٗ**، تو ستر فرشتے ایک ہزار دن تک اس کے لیے اجر لکھتے رہتے ہیں۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، من اسمہ احمد، ج 1، ص82، دارالحرمین، القاہرہ☆الترغیب لابن شاہین، باب مختصر من الصلاہ علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، ج 1، ص13، دارالکتب العلمیہ، بیروت☆حلیۃ الاولیاء لابی نعیم، جعفر بن محمد الصادق، ج 3، ص206، دارالفکر للطباعۃ والنشر و التوزیع، بیروت)

☆حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:((مَنْ قَالَ: اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وأَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَجَبَتْ لَہُ شَفَاعَتِی)) ترجمہ: جس شخص نے یہ درود پاک پڑھا: **اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی مُحَمَّدٍ وأَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ**، اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، رویفع بن ثابت الانصاری، ج5، ص25، مکتبہ ابن تیمیہ، القاہرہ)

☆ایک اعرابی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، اس نے سلام کیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا، پھر اس اعرابی سے پوچھا کہ تم نے میرے پاس آتے وقت کیا پڑھا، اس نے عرض کی کہ میں یہ درود پاک پڑھا ہے: **اللھم صل علی محمد حتی لا تبقی صلاۃ اللھم بارک علی محمد حتی لا تبقی برکۃ اللھم سلم علی محمد حتی لا یبقی سلام وأرحم محمداً حتی لا تبقی رحمۃ**۔ تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

ارشادفرمایا:((أنی أری الملائکۃ قد سد الأفق)) ترجمہ: میں نے فرشتوں کو دیکھا کہ انہوں نے آسمان بھر دیا ہے۔

(القول البدیع، تنبیہ، ج1، ص50,51، دارالریان للتراث، بیروت)

☆حدیث پاک ہے:((**کان** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **یقول من صلی علی طھر قلبہ من النفاق، کمایطھر الثوب بالماء، وکان** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم **یقول من قال صلی اللّٰہ علی محمد فقد فتح علی نفسہ سبعین بابا من الرحمۃ، والقی اللّٰہ محبتہ فی قلوب الناس فلایبغضہ الامن فی قلبہ نفاق**)) ترجمہ: حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جو مجھ پر درود بھیجے اس کا دل نفاق سے ایسا پاک ہو جائے جیسے کپڑا پانی سے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے جو کہے ''**صلی اللّٰہ علٰی محمد**'' اس نے ستر ہ دروازے رحمت کے اپنے اوپر کھول لیے، اللہ عزوجل اُس کی محبت لوگوں کے دلوں میں ڈالے گا کہ اُس نے بغض نہ رکھے گا مگر وہ جس کے دل میں نفاق ہوگا۔

(کشف الغمۃ عن جمیع الأمۃ، فصل فی الامر بالصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج 1، ص345، دارالفکر، بیروت)

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درود

حضرت سلامۃ الکندی تابعی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو یہ والا درود پاک نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر پڑھنا سیکھاتے تھے: اللّٰھُمَّ دَاحِیَ الْمَدْحُوَّاتِ، وَبَارِیءَ الْمَسْمُوکَاتِ، وَجَبَّارَ الْقُلُوبِ عَلَی فِطْرَاتِھَا شَقِیِّھَا وَسَعِیدِھَا، اجْعَلْ شَرَائِفَ صَلَوَاتِکَ، وَنَوَامِیَ بَرَکَاتِکَ، وَ رَافِعَ تَحِیَّتِکَ عَلَی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُولِکَ الْخَاتِمِ لِمَا سَبَقَ، وَالْفَاتِحِ لِمَا أُغْلِقَ، وَالْمَعْلُومِ الْحَقَّ بِالْحَقِّ، وَالدَّامِغِ جَیْشَاتِ الْأَبَاطِیلِ کَمَا کَمُلَ فَاضْطَلَعَ

بِأَمْرِكَ لِطَاعَتِكَ مُسْتَوْفِزًا فِي مَرْضَاتِكَ بِغَيْرِ مُلْكٍ فِي قَدَمٍ، وَلَا وَهْنٍ فِي عَزْمٍ، دَاعِيًا لِوَحْيِكَ، حَافِظًا لِعَهْدِكَ، مَاضِيًا عَلَى نَفَاذِ أَمْرِكَ حَتَّى أَوْرَى تَبَسُّمًا لِقَابِسٍ بِهِ هُدِيَتِ الْقُلُوبُ بَعْدَ خَرْصَاتِ الْفِتَنِ وَالْإِثْمِ بِمُوضِحَاتِ الْأَعْلَامِ، وَمَسَرَّاتِ الْإِسْلَامِ وَمَاثَرَاتِ الْأَحْكَامِ، فَهُوَ أَمِينُكَ الْمَأْمُونُ، وَخَازِنُ عِلْمِكَ الْمَخْزُونِ، وَشَهِيدُكَ يَوْمَ الدِّينِ، وَمَبْعُوثُكَ نِعْمَةً، وَرَسُولُكَ بِالْحَقِّ رَحْمَةً، اللَّهُمَّ افْسَحْ لَهُ مُتَفَسَّحًا فِي عَدْلِكَ وَاجْزِهِ مُضَاعَفَاتِ الْخَيْرِ مِنْ فَضْلِكَ، لَهُ مُهَنِّيَاتٌ غَيْرُ مُكَدَّرَاتٍ مِنْ فَوْزِ ثَوَابِكَ الْمَعْلُومِ وَجَزِيلِ عَطَائِكَ الْمَجْلُولِ، اللَّهُمَّ أَعْلِ عَلَى بِنَاءِ الْبَاقِينَ بِنَاءَهُ وَأَكْرِمْ مَثْوَاهُ لَدَيْكَ وَنُزُلَهُ، وَ أَتْمِمْ لَهُ نُورَهُ وَأَجْرَهُ مِنِ ابْتِعَاثِكَ لَهُ، مَقْبُولَ الشَّهَادَةِ مَرْضِيَّ الْمَقَالَةِ، ذَا مَنْطِقٍ عَدْلٍ، وَكَلَامٍ فَصْلٍ، وَحُجَّةٍ وَبُرْهَانٍ عَظِيمٍ۔

(المعجم الاوسط،من اسمه مسعدة،ج9،ص43،دارالحرمین،القاہرہ☆الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،الفصل الرابع کیفیة الصلاة علیه والتسلیم، ج2 ، ص163تا 165،دارالفیحاء،عمان☆ تفسیر ابن کثیر،باب نمبر56،ج6، ص461 ،دارطیبه للنشر والتوزیع)

یہ والا درود پاک بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے:

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ على النبى الْآيَةَ لَبَّيْكَ اللَّهُمَّ رَبِّي وَ سَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيمِ، وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ، وَ النَّبِيِّينَ وَ الصِّدِّيقِينَ، وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ، وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ، عَلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ، وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ، وَرَسُولِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، الشَّاهِدِ الْبَشِيرِ، الدَّاعِي إِلَيْكَ بِإِذْنِكَ، السِّرَاجِ الْمُنِيرِ، وَعَلَيْهِ السَّلَامُ۔

(الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،الفصل الرابع کیفیةالصلاة علیه والتسلیم،ج2،ص166،دارالفیحاء،عمان☆القول البدیع ، ج1،ص54,55، دارالریان للتراث)

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درود

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَاتَكَ، وَرَحْمَتَكَ، وَبَرَكَاتِكَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينَ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ، إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، وَرَسُولِ الرَّحْمَةِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا، يَغْبِطُهُ بِهِ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ۔

(سنن ابن ماجه،باب الصلاة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،ج1،ص293، دار احیاء الکتب العربیه،بیروت☆مصنف عبد الرزاق،باب الصلاة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،ج2، ص213،المکتب الاسلامی،بیروت☆المعجم الکبیر للطبرانی، خطبة ابن مسعودومن کلامه، ج9،ص115،مکتبه ابن تیمیه،القاہرہ☆شعب الایمان،تعظیم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم، ج3،ص122،مکتبة الرشدللنشر و التوزیع ،ریاض)

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درود

اللَّهُمَّ تَقَبَّلْ شَفَاعَةَ مُحَمَّدٍ الْكُبْرَى، وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ الْعُلْيَا، وَآتِهِ سُؤْلَهُ فِي الْآخِرَةِ وَالْأُولَى، كَمَا آتَيْتَ إِبْرَاهِيمَ، وَمُوسَى۔

(مصنف عبد الرزاق،باب الصلاة علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم،ج2،ص211، المکتب الاسلامی،بیروت)

اس درود پاک کے بارے میں علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں:

((وعن ابن عباس رضی اللہ عنہما أنه كان إذا صلى على النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال اللهم تقبل شفاعة الخ)) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے تو اس طرح بھیجتے (پھر مذکورہ درود پاک لکھا)۔ (القول البدیع ،ج1،ص54،دارالریان للتراث،بیروت)

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا درود

حضرت ثویر مولیٰ بنی ہاشم سے روایت ہے،فرماتے ہیں میں نے حضرت

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود پاک کیسے بھیجا جائے تو جواباً ارشاد فرمایا:

اللَّهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِکَ وَبَرَکَاتِکَ وَرَحْمَتَکَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينِ، وَإِمَامِ الْمُتَّقِينِ، وَخَاتَمِ النَّبِيِّينَ، مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَ رَسُولِکَ ، إِمَامِ الْخَيْرِ، وَقَائِدِ الْخَيْرِ، اللَّهُمَّ ابْعَثْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَقَامًا مَحْمُودًا يَغْبِطُهُ الْأَوَّلُونَ وَالْآخِرُونَ، وصَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، کَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَآلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّکَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

(المطالب العاليه بزوائد المسانيدلابن حجر عسقلانی،باب الصلاة على النبی صلى الله تعالىٰ عليه وسلم،ج13،ص806،دارالعاصمة،عرب)

امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درود

اللهم صل على محمد فی الأولين وصل على محمد فی الآخرين وصل على محمد إلى يوم الدين اللهم صل على محمد شاباً فتياً وصل على محمد كهلاً مرضياً وصل على محمد رسولاً نبياً، اللهم صل على محمد حتى ترضى، وصل على محمد بعد الرضى، وصل على محمد أبداً ابداً، اللهم صل على محمد كما أمرت بالصلاة عليه، وصل على محمد كما تحب أن يصلى عليه، وصل على محمد كما أردت أن يصلى عليه، اللهم صل على محمد عدد خلقك و صل على محمد رضى نفيك وصل على محمد زنة عرشك وصل على محمد مداد كلماتك التی لا تنفذ اللهم وأعط محمداً الوسيلة والفضيلة والدرجة الرفيعة اللهم عظم برهانه وابلج حجته وأبلغه مأموله من أهل بيته وأمته اللهم أجعل صلواتك وبركاتك ورأفتك ورحمتك على محمد حبيبك وصفيك وعلى أهل بيته الطيبين

الطاهرين اللهم صل على محمد بأفضل ما صليت على أحد من خلقك وبارك على محمد مثل ذلك وأرحم محمداً مثل ذلك اللهم صل على محمد فی الليل إذا يغشى وصل على محمد فی النهار إذا تجلى وصل على محمد فی الآخرة و الأولى، اللهم صل على محمد الصلاة التامة وبارك على محمد البركة التامة وسلم على محمد السلام التام اللهم صل على محمد إمام الخير وقائد الخير ورسول الرحمة اللهم صل على محمد أبد الآبدين ودهر الداهرين، اللهم صل على محمد النبی الآمی العربی القرشی الهاشمی الأبطحی التهامی المكی صاحب التاج والهراروة والجهادو المغنم، صاحب الخير والمنبر، صاحب السرايا والعطايا والآيات المعجزاته والعلامات الباهراته والمقام المشهود والحوض المورود والشفاعة والسجود للرب المحمود، اللهم صل على محمد بعدد من صلى عليه وعدد من لم يصل عليه۔

(القول البديع،ج1،ص58,59،دارالريان للتراث،بيروت)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا درود

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ جب درود پاک پڑھتے تو یوں پڑھتے :

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وأصحابه وأولاده وأهل بيتهوذريته ومحبيه وتباعه وإشياعه وعلينا معهم أجمعين يا أرحم الراحمين۔

(القول البديع،ج1،ص55،دارالريان للتراث،بيروت)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا درود

وہابیہ کے امام ابن قیم نے جلاء الافہام میں بیان کیا ہے:"قَالَ عبد الله بن عبد الحكم رَأَيت الشَّافِعِی رَحمَہ اللہ فِی النّوم فَقلت مَا فعل الله بك قَالَ

رحمنی وَغفر لی وزفنی إِلَی الْجنَّة کَمَا یزف بالعروس ونثر عَلیّ کَمَا ینثر علی الْعَرُوس فَقلت بِمَ بلغت هَذِه الْحَال فَقَالَ لی قَائِل یَقُول لَك بِمَا فِی کتاب الرسَالَة من الصَّلَاة علی النَّبِی صلی اللہ علیہ وسلم قلت فَکیف ذَلِك قَالَ وَصلی الله علی مُحَمَّد عدد مَا ذکره الذاکرون وَعدد مَا غفل عَن ذکره الغافلون قَالَ فَلَمَّا اصبحت نظرت إِلَی الرسَالَة فَوجدت الْأَمر ''ترجمہ:عبد اللہ بن عبدالحکم نے کہا کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کوخواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایاہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: مجھ پر رحم کیا، مجھے بخش دیا اور مجھے جنت کی طرف یوں بھیجا جیسا کہ دولہن کو روانہ کرتے ہیں اور مجھ پر یوں نچھاور کیا جیسا کہ دولہن پر کرتے ہیں، آپ کو یہ مرتبہ کیسے ملا؟، فرمایا کہ مجھے ایک بتانے والے نے بتایا کہ ''کتاب الرسالہ'' میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو درود پاک آپ نے لکھا ہے یہ اس کا عوض ہے، میں نے کہا کہ وہ درود کیسے ہیں، امام شافعی نے فرمایا: **صلی اللہ علی مُحَمَّد عدد مَا ذکره الذاکرون وَعدد مَا غفل عَن ذکره الغافلون** ۔کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں نے کتاب الرسالہ میں دیکھا تو ایسے ہی پایا۔

(جلاء الافہام،قال ابوالشیخ حدثنااسید بن عاصم،ج1،س412، دارالعروبہ، الکویت)

محدثین وعلماء کا درود

جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اقدس آتا ہے محدثین اور دیگر علماء ''**صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم**'' لکھتے ہیں بلکہ بدمذہب بھی یہی لکھتے ہیں، اس مقام پر درود ابراہیمی کوئی نہیں لکھتا، اس کے بارے میں ابن قیم نے لکھا: ''وَقَالَ بعض أهل الحَدِیث کَانَ لی جَار فَمَاتَ فَرُئِیَ فِی الْمَنَام فَقیل لَهُ مَا فعل الله بك قَالَ غفر لی قیل بِمَاذَا قَالَ کنت إِذا کتبت ذکر رَسُول الله صلی اللہ علیہ وسلم فِی

الحَدِیث کتبت صلی الله عَلَیْهِ وَسلم ''ترجمہ: ایک صاحب حدیث میرا پڑوسی تھا، اس کا انتقال ہوگیا، کسی نے اسے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس نے جواب دیا: میری مغفرت فرمادی، پوچھا گیا: کیوں؟ جواب دیا کہ جب بھی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اقدس لکھتا تو میں اس کے ساتھ لکھتا: **صلی اللہ علیہ وسلم**۔

(جلاء الافہام،قال ابوالشیخ حدثنااسید بن عاصم،ج1،س412، دارالعروبہ، الکویت)

مزید لکھا: ''وَقَالَ سُفْیَان بن عُیَیْنَة حَدثنَا خلف صَاحب الخلقان قَالَ کَانَ لی صدیق یطْلب معی الحَدِیث فَمَاتَ فرأیته فِی مَنَامِی وَعَلیهِ ثِیَاب خضر یجول فِیهَا فَقلت أَلَسْت کنت معی تطلب الحَدِیث قَالَ بلَی قلت فَمَا الَّذِی صیرك إِلَی هَذَا قَالَ کَانَ لَا یمر حَدِیث فِیهِ ذکر مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وسلم إِلَّا کتبت فِی أسفلة صلی الله عَلَیْهِ وَسلم فکافأنی رَبِّی هَذَا الَّذِی تری عَلی'' ترجمہ: سفیان بن عیینہ نے بیان کیا کہ ہمیں خلف صاحب خلقان نے بتایا کہ میرا ایک دوست تھا جو میرے ساتھ علم حدیث حاصل کرتا تھا، وہ فوت ہوگیا، میں اسے خواب میں دیکھا اس نے سبز لباس پہنا ہوئے گھوم رہا تھا، میں نے اس سے کہا کہ کیا تو میرے ساتھ علم حدیث حاصل نہیں کرتے تھے، وہ کہنے لگا کہ کیوں نہیں، میں نے کہا کہ کس چیز نے تمہیں یہاں پہنچا دیا، وہ کہنے لگا کہ جب بھی حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آتا تو میں اس کے ساتھ ''**صلی اللہ علیہ وسلم**'' لکھ دیا کرتا تھا تو میرے رب مجھے اس کا اجر عطا فرمایا ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔(جلاء الافہام،قال ابوالشیخ حدثنااسید بن عاصم،ج1،س412، دارالعروبہ ، الکویت)

حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کا درود

امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کے مقدمہ کے خطبہ میں لکھتے ہیں:

وَصَلَّى اللهُ عَلَى مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ، وَعَلَى جَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ۔

(صحیح مسلم،مقدمۃ الامام مسلم رحمۃ اللہ علیہ،ج1،ص3،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

امام ابوبکر احمدبن ابراھیم اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ کا درود

صَلَّى اللَّهُ عَلَى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَالرِّسَالَةِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ كَثِيرًا۔

(معجم اسامی شیوخ ابی بکر اسماعیلی،مقدمۃ مؤلف،ج1،ص309،مکتبۃ العلوم و الحکم،مدینہ منورہ)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا درود

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمَبْعُوثِ بِالْآيَاتِ الْبَيِّنَاتِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَأَزْوَاجِهِ الطَّاهِرَاتِ۔

(الحاوی للفتاوی،مقدمۃ الکتاب،ج1،ص3،دار الفکر للطباعۃ والنشر،بیروت)

شاہ عبد الرحیم اور شاہ ولی اللہ کا درود

شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں کہ میرے والد (شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ) نے مجھے حکم دیا کہ درود پاک یوں پڑھا کروں: **اللھم صلّ علٰی محمد النبی الامی وآلہ وبارِک وسلّم۔**

کیونکہ میں نے یہ درود پاک خواب میں پڑھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پسند فرمایا۔ (درثمین،ص35،مطبوعہ فیصل آباد)

ابن تیمیہ کا درود

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا مَزِيدًا۔

(العقیدۃ الواسطیۃ لابن تیمیہ،مقدمۃ المصنف،ج1،ص53،اضواء السلف، ریاض)

ابن قیم کا درود

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّينَ وَالْمُرْسَلِينَ، وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ، وَسَلَّمَ تَسْلِيمًا كَثِيرًا، إِلَى يَوْمِ الدِّينِ۔

(ہدایۃ الحیاری فی اجوبۃ الیہود والنصاری،فصل فی انہ لایمکن الایمان بنبی اصلاً مع جحود نبوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،ج2،ص593، دارالقلم، جدہ)

محمد بن عبد الوھاب نجدی کا درود

صلى الله وسلم على سيدنا محمد، وعلى آله وأصحابه أجمعين۔

(التوحید لابن عبد الوہاب،باب ماجاء فی قولہ تعالیٰ :وما قدرواالله حق قدره --الایۃ،ج1، ص151،جامعہ ابن سعود،ریاض)

عبد العزیزبن عبد اللہ بن باز نجدی کا درود

وصلى الله وسلم على نبينا محمد، وآله وصحبه۔

(التحذیر من البدع،الرسالۃ الاولی حکم الاحتفال بالمولد،ج1،ص16،الرئاسۃ العامۃلادارات البحوث العلمیہ والافتاء والدعوۃوا لارشاد)

اسماعیل دھلوی کا درود

اللهم فصلّ وسلم على حبيبك، وآله وأصحابه، وخلفائه ألف ألف صلاة وسلام۔ (تقویۃ الایمان،مقدمۃ الکتاب،ص27،داروحی القلم،دمشق)

قاضی شوکانی کا درود

وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْمُنْتَقَى مِنْ عَالَمِ الْكَوْنِ وَالْفَسَادِ . الْمُصْطَفَى لِحَمْلِ أَعْبَاءِ أَسْرَارِ الرِّسَالَةِ الْإِلَهِيَّةِ مِنْ بَيْنِ الْعِبَادِ . الْمَخْصُوصِ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمَى فِي يَوْمٍ يَقُولُ فِيهِ كُلُّ رَسُولٍ: نَفْسِي نَفْسِي، وَيَقُولُ: أَنَا لَهَا أَنَا لَهَا۔

(نیل الاوطار،مقدمۃ الکتاب،ج1،ص13،دارالحدیث،مصر)

قاسم نانوتوی دیوبندی کا درود

وصلی اللّٰهُ علی خیرِ خَلْقِهٖ محمد واٰله وصحبه اجمعین۔

(تحذیر الناس، ص102، مطبوعہ گوجرانوالہ)

رشید احمد گنگوھی دیوبندی کا درود

وصلی اللہ تعالیٰ علی سید الانبیاء والمرسلین وعلی اٰله وصحبه اجمعین وعلی من یتبعهم اجمعین۔

(تالیفات رشیدیہ، ص481، مطبوعہ لاہور)

الحاصل

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وذهب الجمهور إلى الأجزاء بكل لفظ أدى المراد من الصلاة على النبي صلی اللہ علیہ وسلم ''ترجمہ: جمہور کا مؤقف یہ ہے کہ درود پاک کے معاملہ میں ہر وہ صیغہ کفایت کرتا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے مفہوم کو ادا کرتا ہے۔

(القول البدیع، ماالحکمۃ فی ان اللہ تعالیٰ امرناان الخ، ج1، ص72، دارالریان للتراث)

قرآن پاک کے اطلاق، احادیث میں منقول درود کے صیغوں اور صحابہ و تابعین وائمہ دین سے نقل کردہ درود کے صیغوں سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔

دیوبندی مفتی محمد شفیع نے لکھا: ''آیت ﴿صلوا علیہ وسلموا تسلیماً﴾ میں صلوۃ وسلام کے حکم کی تعمیل ہر اس صیغہ سے ہوسکتی ہے، جس میں صلوۃ وسلام کے الفاظ ہوں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ وہ الفاظ بعینہٖ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول بھی ہیں۔''

(تفسیر معارف القرآن، ج7، ص223، مطبوعہ کراچی)

فصل سوم: اذان سے پہلے اور بعد درود وسلام

اذان سے قبل و بعد درود وسلام پڑھنا جائز و مستحب ہے۔ اس پر درج ذیل دلائل ہیں:

قرآن مجید سے دلیل

درود وسلام ایسی عبادت ہے جو کسی مخصوص وقت کے ساتھ خاص نہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید فرقان حمید میں ارشاد فرماتا ہے ﴿إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيماً﴾ ترجمہ کنزالایمان: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔ (سورۃ الاحزاب، سورۃ33، آیت56)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام پڑھنے کا حکم دیا اور یہ حکم مطلق ارشاد فرمایا کسی خاص وقت کی پابندی نہ لگائی کہ اس وقت پڑھو اور اس وقت نہ پڑھو، اس مطلق میں اذان سے پہلے اور بعد کا وقت بھی شامل ہے، لہٰذا اذان سے پہلے اور بعد میں درود وسلام پڑھنا اس حکمِ قرآنی پر عمل کرنا ہے۔ اصول کی کتابوں میں یہ قاعدہ موجود ہے: ''المطلق يجري على اطلاقه''یعنی جو بات مطلق ہو وہ اپنے اطلاق پر جاری ہوتی ہے۔

ردالمحتار میں درودِ پاک کے بارے میں ہے: ''ومستحبة في كل أوقات الإمكان'' ترجمہ: درود شریف ہر ممکنہ وقت میں پڑھنا مستحب ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، فروع قرا بالفارسیۃ، جلد1، صفحہ517، دارالفکر، بیروت)

حدیث پاک سے دلیل

اذان کے بعد درود پڑھنے کا تو حدیث پاک میں حکم ہے چنانچہ مسلم شریف کی حدیث پاک ہے: ((عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى

اللہ علیہ وسلم يَقُولُ:إذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى الله عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوا اللهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ)) ترجمہ: روایت ہے حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم موذن کو سنو تو تم بھی اسی طرح کہو جو وہ کہہ رہا ہے۔ **پھر مجھ پر درود بھیجو۔** کیونکہ جو مجھ پر ایک درود بھیجتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں بھیجتا ہے۔ پھر اللہ سے میرے لیے وسیلہ مانگو وہ جنت میں ایک جگہ ہے جو اللہ کے بندوں میں سے ایک ہی کے لائق ہے، مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ جو میرے لیے وسیلہ مانگے اس پر میری شفاعت لازم ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الصلوۃ،باب القول مثل قول المؤذن لمن سمعه،جلد1،صفحہ288، دار إحياء التراث العربي،بيروت)

ہر جائز کام جس کی ابتداء

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہر جائز اور صاحب شان کام سے پہلے درود پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے، چنانچہ جامع صغیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ الله وَالصَّلَاةِ عَلَيَّ فَهُوَ أَقْطَعُ أَبْتَرُ مَمْحُوقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ)) ترجمہ: ہر جائز کام جس کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر صلوۃ سے نہیں کی جاتی تو وہ کام ادھورا، نامکمل اور برکت سے خالی ہوتا ہے۔ (جامع صغیرمع التسیر،ج1،ص9702،مکتبہ امام شافعی،ریاض)

اذان واقامت بھی یقیناً جائز وصاحب شان کاموں میں سے ہیں، لہذا ان سے پہلے بھی صلوۃ پڑھنا اس حدیث پر عمل کرنا ہے۔

اقامت سے پہلے

اقامت سے پہلے تو خود حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام بھیجنے کا ذکر موجود ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں:((كَانَ بِلَالٌ إِذَا أَرَادَ أَنْ يُقِيمَ الصَّلَاةَ قَالَ:السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةَ رَحِمَكَ اللَّهُ)) ترجمہ: حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اقامت کہنے کا ارادہ کرتے تو عرض کرتے: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الصَّلَاةَ رَحِمَكَ اللّٰه۔

(المعجم الاوسط،ج8،ص372،دارالحرمین،القاہرہ)

ممانعت نہیں

جب تک شریعت کی طرف سے ممانعت کا حکم نہ ہو اشیاء میں اصل اباحت (جائز ہونا) ہے۔ جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ ومستدرک حاکم میں سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:((الحلال ما احل الله فی کتابه الحرام ما حرم الله فی کتابه و ماسکت عنه فهو مما عفا عنه)) یعنی حلال وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں حرام فرما دیا اور جس کا کچھ ذکر نہ فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے۔ (جامع الترمذی،ج4،ص220،مصطفی البابی حلبی،مصر)

اذان واقامت سے پہلے کہیں درود وسلام کی ممانعت نہیں، لہذا جائز ہے۔

علامہ نووی شافعی

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”ولكل أن يصلي على النبي صلى الله عليه وسلم بعد فراغه “ ترجمہ: ہر ایک (مؤذن، اقامت کہنے والے اور اذان

وقامت کو سننے والے) کے لیے سنت ہے کہ اذان سے فراغت کے بعد درود پاک پڑھے۔ (منہاج الطالبین،ج1،ص23،دارالفکر،بیروت)

علامہ ابن حجر اور علامہ رملی

علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ **لکھتے ہیں:**"(وَ) يُسَنُّ (لِكُلٍّ) مِنَ الْمُؤَذِّنِ ،وَالْمُقِيمِ وَسَامِعِهِمَا (أَنْ يُصَلِّيَ) وَيُسَلِّمَ (عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -بَعْدَ فَرَاغِهِ) مِنَ الْأَذَانِ، أَوْ الْإِقَامَةِ لِلْأَمْرِ بِالصَّلَاةِ عَقِبَ الْأَذَانِ فِي خَبَرِ مُسْلِمٍ" **ترجمہ: اذان اور اقامت کہنے والوں اور سننے والوں کے لیے سنت ہے کہ اذان اور اقامت سے فراغت کے بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجیں کیونکہ مسلم شریف کی حدیث پاک میں اذان کے بعد درود پاک پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔**

(تحفة المحتاج فی شرح النہاج،فصل فی الاذان والاقامہ،ج 1،ص482،المکتبة التجاریة الکبری، مصر)

ایسا ہی علامہ شہاب الدین رملی رحمۃ اللہ علیہ **(متوفی1004ھ) نے لکھا ہے۔** (نہایة المحتاج الی شرح النہاج،شروط الاذان،ج1،ص422،دارالفکر،بیروت)

علامہ عبد الحمید الشروانی

اس کے تحت علامہ عبدالحمید الشروانی لکھتے ہیں:"مَا يَقَعُ لِلْمُؤَذِّنِينَ مِنْ قَوْلِهِمْ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إلَى آخِرِ مَا يَأْتُونَ بِهِ فَيَكْفِي " **ترجمہ: بعض مؤذن اذان کے بعد"الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، اور دیگر صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہیں تو اس سے یہ سنت ادا ہوجاتی ہے۔**

(حاشیة الشروانی علی تحفة المحتاج فی شرح النہاج،فصل فی الاذان والاقامہ،ج1، ص482، المکتبة التجاریة الکبری،مصر)

علامہ شبراملسی

علامہ شبراملسی متوفی 1087ھ فرماتے ہیں:"مَا يَقَعُ لِلْمُؤَذِّنِينَ مِنْ قَوْلِهِمْ بَعْدَ الْأَذَانِ:الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إلَى آخِرِ مَا يَأْتُونَ بِهِ فَيَكْفِي "ترجمہ: بعض مؤذن اذان کے بعد"**الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ**، اور دیگر صیغوں کے ساتھ درود وسلام پڑھتے ہیں تو اس سے یہ سنت ادا ہوجاتی ہے۔ (حاشیہ شبراملسی علی نہایة المحتاج،شروط الاذان،ج1،ص422،دارالفکر،بیروت)

یہ بات انہی الفاظ کے ساتھ حاشیۂ جمل میں بھی ہے۔

(حاشية الجمل علی شرح منہج،باب الاذان والاقامة،ج1،ص310، دارالفکر، بیروت)

یہی بات علامہ سلیمان بن محمد بن عمر البجیر می المصری (متوفی1221ھ) نے بھی لکھی ہے۔

(حاشية البجيرعلى شرح المنهج،باب توجه للقبلة فی الصلوة،ج1،ص175،مطبعة الحلبی)

علامہ شامی

خاتم المحققین حضرت علامہ سید ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ درود شریف پڑھنے کے مستحب مواقع بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:"نص العلماء علی استحباب صلوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی مواضع: یوم الجمعة و لیلتها وزید یوم السبت والاحد والخمیس لما ورد فی کل من الثلثة و عند الصباح والمساء وعند دخول المسجد والخروج منه وعند زیارة قبره الشریف صلی اللہ علیہ وسلم وعند الصفاء والمروة وفی خطبة الجمعة وغیرها وعقب اجابة المؤذن **وعند الاقامة** واول الدعاء واوسطه وآخره وعقب دعاء القنوت **وعند طنين الاذان** وعند نسيان الشئی "یعنی علماء کرام نے بعض مواقع پر درود پاک پڑھنے کے مستحب ہونے پر نص فرمائی ہے ان میں سے چند یہ ہیں: روز جمعہ

، ہفتہ اتوار اور سوموار کے دن، صبح وشام، مسجد میں جاتے اور نکلتے وقت، **بوقت زیارت روضہ اطہر**، صفا ومروہ پر، خطبہ جمعہ کے وقت، جواب اذان کے بعد، **بوقت اقامت**، دعا کے اول آخر اور بیچ میں۔ دعائے قنوت کے بعد، **اذان دینے کے وقت** اور کسی چیز کے بھول جانے کے وقت۔

(ردالمحتار، کتاب الصلوٰۃ، فروع قرا بالفارسیۃ، جلد1، صفحہ517، دارالفکر، بیروت)

علامہ دسوقی

علامہ دسوقی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 1230ھ) فرماتے ہیں: "وَأَمَّا الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الْأَذَانِ فَبِدْعَةٌ حَسَنَةٌ أَوَّلُ حُدُوثِهَا زَمَنَ النَّاصِرِ صَلَاحِ الدِّينِ يُوسُفَ بْنِ أَيُّوبَ سَنَةَ إِحْدَى وَثَمَانِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ فِي رَبِيعٍ الْأَوَّلِ وَكَانَتْ أَوَّلًا تُزَادُ بَعْدَ أَذَانِ الْعِشَاءِ لَيْلَةَ الِاثْنَيْنِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَقَطْ ثُمَّ بَعْدَ عَشْرِ سِنِينَ زِيدَتْ عَقِبَ كُلِّ أَذَانٍ إِلَّا الْمَغْرِبَ كَمَا أَنَّ مَا يُفْعَلُ لَيْلًا مِنَ الِاسْتِغْفَارَاتِ وَالتَّسَابِيحِ وَالتَّوَسُّلَاتِ فَهُوَ بِدْعَةٌ حَسَنَةٌ كَذَا ذَكَرَ بَعْضُهُمْ وَالَّذِي ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ الشَّيْخُ أَحْمَدُ الْبِشْبِيشِيُّ فِي رِسَالَتِهِ الْمُسَمَّاةِ بِالتُّحْفَةِ السَّنِيَّةِ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ الْمَرْضِيَّةِ أَنَّ أَوَّلَ مَا زِيدَتْ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ كُلِّ أَذَانٍ عَلَى الْمَنَارَةِ زَمَنَ السُّلْطَانِ الْمَنْصُورِ حَاجِّيٌّ بْنُ الْأَشْرَفِ شَعْبَانُ بْنُ حُسَيْنِ بْنِ النَّاصِرِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمَنْصُورِ قَلَاوُونَ وَذَلِكَ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ وَكَانَ قَدْ حَدَثَ قَبْلَ ذَلِكَ فِي أَيَّامِ السُّلْطَانِ يُوسُفَ صَلَاحِ الدِّينِ بْنِ أَيُّوبَ أَنْ يُقَالَ قَبْلَ أَذَانِ الْفَجْرِ فِي كُلِّ لَيْلَةٍ بِمِصْرَ وَالشَّامِ السَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ وَاسْتَمَرَّ ذَلِكَ إِلَى سَنَةِ سَبْعٍ وَسَبْعِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ فَزِيدَ فِيهِ بِأَمْرِ الْمُحْتَسِبِ صَلَاحِ الدِّينِ الْبُرُلُّسِيِّ أَنْ يُقَالَ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ثُمَّ

جُعِلَ ذَلِكَ عَقِبَ كُلِّ أَذَانٍ سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِينَ وَسَبْعِمِائَةٍ" ترجمہ: بہرحال اذان کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود پیش کرنا تو یہ ایک اچھی بدعت ہے، اس کا (باقاعدہ) آغاز الناصر صلاح الدین یوسف بن ایوب کے زمانے میں 781ھ کو ربیع الاول کے مہینے میں ہوا، ابتدا میں جمعہ اور پیر کی رات کو اذان عشاء کے بعد درود پاک پڑھنے کا اضافہ کیا گیا، پھر دس سال بعد مغرب کے علاوہ ہر اذان کے بعد درود پڑھنا رائج ہوگیا جس طرح رات کو استغفارات، تسابیح اور توَسُّلاتِ وغیرہ معمولات کیے جاتے ہیں، یہ ایک اچھی بدعت ہے، جیسا کہ بعض علماء نے اس کا ذکر کیا ہے اور جنہوں نے اس بات کو ذکر کیا ہے وہ شیخ احمد بشبیشی ہیں جنہوں نے اپنے رسالے "تحفة السنية في اجوبة الاسئلة المرضيه" میں اس کو ذکر کیا ہے کہ سلطان منصور حاجی بن اشرف شعبان وہ پہلے آدمی ہیں جن کے زمانے میں منارہ پر اذان کے بعد حضور احمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوۃ وسلام پڑھنے کا (باقاعدہ) اضافہ ہوا، اور یہ 791ھ میں ہوا۔ جبکہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے دور حکومت میں یہ بات پہلے سے ہی رائج ہوچکی تھی کہ ہر رات فجر کی اذان سے پہلے مصر اور شام میں حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگا میں یوں عرض کیا جائے: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ یہ معاملہ اسی طرح 777ھ تک چلتا رہا اسکے بعد صلاح الدین برلسی کے حکم سے اس میں یہ اضافہ کیا گیا: الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔ اس کے بعد 791ھ میں ہر اذان کے بعد رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ درود پیش کرنے کا معمول ہوگیا۔

(الشرح الکبیر، فصل فی الاذان والاقامۃ، ج1، ص193، دارالفکر، بیروت)

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی 974ھ) فرماتے ہیں: "ما اعتيد على المنائر من الصلاة والسلام على رسول الله صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عقب الأذان إلا الصبح والجمعة؛ فإنهم يقدمونه عليهما، وإلا المغرب؛ فإنه لا يفعل فيها لضيق وقتها. أحدثه السلطان صلاح الدين يوسف بن أيوب. وذكر بعض المؤرخين: أن ابتداءه بمصر والقاهرة سنة إحدى وتسعين وسبع مئة لرؤية رآها بعض المعتقدين، ولا يخالف ما قبله لاحتمال أنه ترك بعد موت السلطان صلاح الدين إلى هذا التاريخ، أو كان أمره به في ليلة الجمعة خاصة. وصوّب بعض المتأخرين: أن ذلك بدعة حسنة يؤجر فاعله بحسن نيته، وقريب منه قول شيخنا شيخ الإسلام زكريا سقى الله تعالى عهده ورضي عنه في فتاويه: الأصل مستحب، والكيفية بدعة "ترجمہ: یہ جو میناروں پر فجر اور جمعہ کے علاوہ اذان کے بعد (کیونکہ فجر اور جمعہ میں درود وسلام کو اذان پر مقدم کرتے ہیں اور مغرب میں وقت کی تنگی کے باعث پڑھتے ہی نہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں درود وسلام پڑھنا رائج ہے اسے سلطان صلاح الدین ایوبی نے ایجاد کیا ہے، بعض مؤرخین نے ذکر کیا ہے کہ اس کی ابتدا مصر اور قاہرہ میں 791ھ میں بعض معتقدین کی رائے کی وجہ سے ہوئی ہے، اس سے قبل کسی نے اس کی مخالفت نہیں کی کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ ہوسکتا سلطان صلاح الدین ایوبی کے وصال کے بعد لوگوں نے اسے اس تاریخ تک ترک کر دیا ہو، یا پھر یہ ہوسکتا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی نے فقط شب جمعہ درود پڑھنے کی اجازت دی ہو، بعض متأخرین نے اس کی تصویب بیان کی ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے اس کے موجد کو حسن نیت کی وجہ سے اجر ملے گا، اور اس کے قریب ہی ہمارے شیخ شیخ الاسلام زکریا کا قول ہے جو ان کے فتاوی میں ہے: اصل مستحب ہے اور کیفیت بدعت ہے۔

(الدرالمنضود فی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود، فائده، ج1، ص209، دارالمهاج،

جده)

مذاهب اربعه (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: "يَرَى الشَّافِعِيَّةُ وَالْحَنَابِلَةُ أَنَّ الصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُؤَذِّنِ بَعْدَ الْأَذَانِ سُنَّةٌ،.....وَاعْتَبَرَهُ الْحَنَفِيَّةُ وَالْمَالِكِيَّةُ بِدْعَةً حَسَنَةً وَقَدْ ذَكَرَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ الْبِشْبِيشِيُّ فِي رِسَالَتِهِ الْمُسَمَّاةِ بِالتُّحْفَةِ السَّنِيَّةِ فِي أَجْوِبَةِ الْأَسْئِلَةِ الْمَرْضِيَّةِ أَنَّ أَوَّل مَا زِيدَت الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ كُل أَذَانٍ عَلَى الْمَنَارَةِ زَمَنَ السُّلْطَانِ الْمَنْصُورِ حَاجِّيِّ بْنِ الْأَشْرَفِ شَعْبَانَ وَذَلِكَ فِي شَعْبَانَ سَنَةَ 791ه وَكَانَ قَدْ حَدَثَ قَبْل ذَلِكَ فِي أَيَّامِ السُّلْطَانِ يُوسُفَ صَلَاحِ الدِّينِ بْنِ أَيُّوبَ أَنْ يُقَال قَبْل أَذَانِ الْفَجْرِ فِي كُل لَيْلَةٍ بِمِصْرَ وَالشَّامِ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُول اللَّهِ وَاسْتَمَرَّ ذَلِكَ إِلَى سَنَةِ 777ه فَزِيدَ فِيهِ بِأَمْرِ الْمُحْتَسِبِ صَلَاحِ الدِّينِ الْبُرُلُّسِيِّ أَنْ يُقَال: الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُول اللَّهِ ثُمَّ جَعَل ذَلِكَ عَقِبَ كُل أَذَانٍ سَنَةَ 791ه ملتقطاً" **ترجمہ:** شوافع اور حنابلہ کے نزدیک مؤذن کا اذان کے بعد نبی اکرم رسول محتشم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدسہ میں ہدیۂ درود پیش کرنا سنت ہے، احناف اور مالکیہ کے نزدیک یہ ایک بدعت حسنہ ہے، شیخ احمد بشبیشی نے اپنے رسالے "تحفة السنية في اجوبة الاسئلة المرضيه" میں ذکر کیا ہے کہ سلطان منصور حاجی بن اشرف شعبان وہ پہلا آدمی ہے جس کے زمانے میں منارہ پر اذان کے بعد حضور احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں صلوۃ وسلام پڑھنے کا اضافہ ہوا، اور یہ 791ھ میں ہوا۔ جبکہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے دور حکومت میں یہ بات پہلے سے ہی رائج ہو چکی تھی کہ ہر رات فجر کی اذان سے پہلے مصر اور شام میں حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں یوں عرض کیا جائے: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُول اللَّهِ۔ یہ

معاملہ اسی طرح 777ھ تک چلتا رہا اسکے بعد صلاح الدین برلسی کے حکم سے اس میں یہ اضافہ کیا گیا: الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُول اللّٰهِ ۔ اس کے بعد 791ھ میں ہر اذان کے بعد رحمت عالمیان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیۂ درود پیش کرنے کا معمول ہو گیا۔

(الموسوعة الفقهية الكويتيه، النداء بالصلاةفی المنازل، ج2، ص362، دارالسلاسل، کویت)

مصر میں اذان کے بعد

مفتی عبدالرسول منصور سیالوی لکھتے ہیں: ''میں نے مصر میں پندرہ روز تک جس ہوٹل میں قیام کیا اس کے بالمقابل جامع الحسینی ہے، یہ وہ عظیم الشان مسجد ہے جس میں سیدنا حسین بن علی کا سر مبارک دفن ہے اور جس حجرے میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سر مبارک دفن ہے اس کے اوپر ایک پرشکوہ گنبد بنا ہوا ہے۔۔۔ ہر نماز کے وقت مؤذن اذان کے بعد بلند آواز سے چار یا پانچ مرتبہ ''الصلوۃ والسلام علیك یا سیدی یا رسول الله وعلیٰ الك یا سیدی یا حبیب الله '' کہہ کر نبی کریم اور آپ کی ال پاک پر فاتحہ شریف پڑھتا ہے۔''

(پندرہ روزہ ندائے اہل سنت لاہور، 16نومبر1992ء)

مسجدِ اقصیٰ میں اذان سے قبل اور بعد

مسجدِ اقصیٰ میں اذان سے قبل اور بعد صلوۃ وسلام ''الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله'' پڑھا جاتا ہے۔

(سفر نامہ مفتی احمدیار خان نعیمی رحمة الله علیه، ص284)

دمشق میں اذان کے بعد

دمشق میں بھی اکثر مساجد میں اذان کے بعد یوں سلام پڑھا جاتا ہے:

الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله ۔ (سفر نامہ اویسی، ص389)

بغداد میں اذان کے بعد

بغداد شریف میں اذان کے بعد ''الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله'' عربی لہجے میں پڑھتے ہیں۔''

(سفر نامہ اویسی، ص336)

درگاہِ غوثیہ میں اذان کے بعد

صبح درگاہِ غوثیہ یعنی غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف آ رہے تھے، اذان شروع ہوگئی، اذان کے بعد (مؤذن سے) ''الصلوۃ والسلام علیك یا سیدنا یا رسول الله، الصلوۃ والسلام علیك یا حبیبنا یا حبیب الله '' سن کر دل بہت خوش ہوا۔''

(سفر نامہ اویسی، ص104☆سفر نامہ مفتی احمدیار خان نعیمی، ص291)

نوٹ: اذان یا اقامت سے پہلے درود وسلام اس طرح پڑھیں کہ اذان و اقامت سے تھوڑا فاصلہ ہو یا یا درود شریف کی آواز آوازِ اذان و اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزءِ اقامت نہ معلوم ہو۔ امام اہل سنت مجدد دین وملت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''درود شریف قبلِ اقامت پڑھنے میں حرج نہیں مگر اقامت سے فصل چاہئے یا درود شریف کی آواز آوازِ اقامت سے ایسی جدا ہو کہ امتیاز رہے اور عوام کو درود شریف جزءِ اقامت نہ معلوم ہو۔''

(فتاوی رضویہ، ج5 ص385تا389، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ماخذ ومراجع

قرآن مجید، کلام الٰہی
(ترجمۂ قرآن کنزالایمان،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی1340ھ)

کتب التفاسیر

(تفسیر ابن عباس،لعبد اللہ بن عباس -رضی اللہ عنہما -(المتوفی68ھ)، مطبوعہ لبنان)
(تفسیر طبری ،المؤلف :محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب الآملی، أبو جعفر الطبری (المتوفی310ھ)،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)
(الوجیز،ابوالحسن علی بن احمد واحدی نیشاپوری(468ھ)، دارالقلم،بیروت)
(معالم التنزیل(تفسیر بغوی)،امام ابو محمد الحسین بن مسعود فراء بغوی متوفی 516ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
(تفسیر کشاف ،المؤلف :أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، الزمخشری جار اللہ (المتوفی538ھ)،دار الکتب العربی ،بیروت)
(تفسیرزادالمسیر،المؤلف :جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی597ھ)،دارالکتاب العربی،بیروت)
(مفاتیح الغیب(تفسیر کبیر) ،المؤلف :أبو عبد اللہ محمد بن عمر بن الحسن بن الحسین التیمی الرازی الملقب بفخر الدین الرازی(المتوفی606)، الناشر:دار إحیاء التراث العربی،بیروت)
(الجامع لأحکام القرآن للقرطبی،ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری قرطبی متوفی671 ھ،دارالکتاب العربی، بیروت)
(تفسیر نسفی ،المؤلف :أبو البرکات عبد اللہ بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی (المتوفی710ھ،دار الکلم الطیب ،بیروت)
(تفسیر الخازن،علاء الدین علی بن محمدبغدادی متوفی741 ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)

(تفسیر بیضاوی،ناصر الدین عبد اللہ ابو عمر بن محمد شیرازی بیضاوی متوفی 791ھ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)
(تفسیر قادری اردوترجمہ تفسیر حسینی،حسین بن علی کاشفی المتوفی841،مترجم فخرالدین احمد حنفی رزاقی قادری)
(تفسیر نیشا پوری (غرائب القرآن)،المؤلف :نظام الدین الحسن بن محمد بن حسین القمی النیسابوری (المتوفی850ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
(تفسیر جلالین ،امام جلال الدین محلی متوفی863 ھ وامام جلال الدین سیوطی متوفی 911ھ،دار الحدیث ،القاہرہ)
(الدر المنثور،امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)
تفسیر ابی سعود،المؤلف :أبو السعود العمادی محمد بن محمد بن مصطفی (المتوفی982ھ)،داراحیاء التراث العربی،بیروت)
(عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی (حاشیۃ الشہاب علی البیضاوی)،المؤلف : شہاب الدین أحمد بن محمد بن عمر الخفاجی المصری الحنفی (المتوفی1069ھ)،دارالکتب العلمیۃ، بیروت)
(روح البیان،مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی متوفی 1137ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
(الفتوحات الإلہیۃ(حاشیۃ الجمل علی الجلالین)،علامہ شیخ سلیمان جمل متوفی 1204ھ)
(تفسیر عزیزی،شاہ عبدالعزیزمحدث دہلوی(المتوفی1239ھ، مسلم بک ڈپو، لا ل کنواں ، دہلی)
(تفسیر صاوی ،احمد بن محمد صاوی مالکی خلوفی متوفی1241ھ،مکتبہ رحمانیہ،لاہور)
(روح المعانی،ابو الفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی 1270ھ، دار الفکر،بیروت)

(تفسیر عرائس البیان،تحت آیت﴿وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ﴾)
(تفسیر خزائن العرفان،صدرالفاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی (المتوفی1367ھ)،مطبوعہ ضیاء القرآن،لاہور)
(التفسیر المنیر للزحیلی،المؤلف :د وہبۃ بن مصطفی الزحیلی، دارالفکر،دمشق)

کتب الحدیث و شروح الحدیث

(الآثار لابی یوسف،المؤلف :أبو یوسف یعقوب بن إبراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتۃ الأنصاری (المتوفی182ہ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
مسند ابی داود الطیالسی،المؤلف :أبو داود سلیمان بن داود بن الجارود الطیالسی البصری (المتوفی204ہ)،دارالمعرفۃ، بیروت
(المصنف لعبد الرزاق،أبو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (المتوفی211ھ، المجلس العلمی، بیروت)
(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق،أبو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع الحمیری الیمانی الصنعانی (المتوفی211ھ،مؤسسۃ الشرف،لاہور)
(المصنف لابن أبی شیبۃ،حافظ عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی عبسی متوفی 235 ھ،دارالکتب العلمیہ،بیروت ومکتبۃ الرشد،الریاض والدار السلفیۃ، الہندیۃ)
(المسندللإمام أحمد بن حنبل،امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی 241ھ، مؤسسۃ الرسالہ،بیروت و المکتب الاسلامی ،بیروت)
(فضائل الصحابۃ لاحمدبن حنبل،امام احمد بن محمد بن حنبل متوفی 241ھ،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)
(مسند الدارمی(المعروف بسنن الدارمی)،المؤلف :أبو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بَہرام بن عبد الصمد الدارمی، التمیمی السمرقندی (المتوفی255ھ،دارالمحاسن للطباعۃ ، قاہرۃ)
(صحیح البخاری،امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ،

دارطوق النجاۃ،شاملہ وقدیمی کتب خانہ، کراچی)
الادب المفرد،المؤلف :محمد بن إسماعیل بن إبراہیم بن المغیرۃ البخاری، أبو عبد اللہ (المتوفی256ہ)،المکتبۃ الاثریۃ ،سانگلہ ہل)
(صحیح مسلم،امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ، داراحیاء التراث العربی،بیروت وقدیمی کتب خانہ، کراچی)
(سنن ابن ماجہ،امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی 273ھ، داراحیاء الکتب العربی،حلب وایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)
(سنن أبی داود،امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی 275ھ، آفتاب عالم پریس، لاہور)
(جامع ترمذی،امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی 279ھ، دارالفکر ، بیروت وقدیمی کتب خانہ ،کراچی)
(مسند بزار،المؤلف :أبو بکر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد بن عبید اللہ العتکی المعروف بالبزار (المتوفی 292ہ)،مکتبۃ العلوم والحکم، المدینۃ المنورہ
(مسند أبی یعلی،شیخ الاسلام ابو یعلٰی احمدبن علی بن مثنی موصلی متوفی 307ھ،مؤسسۃ علوم القرآن، بیروت)
(صحیح ابن خزیمہ،المؤلف :أبو بکر محمد بن إسحاق بن خزیمۃ بن المغیرۃ بن صالح بن بکر السلمی النیسابوری (المتوفی311ھ، المکتب الاسلامی ، بیروت)
(شرح معانی الآثار،المؤلف :أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک بن سلمۃ الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی 321ھ، ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)
(شرح مشکل الآثار للطحاوی،أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ بن عبد الملک بن سلمۃ الأزدی الحجری المصری المعروف بالطحاوی (المتوفی 321ھ،مؤسسۃ الرسالہ،بیروت)

(المعجم الكبيرللطبرانی،امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی 360ھ، المكتبة الفيصلية، بیروت ومكتبه ابن تیمیه،القاہرہ)
(المعجم الأوسط للطبرانی،امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی360ھ، مكتبة المعارف ،رياض ودارالحرمین،القاہرہ)
(الجامع الصغیر،امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی360ھ، المكتب الاسلامی ،بیروت)
عمل اليوم والليلة لابن سنى ،المؤلف :أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراہيم بن أسباط بن عبد الله بن إبراہيم بن بُدَيح، الدِّيْنَوَرِىُّ، المعروف بـ ابن السُّنِّی (المتوفی364ہ)،دارالقبلة للثقافة الاسلامیةومؤسسة علوم القرآن،بیروت)
(الكامل لابن عدی،امام ابو احمد عبداللہ بن عدی جرجانی، متوفیٰ 365ھ، دارالفكر، بیروت)
(سنن الدارقطنی،المؤلف :أبو الحسن علی بن عمر بن أحمد بن مہدی بن مسعود بن النعمان بن دينار البغدادی الدارقطنی (المتوفی385ھ،دارالمعرفة ،بیروت)
(المستدرك للحاكم،امام ابو عبد الله محمد بن عبد الله حاكم نيشاپوری متوفی405 ھ،دارالفكر ،بیروت ودار الكتب العلميه، بیروت)
(حلية الاولياء لابی نعيم،المؤلف :أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد بن إسحاق بن موسى بن مہران الأصبہانی (المتوفی 430ہ)،دارالكتاب العربی،بیروت
(السنن الكبرى ،المؤلف :أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البیہقی (المتوفی 458ھ، دارصادر ، بیروت)
(الاعتقاد للبیہقی،المؤلف :أحمد بن الحسين بن علی بن موسى الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بكر البیہقی (المتوفی 458ہ)،دارالآفاق الجديده ،بیروت)

(الفردوس بماثور الخطاب،حافظ ابو شجاع شيرويه بن شهرداربن شيرويه ديلمی ،متوفی509ھ،دارالكتب العلميه،بیروت
شرح السنة للبغوی،المؤلف :محيی السنة، أبو محمد الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء البغوی الشافعی (المتوفی 516ہ)،المكتب الاسلامی، بیروت
(مشكلاتِ مؤطا امام مالك،المؤلف :أبو محمد عبد الله بن محمد بن السيد البطليوسی (المتوفی521ہ)،دار ابن حزم،بیروت)
(تاریخ دمشق الكبير ،علامه علی بن حسن ، متوفیٰ 571ھ،داراحياء التراث العربی ،بیروت)
(الترغيب والترہيب،امام زكی الدين عبد العظيم بن عبد القوی منذری متوفی 656ھ،دارالكتب العلميه، بیروت)
(شرح النووی،امام محی الدين ابو زكريا يحيیٰ بن شرف نووی متوفی 676ھ، قدیمی كتب خانه، كراچی)
(مشكاة المصابيح،علامه ولی الدين تبريزی، متوفی742ھ،المكتب الاسلامی،بیروت و قدیمی كتب خانه ،كراچی)
(مجمع الزوائد،حافظ نور الدين علی بن ابی بكر ہيتمی متوفی 807ھ،مكتبة القدسی،القاہرہ وبیروت دارالكتاب بیروت)
(فتح الباری،امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ، داراحياء ا لتراث العربی،بیروت ودارالمعرفه،بیروت)
(عمدةالقاری ،امام بدرالدين ابومحمدمحمودبن احمدعينی، متوفیٰ855ھ،داراحياء ا لتراث العربی،بیروت ودارالكتب العلمية، بیروت)
(شرح السيوطی علی مسلم،امام جلال الدين بن ابی بكر سيوطی متوفی 911ھ،دارابن عفان للنشروالتوزيع،عرب)
(إرشاد الساری،شہاب الدين احمد بن محمد قسطلانی متوفی 923ھ، دارالكتب العلمية، بیروت)

(کنز العمال،المؤلف :علاء الدین علی بن حسام الدین ابن قاضی خان القادری الشاذلی الهندی البرہانفوری ثم المدنی فالمکی الشہیر بالمتقی الہندی (المتوفی975ھ،مؤسسة الرساله، بیروت)
(المرقاة،علامہ ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی 1014ھ،المکتبة الحبیبیہ کوئٹہ)
(فیض القدیر،المؤلف :زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری (المتوفی 1031ھ،دارالمعرفة ،بیروت)
(التیسیر شرح الجامع الصغیر،المؤلف :زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاہری (المتوفی1031)،مکتبة الامام الشافعی ،ریاض
(أشعة اللمعات،شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی 1052ھ،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)
(حاشیہ سندی علی سنن نسائی ،المؤلف :محمد بن عبد الہادی التتوی، أبو الحسن، نور الدین السندی (المتوفی 1138ھ)،المطبوعات الاسلامیہ،حلب)
(الترغیب والترهیب،امام زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری متوفی 1248ھ،مصطفی البابی ،مصر)
(نیل الاوطار،المؤلف :محمد بن علی بن محمد بن عبد الله الشوکانی الیمنی (المتوفی1250ھ)،دارالحدیث،مصر)
(مرأة المناجیح،حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی 1391ھ، نعیمی کتب خانہ،گجرات)
(نزهة القاری،علامہ مفتی محمدشریف الحق امجدی متوفی 1420ھ، برکاتی پبلشرز،کراچی)
(تعلیق مصطفی البغا علی البخاری،مصطفی البغا استاذ الحدیث جامعه

دمشق،دارطوق النجاة)

کتب العقائد

(الفقه الاکبر،المؤلف :ینسب لأبی حنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی بن ماه (المتوفی150ھ،مکتبة الفرقان،عرب)
(الروح لابن قیم،المؤلف :محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی751ھ)،دارالکتب العلمیه،بیروت)
(شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام،امام تقی الدین علی بن عبد الکافی سبکی متوفی 756ھ،نوریہ رضویہ،فیصل آباد)
(شرح الصدور ،المؤلف :عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی911ھ)،خلافت اکیڈمی منگورہ ،سوات)
(حقیقة السنة والبدعة،المؤلف :عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی911ھ)،مطابع الرشید)
(الیواقیت والجواہر ،عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمدشعرانی متوفی 973ھ ،داراحیاء التراث العربی ،بیروت)
(میزان الشریعة الکبریٰ،عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمدشعرانی متوفی 973ھ، دارالکتب العلمیة، بیروت)
(الاعلام بقواطع الاسلام ،المؤلف :أحمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الأنصاری، شہاب الدین شیخ الإسلام، أبو العباس (المتوفی 974ھ)،استنبول ترکی
(منح الروض الازهر،ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی 1014ھ،قدیمی کتب خانہ، کراچی)
(اصول الایمان لمحمد بن عبد الوہاب،المؤلف :محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان التمیمی النجدی (المتوفی 1206ھ)،وزارة الشئون الاسلامیہ والاوقاف،عرب)
(التوحید لابن عبد الوہاب،المؤلف :محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان

التمیمی النجدی (المتوفی1206ھ)،جامعہ ابن سعود،ریاض)
(تحفہ اثنا عشریہ ،شاہ عبد العزیز بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1239ھ، سہیل اکیڈمی ،لاہور)
(نبراس ،علامہ محمد عبد العزیز فَرہاری متوفی 1239ھ،مکتبہ حقانیہ ، ملتان)
(تقویۃ الایمان،المؤلف :إسماعیل بن عبد الغنی بن وَلی اللہ بن عبد الرحیم العُمری الدہلوی (المتوفی1246ھ)،داروحی القلم،دمشق)
(معتقد المنتقد،علامہ فضل الرسول بدایونی متوفی 1289ھ،برکاتی پبلشر، کراچی)
(الدولۃ المکیہ،النظر الاول،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی 1340ھ، مطبعہ اہل سنت،بریلی)
(جاء الحق،حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی 1391ھ،مکتبہ غوثیہ،کراچی)
(دراسات لتصوف،المؤلف :إحسان إلہی ظہیر الباکستانی (المتوفی 1407ھ،دارالامام المجددللنشر التوزیع)
(التحذیر من البدع،المؤلف :عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز (المتوفی 1420ھ) ،الرئاسۃ العامۃلادارات البحوث العلمیہ والافتا ء والدعوۃوا لارشاد)

کتب السیرة

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام،المؤلف :عبد الملک بن ہشام بن أیوب الحمیری المعافری، أبو محمد، جمال الدین (المتوفی213ھ)،دارابن کثیر ،بیروت)
(دلائل النبوۃ للبیہقی،أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی458 :ھ،دارالکتب العلمیۃ، بیروت)
(الروض الانف ،المؤلف :أبو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن أحمد السہیلی (المتوفی581ھ)،داراحیاء التراث العربی ،بیروت
(مجموع المتون،امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری متوفی 695ھ،

دولۃ قطر)
(ام القریٰ فی مدح خیر الوریٰ،امام شرف الدین محمد بن سعید بوصیری متوفی 695ھ،حزب القادریۃ، لاہور)
(السیرۃ النبویۃ لابن کثیر،المؤلف :أبو الفداء إسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی (المتوفی774،دارالمعرفۃ للنشر والتوزیع ،بیروت
(البدایۃ والنہایۃ،عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر دمشقی ،متوفیٰ 774ھ،داراحیاء التراث العربی،بیروت)
(الخصائص الکبری،امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی متوفی 911ھ،دار الکتب العلمیہ، بیروت وگجرات، الہند)
(انموذج اللبیب فی خصائص الحبیب،المؤلف :عبد الرحمن بن أبی بکر، جلال الدین السیوطی (المتوفی911ھ)،وزارۃالاعلام،جدہ)
(سبل الہدی،المؤلف :محمد بن یوسف الصالحی الشامی (المتوفی 942ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
(تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس،المؤلف :حسین بن محمد بن الحسن الدِّیار بَکْری (المتوفی966ھ)، مؤسسۃ شعبان، بیروت)
(الجوہر المنظم،شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی 974ھ، جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور)
(افضل القری لقراء ام القری،المؤلف :شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجرہیتمی (المتوفی974ھ)،المجمع الثقافی، ابو ظہبی)
(سیرت حلبیہ(انسان العیون)،المؤلف :علی بن إبراہیم بن أحمد الحلبی، أبو الفرج، نور الدین ابن برہان الدین (المتوفی 1044ھ،دارالکتب العلمیہ، بیروت)
(مدارج النبوۃ، الشیخ عبدالحق محدث دہلوی(1052ھ)،نوریہ رضویہ سکھر)
(اسعاف الراغبین فی سیرۃ المصطفیٰ والہ بیتہ الطاہرین علی ہامش الابصار،

فاضل محمد بن علی صبان مصری،دارالفکر ، بیروت)
نسیم الریاض فی شرح شفاء القاضی عیاض ،علامہ شہاب الدین خفاجی(المتوفی1069)،مرکز اہلسنت برکات رضا ،گجرات، ہند)
(مطالع المسرات،علامہ احمد بن محمد بن علی بن یوسف فاسی،مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)
(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیة ،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن أحمد بن شہاب الدین بن محمد الزرقانی المالکی (المتوفی1122،دارالمعرفة، بیروت)
(فیوض الحرمین،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1176 ھ)
(سرورالمحزون ترجمہ سیرت الرسول ،شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی 1176 ھ،مطبوعہ کراچی)

کتب التصوف

(احیاء العلوم،المؤلف :أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی505،مطبعة المشہد الحسینی ،قاہرہ)
(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم،القاضی ابو الفضل عیاض مالکی متوفی544 ھ،دارالفیحاء،عمان)
(بہجة الاسرار،امام نورالدین ابوالحسن علی شطنوفی قدس سرہ المتوفی713ھ)
(المواہب اللدنیة، المقصد الرابع، الفصل الثانی،شہاب الدین احمد بن محمد قسطلانی متوفی 932ھ،المکتب الاسلامی ،بیروت)
(شرح الشفاء لملاعلی قاری،ملا علی قاری ہروی حنفی متوفی 1014ھ، دارالکتب العلمیہ،بیروت)
(مکتوبات امام ربانی،مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی متوفی 1034ھ، نولکشور، لکھنئو)
(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیہ ،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن عبد

الباقی بن یوسف بن أحمد بن شہاب الدین بن محمد الزرقانی المالکی (المتوفی1122ھ، دارالمعرفة ،بیروت)
(الحدیقة الندیة،عبد الغنی بن اسمٰعیل نابلسی قدس سرہ القدسی 1141ھ،مکتبہ نوریہ رضویہ ،فیصل آباد)
(اتحاف السادة المتقین بحوالہ ابن حبان والحاکم،سید محمد بن محمدحسینی زبیدی ،متوفیٰ1205ھ،دارالفکر،بیروت)
مختارات من اجل الشعرفی مدح الرسول صلی اللہ علیہ وسلم،المؤلف : محمّد سَعید رَمضان البوطی(معاصر)، دارالمعرفہ،دمشق

کتب الفقہ واصول الفقہ

(ہدایہ،المؤلف :علی بن أبی بکر بن عبد الجلیل الفرغانی المرغینانی، أبو الحسن برہان الدین (المتوفی593ھ،مطبع یوسفی ،لکھنؤ)
(قواعد الاحکام فی مصالح الانام،المؤلف :أبو محمد عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام بن أبی القاسم بن الحسن السلمی الدمشقی، الملقب بسلطان العلماء (المتوفی660ھ)،مکتبة الکلیات الازہریہ،القاہرہ)
(المجموع شرح المہذب،المؤلف :أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی676ھ)،دارالفکر، بیروت)
(منہاج الطالبین،المؤلف :أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی676ھ)،دارالفکر،بیروت)
(مدخل لابن حاج،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشہیر بابن الحاج (المتوفی737ھ)،دارالتراث،بیروت
(التوضیح والتلویح،عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ متوفیٰ 792ھ ،مطبع میرمحمد ، کراچی)
(جامع الفصولین ،محمود بن اسرائیل بن عبدالعزیز ,ابن قاضی سماونہ(المتوفی 823ھ، اسلامی کتب خانہ ،کراچی)
(فتح القدیر،المؤلف :کمال الدین محمد بن عبد الواحد السیواسی المعروف

بابن الہمام (المتوفی861ھ)،مکتبہ، کوئٹہ)

(التقریر والتحبیر،المؤلف :أبو عبد الله، شمس الدين محمد بن محمد بن محمد المعروف بابن أمير حاج ويقال له ابن الموقت الحنفی (المتوفی 879،دارالفکر، بیروت)

(دررالحکام شرح غررالحکام،المؤلف :محمد بن فرامرز بن علی الشہیر بملا -أو منلا أو المولی -خسرو (المتوفی885ھ،دار احیاء الکتب العربیة،بیروت)

(الحاوی للفتاوٰی بحوالہ ابن حجر ،المؤلف :عبد الرحمن بن أبی بكر، جلال الدين السيوطی (المتوفی911)،دارالفکر ،بیروت)

(حسن المقصد فی عمل المولد،المؤلف :عبد الرحمن بن أبی بكر، جلال الدين السيوطی (المتوفی911ھ)

(فتاوٰی الرملی فی فروع الفقہ الشافعی ،المؤلف :شہاب الدين أحمد بن حمزة الأنصاری الرملی الشافعی (المتوفی 957ھ)، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

(تحفة المحتاج فی شرح النہاج،شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی 974ھ،المکتبة التجارية الکبری،مصر)

(فتاوٰی خیریہ ،علامہ خیرالدین رملی،دارالمعرفة للطباعة، بیروت)

(حاشیة الشروانی علی تحفة المحتاج فی شرح النہاج،علامہ عبد الحمید الشروانی، المکتبة التجارية الکبری،مصر)

(مراقی الفلاح علی ہامش الطحطاوی،المؤلف :حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی المصری الحنفی (المتوفی1069،نورمحمد کارخانہ تجارت ، کراچی)

(حاشیہ شبراملسی علی نہاية المحتاج،علامہ شبراملسی متوفی 1087ھ، دارالفکر،بیروت)

(مسلم الثبوت ،محب الله بن عبدالشکور بہاری(المتوفی 1119ھ،مطبع الانصاری، دھلی)

(فتاوٰی ہندیہ،المؤلف :لجنة علماء برئاسة نظام الدين البلخی (1161ھ)،نورانی کتب خانہ، پشاور)

(حاشية الجمل علی شرح منہج،المؤلف :سليمان بن عمر بن منصور العجيلی الأزہری، المعروف بالجمل (المتوفی1204ھ)، دارالفکر ، بیروت)

(حاشية البجيرعلی شرح المنہج،المؤلف :سليمان بن محمد بن عمر البُجَيْرَمِيّ المصری الشافعی (المتوفی1221ھ)،مطبعة الحلبی)

(الشرح الكبير،المؤلف :محمد بن أحمد بن عرفة الدسوقی المالكی (المتوفی1230ھ)،دارالفکر،بیروت)

(حاشية الطحطاوی علی الدر المختار،المؤلف :أحمد بن محمد بن إسماعيل الطحطاوی الحنفی -توفی1231ھ)،المکتبة لعربیہ کوئٹہ)

(فتاوی عزیزی،شاہ عبدالعزیزمحدث دہلوی(المتوفی1239ھ)

(القول المفيد فی أدلة الاجتہاد والتقليد،المؤلف :محمد بن علی بن محمد بن عبد الله الشوكانی اليمنی (المتوفی1250،دار القلم ،الكويت)

(ردالمحتار،محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ،دارالفکر،بیروت)

سل الحسام،محمد امین ابن عابدین شامی متوفی 1252ھ،سہیل اکیڈیمی ،لاہور)

(فتح العلی المالك فی الفتوی علی مذہب الامام مالك،المؤلف :محمد بن أحمد بن محمد عليش، أبو عبد الله المالكی (المتوفی 1299ھ)،دار المعرفة ،بیروت)

(الموسوعة الفقہیہ الکویتہ،وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية -الكويت، دارالسلاسل ،الكويت)

(فتاوی رضویہ ،اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان متوفی1340ھ، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(بہار شریعت،صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (المتوفی1367)،مکتبة المدینہ،کراچی)

(فتاوی امجدیہ،صدرالشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی (المتوفی 1367)،مکتبۂ رضویہ،کراچی)
(فتاوی مصطفویہ،مفتی اعظم ہند مصطفی رضاخان(المتوفی 1402)،شبیر برادرز،لاہور)

التراجم والطبقات

(الطبقات الکبریٰ لابن سعد ،المؤلف :أبو عبد الله محمد بن سعد بن منیع الهاشمی بالولاء ، البصری، البغدادی المعروف بابن سعد (المتوفی،230ھ، دارصادر، بیروت)
(التاریخ الکبیر ،امام ابو عبد الله محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ، دارالباز للنشروالتوزیع ،مکة المکرمة)
(معجم اسامی شیوخ ابی بکر اسماعیلی،المؤلف :أبو بکر أحمد بن إبراہیم بن إسماعیل بن العباس بن مرداس الإسماعیلی الجرجانی (المتوفی 371 ہ)، مکتبة العلوم و الحکم،مدینه منوره)
(الاستیعاب،المؤلف :أبو عمر یوسف بن عبد الله بن محمد بن عبد البر بن عاصم النمری القرطبی (المتوفی463ھ، دارالجیل،بیروت)
(تاریخ بغداد،المؤلف :أبو بکر أحمد بن علی بن ثابت بن أحمد بن مہدی الخطیب البغدادی (المتوفی463ہ)،دارالکتاب العربی،بیروت
(اسدالغابة ،المؤلف :أبو الحسن علی بن أبی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی الجزری، عز الدین ابن الأثیر (المتوفی 630ھ، دارالفکر، بیروت)
تہذیب الاسماء واللغات،المؤلف :أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی676ہ)،دارالکتب العلمیه،بیروت
(میزان الاعتدال فی نقدالرجل ،المؤلف :شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (المتوفی748ہ)،دارالمعرفة للطباعة، بیروت)

(تذکرة الحفاظ،المؤلف :شمس الدین أبو عبد الله محمد بن أحمد بن عثمان بن قَایْماز الذہبی (المتوفی748ہ)، دار الکتب العلمیة، بیروت)
(الاصابة فی تمییز الصحابة،المؤلف :أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی852ھ،دارالفکر ،بیروت)
سلك الدررفی اعیان القرن،المؤلف :محمد خلیل بن علی بن محمد بن محمد مراد الحسینی، أبو الفضل(المتوفی1206،دارالبشائر الاسلامیه ،دارابن حزم)

متفرق کتب

(قصیدة النعمان،المؤلف :امام ابوحنیفة النعمان بن ثابت بن زوطی بن ماه (المتوفی150ہ
(النکت الدالة علی بیان فی انواع العلوم والاحکام،المؤلف :أحمد محمد بن علی بن محمد الکَرَجی القصَّاب (المتوفی360ہ)، دارالنشر :دارالقیم دار ابن عفان)
(الصحاح ،المؤلف :أبو نصر إسماعیل بن حماد الجوہری الفارابی (المتوفی393ہ)،دار احیاء التراث العربی ،بیروت)
حیاة الانبیاء فی قبورہم للبیہقی،المؤلف :أحمد بن الحسین بن علی بن موسی الخُسْرَوْجِردی الخراسانی، أبو بکر البیہقی (المتوفی 458ہ)،مکتبة العلوم والحکم،المدینة المنوره)
(کیمیائے سعادت،المؤلف :أبو حامد محمد بن محمد الغزالی الطوسی (المتوفی505،انتشارات گنجینه ،ایران)
(التذکرہ فی الوعظ،المؤلف :جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی597ہ)، دارالمعرفه،بیروت)
(تلبیس ابلیس،المؤلف :جمال الدین أبو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی597ہ)،دارالفکر للطباعة والنشر، بیروت)
(میلادالنبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم،محدث ابن جوزی رحمة الله علیه(

متوفی 597 ھ)،اسلامك بكس،لاہور)
(بوستان،شیخ سعدی)
(تعلیم المتعلم،علامہ مولانا امام برہان الدین زرنوجی المتوفی610ھ، مطبع علیمی، دہلی)
(الاذکار للنووی،المؤلف :أبو زکریا محیی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی676ه)،دارالفکر للطباعة والنشر،بیروت)
(العقیدة الواسطیة لابن تیمیه،المؤلف : ابن تیمیة الحرانی الحنبلی الدمشقی (المتوفی728ه)،اضواء السلف، ریاض)
(جلاء الافہام،المؤلف :محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی751ه)، دارالعروبہ، الکویت)
(ہدایة الحیاری فی اجوبة الیہود والنصاری،المؤلف :محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی751ه)، دارالقلم، جده)
(تحفة المودود باحکام المولود،المؤلف :محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیة (المتوفی751،مکتبہ دارالبیان،دمشق)
(جواہر الاولیاء،سید جلال الدین بخاری رحمة اللہ علیہ (متوفی785ھ)،مطبوعہ اسلام آباد)
(اصلی جواہر خمسہ کامل،شیخ محمد غوث گوالیاری،مطبوعہ کراچی)
(حیوة الحیوان الکبریٰ،المؤلف :محمد بن موسی بن عیسی بن علی الدمیری، أبو البقاء ، کمال الدین الشافعی (المتوفی808ه)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
(حصن حصین ،المؤلف :شمس الدین أبو الخیر ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف (المتوفی833ه)،دارالقلم،بیروت)
(المستطرف فی کل فن مستطرف،المؤلف :شہاب الدین محمد بن أحمد بن منصور الأبشیہی أبو الفتح (المتوفی852،عالم الکتب،بیروت
(الامتاع بالاربعین المتباینة السماع،امام ابن حجر عسقلانی رحمة اللہ علیہ

(متوفی852ھ)،دارالکتب العلمیہ،بیروت)
(المطالب العالیہ بزوائد المسانیدلابن حجر عسقلانی،المؤلف :أبو الفضل أحمد بن علی بن محمد بن أحمد بن حجر العسقلانی (المتوفی852ه)، دارالعاصمة،عرب)
نفحات الانس،امام عبد الرحمٰن بن احمد الجامی 898ھ)
(المقاصد الحسنة،المؤلف :شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوی (المتوفی902ھ،دارالکتاب العربی،بیروت)
(القول البدیع فی الصلوة علی الحبیب،المؤلف :شمس الدین أبو الخیر محمد بن عبد الرحمن بن محمد السخاوی (المتوفی902ھ،دارالریان للتراث
(وفاء الوفا ،المؤلف :علی بن عبد الله بن أحمد الحسنی الشافعی، نور الدین أبو الحسن السمہودی (المتوفی911،دارالکتب العلمیہ ،بیروت)
(ثبت ابو جعفر احمدبن علی،شیخ ابو جعفراحمدبن علی(متوفی 938ھ)، دارالغرب الاسلامی، بیروت)
(تنزیہ الشریعة ،باب ذکر البلدانج والایام ،المؤلف :نور الدین، علی بن محمد بن علی بن عبد الرحمن ابن عراق الکنانی (المتوفی 963ه)، دارالکتب العلمیہ، بیروت)
(لوا قح الانوار فی طبقات الاخیار ، عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمدشعرانی متوفی 973ھ،مصطفٰی البابی ،مصر)
(کشف الغمة عن جمیع الأمة،عبدالوہاب بن احمد بن علی بن احمدشعرانی متوفی 973ھ،درالفکر ،بیروت)
(الدرالمنضود فی الصلاة والسلام علی صاحب المقام المحمود،المؤلف : أحمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الأنصاری، شہاب الدین شیخ الإسلام، أبو العباس (المتوفی974ه)، دارالمہاج، جده)
(نزہة الخاطر الفاتر ،علامہ ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی 1014ھ،فیصل آباد)

(الزبدة العمدةشرح البردة تحت شعرو واقفون لديه عندحدّهم ،علامه ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی1014ھ، جمعیة علماء، سکندریه خیر پور)

(شرح عین العلم،علامه ملا علی بن سلطان قاری ،متوفی 1014ھ،مطبع اسلامیه،لاہور)

(ماثبت بالسنة،عبدالحق محدث دہلوی(المتوفی 1053)، دار الاشاعت کراچی)

(اخبارالاخیار ،عبدالحق محدث دہلوی(المتوفی 1053)،ممتاز اکیڈمی ،لاہور)

(جذب القلوب،عبدالحق محدث دہلوی(المتوفی1053))

زبدۃ الاسرار،عبدالحق محدث دہلوی(المتوفی1053)،بکسلنگ کمپنی، بمبئی)

(الکواکب السائره،نجم الدین محمد بن محمد الغزی رحمة الله علیه (متوفی1061ھ)،دارالکتب العلمیه، بیروت)

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم،شاه ولی الله محدث دہلوی متوفی 1176 ھ،مطبع مجتبائی ،دہلی)

(عقد الجواہر فی مولدالنبی الازہر،علامہ سید جعفر برزنجی مدنی (المتوفی1177ھ)،جامعه اسلامیه، لاہور

(القول الجمیل،شاه ولی الله محدث دہلوی متوفی 1176 ھ،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

(الانتباه فی سلاسل الاولیاء،شاه ولی الله محدث دہلوی متوفی 1176 ھ)،مطبوعه کراچی)

(تاج العروس،المؤلف :محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسینی، أبو الفیض، الملقّب بمرتضی، الزَّبیدی (المتوفی1205ه)،داراحیاء التراث العربی، بیروت)

(الفتوحات الاحمدية بالمنح المحمدية شرح الهمزية،المؤلف :سليمان بن

عمر بن منصور العجيلي الأزہری، المعروف بالجمل (المتوفى 1204ه)، جماليه ،قاهره)

(اورادِ فتحیه، سید علی کبیر ہمدانی)

(الکواکب الدرية فی مدح خیر البرية (قصیده برده)،المؤلف :سلیمان بن خالد الحربی ،مرکز اہلسنت گجرات، الہند)

(شرح خرپوتی علی البرده،علامه عمر بن احمد الخرپوتی،نورمحمد اصح المطالع کارخانه تجارت کتب، کراچی)

(شفاء العلیل ترجمه القول الجمیل،شاه عبد العزیز بن شاه ولی الله محدث دہلوی متوفی 1239ھ،ایچ ایم سعید کمپنی ،کراچی)

(تقوية الایمان،اسماعیل دہلوی متوفی1246ھ،مطبع علیمی اندرون لوہاری دروازه، لاہور)

(زبدة النصائح،اسماعیل دہلوی متوفی1246ھ)

(تحفة الذاکرین بعدة الحصن الحصین،المؤلف:محمد بن علی بن محمد بن عبد الله الشوکانی الیمنی (المتوفی1250ہـ)،دارالقلم،بیروت)

(تحذیر الناس،محمد قاسم نانوتوی متوفی 1297ھ)

(قصائد قاسمی،محمد قاسم نانوتوی متوفی 1297ھ)

(آب حیات،محمد قاسم نانوتوی متوفی 1297ھ)

(اعانة الطالبین علی حل الفاظ فتح المعین،علامه ابوبکر المشہور بالبکری (متوفی1301ھ)،دارالفکر للطباعة ولنشر والتوزیع،بیروت)

(مسامرات الظریف بحسن التعریف،شیخ محمد بن عثمان السنوسی (متوفی 1318ھ)،مکتبه شامله)

(تالیفات رشیدیه،رشید احمد گنگوہی(المتوفی1323ھ)،مطبوعه لاہور)

(امداد السلوك،رشید احمد گنگوہی(المتوفی1323ھ)

(حدائق بخشش،اعلیٰ حضرت امام احمدرضا خان متوفی1340،ناشر اکبر بك سیلرز،لاہور)

(ملفوظات مہریہ،مہر علی شاہ صاحب(المتوفی 1356ھ)،مطبوعہ گولڑہ شریف)
(ضیاء القلوب مشمولہ کلمات امدادیہ،حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (المتوفی1317ھ)،مطبوعہ کراچی)
(شمائم امدادیہ،امداداللہ مہاجر مکی(المتوفی1317ھ)
(فیصلہ ہفت مسئلہ،حاجی امداد اللہ مہاجر مکی(المتوفی 1317ھ)، مطبوعہ قیمی پریس،کانپور)
(شکر النعمۃبذکر الرحمہ،اشرفعلی تھانوی(متوفی1362ھ)
(نشر الطیب فی ذکر ابن الحبیب،اشرفعلی تھانوی(متوفی 1362ھ)، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی،کراچی)
(امداد الفتاوی،اشرفعلی تھانوی(متوفی1362ھ)
(تکمیل الیقین،اشرفعلی تھانوی(متوفی1362ھ)،مطبوعہ ہندستان پرنٹنگ پریس)
(ماہنامہ الخیر مناظر اسلام،اشرفعلی تھانوی(متوفی1362ھ)
(براہین قاطعہ،خلیل احمد انبیٹھوی سہارن پوری متوفی1346ھ)
(المہمند،خلیل احمد انبیٹھوی سہارن پوری متوفی1346ھ)
(ہدیتہ المہدی ،وحید الزمان(متوفی1348ھ)، میور پریس ،دہلی)
(فتح الملہم،شبیر احمد عثمانی(1949ء)
(شہاب ثاقب ،حسین احمد مدنی،مطبوعہ دیوبند)
(سفر نامہ مفتی احمدیار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ،مفتی احمدیار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی1391ھ))
(شواہد الحق ،علامہ یوسف نبہانی)
(فضائل درود شریف، شیخ محمد زکریا)
(فتاوی اللجنۃ الدائمہ،ادارۃ البحوث العلمیہ والافتاء،الادارۃ العامۃ،ریاض)
(درود شریف پڑھنے کا شرعی طریقہ،سرفراز گکھڑوی ،مطبوعہ گوجرانوالہ)

(اصلاحی خطبات،تقی عثمانی،مطبوعہ کراچی)
(پندرہ روزہ ندائے اہل سنت لاہور،مفتی عبدالرسول منصور سیالوی)
(رسالہ ماہنامہ حرمین جہلم ،صلاح الدین یوسف)
(انقلاب حقیقت،صاحبزادہ محمد عمر،مطبوعہ مرکز الاولیاء لاہور)
(سفر نامہ اویسی،حضور فیض ملت علامہ مولانا فیض احمد اویسی (المتوفی1431ھ)